113

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 3-نومبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرارداد یں)

(مورخہ 20-اکتوبر 2009 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں بالخصوص
صوبائی دارالحکومت لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ایمرجنسی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے خواتین ایمرجنسی علیحدہ کی جائے اور اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ خواتین ایمرجنسی میں صرف اور صرف لیڈی ڈاکٹر اور لیڈیز سٹاف ہی تعینات کیا جائے۔

(موجودہ قرارداد یں)

1. چودھری ظہیر الدین خان:
جناب محمد محسن خان لغاری:
جناب محمد یار ہراج:
سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:
یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بلوچستان اور پنجاب کے سنگم پر واقع فورٹ منرو کے علاقہ میں کیڈٹ کالج قائم کیا جائے جس میں طلبا کا داخلہ مذکورہ دونوں صوبوں کے مابین برابری کی بنیاد پر ہو، تاکہ بھائی چارے اور یک جہتی کی فضا کو فروغ دیا جا سکے اور دونوں صوبوں کے عوام میں مفاہمت کے جذبے کو تقویت ملے۔

2. چودھری مونس الٰہی: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت جلد از جلد سرکاری ہسپتالوں کیلئے ایک چیکنگ سیل (Checking Cell) قائم کرے جو مریضوں کی

ڈاکٹر سامیہ امجد:
ڈاکٹر محمد افضل:
جناب شیر علی خان:

شکایات پر فوری ایکشن (Action) لے تاکہ سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی روز بروز بڑھتی ہوئی لاپرواہی، غفلت اور غیر ذمہ داری پر قابو پایا جاسکے اور مریضوں کو صحیح معنوں میں Relief مل سکے۔

114

3. میاں محمد شفیق ارائیں: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کی کم از کم Sittings، 70 دن کی بجائے 100 دن کی جائیں۔

4. شیخ علاؤالدین: اس ایوان کی رائے ہے کہ حالیہ لوڈشیڈنگ کے باعث بجلی کی بچت کیلئے اور دہشت گردی کے پیش نظر شادی بیاہ اور اس کی تمام رسومات کے فنکشن اور دیگر سرکاری وغیر سرکاری تقریبات، شادی ہالز، پارکوں، ہوٹلوں، سڑکات اور دیگر کھلی جگھوں پر رات دس بجے کے بعد منعقد کرنے پر پابندی عائد کی جائے۔ خلاف ورزی پر قانون کے مطابق سزا دی جائے۔

5. محترمہ زوبیہ رباب ملک: اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد ہاؤسنگ کالونی میں ملنے والے گھروں کی ماہانہ قسط کی کٹوتی اپنی صوابدید کے مطابق کروانے کی اجازت دی جائے تاکہ بوقت ریٹائرمنٹ اس پر کم سے کم بوجھ رہ جائے۔

115

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پندرھواں اجلاس

منگل، 3۔نومبر 2009

(یوم الثلاثہ، 14۔ذیقعد 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 18 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُقَدِّمُواْ بَيۡنَ يَدَيِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ
ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٞo يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ
ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجۡهَرُواْ لَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ أَن تَحۡبَطَ أَعۡمَٰلُكُمۡ
وَأَنتُمۡ لَا تَشۡعُرُونَo إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصۡوَٰتَهُمۡ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ أُوْلَٰٓئِكَ
ٱلَّذِينَ ٱمۡتَحَنَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُمۡ لِلتَّقۡوَىٰۚ لَهُم مَّغۡفِرَةٞ وَأَجۡرٌ عَظِيمٌo إِنَّ ٱلَّذِينَ
يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ ٱلۡحُجُرَٰتِ أَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُونَo

سورۃ الحجرات آیات 1 تا 4

مومنو! کسی بات کے جواب میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سنتا، جانتا ہےo اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اُونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہوo جو لوگ پیغمبر خدا کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزما لئے ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہےo جو لوگ تم کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیںo

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر
سرور انبیاء تیری کیا بات ہے
والی دو جہاں اک تیری ذات ہے
اے حبیب خدا تیری کیا بات ہے
حضرت آمنہ کے دُلارے نبی
غمزدہ اُمتوں کے سہارے نبی
روز محشر کہے گی یہ خلق خُدا
سب کے مشکل کشا تیری کیا بات ہے
رحمت دو جہاں کا خزینہ ملے
جب گلے سے ہوائے مدینہ ملے
عرشیوں کی ندا فرشیوں کی صدا
اے در مصطفےٰ ﷺ تیری کیا بات ہے
یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر
سرور انبیاء تیری کیا بات ہے
والی دو جہاں اک تیری ذات ہے
اے حبیب خدا تیری کیا بات ہے

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔آج وقفہ سوالات شروع کرنے سے پہلے میں معزز ممبران سے ایک بات کہنی چاہوں گا کہ ہر دفعہ 34 سے 40 سوالات ہوتے ہیں جبکہ ہمیشہ چار یا پانچ سوالات take up ہوتے ہیں اور باقی رہ جاتے ہیں۔ جن معزز ممبران نے محنت کر کے سوالات دیئے ہوتے ہیں، ضمنی سوالات زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کے سوالات take up نہیں ہو پاتے۔اس طرح ان کا اپنے سوال کا جواب لینے کا استحقاق مارا جاتا ہے۔اس حوالے سے precedents موجود ہیں۔rule-55 کے اندر سوال پوچھنے کا طریقہ اور rule-56 کے اندر ضمنی سوال کو define کیا گیا ہے۔ ہم سے پہلے یہ precedents ہیں کہ ایک ضمنی سوال کرنے کی اجازت دی جاتی تھی تاکہ زیادہ سے زیادہ سوالات House میں take up ہو سکیں تو میری معزز ممبران سے یہ گزارش ہے کہ آج صرف ایک ضمنی سوال کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

اب وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے۔آج کے ایجنڈا پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں۔ سب سے پہلے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا سوال ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ان کے ایماء پر سوال نمبر 983۔(معزز رکن نے سیدہ بشری نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 983 دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

درخواست کنندگان کو بغیر ٹیسٹ ڈرائیونگ لائسنس جاری کرنا

*983: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موٹر سائیکل لائسنس بغیر تحریری و عملی امتحان جاری کر دیئے جاتے ہیں، اگر جواب نفی میں ہے تو پھر شاہرات پر سب سے زیادہ ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے موٹر سائیکل سوار کیوں دکھائی دیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبے کے بیشتر اضلاع میں ٹریکٹر اور ایچ ٹی وی ڈرائیونگ لائسنس حاصل کرنے والوں کو خدا ترسی کرتے ہوئے بغیر کسی تحریری اور عملی امتحان کے، ڈرائیونگ لائسنس جاری کر دیئے جاتے ہیں جو بعد میں جان لیوا حادثات کا موجب بنتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت صوبے میں ڈرائیونگ لائسنس کے اجرا کے طریقے کو بہتر اور آسان بنانے کے لئے مؤثر حکمت عملی اپنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اس سلسلے میں کیا تجاویز زیر غور ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) موٹر سائیکل کے لائسنس کے حصول کے لئے روڈ ٹیسٹ اور سائن ٹیسٹ لیا جاتا ہے جس میں امیدوار کو خود حاضر ہونا پڑتا ہے ان میں کچھ پاس ہو جاتے ہیں اور چند فیل ہو جاتے ہیں اور پاس کنندگان کو لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔ لائسنس یافتہ موٹر سائیکل سوار قانون کی خلاف ورزی کم کرتے ہیں۔ شاہرات پر زیادہ تر کم عمر موٹر سائیکل سوار قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں جن کے خلاف ٹریفک پولیس نے 08-01-01 سے 08-08-03 تک کم عمر ڈرائیوروں کے خلاف 6858 چالان کئے ہیں۔

(ب) جناب عالی! HTV ڈرائیونگ لائسنس اور ٹریکٹر ڈرائیونگ لائسنس کے حصول کے لئے ناخواندگی اور غربت کی بناء پر خدا ترسی کر کے لائسنس جاری نہ کیا جاتا ہے۔ قانون کو مدنظر رکھ کر ڈرائیونگ لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔ روڈ ٹیسٹ اور سائن ٹیسٹ لیا جاتا ہے جس میں امیدوار کو خود حاضر ہونا پڑتا ہے۔ HTV ڈرائیونگ لائسنس کا شمار کمرشل لائسنس میں ہوتا ہے جن کے ٹیسٹ کے لئے باقاعدہ ایک بورڈ ہوتا ہے جو ڈی ایس پی ٹریفک اور MVE پر مشتمل ہوتا ہے۔

(ج) جو بھی حکومت کی پالیسی ہوتی ہے اس کے مطابق امتحان لیا جاتا ہے۔ لائسنس کے حصول کا طریق کار نہایت ہی آسان ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(الف) میں موٹر سائیکل لائسنس کے بارے میں پوچھا گیا تھا اور اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "امیدوار کو خود حاضر ہونا پڑتا ہے اور امتحان میں حاضر ہونے کے بعد ان کو لائسنس جاری کئے جاتے ہیں"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس امتحان میں کتنے فیصد لوگ فیل ہوتے ہیں؟ اگر سو لوگ امتحان دیتے ہیں تو کیا ان میں سے چالیس، ساٹھ یا اسی لوگ پاس ہو رہے ہیں یعنی اس کی average کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب میں جو بتایا گیا ہے میں وہ معزز رکن کی information کے لئے پڑھ دیتا ہوں کہ "موٹر سائیکل کے لائسنس کے حصول کے لئے روڈ ٹیسٹ اور سائن ٹیسٹ لیا جاتا ہے جس میں امیدوار کو خود حاضر ہونا پڑتا ہے۔ ان میں کچھ پاس ہو جاتے ہیں اور چند فیل ہوتے ہیں۔ پاس کنندگان کو لائسنس جاری کیا جاتا ہے"۔ سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ موٹر سائیکل لائسنس بغیر تحریری و عملی امتحان جاری کر دیئے جاتے ہیں اگر جواب نفی میں ہے تو پھر شاہرات پر سب سے زیادہ ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے موٹر سائیکل سوار کیوں دکھائی دیتے ہیں؟ غالباً فیصد کا ذکر سوال کے جز(الف) میں تو نہیں ہے۔ اگر لغاری صاحب فیصد معلوم کرنا چاہتے ہیں تو میں information لے کر ان کو مہیا کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، سوال میں تو اس کا ذکر نہیں ہے لیکن وزیر قانون صاحب آپ کو یہ information مہیا کر دیں گے۔ اب اگلا سوال نمبر 985 سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, on her behalf Q. No. 985.

(معزز رکن نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 985 دریافت کیا)

خانیوال تا رحیم یار خان جی ٹی روڈ پر پولیس تعیناتی

*985: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خانیوال تا رحیم یار خان ہائی وے، جی ٹی روڈ اور دیگر اہم شاہرات پر patrolling کے لئے پولیس تعینات نہیں کی گئی اور اگر کی گئی ہے تو اس کی تعداد ناکافی ہے اور عوام کے تحفظ اور مدد کو بروقت ممکن بنانا ان کے بس کی بات نہیں؟

(ب) حکومت جنوبی پنجاب کے عوام کو تحفظ کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے Motorway Police کی طرز پر کوئی فورس ان علاقہ جات میں تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) گزارش ہے کہ خانیوال سے لودھراں کے درمیانی فاصلہ تقریباً 96 کلو میٹر کے درمیان درج ذیل پٹرولنگ پوسٹیں فرائض سرانجام دے رہی ہیں:۔

1۔ چک نمبر R۔10/159 ضلع خانیوال (خانیوال۔بہاول پور روڈ)

2۔ قطب پور ضلع لودھراں (دنیاپور۔خانیوال روڈ)

3۔ رکن پور ضلع لودھراں (خانیوال۔لودھراں روڈ)

ضلع لودھراں سے رحیم یار خان کا درمیانی فاصلہ تقریباً 317 کلو میٹر ہے جس کے درمیان کوئی پٹرولنگ پوسٹ واقع نہ ہے چونکہ یہ سڑک NH&MP کے دائرہ اختیار میں آتی ہے۔

علاوہ ازیں درج ذیل پٹرولنگ پوسٹیں بھی درج ذیل شاہراہوں پر فرائض سرانجام دے رہی ہیں:۔

بستی ملوک ضلع ملتان (ملتان۔بہاولپور روڈ)

موضع کھوئی والا ضلع خانیوال (خانیوال۔ملتان روڈ)

درج ذیل اضلاع کی پٹرولنگ پوسٹوں کی تفصیل اس طرح ہے جو اضلاع کی دیگر شاہرات پر قائم کی گئی ہیں۔

1۔	ضلع خانیوال	آپریشنل پوسٹوں کی تعداد=4
		زیر تعمیر پوسٹوں کی تعداد=5
2۔	ضلع ملتان	آپریشنل پوسٹوں کی تعداد=5
		زیر تعمیر پوسٹوں کی تعداد=5
3۔	ضلع لودھراں	آپریشنل پوسٹوں کی تعداد=4
		زیر تعمیر پوسٹوں کی تعداد=4
4۔	ضلع بہاولپور	آپریشنل پوسٹوں کی تعداد=10
		زیر تعمیر پوسٹوں کی تعداد=7

5۔ضلع رحیم یار خان آپریشنل پوسٹوں کی تعداد=11
زیر تعمیر پوسٹوں کی تعداد=9

(ب) 83 پٹرولنگ پوسٹیں جنوبی پنجاب یعنی ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ریجنز میں آپریشنل ہیں اور 67 پٹرولنگ پوسٹیں زیر تعمیر ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ "حکومت جنوبی پنجاب کو عوام کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے Motorway Police طرز کی کوئی فورس ان علاقہ جات میں تعینات کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ 83 پٹرولنگ پوسٹیں جنوبی پنجاب یعنی ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ریجنز میں آپریشنل ہیں اور 67 پٹرولنگ پوسٹیں زیر تعمیر ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے اندر کتنی پوسٹیں آپریشنل ہیں اور کتنی زیر تعمیر ہیں اور ان پوسٹوں کی location کے بارے میں بھی بتادیں کہ کوئی پوسٹیں دو دو چار چار کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں یعنی پاس پاس ہی ہیں اور کہیں دور دور تک یہ پوسٹیں نہیں ہیں تو ان کی selection کا criteria کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ بالکل ہی نیا سوال ہے کیونکہ اس میں آپ نے criteria کے بارے میں پوچھا ہے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ آپ کو پتا ہی ہے کہ یہ پولیس پوسٹیں پچھلے دور میں بنی تھیں تو اس دور میں کسی بھی بات کا کوئی criteria نہیں تھا تو ان پولیس پوسٹوں کا کیا criteria ہونا تھا؟ جہاں کسی کا دل کیا انہوں نے یہ بنادی ہیں۔ ضلع خانیوال، ملتان، لودھراں، ضلع بہاولپور اور ضلع رحیم یار خان سے متعلق پوچھا گیا تھا تو یہاں اس کے متعلق درج ہے چونکہ ڈیرہ غازی خان سے متعلق لغاری صاحب کا اپنا interest ہے تو میں آج ہی اس کے بارے میں ان کو information لے دیتا ہوں۔

جناب محمد جمیل شاہ: جناب سپیکر! انہوں نے بتایا ہے کہ خانیوال میں چار پولیس پوسٹیں آپریشنل ہیں اور پانچ زیر تعمیر ہیں تو میں منسٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ایک سال ہو گیا ہے یہ پانچ پولیس پوسٹیں بھی مکمل ہیں لیکن ان پر ابھی تک عملہ تعینات نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں وصولی کی تاریخ 9۔اکتوبر ہے بلکہ اچھی بات ہے کہ اگر 9۔اکتوبر کے بعد وہ پانچ complete ہو چکی ہیں تو جہاں پر یہ پولیس پوسٹیں complete ہو چکی ہیں تو ان پر عملہ فوری طور پر تعینات ہونا چاہئے۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو buildings تعمیر ہو چکی ہوتی ہیں تو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے ان کے handover کا معاملہ ہوتا ہے اور بعض اوقات ان تعمیرات میں کوئی نقائص ہوتے ہیں جس وجہ سے انہیں handover کرنے پر تھوڑا problem ہوتا ہے تو یہاں پر اس قسم کا کوئی problem چل رہا ہے لیکن اس کو جلد sort out کروالیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ سے میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ دیکھیں کہ سال کے بعد سوالات کے جوابات آتے ہیں تو ان کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ آپ ڈپٹی سپیکر ہیں تو آپ ایک کمیٹی بنائیں جو اس کو affective کرے اور ہر نئے اجلاس میں fresh business آنا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ایوان کا consensus ہو تو ٹھیک ہے جس طرح سے اجلاس کے بعد Adjournment Motions lapse کر جاتی ہیں اور اگلے اجلاس میں نئی motions کے جوابات آتے ہیں۔ سینئر منسٹر صاحب کی یہ بات واقعی درست ہے کہ ایک سال پہلے پوچھے گئے سوال کا جواب دس ماہ پہلے یا گیارہ ماہ پہلے آیا ہے تو آج اس کی وہ relevancy نہیں رہتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ معاملہ متعلقہ کمیٹی کو refer کر دیتے ہیں، وہ اس پر rules بنا کر ایوان کو اس بارے میں اعتماد میں لے لے اور پھر ہم اس کو باقاعدہ part of the Assembly business بنالیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بہت عرصے سے یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ ہماری اسمبلی کے Number of days and period of time کم ہے۔ ہم کئی دفعہ point of orders پر تین تین گھنٹے لگا دیتے ہیں تو اس حوالے سے amendment لائی جائے اور لاء منسٹر صاحب اس کا باقاعدہ workout کریں کیونکہ یہ صوبہ بڑا ہے اور اس کے ممبران بھی زیادہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل valid ہے۔ پہلے ہم business complete کر لیں، جیسے ہی Question Hour ختم ہوتا ہے میں اس پر بات کرنے کا بالکل ٹائم دوں گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ Law & Parliamentary Committee کو already کافی matters refer ہوئے ہیں ان

کے اندر یہ matter بھی ہے۔لغاری صاحب جانتے ہیں کہ اس کے اندر یہ amendments گئی ہوئی ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے اس میں صرف یہ add کرنا ہے کہ یہ کسی طرح بھی feasible نہیں ہے کہ یہ ایک سال پرانا business ہے اس لئے اس کو lapse کر دیا جائے۔یہاں باری ہی بڑی مشکل سے آتی ہے اور مسائل کو اس طرح invalidate نہیں کیا جا سکتا۔ بات یہ ہے کہ ہم زیادہ ٹائم دیں. We should be willing to work کیونکہ ہم تنخواہ لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! میں نے آپ کے آنے سے پہلے کہا تھا کہ یہ Question Hour ہے، پلیز تشریف رکھیں۔اب اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس وقت محکمہ داخلہ کے سوالات کا ٹائم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا سوال ان questions سے related ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ میری بات سن لیں اگر اس سے related نہ ہوا تو میں بیٹھ جاؤں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، غلط point of orders سے اس اسمبلی کا زیادہ ٹائم ضائع ہوتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اگر یہ چیز ان questions سے related نہیں ہے تو پھر میں اس کے لئے بعد میں ٹائم دوں گا. rules are rules وہ سب کے لئے ایک ہیں۔(قطع کلامیاں)

آپ کو میں بعد میں ٹائم دوں گا ناں۔آپ پلیز بیٹھ جائیں، میں آپ کو بعد میں ٹائم دیتا ہوں۔میں Question Hour کے دوران point of order بالکل نہیں دوں گا۔جی، راحیلہ خادم حسین!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میرا سوال نمبر 1207 ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں فنڈز کے استعمال کی تفصیلات

*1207: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کو غیر ملکی فنڈز بھی ملتے رہے ہیں، 2003 تا 2007 کی تفصیل سے سال وار آگاہ کریں؟

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں استعمال ہونے والے فنڈز کو کس کس شعبے میں استعمال کیا گیا اور کیا ان فنڈز کا آڈٹ بھی کروایا گیا ہے تو رپورٹ لف کریں؟

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے مزید جو اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں ان کی تفصیل سے بھی آگاہ کریں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بیورو میں غلط استعمال ہونے والے فنڈز پر کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کو مختلف مدوں میں مختلف ایجنسیوں سے فنڈز ملتے رہے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	ایجنسی کا نام	سال	رقم
-1	یونیسف	2004	/222500
-2	یونیسف	2005	/7525600
-3	یونیسف	2006	18039600
-4	یونیسف	2007	/14115050
-5	آئی ایل او	2005	/280060
-6	یو این او ڈی سی	2006	/804000
-7	یو این او ڈی سی	2007	/2275083

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں استعمال ہونے والے فنڈز کو جس جس مقصد کے لئے استعمال کیا گیا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ان فنڈز کا آڈٹ متعلقہ ڈونر ایجنسی ہی کرتی ہے۔

1۔ افتتاحی تقریب، چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو
2۔ بیورو کے قواعد و ضوابط کی تیاری
3۔ چائلڈ پروٹیکشن کمیٹیوں کا قیام
4۔ ہیلپ لائن کا قیام
5۔ Fixed Open Reception Centres اور موبائل سنٹرز کا قیام
6۔ کمیونٹی میٹنگز کا اجرا

7- اونٹ دوڑ میں استعمال ہونے والے بچوں کی تلاش، رہائش، خوراک، تعلیم اور بحالی کے لئے اقدامات

8- نوعمر خطاکاروں کے لئے قانونی امداد کی فراہمی

9- مختلف تربیتی ورکشاپس برائے بیورو سٹاف، ٹریفک اور موبائل پولیس سٹاف

10- بیورو کی سرگرمیوں کی آگاہی کے لئے سیمینار کا انعقاد

11- نشہ میں ملوث بچوں کا علاج معالجہ، خوراک، صحت، تعلیم اور بحالی کے لئے اقدامات

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو مستقبل میں سیالکوٹ، رحیم یار خان اور بہاولپور میں مکمل سرگرمیوں کا آغاز کرنا چاہتا ہے۔اس کے علاوہ بھکاری بچوں کے خاندانوں کے لئے ان کی معاشی و معاشرتی حالت بہتر بنانے کے لئے منصوبہ ہے۔مزید برآں ایسے ذہنی معذور بچے جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا ان کے لئے ادارے کا قیام بھی زیر غور ہے۔

(د) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں فنڈز کا استعمال باقاعدہ طریق کار اور منظور شدہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہو رہا ہے اور کسی قسم کی بھی بے ضابطگی نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جز (ج) میں پوچھا تھا کہ Child Protection and Welfare Bureau میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے مزید جو اقدامات کئے جا رہے ہیں ان کی تفصیل بتائی جائے اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ Bureau مکمل سرگرمیوں کا آغاز کرنا چاہتا ہے جبکہ میں نے یہ سوال 24- جولائی 2008 کو کیا تھا اور اس کی وصولی 10- ستمبر 2009 کو ہوئی، میری پہلی بات تو یہ ہے کہ اس پورے سال کے process میں کیا اقدامات کر لئے گئے ہیں اور میں دوسری ایک realistic بات کروں گی کہ لاہور کے ہر چوک میں چھوٹے چھوٹے بچے ہاتھوں میں wiper اٹھائے گاڑیوں کے شیشے صاف کرتے نظر آتے ہیں۔ دوسری category میں چھوٹے چھوٹے بچے بھکاریوں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ Child Protection Bureau کو بڑی خطیر رقم دی جاتی ہے تو جو فنڈ بچوں کے نام پر لیا جا رہا ہے، بتایا جائے کہ ان کے لئے کیا کیا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان میں یونیسف، آئی ایل او اور یو این او ڈی سی ہیں اور اسی طرح باہر کی donor agencies نے 2007 تک اس ادارے کو مختلف amount funding کی ہے اور اس کے بعد ان کی funding ختم ہو گئی ہے لیکن Government of Punjab نے 2008-09 میں 16 کروڑ 29 لاکھ روپے اور اسی طرح سے 2009-10 میں بھی 38 کروڑ روپے

July to September کے لئے ان کو جاری کئے ہیں۔ بہر حال یہ اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور محترمہ کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ اس ادارے کو اس وقت اپنی سرگرمیوں کا جو level required ہے اس سے یہ کافی کم ہے۔ گورنمنٹ اس بارے میں کوشش کر رہی ہے کہ ان کی funding کو بڑھا کر اس کی کارکردگی کو بڑھایا جائے کیونکہ اس میں improvement کی بہت زیادہ گنجائش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! محکمے نے اس سوال کے جز (ب) کے جواب میں Child Protection Committees کے قیام کے بارے میں بتایا ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کمیٹیوں میں کن لوگوں کو شامل کیا گیا ہے ہمیں اس کی تفصیل چاہئے تاکہ پتا چلے کہ ڈائریکٹ یونیسف ان کو funding کرتا ہے اور آپ شمالی لاہور میں جا کر دیکھیں کہ وہاں بچے صمد بونڈ سونگھتے ہیں تو کیا کمیٹیاں ریسکیو کی طرح وہاں پہنچتی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کا سوال یہی ہے ناں کہ ان کمیٹیوں میں کون لوگ شامل ہیں؟ جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان لوگوں کے کوائف اور نام اس سوال میں نہیں پوچھے گئے تھے اس لئے میں اس کی علیحدہ تفصیل محکمے سے کہوں گا کہ محترمہ کو فراہم کر دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو نے اپنی ایک ٹیم بنائی ہوئی ہے جو موقع پر جا کر بچوں کو اٹھا کر لاتی ہے۔ اس کے لئے مجھے بتایا جائے کہ کیا نمبر ہے؟ جس پر فون کال کرنے سے عملہ وہاں پر پہنچ جاتا ہے، براہ مہربانی! مجھے وہ نمبر بتایا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ تو بالکل نیا سوال ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا وزیر قانون کو نہیں پتا، اگر انھیں نہیں پتا تو پھر کس کو پتا ہوگا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! کیا آپ کے پاس کوئی information ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً ان کے دفاتر کے نمبر ہوں گے جن پر فون کر کے کوئی بھی عام شہری انھیں بلا سکتا ہے۔ میں وہ نمبر محکمے کے لوگوں سے ابھی لے کر محترمہ کو فراہم کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ابھی آپ کو فراہم کر دیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جس طرح 1122 نمبر ہے اسی طریقے سے 1121 نمبر ہے۔ یہ 1121 نمبر کسی بھی شہری کے لئے ہے کہ وہ اس نمبر پر فون کر سکتا ہے، اگر وہ کسی بھی بچے کو wiper ہاتھ میں پکڑے دیکھے یا کوئی چیز پکڑے دیکھے یا بھیک مانگتے دیکھے تو وہ اس نمبر پر کال کرے اور عملے کو بتائے تو وہ عملہ وہاں پر پہنچتا ہے اور بچوں کو لے جاتا ہے اس لئے اس نمبر کے بارے میں عوام اور خاص طور پر ممبران کو علم ہونا چاہئے تاکہ جب وہ سوال بھیجتے ہیں یا ضمنی سوال کرتے ہیں تو انھیں پورا علم ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بالکل ٹھیک بات ہے۔ 1121 کے بارے میں awareness پھیلانی چاہئے تاکہ لوگوں کو پتا ہو کہ اس نمبر پر کال کر کے بچوں کی مدد کی جا سکتی ہے۔ اگلا سوال محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے اس سوال کے بعد بھی محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ کا سوال ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد میاں نصیر احمد کا سوال ہے۔ جی، میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: میرا سوال 1617 ہے۔

لاہور شہر میں ڈانس کلبوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1617: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں ڈانس کلب موجود ہیں، اگر ہاں تو یہ ڈانس کلب کہاں کہاں واقع ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں چھوٹے بڑے ہوٹلوں میں ڈانس پارٹیاں منعقد کی جاتی ہیں۔ اگر ہاں تو کن کن ہوٹلوں میں ڈانس پارٹیاں منعقد کی جاتی ہیں، مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈانس کلبوں اور ہوٹلوں کو ڈانس کرانے کی قانونی اجازت ہے اگر ہاں تو وضاحت فرمائی جائے اگر نہیں تو غیر قانونی طور چلنے والے ڈانس کلبوں اور جن ہوٹلوں میں ڈانس پارٹیاں منعقد کی جاتی ہیں ان کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ مکمل وضاحت سے ایوان میں جواب دیا جائے۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع لاہور میں کسی بھی جگہ کوئی ڈانس کلب موجود نہ ہے۔

(ب) لاہور کے کسی بھی ہوٹل میں ڈانس پارٹیاں منعقد نہ ہوتی ہیں۔

(ج) لاہور شہر میں کوئی ڈانس کلب موجود نہ ہے اور نہ کسی ہوٹل میں ڈانس پارٹیاں منعقد ہوتی ہیں ہاں اگر کوئی ایسی بات نوٹس میں آئی تو مطابق ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ لاہور شہر میں کوئی ڈانس کلب موجود ہے اور نہ ہی کسی ہوٹل میں اس طرح کی پارٹیاں ہوتی ہیں یا ڈانس کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی بات ہوتی ہے تو ضابطے کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے اندر اگر مال روڈ کے کسی فائیو سٹار ہوٹل کے اندر بخارا ہال میں اس طرح کا ڈانس ہو تو اسے تفریحی سرگرمی کہا جاتا ہے، کسی بڑے کلب میں ہو تو اس کو ثقافتی شو کہا جاتا ہے اور یہی سرگرمی اگر کسی عام علاقے میں ہو تو اس پر چھاپہ مارا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ غیر اخلاقی حرکات کرتے ہوئے چند افراد پکڑے گئے۔ میں یہاں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ضابطہ elite class کے لئے اور عام لوگوں کے لئے مختلف ہے یا سب کے لئے برابر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! عام علاقہ آپ کے حلقے سے باہر کا ہے یا آپ کے حلقے کا ہے؟

میاں نصیر احمد: یہ ہر حلقے میں موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک انھوں نے ایک ہال کی specific بات کی ہے تو واقعی مال روڈ پر ایک ہوٹل کا ہال ہے۔ ہم تو وہاں اکثر جاتے ہیں لیکن اس طرف تو کبھی نہیں گئے۔ میرا خیال ہے کہ میاں صاحب اس طرف جاتے ہیں تو وہاں پر دیکھ کر ہی بتایا جا سکتا ہے کہ وہاں کوئی غیر اخلاقی قسم کا ڈانس ہوتا ہے یا وہ ثقافت کے ان زاویوں کے اندر ہوتا ہے جن کا تعین لاہور ہائیکورٹ نے کیا ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ ڈانس پر پابندی لگی تھی تو اس کے بعد فنکار یہ معاملہ لے کر ہائیکورٹ میں گئے۔ لاہور ہائیکورٹ نے اس کیس کو پوری طرح سنا، اس پر لمبی چوڑی بحث ہوئی اور اس کے بعد انھوں نے اس بات کو declare کیا کہ within limits یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ آپ اسے عریانی کہیں یا out of culture کہیں بلکہ اس فیصلے میں یہ بھی کہا گیا کہ یہ ہماری روایت ہے اور ہمارے گھروں میں بھی

جب کوئی خوشی یا شادی بیاہ کا موقع ہوتا ہے تو اس میں بھی یہ ہماری رسومات کا حصہ ہے اس لئے اگر ان limits کے اندر کسی جگہ پر ڈانس ہو رہا ہے خواہ وہ مال روڈ پر قائم کسی ہوٹل میں ہو رہا ہے یا جن علاقوں کی انھوں نے بات کی ہے اگر ان limits میں ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ کوئی جرم نہیں ہے جو limits ہائیکورٹ نے مقرر کی ہیں۔ اگر اس سے باہر کچھ ہو رہا ہے تو وہ کہیں بھی ہو رہا ہے تو وہ ایک جرم ہے اس کے خلاف قانونی کارروائی ہو گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب فرماتے ہیں تو میں اپنے خرچے پر انھیں لے چلتا ہوں اور دیکھ لیتے ہیں کہ اخلاقی ہیں یا غیر اخلاقی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ کمیٹی بنا دیتے ہیں جسے آپ اپنے خرچے پر لے جائیں اور کمیٹی فیصلہ کر کے ہاؤس کو بتائے۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے۔ اگر ہم اسے ہنسی کھیل میں ڈالیں گے تو ہم اپنی نسلوں کے ساتھ بہت بڑا ظلم کریں گے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ وزیر قانون نے جو ثقافتی زاویوں یا اخلاقی زاویوں کی بات کی ہے تو میں ان سے سوال کرتی ہوں کہ گھر گھر کیبل پر جو ڈانس دکھائے جا رہے ہیں کیا وہ ثقافتی زمرے میں آتے ہیں؟ یہ اپنی زبان سے اس چیز کو بتائیں۔ اگر وہ آتے ہیں تو انھیں چلنا چاہئے اگر نہیں آتے تو ان کو بند ہو جانا چاہئے۔ براہ مہربانی! اس چیز کو سنجیدگی سے لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بہت اہم بات ہے۔ کیبل واقعی گھروں میں طوفان لے کر آئی ہوئی ہے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ واقعی بہت اہم بات ہے لیکن اس سے بھی زیادہ اہم بات ہے کہ ٹی وی کے ساتھ ایک remote control بھی ملتا ہے جس سے آپ جو چینل دیکھنا چاہتے ہیں وہ دیکھیں جو نہیں دیکھنا چاہتے وہ نہ دیکھیں۔ آپ اس میں اپنے کیبل آپریٹر پر تو کنٹرول کر سکتے ہیں لیکن بعض چینل ایسے ہیں کہ ان کے heavy equipments ہیں کہ وہ بغیر کسی کیبل کے بھی اگر کسی نے dish لگوائی ہوئی ہے تو وہاں بھی یہ چیزیں آ جاتی ہیں۔ بہر حال اس کا ایک ضابطہ P.E.M.R.A نے بنایا ہوا ہے۔ اگر اس ضابطے کی کسی جگہ پر خلاف ورزی ہو رہی ہے تو محترمہ یا کوئی بھی ہو وہ P.E.M.R.A کو شکایت کر سکتا ہے تو اس کیبل آپریٹر کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ remote control میرے ہاتھ میں ہے لیکن وہ میرے ہاتھ میں ہے۔ جب میں گھر سے باہر ہوں تو میرے بچوں کے پاس بھی remote control ہے اور بچے اتنی عقل نہیں رکھتے یا نوجوان اتنی عقل نہیں رکھتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بات یہ ہے کہ جس طرح انھوں نے کہا ہے کہ جہاں پر بھی آپ دیکھیں کہ قانون کے خلاف کوئی حرکت ہو رہی ہے تو آپ باقاعدہ P.E.M.R.A کو شکایت کریں۔ یہ تو legislators کا کام ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ آپ نے بڑا relevant question کیا ہے اور معاشرے کی ایک برائی کی نشاندہی کی ہے۔ وہ برائی چاہے کیبل پر ہے یا ہوٹلوں کے اندر ہے یا عام جگہوں پر ہے۔ اس کی نشاندہی کرنا ہمارا فرض ہے اور اس کی بیخ کنی کے لئے بھی ہمیں کام کرنا ہوگا۔ اس کے لئے law already موجود ہے۔ ہمیں اس law کو follow کرنا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال کرنے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز ہال میں تمام ممبران کے علم میں آجائے اور اگر اسے یہیں سے کنٹرول کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ یہ سب کا مشترکہ مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا کہ اس پر بالکل قانونی کارروائی نہیں ہونی چاہئے۔ ہر علاقے کا کیبل آپریٹر مخصوص ہے اگر آپ کے علاقے میں یا کسی بھی علاقے میں ایسا ہو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات on air بھی اور پرنٹ میڈیا میں بھی جانی چاہئے کہ اگر کوئی کیبل آپریٹر اس قسم کی کسی حرکت میں ملوث پایا جاتا ہے تو اس کی شکایت آپ باقاعدہ طور پر تھانے میں بھی کر سکتے ہیں اور P.E.M.R.A کے نمبروں پر بھی کال کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ اگر کسی گھر میں بچے کنٹرول میں نہیں ہیں تو جب آدمی گھر سے آئے تو remote control ساتھ لے آئے یا کیبل کا کنکشن نہ لے کیونکہ پی ٹی وی تو بغیر کیبل کے ہر جگہ پر آتا ہے تو بچے اسے دیکھ کر گزارا کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر قانون کو چاہئے کہ وہ کراؤن تھیٹر میں جا کر یہ باتیں کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 1618

موضع سنگت پورہ لاہور میں محکمہ کی اراضی کی تفصیلات

*1618: میاں نصیر احمد: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع سنگت پورہ لاہور میں صوبائی محکمہ داخلہ کی اراضی موجود ہے اگر ہاں تو اراضی کے متعلق مکمل تفصیل فراہم کی جائے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ داخلہ، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی سے مذکورہ اراضی کے حوالے سے کوئی معاہدہ یا ڈیل کر رہا ہے اور اس معاہدے کو چھپانے کی کوشش بھی کی جارہی ہے اگر ہاں تو اس کے بارے میں تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ داخلہ کے افسران ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کو کوڑیوں کے بھاؤ محکمے کی اراضی فروخت کر کے کروڑوں / اربوں کا نقصان پہنچانا چاہتے ہیں، اگر ہاں تو اس نقصان سے بچنے کا کیا طریق کار اختیار کیا جائے گا، مکمل وضاحت فرمائی جائے ؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے کہ محکمہ داخلہ پنجاب کی 406 کنال 3 مرلہ اراضی موجود ہے جو موضع سنگت پورہ تحصیل لاہور کینٹ کے کھیوٹ نمبر 58 کھتونی نمبر ہائے 122 تا 128 پر مشتمل ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ محکمہ داخلہ نے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی سے مذکورہ اراضی کے حوالے سے کوئی ڈیل کی ہے اور نہ ہی ایسا کرنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے۔ محکمہ داخلہ اراضی متذکرہ پر اہم ترقیاتی منصوبہ جات مستقبل قریب میں شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاہم اس ضمن میں واضح کیا جاتا ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور نے محکمہ داخلہ اور بورڈ آف ریونیو پنجاب کی طرف سے شروع کی گئی ڈیمارکیشن اراضی متذکرہ کی کارروائی پر اعتراض کرتے ہوئے معاملہ کو دیوانی عدالت لاہور میں چیلنج کر دیا ہے اور سول عدالت میں اگلی پیشی 28۔اکتوبر 2009 ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محکمہ داخلہ بھرپور طریقے سے سول عدالت میں کیس کی پیروی کر رہا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "متعلقہ جگہ پر محکمہ داخلہ نے اہم ترقیاتی منصوبہ جات مستقبل قریب میں شروع کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے۔" میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کس قسم کے اہم منصوبہ جات ہیں جو اس متعلقہ جگہ پر بنانے کا پروگرام ہے ؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ بعض office ایسے ہیں جو کافی congested areas میں ہیں تو ان کا باہر منتقل ہونا ضروری ہے اس بارے میں کوئی حتمی فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا۔ یہ معاملہ under consideration ہے جب کوئی چیز final ہوگی تو اسے public کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ معاملہ ویسے بھی کورٹ میں pending ہے۔ جب تک فیصلہ نہیں ہوتا تو اس پر حکومت کیسے کہہ سکتی ہے کہ ہم اس پر کچھ کرنے لگے ہیں۔ جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں معزز وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ مستقبل قریب کا لفظ انھوں نے استعمال کیا ہے تو یہ مستقبل قریب ایک سال ہے، دو سال ہے یا چار سال ہے یہ اس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سلسلے میں سول کورٹ میں کیس چل رہا ہے۔ وہ کیس ختم ہوگا تو اس کے بعد ہی حکومت کچھ کر سکتی ہے، pending کیسوں کے بارے میں تو نہیں بتایا جا سکتا کہ یہ کیس کب ختم ہوگا؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی کوئی منصوبہ final نہیں ہے۔ یہ چیزیں زیر غور ہیں اور جب کورٹ کا فیصلہ ہوگا تو اس کے مطابق ہی فیصلہ کیا جائے گا۔ یہاں مستقبل قریب سے مراد سال دو سال کی بات نہیں بلکہ بہت قریب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1734 ہے۔

لاہور شہر میں ہیوی وہیکل کے داخل ہونے کی شرائط

*1734: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں داخل ہونے والی ہیوی وہیکل کے لئے کن کن شرائط کا ہونا لازمی ہے؟

(ب) لاہور شہر میں داخل ہونے والی ہیوی وہیکل کو شرائط پر پورا نہ اترنے کی صورت میں کس رولز کے تحت جرمانہ عائد کیا جاتا ہے؟

(ج) لاہور شہر میں داخل ہونے والی وہیکل کے لئے کن کن اوقات کار کو مقرر کیا گیا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) لاہور شہر میں داخل ہونے والی ہیوی وہیکلز کے لئے ایکسل کے مطابق لوڈ ہونا، سامان باڈی کے اندر ہونا ملبہ کی صورت میں ڈھکا ہوا ہونا اور روٹ پرمٹ کی موجودگی لازمی ہے۔

(ب) لاہور شہر میں داخل ہونے والی ہیوی وہیکل کو شرائط پر پورا نہ اترنے کی صورت میں موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کے 12 شیڈول میں درج خلاف ورزیوں پر جرمانہ کیا جاتا ہے۔

(ج) لاہور شہر میں داخل ہونے والی ہیوی وہیکلز کے لئے رات 11 بجے تا صبح 6 بجے کے اوقات کار مقرر کئے گئے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شہر کے اندر گھروں میں کوئی کام ہو رہا ہو مثلاً اینٹیں، پتھر یا ریت وغیرہ لانی ہے تو اُس وقت heavy vehicles کو شہروں کے اندر آنے کی اجازت ہوتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اِن کے اوقات کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ لکھے ہوئے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اکثر دن کے وقت بھی دیکھا جاتا ہے کہ یہ لوگ travel کر رہے ہوتے ہیں تو اُس کے لئے کیا ان کو کوئی اجازت دی جاتی ہے یا بغیر کسی وجہ کے شہر میں داخل ہو جاتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا لیکن already ان کے اوقات کار لکھے ہوئے ہیں اور آج کل جس طرح کے حالات ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ کسی vehicle کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اِن کی وجہ سے بہت سارے حادثات بھی رونما ہوتے ہیں۔ جس بے ہنگم طریقے سے جب یہ لوگ ٹریکٹر ٹرالیاں چلاتے ہیں تو اُس وقت یہ ٹریفک کو کچلنے کا باعث بھی بنتے ہیں اور یہ لوگ rules and regulations کی کوئی پابندی نہیں کرتے لہذا ان پر check ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! جن گاڑیوں کو رات کے وقت آنے کی اجازت ہے تو کیا وہ صبح کے وقت بھی شہر میں enter ہوتی ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کا وقت رات 11 بجے سے صبح 6 بجے تک ہے لیکن بعض اوقات ایمرجنسی کی صورت میں یعنی کسی معاملے میں اگر کوئی public interest ہو تو پھر وہ competent authority کی اجازت سے آتے ہیں لیکن وہ بھی شاذ و نادر ہی آتے ہیں ورنہ ایسی کوئی اجازت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پہلے تو میں لاء منسٹر صاحب کے علم میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ most of the time جو نئی ہاؤسنگ سوسائٹیاں بن رہی ہیں وہاں پر سیمنٹ کی transportation کے لئے وہ لوگ دن میں کسی بھی وقت جاتے ہیں اور میرا نہیں خیال کہ وہ کسی اجازت کے ساتھ جاتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ 1965 کے 12 شیڈول میں درج خلاف ورزیوں پر جرمانہ عائد کیا جاتا ہے تو kindly اس جرمانے کی amount بتا دیں۔ شکریہ

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس حوالے سے ہم نے کل ہی for relaxation ایک بل پیش کیا ہے تو اُس میں LHV کا جرمانہ 200 روپے تک ہے اور heavy traffic کے لئے 400 روپے تک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جرمانہ بتا دیا ہے۔ اب اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: .On her behalf سوال نمبر 1813 اور 1814 (معزز رکن نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

قصور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی تفصیلات

*1813۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو قصور نے 2003 تا 2007 عوامی فلاح و بہبود کے لئے جو جو اقدامات اٹھائے ان کی مرحلہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا قصور میں کوئی دفتر نہ ہے۔

قصور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں بھرتیوں کی تفصیلات

*1814۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2003 تا 2007 تک قصور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کتنی بھرتیاں ہوئیں؟

(ب) 2003 تا 2007 میں جتنی بھرتیاں ہوئی کیا وہ میرٹ پر ہوئیں، میرٹ پالیسی کیا تھی؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا قصور میں کوئی دفتر ہے نہ کوئی بھرتی کی گئی ہے۔

(ب) ایضاً۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال یہ کرنا چاہتی ہوں کہ اس سوال کی تاریخ وصولی 20۔ستمبر 2008 تھی اور یہ محکمے کو 7۔نومبر 2008 کو بھیجا گیا۔ یہ ایک ہی لائن کا سوال ہے اور اس کا جواب بھی ایک ہی لائن کا ہے۔ آپ دیکھیں کہ 14۔فروری 2009 کو تین مہینے چار دن کے بعد محکمے نے اس کا جواب دیا ہے۔ rules کی کتاب میرے پاس ہے اور آپ کو بھی ماشاء اللہ بڑا تجربہ ہے تو rule 54 ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اگر محکمے کا جواب delay ہے تو Honourable minister opposed to tell her کہ اس کی reason کیا تھی؟ کل کے وقفہ سوالات کے اندر بھی میں یہ دیکھ رہی تھی کہ 9,9 اور 15,15 مہینوں کے بعد سوالات کے جوابات آ رہے ہیں۔ اگر ایک ایک لائن کے سوال کا جواب تین تین چار چار مہینوں میں دیا جائے گا تو ڈیڑھ صفحے کے سوال کا جواب تو شاید چار یا پانچ سال میں آئے گا۔ لہذا اس پر بھی کوئی ruling فرما دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آج تین چار سوالوں کے جواب آئے ہی نہیں ہیں تو اُس پر میں کیا rulingدوں گا؟ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دو سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ نے کئے تھے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ "چائلڈ پروٹیکشن بیورو قصور نے 2003 تا 2007 عوامی فلاح و بہبود کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی مرحلہ وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔" دوسرا انہوں نے پوچھا ہے کہ "2003 تا 2007 تک قصور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں کتنی بھرتیاں کی گئیں؟" بعد میں پتا یہ چلا کہ قصور میں تو چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا کوئی دفتر ہی نہیں ہے، اس کا پھر ایک ہی لائن میں جواب آنا تھا اور لمبا جواب کس بات پر دیتے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کا اب پتا نہیں چلا بلکہ یہ تو پہلے سے ہی پتا تھا کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا کوئی بھی دفتر قصور میں کام نہیں کر رہا۔ صرف ایک لائن میں یہ پتا کرنے کے لئے کہ ایک ادارہ جس کے دفتر چار جگہ پر ہیں تو پانچویں جگہ کا اگر کسی نے پوچھا ہے کہ وہ ہے یا نہیں ہے تو تین مہینے کی تاخیر سے جواب کیوں دیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔ اگر اسمبلی کا اجلاس آ گیا ہوتا اور اس میں لکھا ہوتا کہ جواب موصول نہ ہوا ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ بنیادی طور پر معزز ممبران authentic سوال کیا کریں۔ اب ایک محکمے کا دفتر ہی نہیں ہے تو اسمبلی اور محکمے سے پوچھا جا رہا ہے کہ وہاں پر کیا کیا کچھ ہو رہا ہے؟ اب اس حوالے سے ممبر سے بھی پوچھا جانا چاہئے کہ جب ایک دفتر وہاں پر ہے ہی نہیں تو اُس کے بارے میں آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ وہ اس وقت یہاں پر موجود نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج تین چار اسی طرح کے اور بھی سوال ہیں تو آج ان پر اکٹھے ہی بات کرتے ہیں۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: On his behalf سوال نمبر 1820۔ (معزز رکن جناب سید مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1820 دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پی پی-128، تھانہ قلعہ کالر میں درج مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*1820- سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-128 کے تھانہ قلعہ کالر میں گزشتہ دو سالوں سے کتنے ڈکیتی / راہزنی / اغواء برائے تاوان کے مقدمات درج ہوئے اور کتنے ملزم گرفتار ہوئے، تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا تھانہ کا ایس ایچ او علاقہ کے اشتہاری ملزمان کے ساتھ ملا ہوا ہے اور ان سے ماہانہ بھتہ لیتا ہے جس کی وجہ سے اس ایس ایچ او کے زیر سایہ اشتہاری ملزم علاقے میں دندناتے پھرتے ہیں اور آئے روز دن دہاڑے علاقے میں موٹر سائیکل چھیننے اور ڈکیتیاں معمول بن گئی ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس ایس ایچ او کے خلاف تحقیق کرنے اور اس کا تبادلہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تھانہ قلعہ کالروالہ میں سال 2007، 2008 کے دوران ڈکیتی، راہزنی اور اغواء برائے تاوان کے درج شدہ مقدمات کی تفصیل ذیل ہے:-

نمبر شمار	ڈکیتی	رہزنی	A-365ت پ	ملوث ملزمان	گرفتار	بقایا	چالان	زیر تفتیش	عدم پتا	اخراج
سال2007	1	9	3	22	22	-	8	1	-	-
سال2008	-	7	-	12	12	6	3	-	-	-

تفصیل کرائم جو کہ موجودہ ایس ایچ او کی تعیناتی مورخہ 08-4-27 سے لے کر آج تک ہے۔

ڈکیتی	رہزنی	اغواء برائے تاوان	موٹر سائیکل چھیننا
Nil	4	Nil	2

SHO کی تعیناتی کے عرصہ کے دوران چار مقدمات راہزنی درج رجسٹر ہوئے ہیں دو مقدمات میں ملزمان نے موٹر سائیکل اور نقدی چھینی ہے۔ دونوں مقدمات میں مقامی پولیس تھانہ قلعہ کالروالہ نے ملزمان کو گرفتار کر کے دونوں مسروقہ موٹر سائیکل برآمد کر لئے ہیں اور ملزمان کے گنہگار ثابت ہونے پر ان کے خلاف چالان عدالت علاقہ مجسٹریٹ میں

پیش کر دیئے ہیں جو کہ زیر سماعت ہیں جبکہ بقایا دو مقدمات کے واقعات بے بنیاد پائے گئے جن میں رپورٹ ہائے اخراج مرتب ہو چکی ہیں جو کہ مطابق قواعد علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں برائے مزید قانونی کارروائی پیش کی جا رہی ہیں جبکہ راہزنی اور اغواء برائے تاوان کی کوئی واردات SHO مذکورہ کی تعیناتی کے دوران حدود تھانہ قلعہ کالروالہ میں نہ ہوئیں ہیں۔

(ب) مطابق ریکارڈ SHO تھانہ قلعہ کالروالہ نے اپنی تعیناتی کے عرصہ میں کل 51 مجرمان اشتہاری کو گرفتار کیا جن میں کیٹیگری اے کے 14 اور بی کے 10 جبکہ عدالتی مفروران میں سے کیٹیگری اے کے 3 اور بی کے 24 مفروران کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اسی طرح اسلحہ ایکٹ کے تحت کارروائی کرتے ہوئے 33 مقدمات بابت ناجائز آتشیں اسلحہ درج کئے ہیں۔ اسی طرح SHO مذکورہ کی تعیناتی کے دوران منشیات کے 39 مقدمات درج کئے گئے ہیں۔ موٹر سائیکل چھیننے کی دو وارداتیں تھانہ قلعہ کالروالہ کی حدود میں ہوئی ہیں۔ دونوں مقدمات میں موٹر سائیکل اور نقدی ملزمان سے برآمد کر کے ان کو حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے۔

(ج) عبدالرحمان SHO/SI تھانہ قلعہ کالروالہ بطور SHO مورخہ 08-4-27 سے تعینات ہے۔ تھانہ قلعہ کالروالہ چار اضلاع گوجرانوالہ، نارووال، شیخوپورہ اور سیالکوٹ کے سنگم میں واقع ہے جو کرائم بیلٹ ہے۔ تھانہ قلعہ کالروالہ چار اضلاع دو یونین کونسل ہائے پر مشتمل ہے جس میں ہر یونین کونسل میں preventive network کے تحت تین کانسٹیبلان اور ایک اپر سبارڈینیٹ ہمہ وقت مسلح یونین کونسل کی حدود میں جرائم کی روک تھام کے لئے گشت پر موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح تھانہ قلعہ کالروالہ میں دو پولیس موبائلز نمبری STT/648 اور STS/9924 پر بھی مسلح پولیس ملازمین حدود تھانہ میں گشت پر موجود ہوتے ہیں مذکورہ بالا اقدامات کی وجہ سے تھانہ کی حدود میں مقامی پولیس کا جرائم پر کنٹرول ہے۔ تاہم SHO مذکورہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ایڈیشنل SP سیالکوٹ کو مامور کیا گیا ہے تاکہ وہ 7 یوم کے اندر اندر تفصیلاً چھان بین کر کے SHO کی کارکردگی بارے رپورٹ پیش کرے۔ مذکورہ SHO کی کارکردگی اگر معیار سے کم تر پائی گئی تو ایسی صورت میں بلا توقف اس کے خلاف محکمانہ تادیبی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے اسے فوری طور پر تبدیل کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ "سال 2007 کے دوران جو وارداتیں ہوئیں ان میں 22 ملزمان ملوث تھے اور 22 ہی گرفتار ہوئے۔ سال 2008 میں 12 ملزمان ملوث تھے، 12 گرفتار ہوئے اور 6 بقایا ہیں۔" وضاحت کی جائے کہ یہ 6 ملزمان کون ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! جیسے یہ کہہ رہے ہیں کہ 12 ملزمان ملوث تھے اور 12 ہی گرفتار ہوئے ہیں تو پھر بقایا 6 کیسے رہ گئے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ مقدمے میں نامزد ملزمان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے لیکن بعد میں ان کو بے گناہ کر دیا جاتا ہے اور بعض اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ ملزمان کی تعداد کم ہے لیکن بعد میں during the investigation پتا چلتا ہے کہ فلاں فلاں لوگ بھی ملوث تھے۔ اگر وہ لوگ investigation join نہیں کرتے تو پھر اُن کی گرفتاری کو pending رکھا جاتا ہے۔ اگر یہ اس کی تفصیل چاہیں گے تو وہ بھی میں ان کو لے کر دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک بات ہے کیونکہ investigation کے اندر آ جاتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جس طریقے سے ڈکیتیاں، راہزنی اور اغواء کے مجرم پکڑے جاتے ہیں، پھر اُن سے مسروقہ سامان برآمد ہو جاتا ہے یا نہیں ہوتا تو اِن دونوں صورتوں میں جس شہری کی چوری یا ڈکیتی ہوتی ہے تو اُس کے سامان کی واپسی کا کیا طریق کار ہے کیونکہ میرے علم میں ایسے کئی کیس ہیں اور اِس وقت میرا اپنا ذاتی کیس بھی ہے کہ مجرموں کا گینگ پکڑا گیا ہے، انہوں نے اپنی تمام وارداتوں کا اعتراف کیا ہے اور ان مجرموں کو پہچانا بھی جا چکا ہے لیکن ابھی تک رقم کی واپسی یا جیولری کی واپسی کا کوئی بندوبست نہیں ہوا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس سلسلے میں قانون کیا کہتا ہے کیونکہ ان کو کچھ بھی نہیں دیا جا رہا اور معاملے کو صرف لٹکایا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے جز (ب) پڑھیں تو اِن دونوں مقدمات میں موٹر سائیکل اور نقدی ملزمان سے برآمد کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! ملزمان سے برآمدگی تو ہو گئی ہے لیکن اب وہ برآمدگی جن کی تھی وہ آگے اُن تک پہنچی ہے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! برآمدگی کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ پولیس جو چیز برآمد کرتی ہے وہ اسے فائل میں اندراج کر لیتی ہے کہ فلاں ملزم سے فلاں فلاں چیزیں برآمد ہوئی ہیں۔ اس کے بعد سپرد داری عدالت کا function ہے۔ عدالت میں اُس آدمی نے یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ فلاں ملزم سے موٹر سائیکل، کار یا جو زیور برآمد ہوا ہے وہ میرا ہے۔ عدالت اگر مطمئن ہو گی تو وہ order کرے گی اور پھر اُس سپرد داری پر متعلقہ بندے کو سامان ملے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیولری کی جتنی بھی وارداتیں ہوتی ہیں وہ چور اسے فوری طور پر جیولرز کو sale کر دیتے ہیں اور جیولرز اسے چند گھنٹوں کے اندر melt کر دیتے ہیں۔ کیا وہ جیولرز اس میں برابر کے شریک نہیں ہیں اور کیا ان کو سارا جرمانہ نہیں بھرنا چاہئے جو melt شدہ gold اُن کے پاس چلا گیا ہے؟ اب چوری تو پکڑی گئی ہے لیکن متعلقہ بندے کو اگر واپس نہیں دی جا رہی تو پھر اُس کی ساری exercise بیکار جاتی ہے۔ بتایا جائے کہ جیولرز کس قانون کے زمرے میں آتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بتاتا ہوں کہ normally تفتیش کے اندر procedure یہ ہوتا ہے کہ جس نے جیولری خریدی ہوتی ہے وہ بھی جرم کی معاونت میں پکڑا جاتا ہے اور investigation کے اندر بھی جو بندہ اُس کی معاونت میں آتا ہے وہ بھی پکڑا جاتا ہے اور اُس سے recovery ہوتی ہے۔ بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: لیکن ایسا نہیں ہو رہا۔ میں پرچہ کے حوالے سے آپ کو بتا دیتی ہوں کہ ایک کیس فاخرہ بی بی کے حوالے سے میں نے درج رجسٹرڈ کروایا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اس سوال کا حصہ نہیں بنے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس سوال کے حوالے سے میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ جواب کے جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ "تاہم ایس ایچ او مذکورہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ایڈیشنل ایس پی سیالکوٹ کو مامور کیا گیا ہے کہ وہ اندر سات یوم تفصیلاً چھان بین کر کے ایس ایچ او کی کارکردگی کے بارے میں رپورٹ پیش کرے۔" اس کا جواب 20۔فروری 2009 کو آنا تھا، کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ سات دن پورے ہونے کے بعد کیا رپورٹ پیش ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں! یہ بالکل valid سوال ہے۔ سات دن کے اندر جو رپورٹ آنی تھی اس کے بارے میں بتائیں۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی کارکردگی سے متعلق تفصیل علیحدہ سے میرے پاس موجود ہے کہ اس کی تعیناتی کا جو عرصہ ہے اس کا کچھ حصہ جز (ب) میں درج بھی ہے کہ بمطابق ریکارڈ ایس ایچ او تھانہ قلعہ کالر والا نے اپنی تعیناتی کے عرصہ میں کل 51 مجرمان اشتہاری کو گرفتار کیا جن میں کیٹیگری A کے 14 اور کیٹیگری B کے دس جبکہ عدالتی مفروران میں کیٹیگری A کے 3 اور کیٹیگری B کے 24 شامل ہیں۔ اس کی کارکردگی satisfactory پائی گئی تھی لیکن بعد میں پھر بھی اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہ محترم حسن مرتضیٰ صاحب کے کچھ الزامات تھے اور وہ اس کی کارکردگی سے مطمئن نہیں تھے اس لئے اس کو وہاں سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 1955 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی 2008 کی تفصیلات

*1955: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2008 میں کتنے بچے چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں داخل ہوئے، ان کے نام، پتا کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے مراکز کہاں کہاں ہیں ان کے پتا جات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) چائلڈ پروٹیکشن میں کل سٹاف کی تعداد بیان فرمائیں؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) سال 2008 (یکم جنوری سے اکتیس اکتوبر) میں کل 3807 بچے چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں داخل ہوئے، ان کے نام، پتا کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے دو مراکز کام کر رہے ہیں جن میں لڑکوں کے لئے انگوری باغ سکیم، شالامار لنک روڈ پر اور اس کے علاوہ لڑکیوں کے لئے چائلڈ پروٹیکشن انسٹی ٹیوشن 5۔ منٹگمری روڈ پر کام کر رہا ہے۔

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے مختلف سنٹرز میں جن میں لاہور، ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی اور گوجرانوالہ شامل ہیں میں کل 365 عملہ کام کر رہا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ "کل عملہ 365 کام کر رہا ہے۔" میرا سوال یہ ہے کہ اس کے مختلف پراجیکٹ ہیں جس میں U.N.O.D.C ایک پراجیکٹ ہے اس کے تحت کتنا سٹاف رکھا گیا اور جب یہ عملہ رکھا گیا تھا تو باقاعدہ طریق کار کے مطابق اسامیاں اخبار میں مشتہر کر کے اور ان کا انٹرویو کر کے رکھا گیا تھا یا ویسے ہی ان کو رکھ لیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چائلڈ پروٹیکشن بیورو 2004 میں قائم ہوا۔ اس کی پہلی بھرتی 2005 میں ہوئی جس میں 56 لوگوں کو رکھا گیا، 2006 میں 80 افراد کو بھرتی کیا گیا، 2007 میں 151 افراد کو ملازمت دی گئی اور 2008 میں 62 افراد کو بھرتی کیا گیا، 2009 میں تاحال کوئی بھرتی نہ ہوئی۔ 2008 میں ہونے والی بھرتی جو کہ ہماری حکومت میں ہوئی ہے اس کے متعلق میں سو فیصد یقین دہانی سے کہہ سکتا ہوں کہ بالکل میرٹ پر ہوئی ہے اور اس سے پہلے میرٹ کا جو حال ہوتا رہا ہے میرے خیال میں اس وقت بھی اسی حساب سے اس کی بھرتی ہوئی ہوگی، جو پہلے افراد ہیں ان کے متعلق میں کچھ ensure نہیں کر سکتا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھوں گی کہ اس سے پہلے جو بھرتیاں ہوئی ہیں وہ غیر قانونی طور پر ہوئی ہیں۔ اس میں U.N.O.D.C ایک پروگرام ہے جس کے تحت تیس افراد کو رکھا گیا۔ جن کے پاس ابھی تک appointment letters نہیں ہیں اور وہ تقریباً پانچ سال سے بغیر کسی appointment letter کے تنخواہیں بھی لے رہے ہیں میرا سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ حکومت اس کے خلاف کوئی اقدامات اور کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو specific معاملہ اٹھایا ہے یہ اس سوال میں پہلے تو نہیں تھا۔ میں نے یہ نوٹ کر لیا ہے اور اس پر انکوائری کروا کر انشاء اللہ تعالیٰ ان کو inform کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ان کے behalf پر بھی کوئی نہیں ہے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1992 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا میں چوری، ڈکیتی و راہزنی کے مقدمات کی تفصیلات

*1992: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 2007 اور 2008 میں کتنے مقدمات ڈکیتی، چوری، راہزنی، مویشی چوری، اغواء اور قتل کے درج ہوئے؟

(ب) ضلع سرگودھا میں 2007 اور 2008 میں ایس ایچ او کی تعیناتی مع عرصہ تھانہ وار بتائی جائے؟

(ج) مذکورہ سالوں میں مقدمات کے اندراجات کے بعد حکومت نے برآمدگی اور گرفتاری کے سلسلہ میں جو اقدامات اٹھائے، ان تمام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف)

مقدمات	گرفتاری	برآمدگی
ڈکیتی-64	174	6999492
چوری-641	843	10076193
راہزنی-490	586	17562112
مویشی چوری-416	584	17244400

(ب)

اغواء	163	210	
قتل	193	371	
مقدمات		گرفتاری	برآمدگی
ڈکیتی-56		250	2009055
چوری-776		1315	31704812
راہزنی-585		1135	2943583
مویشی چوری-465		742	20329600
اغواء-272		215	
قتل-224		917	

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے جز(ب) میں پوچھا ہے کہ "ضلع سرگودھا میں 2007اور 2008 میں ایس ایچ او کی تعیناتی بمع عرصہ تھانہ وار بتائی جائے۔" اس کا جواب نہیں ہے۔ جز(ب) میں جو جواب دیا گیا ہے وہ جز(ج) کا دیا گیا ہے۔ ایک تو اس کی وضاحت کی جائے کہ نامکمل جواب کیوں دیا گیا ہے؟ دوسرا یہ ہے کہ وارداتوں کے حوالے سے اغواء برائے تاوان کے کیسز ہیں، چوری ڈکیتی کے جو کیسز اور مویشی چوری کے کیسز ہیں ان کو اگر دیکھا جائے تو دن بدن ان کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ ضلع سرگودھا میں اتنے زیادہ اغواء برائے تاوان اور مویشی چوری کے جو کیسز ہو رہے ہیں اس میں حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، اس کی وضاحت کی جائے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے کل اس بات کا نوٹس لیا ہے اس میں واقعی جز(ب) کا جواب پرنٹ نہیں ہے۔ میں نے کل اس جواب کی کاپی منگوالی ہے۔ میرے پاس پوری تفصیل ہے۔ اگر چیمہ صاحب اس بات کو مناسب سمجھیں تو میں یہ تفصیل ان کو فراہم کر دیتا ہوں۔ وہ اس سے استفادہ کر لیں اور اگر وہ کہیں تو جز(ب) یا question کو آپ بے شک pending فرما دیں لیکن یہ بات درست ہے کہ جز(ب) کا جواب پرنٹ نہیں ہوا۔ باقی جہاں تک ڈکیتی اور چوری کی وارداتوں میں اضافے کا تعلق ہے اس میں معاملہ یہ ہے کہ گرفتاری اور برآمدگی، جس طرح ان چیزوں میں اضافہ ہوا ہے اسی طرح گرفتاری اور برآمدگی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پولیس کی اس سلسلے میں کارکردگی improve ہوئی ہے۔ اگر ہم اس بات کو اس طرح رکھیں کہ مقدمات کم درج ہوں تو جرم کم ہو رہا ہے اور اگر زیادہ درج ہو رہے ہیں تو جرم زیادہ ہو رہا ہے۔ اس طرح مقدمات

درج ہونے سے کم ہو جاتے ہیں اس لئے ہم نے اس بات کو criteria نہیں بنایا بلکہ ہم نے کہا ہے کہ جو بھی مقدمہ درج ہونے کے لئے یا جس کے ساتھ چوری یا ڈکیتی کی واردات ہوتی ہے تو آپ free registration دیں اور اس کے بعد اپنی کارکردگی دکھائیں اور ان کو گرفتار کریں اور برآمدگی ہو۔ اس لئے free registration کو ہم نے ensure کیا ہے اس لئے مقدمات کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! محترم وزیر صاحب نے کہا ہے کہ جز(ب) کا جواب نہیں ہے۔ اس میں اگر وزیر صاحب غور سے دیکھیں کہ ایس ایچ او کی تعیناتی کا عرصہ دیکھ لیں کہ کتنا کم عرصہ ہے اور لگتا یوں ہے کہ جیسے ہر ماہ یا دوسرے ماہ بعد ڈی پی او صاحب تبدیل کر دیتے ہیں۔ جو ایس ایچ او جاتا ہے تو تھوڑے ہی دنوں بعد اس کو تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اس کی کیا ایڈمنسٹریشن ہو گی اور وہ کیا کارکردگی دکھائے گا؟ اگر آپ غور کریں تو یہ جو مقدمات ہیں یہ بہت کم ہیں۔ جیسا کہ وزیر صاحب نے کہا ہے کہ free registration کا طریق کار ہے لیکن میرے اپنے علم میں جو بات ہے کہ free registration اس طرح سے نہیں ہے بلکہ بہت سارے ایسے مقدمات ہیں جن کو درج ہی نہیں کیا جاتا۔ اگر ڈکیتی ہوئی ہے تو اس کو چوری کے مقدمے میں درج کر لیا جاتا ہے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ میرے اس سوال کو pending کیا جائے اور وزیر صاحب اس کی انکوائری کرا لیں اور جز(ب) کا جواب واضح کر دیا جائے تو ہر چیز واضح ہو جائے گی کہ ایس ایچ او کی جو تعیناتی ہے اس کا عرصہ کتنا ہے اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ ہمارے ضلع سرگودھا میں پولیس کی کتنی اچھی کارکردگی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بالکل چیمہ صاحب نے درست نشاندہی کی ہے کہ ایس ایچ او صاحبان کی عرصہ تعیناتی تو واقعی بہت کم ہے۔ یہ ساری لسٹ میرے پاس موجود ہے۔ میں آج ہی انہیں فراہم کر دیتا ہوں لیکن یہ کیا عوامل ہیں یہ ایک بڑی لمبی بحث ہے۔ اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ہے اور اس پر کافی غور و خوض کے بعد ہم نے recommendations تیار کی ہیں جسے انشاء اللہ تعالیٰ 31- دسمبر کے بعد جب پولیس آرڈر 2002 کو ختم کر کے ہمارا ارادہ ہے کہ پولیس آرڈر 2010 لایا جائے اور اس میں بہت سارے practically نقائص سامنے آئے ہیں ان کو improve کیا جائے اور ان کو perfect کیا جائے۔ اس میں ایس ایچ او کا عرصہ تعیناتی کم از کم ایک سال کیا جا رہا ہے کہ اس کو ایک سال سے پہلے تبدیل نہ کیا جائے۔ دوسرا انہوں نے free registration of cases کے حوالے سے بات کی ہے تو یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ اب بھی لوگوں کے مقدمات واقعی درج نہیں

ہوتے اسی کمیٹی نے ایف آئی آر کی رجسٹریشن کا بھی ایک طریق کار recommend کیا ہے انشاء اللہ ان چیزوں کے آنے سے متعلقہ جو procedure ہے اس کو amend کرنے سے اس میں بہتری آ جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! میرے خیال میں لسٹ آپ وزیر قانون صاحب سے لے لیں۔ باقی وہ جو ترامیم کر رہے ہیں ان کو آنے دیں پھر دیکھ لیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرے علم میں ہے کہ پہلے بھی حکومت پنجاب کی پالیسی ہے کہ ایس ایچ او کا عرصہ تعیناتی ایک سال ہے اور میرا خیال ہے کہ اس پر عمل نہیں کیا جا رہا۔ میں ایک حلقے کی بات نہیں کر رہا بلکہ پورے پنجاب میں ایسا ہے۔ عمل درآمد تو naturally متعلقہ محکمہ کے سینئر آفیسرز جن میں آئی جی صاحب یا ہوم سیکرٹری صاحب، جنہیں آج اسمبلی میں حاضر ہونا چاہئے تھا۔ ٹھیک ہے responsibility وزیر قانون صاحب کی بھی ہے لیکن انہیں بھی آج یہاں حاضر ہونا چاہئے تھا تاکہ انہیں پتا چلے کہ یہ ایسے معاملات ہیں۔ میں خود وزیر قانون صاحب کا بڑا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ واقعی یہ نقائص ہیں۔ یہی بڑا پن ہے اور اسی طرح یہ سلسلہ بہتر سے بہتری کی طرف جائے گا۔ میں اس معاملے میں ان کی تعریف کروں گا کہ انہوں نے بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی غلطی کو تسلیم کیا ہے لیکن تسلیم کرنے اور عمل کرنے میں بڑا فرق ہے۔ ماشاء اللہ حکومت کو آئے بھی 18 ماہ سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے اور حکومت پنجاب کی ہی یہ پالیسی ہے کہ ایک سال SHO کی تعیناتی رہے اور اگر اس کی کارکردگی خراب ہے تو پھر اسے تبدیل کر دیا جائے لیکن یہ افسوس ہے اور سرگودھا میں ایسے لگتا ہے کہ جیسے ہر دو ماہ بعد ہر تھانے کا SHO تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کی thoroughly investigation کریں۔ میں کچھ چیزیں نہیں کہنا چاہ رہا لیکن وزیر موصوف اگر thoroughly investigation کریں اور اس بات پر چلیں جیسے انہوں نے میری بہت ساری باتوں کی پہلے تصدیق کی ہے تو میری اس بات کی بھی تصدیق ہو گی کہ وہاں پر کچھ نہ کچھ گڑبڑ اور مسئلہ ضرور ہے اور ہمارا یعنی اپوزیشن کا کام مسئلے کی نشاندہی کرنا ہے اور حکومت کا کام ہے کہ وہ اس نشاندہی کو positively لے اور اس پر عمل کرے کیونکہ ان کی کارکردگی بہتر ہونے سے انہی کا فائدہ ہے لہذا میری یہ گزارش ہو گی کہ اس سوال کو pending کیا جائے تاکہ وزیر موصوف انکوائری اور چھان بین کر کے اس کی دوبارہ وضاحت پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چیمہ صاحب کی پہلی باتوں سے بھی مجھے اتفاق ہے لیکن اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ "ان کی کارکردگی بہتر ہونی ہے" تو مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔ انہیں کہنا چاہئے تھا کہ ہماری position بہتر ہونی ہے۔ بدلے ہوئے حالات میں اب ہم "ان" نہیں ہیں بلکہ "ہم" ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! چیمہ صاحب نے فرمایا کہ پالیسی پہلے بھی ہے، یہ درست ہے اور پالیسی پہلے بھی تھی لیکن یہ mandatory نہیں تھی۔ DPO کو اختیار تھا کہ وہ جب چاہے، جسے چاہے ایک دن بعد، ایک گھنٹہ بعد، تین دن بعد SHO کو تبدیل کر سکتا تھا۔ اب ہم recommendation لا رہے ہیں جس کے مطابق اس کو mandatory کر رہے ہیں کہ DPO کا یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ SHO کو اس عرصہ تعیناتی سے پہلے تبدیل کرے اور اگر وہ ایمر جنسی یا کوئی ایسے حالات پاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ problem آ رہا ہے تو اس problem سے وہ اپنی higher authority کو آگاہ کرے گا جس کی باقاعدہ طور پر انکوائری ہوگی اور پھر انکوائری ہونے کے بعد وہ تبدیل ہو سکے گا۔ جب تک آپ اسے discretion پر رکھیں گے اور اسے safety اور secured نہیں کریں گے تو وہ صحیح کام نہیں کریں گے۔ یہ پہلے پالیسی تھی لیکن یہ DPO کی discretion تھی اور اسی لئے یہ used ہوتی آ رہی ہے۔ دوسرا یہ کہ بے شک ہمیں 18 ماہ کا عرصہ ہوگیا ہے لیکن پولیس آرڈر 2002 میں کوئی بھی ترمیم کرنے کے لئے ہمیں 31۔ دسمبر تک ابھی بھی انتظار کرنا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے تسلیم کیا ہے اور جیسے جز (ب) کا جواب نہیں آیا اور بہت سارے نقائص ہیں تو اگر یہ اسے pending نہیں کرنا چاہتے تو پھر کمیٹی کو refer کر دیں کیونکہ ایوان کی بھی ذمہ داری ہے اور ماشاء اللہ اس ایوان کی supremacy کا ادراک کرنا بڑا ضروری ہے تو آپ اس سوال کو کمیٹی کو refer کر دیں اور اگر وہاں اس کی چھان بین ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے دو problems indicate کئے ہیں جن میں ایک ایف آئی آر کی free registration اور دوسرا SHO کی جلد تبدیلی کا معاملہ ہے تو ان دونوں معاملات کو علیحدہ سے ایک کمیٹی دیکھ رہی ہے اور وہاں پر recommendations تقریباً final form میں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر چیمہ صاحب کہیں تو ان recommendations سے بھی پوری

طرح confidence میں لے لوں گا۔ اب اگر اس معاملے کو کسی اور کمیٹی کو بھیجیں گے تو پھر اس سے کام میں تاخیر ہو جائے گی۔ کام ہو رہا ہے اور تقریباً وہ مکمل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! جو کمیٹی پہلے سے بنی ہوئی ہے اس کو یہ معاملہ بھیج دیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کی assurance ہی کافی ہے۔ میرے پاس تو پھر بھی جواز ہے اور اگر یہ نہیں ہوگا تو میں آئندہ اجلاس میں بھی اٹھا سکتا ہوں تو اگر منسٹر صاحب ensure کر رہے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی assurance تو آپ نے لے لی تو ان سے ہم والی assurance آپ نے نہیں کی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: اس پر میں بات کرنا چاہ رہا تھا اور این آر او پر بھی بات کرنا چاہتا تھا اور میں چاہتا ہوں کہ یہ سلسلہ چلے اور ملک کی بہتری کے لئے کاش مسلم لیگیں اکٹھی ہو کر اس ملک کو بہتر سے بہتر مستقبل دے سکیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! رہ تو میں سکتی نہیں ہوں اور میں نے بھی یہی کہنا تھا کہ یہ جز اور جز کی بات ہو رہی ہے یا کل اور کل کی بات ہو رہی ہے، یہ نہ ہو کہ جز اور جز کی بات ہو رہی ہو اور یہاں پتا ہی نہ چلے، کل اور کل کی بات ہو تو پھر تو پوری قوم کا مفاد ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ آج ہوم ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ سوالات ہیں تو ہوم ڈیپارٹمنٹ سے آج کون یہاں پر نمائندگی کر رہا ہے ان کا نام اور عہدہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہوم ڈیپارٹمنٹ سے کون سے نمائندے یہاں پر ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہوم ڈیپارٹمنٹ کو میں represent کر رہا ہوں اور کمیٹی جس کے متعلق میں نے کہا کہ وہ ان تمام معاملات کو دیکھ رہی ہے، اس کمیٹی کو سیکرٹری یا کوئی پولیس آفیسر head نہیں کر رہا بلکہ میں اسے head کر رہا ہوں اور ان تمام معاملات کو میں دیکھ رہا ہوں اس لئے آپ نے جو بھی نشاندہی کی ہے یا چیمہ صاحب کے سوال میں نشاندہی ہوئی ہے وہ تمام چیزیں میں نے note کی ہیں اور میرے ذہن میں ہیں اور ان تمام کو انشاللہ تعالیٰ ہم take care کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! "اللہ کرے زور قلم دے اور زیادہ" کہ انہیں اختیارات پر اختیارات ملتے چلے جائیں لیکن اگر بیوروکریسی اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے تو یہ کہہ دینا کہ اب میں بھی بیوروکریسی کی جگہ respect ا مجھے بڑی خوشی ہے کہ یہ اتنے بااختیار وزیر ہیں کہ شاید سیکرٹری صاحب بھی ان سے کانپ رہے ہیں لیکن میرا نہیں خیال کہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ کسی بھی قسم کی efficiency ہے کہ یہاں پر آج کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ اگر ہوم ڈیپارٹمنٹ کے لوگ موجود نہیں ہیں، trust ا مجھے پتا ہے کہ ہمارے لاء منسٹر صاحب بہت affective ہیں لیکن یہ seriousness of government ہے، انہیں پرواہی نہیں ہے اور انہوں نے یہاں سے کیا تجاویز carry کرنی ہیں and it is against the law بلکہ انہی کی coalition government کے وزیراعظم نے کہا تھا کہ نہ آنے والے سیکرٹری کو معطل کر دیا جائے گا۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ بیوروکریسی ذمہ دار ہے تو بیوروکریسی کیسے ذمہ دار ہے؟ گورنمنٹ ذمہ دار ہے اور ہم ذمہ دار ہیں کیونکہ ہم نے عوام سے ووٹ لئے ہیں، ہم نے کل کو جاکر عوام کو جواب دینا ہے۔ کسی ہوم سیکرٹری یا دوسرے سیکرٹری نے جاکر جواب نہیں دینا۔ آج question hour کے لئے I.G.P، ہوم سیکرٹری اور دوسرے لوگ میرے ساتھ ایک گھنٹہ میٹنگ کر کے گئے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ حالات اس وقت کیا ہیں اور جس قسم کے issue چل رہے ہیں تو میں نے جب خود ان سے ساری briefing لے لی تو اس کے بعد مجھے اگر گیلری سے کسی چٹ کی ضرورت نہیں ہے تو پھر میں خواہ مخواہ انہیں کیوں ادھر یہاں بٹھا رکھوں؟ میں نے ان سے تمام information لے لی ہے اور اس کے مطابق آپ کے تمام ضمنی سوالات کے جواب دیئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

بیوروکریسی سے زیادہ میٹنگ کرنے میں interested ہیں تو وہ بھی آپ فرمائیں۔ جب کہیں آئی جی صاحب اور ہوم سیکرٹری صاحب حاضر ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! راناصاحب کا یہ رویہ ٹھیک نہ ہے۔ یہ مجھے اپنی پوری تقریر میں سے ایک لفظ کی وضاحت کر دیں "ان حالات میں" کا کیا مطلب ہے کہ terrorism سے بیوروکریٹس اور سیکرٹری صاحب کو بھی خطرہ ہے۔ کیا ان کا یہ مطلب ہے؟ کبھی یہ اسمبلی بند کرتے ہیں اور کبھی سکول بند کرتے ہیں اور اب بیوروکریسی کو بھی بند کر دیا ہے؟ ان کی کیسے ذمہ داری بنتی ہے؟ یہ بالکل غلط بات ہے۔ بیوروکریٹ کا کام بیوروکریٹ ہی کرے گا، سپاہی کا کام سپاہی ہی کرے گا، وزیر کا کام وزیر ہی کرے گا،

سیاستدان کا کام سیاستدان ہی کرے گا۔ یہ کس قسم کی غیر ذمہ دارانہ بات ہے اور آپ انہیں کتنا اور کہاں تک بچائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! یہ کوئی controversy نہیں ہے۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ شاید ہوم سیکرٹری اور آئی جی صاحب کسی خطرے کی وجہ سے یہاں نہیں آ رہے حالانکہ میں نے ان حالات کی بات اس تناظر میں کی ہے کہ ان حالات میں law and order کی میٹنگ اور دوسرے مختلف معاملات پر ان کی توجہ دینا اور وہاں موقع پر جانا اور بہت ساری چیزوں کو خود on ground جا کر دیکھنا ان کی ذمہ داری ہے۔ جب انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ یہ معاملات pending ہیں تو ہم نے خود میٹنگ میں decide کیا کہ وہاں پر وہ جائیں گے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ خطرے کی وجہ سے یہاں نہیں آئے بلکہ میں نے ان کو کہا کہ وہ یہاں پر ایک گھنٹہ میٹنگ کرنے کے بعد، کچھ لاء اینڈ آرڈرز سے متعلقہ معاملات ایسے تھے جن کا انہوں نے ابھی بیٹھ کر جائزہ لینا تھا اور انہوں نے موقع پر بھی جانا تھا اس لئے ان کو allow کیا گیا کہ وہ جا کر وہ important کام کریں اور یہاں پر ان کے questions کا جواب دینے کے لئے میں حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میری بات سن لیں۔ جب ہم بات پارلیمنٹ کی supremacy کی کرتے ہیں، جب ہم بات کرتے ہیں کہ پارلیمنٹ supreme ہے تو یہ ہم زبانی بات نہیں کر رہے ہوتے۔ اگر آپ Constitution کو پڑھیں تو اس میں آرٹیکل 130 کہتا ہے کہ:

(1) There shall be a Cabinet of Ministers, with the Chief Minister as its head, to aid and advise the Governor in the exercise of his functions.

اس کی clause 4 یہ ہے کہ:

(4) The Cabinet shall be collectively responsible to the Provincial Assembly.

اب جو Cabinet اور منسٹرز وہ responsible ہیں، government functionaries منسٹرز کو reply دینے کے responsible ہیں۔ اگر اس reply میں کمی ہوتی ہے تو پھر rule 54 جس میں delay کے اور دوسرے matters بھی آتے ہیں۔ پھر منسٹر کے پاس اختیارات ہیں کہ وہ ان سے پوچھے

اور یہ ہاؤس بھی پوچھ سکتا ہے کہ اس کا جواب نہیں آیا۔اس پر ہم کمیٹی بھی بنا سکتے ہیں اور افسروں سے سوال بھی پوچھ سکتے ہیں۔ ہمیں rules کو follow کرنے دیں۔ محترمہ! آپ کا ایک valid point ہے کہ وہ یہاں پر موجود ہوں لیکن جب لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان کی satisfaction ہے اور وہ آپ کو reply دے رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس topic پر ہمیں آگے نہیں چلنا چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس بات کی بہت respect کرتی ہوں کہ آپ نے یہی تو کہہ دیا کہ آپ کا point valid ہے۔ بات یہ نہیں ہے کہ میں یہاں کوئی بہت بڑی جنگ کرنا چاہ رہی ہوں بلکہ بات صرف lack of interest کی ہے، یہ ساری چیز in order نہیں ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر سیکرٹری صاحب مصروف ہیں تو کوئی ان کا ڈپٹی سیکرٹری ہوگا، کوئی ایڈیشنل سیکرٹری ہوگا اور کوئی سپیشل سیکرٹری ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب on the floor of the House وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ he is satisfied تو پھر اس میں مسئلہ کیا ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے تسلی نہیں ہوئی، مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے کہ جب یہ ایک بندے کو اتنا bind-over کریں گے، ایک شخص کو اجازت دینے کے لئے، اس ڈیپارٹمنٹ کو اجازت دینے کے لئے کہ اگر " نئی آئے تے کوئی گل نئیں، میں جو آں" یہ attitude شاید بہادری تو ہے لیکن ہمیں satisfaction نہیں ہے کیونکہ inefficient جواب آ رہے ہیں، incomplete جواب آ رہے ہیں۔ایک منٹ پہلے چیمہ صاحب کا جواب incomplete تھا اور ہر چیز کو cover کرنے کے لئے آپ ان کو کتنا اور بچائیں گے؟ آپ کی گورنمنٹ اور governance کے failure کی ایک main وجہ یہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا بس، اب اس question سے relevant بات کریں۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے محترمہ کی اس بات پر انتہائی افسوس ہے کہ وہ کہہ رہی ہیں کہ مجھے ان سے تسلی نہیں ہے۔یہاں پر کوئی ایڈیشنل سیکرٹری ہونا چاہئے تھا، یہاں پر کوئی سیکرٹری ہونا چاہئے تھا۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے جو questions کئے ہیں، یہ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں، جو انہوں نے questions کئے ہیں ان پر ان کو تسلی بخش جواب دیا گیا ہے اور یہ تسلی کس طرح سے چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے ان کو کب کہا ہے؟ میں تو ان کو سر آنکھوں پر، یہ تو بہت بڑے وزیر بن گئے ہیں۔ میں تو کہتی ہوں اور مجھے ان پر پورا confidence ہے لیکن مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ یہ ان کو اس طرح protect نہ کریں کیونکہ یہ ڈیپارٹمنٹ کی inefficiency کا موجب بنتا ہے۔ میں تو ڈیپارٹمنٹ کو criticize کر رہی ہوں، ان کو میں نے کیا کہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: ان کو تو میں نے کہا کہ یہ تو بہت بہادر ہیں۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ کی satisfaction کے لئے یہ عرض کردوں کہ جب وہ ہوم سیکرٹری سے ایڈیشنل سیکرٹری پر آ گئی ہیں تو ایڈیشنل سیکرٹری صاحب گیلری میں موجود ہیں۔ اگر یہ اجازت دیں تو میں question hour کے بعد ان کی میٹنگ کروا دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ لاء منسٹر صاحب کا جو attitude ہے مجھے اسی بات پر اعتراض ہے۔ مجھے ان سے مل کر کیا کرنا ہے یہ کوئی بات ہے، یہ کوئی طریقہ ہے، یہ کوئی attitude ہے؟ جب اس floor پر لیڈر اس طرح بات کرے تو میں اس پر protest کرتی ہوں۔ یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا، مجھے کیا ضرورت ہے ایڈیشنل سیکرٹری سے ملنے کی، یہ کب ان خواتین کی عزت کرنا شروع کریں گے؟ میں protest کرتی ہوں لاء منسٹر کے اس attitude پر اور میں walkout کرتی ہوں۔ یہ کوئی طریقہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! دیکھیں میری بات سنیں، اب میری بات سنیں۔ This is wrong, this is wrong. جب آپ rules کی بات کریں گی، جب میں نے Constitution پڑھ کر سنایا ہے کہ اس میں responsibility کیبنٹ کی ہے اور لاء منسٹر صاحب on the floor of the House کہہ رہے ہیں کہ۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی بات accept کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: لیکن ان کی loose talk کو کون دیکھے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: Question hour کے دوران اس پر کوئی بات نہیں ہو گی، اب بعد میں بات ہو گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: یہ اشارہ غلط ہے اور میں اس بات پر شدید احتجاج کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے وہ سوال کا نمبر پکاریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1993 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جی۔

تھانہ صدر سرگودھا میں ڈکیتی کے دوران شہری کی ہلاکت کی تفصیلات

*1993: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عمر حیات موضع مٹھ لک تھانہ صدر سرگودھا کو ڈکیتی کے دوران قتل کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے ملزموں کی گرفتاری اور اندراج مقدمہ کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جناب عالی گزارش ہے کہ ڈکیتی کے دوران شہری کی ہلاکت نہ ہوئی ہے بلکہ رنجش مخالفت کی بناء پر قتل ہوا ہے جس پر مقدمہ نمبر 403 مورخہ 24۔09۔2008 بجرم 302/34 ت پ تھانہ صدر درج ہوا۔ عمر حیات ولد محمد یوسف قوم سپرا سکنہ مٹھ لک ڈکیتی کے دوران نہیں بلکہ مخالفت کی بناء پر قتل ہوا ہے۔

(ب) مقدمہ عنوان بالا میں ملزمان مسمیان (1) محمد خالد ولد گل محمد قوم داڈھرہ سکنہ مٹھ لک (2) محمد وارث ولد خضر حیات قوم واڈھرہ سکنہ مٹھ لک ہر دو ملزمان کے حسب ضابطہ گرفتار کر کے مورخہ 8۔11۔2008 کو حوالات جوڈیشل سرگودھا جیل بھجوایا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے پوچھا تھا کہ ڈکیتی کی واردات ہوئی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ڈکیتی نہیں بلکہ دشمنی کی بنا پر ہوئی تھی۔ حالانکہ حقیقت میں یہ ڈکیتی تھی اس کو انہوں نے مروڑ توڑ کر change کر دیا ہے اور اس کی

investigation بھی غلط طریقے سے کی گئی ہے۔ میری گزارش ہے کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اس پر کوئی کمیٹی بنا دی جائے یا اس کو ایڈیشنل آئی جی انوسٹی گیشن کو refer کر دیا جائے کہ وہ اس کی از سر نو inquiry کرلے کہ آیا یہ ڈکیتی کا ہی مقدمہ ہے یا دشمنی تھی؟ جیسا کہ انہوں نے ذکر کیا جبکہ میرے علم میں تھا کہ یہ ڈکیتی کی واردات تھی جس کو انہوں نے تبدیل کر دیا کہ یہ دشمنی کی بنا پر ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جس مقدمے کا حوالہ چیمہ صاحب نے دیا ہے تو اس میں پولیس کی اب تک کی جو investigation ہے اس کے مطابق یہ قتل مخالفت کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ اب اس میں ایک جو basic test ہوتا ہے کہ اگر ڈکیتی کی واردات ہو تو اس میں نامزد ملزمان نہیں ہوتے۔ اکثر اوقات جو لوگ اس قسم کی کارروائی کے لئے آتے ہیں وہ اگر پہچانے جانے کا خوف ہو تو انہوں نے اپنے آپ کو cover کیا ہوا ہوتا ہے یا otherwise وہ خود سامنے نہیں آتے۔ اس میں ایف آئی آر نامزد ملزمان کے خلاف ہے اور باقاعدہ ان کے نام دیئے گئے ہیں۔ ایک محمد خالد ولد گل محمد، دوسرا محمد وارث ولد خضر حیات ہے۔ دوران investigation یہ بھی پایا گیا ہے کہ ان کی ایک وجہ عناد بھی تھی جس بنیاد پر انہوں نے قتل کیا ہے۔ تاہم اگر چیمہ صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی دوبارہ investigation ہونی چاہئے تو یہ مدعی فریق procedure کے مطابق transfer of investigation کے لئے apply کر سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری سوال شاہجہاں احمد بھٹی صاحب کا ہے۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2008 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب شاہ جہاں احمد بھٹی: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

موٹر سائیکل اور گاڑی کے کاغذات چیک کرنے کی تفصیلات

*2008: جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موٹر وہیکل آرڈیننس کے تحت ٹریفک پولیس یا پنجاب پولیس عام حالات میں موٹر سائیکل یا گاڑی کے کاغذات چیک نہیں کر سکتی، یہ دونوں فورسز ڈرائیونگ لائسنس چیک کر سکتی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹریفک وارڈنز کے علاوہ پنجاب پولیس اور مجاہد سکواڈڈرائیور کا ڈرائیونگ لائسنس اور شناخت چیک کرنے کی بجائے گاڑی کے کاغذات چیک کرانے پر اصرار کرتے ہیں اور نا کے لگا کر پیسے بٹورتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ایسا کوئی سرکلر جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ جس سے عوام کو یہ پتا چل جائے کہ ٹریفک وارڈنز، پنجاب پولیس اور مجاہد سکواڈ ان سے کون سے ڈاکومنٹس چیک کرنے کی مجاز ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے ٹریفک پولیس موٹر وہیکل آرڈیننس کی دفعہ 90 کے تحت عام حالات میں گاڑی کے کاغذات اور ڈرائیونگ لائسنس چیک کر سکتی ہے۔ دفعہ 90 موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کے تحت یونیفارم میں ملبوس کوئی بھی پولیس آفیسر یا ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا کوئی آفیسر جو سب انسپکٹر سے کم عہدے کا نہ ہو ڈرائیور کا لائسنس اور گاڑی کا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ چیک کر سکتا ہے۔ تاہم ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں ٹریفک پولیس (وارڈنز) وائیلٹرز کی گاڑی کے متعلقہ کاغذات اور ڈرائیونگ لائسنس چیک کرتی ہے۔

(ب) ٹریفک وارڈنز ٹریفک rules کی خلاف ورزی پر وائیلٹرز کی شناخت کے لئے نہ صرف ڈرائیونگ لائسنس بلکہ گاڑی سے متعلقہ کاغذات بھی چیک کرتے ہیں۔ ڈرائیونگ لائسنس اور متعلقہ کاغذات کی عدم موجودگی پر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ سوال کا بقیہ حصہ متعلقہ ٹریفک پولیس نہ ہے

(ج) دفعہ 90 موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کے تحت یونیفارم میں ملبوس کوئی بھی پولیس آفیسر یا ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا کوئی آفیسر جو کہ سب انسپکٹر سے کم عہدے کا نہ ہو ڈرائیور کا لائسنس اور گاڑی کا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ چیک کر سکتا ہے۔ تاہم ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں ٹریفک پولیس (وارڈنز) وائیلٹرز کی گاڑی کے متعلقہ کاغذات اور ڈرائیونگ لائسنس چیک کرتی ہے۔ جہاں تک اس ضمن میں کوئی سرکلر جاری کرنے کا تعلق وہ حکومت کی صوابدید پر منحصر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال میں یہ تھا کہ "کیا حکومت کوئی ایسا circular جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ جس سے عوام کو یہ پتا چل جائے کہ ٹریفک کے معاملات میں ان کے rights کیا ہیں؟" اس کا جواب آیا ہے کہ "یہ صوابدید پر منحصر ہے۔" یہ clear نہیں ہے کہ یہ عوام کو aware کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ٹریفک پولیس اور عام پولیس کی کیا ذمہ داری ہے کیونکہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ سب انسپکٹر سے کم rank کے پولیس ملازمین بھی موٹر سائیکل سواروں کو روک کر کھڑے ہوتے ہیں۔ یقیناً آج کے security environment میں یہ ضروری ہے کہ وہ لوگ بھی اپنے اس طرح کے فرائض سرانجام دیں لیکن عوام کو aware کیا جائے اور ان کی cooperation حاصل کی جائے۔ کیا حکومت کوئی اس طرح سے public awareness campaign چلانے کا ارادہ رکھتی ہے جس سے موٹر سائیکل سواروں کو یہ awareness آئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بالکل ارادہ رکھتی ہے اور یہ بہت معقول تجویز ہے۔ پہلے بھی حکومت اس سے متعلق مختلف پروگراموں پر عمل کر رہی ہے۔ محترم شاہجہاں صاحب اگر اس سلسلے میں کوئی اپنی قیمتی رائے دینا چاہیں تو آگاہ کریں لیکن awareness مہم کے لئے circular جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ circular جاری کئے بغیر بھی مہم چلائی جا رہی ہے اور اس کو مزید موثر طریقے سے چلایا جائے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کا کوئی آفیسر جو کہ سب انسپکٹر سے کم عہدے کا نہ ہو ڈرائیور کا لائسنس اور گاڑی کا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ چیک کر سکتا ہے۔ تاہم ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں ٹریفک پولیس وارڈنز violators کی گاڑی کے متعلقہ کاغذات اور ڈرائیونگ لائسنس چیک کرتی ہے۔ کیا ٹریفک پولیس کے وارڈنز سب انسپکٹر کے برابر ہیں؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر وہ سب انسپکٹر کے برابر ہیں تو ان کی direct بھرتی as a سب انسپکٹر وہ پولیس آرڈر 2002 کے مطابق سپاہی، ASI اور ASP بھرتی

ہو سکتے ہیں۔ یہ جو dichotomy ہے کیونکہ میرے علم کے مطابق سب انسپکٹر سے نیچے کا آدمی چالان نہیں کر سکتا۔ ان کو چالان کے بھی اختیار دیئے گئے ہیں۔ کیا یہ سپاہی کے عہدے کے برابر ہیں یا سب انسپکٹر کے عہدے کے برابر ہیں؟ ان دونوں چیزوں کا تضاد واضح کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایسا بالکل نہیں ہے اور محترم میجر صاحب کو ذرا اس میں confusion ہوئی ہے۔ جواب یہ ہے کہ کوئی بھی پولیس آفیسر یا ٹرانسپورٹ کا کوئی بھی آفیسر جو کہ سب انسپکٹر سے کم عہدے کا نہ ہو یعنی اگر یہ ڈیوٹی کسی ٹرانسپورٹ کے کسی فرد نے دینی ہے تو پھر وہ سب انسپکٹر عہدے سے کم نہیں ہونا چاہئے لیکن پولیس کا کانسٹیبل ہو یا ہیڈ کانسٹیبل ہو اور اے ایس آئی ہو وہ competent ہے کہ وہ موٹر وہیکل آرڈیننس کے تحت کاغذات بھی چیک کر سکتا ہے اور چالان بھی کر سکتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! مجھے اس کی وضاحت سمجھ میں نہیں آئی اور میں پھر دوبارہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ کیا ٹریفک پولیس کے سپاہی کو یہ اختیار ہے کہ وہ کاغذ چیک کر سکتا ہے یا صرف افسر کو اختیار ہے کہ وہ کاغذات چیک کرے اور چالان کرے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹریفک پولیس کے سپاہی کو بھی یہ اختیار ہے کہ وہ کاغذات بھی چیک کر سکتا ہے اور چالان بھی کر سکتا ہے۔ خواہ وہ ٹریفک پولیس کا ہو یا آرڈنری کا ہو۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے تشریح چاہوں گی کہ یہ جو پولیس کے وارڈنز ہیں یا پولیس کی وردی میں ملبوس ہماری جو پولیس ہے وہ اشاروں پر کھڑے ہو کر گاڑیاں چیک کرتے ہیں یا کاغذات چیک کرتے ہیں یا ٹریفک کو صحیح طریقے سے چلانا تو ان کے اختیارات میں شامل ہے لیکن اگر ایسا کوئی واقعہ اشارے کے اوپر ہو جائے کہ کوئی آدمی بے ہوش ہو جاتا ہے یا گاڑی وہاں پر خراب ہو جاتی ہے یا وہاں پر کسی آدمی کو اچانک problem پیش آ جاتی ہے تو اس سلسلے میں ان کے فرائض مختص کئے گئے ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ توانہوں نے انسانی مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے، اگر کوئی ایسا معاملہ خدانخواستہ ہو جائے تو بالکل یہ ان کا فرض ہے کہ وہ ان کی مدد بھی کریں بلکہ 1122 کو بھی اطلاع کریں اور بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ اگر وہاں پر accident ہوا یا کوئی لوگ زخمی ہوئے ہیں تو یہ ٹریفک وارڈن نے ڈیوٹی سرانجام دی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اخلاقی فریضہ تو ہر انسان کا ہے لیکن کیا قانونی طور پر بھی ان کے فرائض میں کوئی چیز شامل کی گئی ہے کیونکہ اگر وہ کسی کی مدد نہیں کرتے تو پھر وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے فرائض میں شامل نہیں ہے۔ میں اس point of view کے حوالے سے clear کرنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ قانونی طور پر بھی bound ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پولیس ڈیپارٹمنٹ میں خواہ کہ وہ ٹریفک وارڈن کے طور پر ہو، خواہ کانسٹیبل ہو، خواہ وہ آفیسر ہو وہ قانونی طور پر اس بات کا پابند ہے کہ وہ کسی بھی مشکل میں کسی شہری کو دیکھے تو اس کی مدد کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں بھی پولیس کے بارے میں بہت شکایتیں ہوتی ہیں اور سارا کچھ ہوتا ہے لیکن بچپن سے پولیس ڈیپارٹمنٹ کا ایک slogan پڑھتے آئے ہیں کہ "پولیس کا ہے فرض مدد آپ کی" اور آج کل جو خاص طور پر حالات ہیں اور جس طرح پولیس ملازمین فرنٹ پر کھڑے ہو کر قربانیاں دے رہے ہیں اور آج ہمیں ان کو خراج تحسین بھی پیش کرنا چاہئے اور ان کا حوصلہ بھی بڑھانا چاہئے کیونکہ اس جنگ کے اندر سب سے زیادہ سڑک کے اوپر کھڑے ہو کر جوان کی قربانیاں ہیں آج ہم سب کو انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔ جی، راناصاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آج اسی reference سے اس معزز ہاؤس کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہوں گا کہ محمد لطیف نامی کانسٹیبل بلکہ اس کے ساتھ جتنے بھی لوگ کل بابو صابو انٹرچینج کے اوپر ڈیوٹی پر تھے ان لوگوں نے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر کل کا جو واقعہ ہوا ہے اس کو روکا ہے، اگر وہ دہشت گرد وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو جاتے اور یہ اپنی ڈیوٹی کو صحیح طور پر انجام نہ دیتے تو شاید وہ بہت بڑی تباہی کا باعث بنتا اور کوئی بہت بڑا واقعہ ہوتا تو یہ جو احساس ذمہ داری اور فرض شناسی کا

جذبہ پولیس میں پیدا ہوا ہے اور یہ آگے بڑھ رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں کہیں ان کی کوتاہی ہو ہمیں ان کی سرزنش کرنی چاہئے لیکن جہاں پر کوئی appreciable بات ہو تو ہمیں appreciate بھی کرنا چاہئے تاکہ جو پولیس میں بہتر لوگ ہیں وہ اور بہتر ہونے کی کوشش کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

رانا تنویر احمد ناصر: میرا ضمنی سوال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز(الف) اور (ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ یونیفارم میں ملبوس کوئی بھی پولیس آفیسر کاغذات چیک کر سکتا ہے۔ میں صرف یہ چاہوں گا کہ مجھے بتایا جائے کہ پولیس آفیسر کا start کہاں سے ہوتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یونیفارم سے ہوتا ہے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو پولیس rules ہیں It starts from constable.

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! اس میں کہا گیا ہے کہ دفعہ 90 موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کے تحت یونیفارم میں ملبوس کوئی بھی پولیس یا ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا کوئی آفیسر جو کہ سب انسپکٹر سے کم عہدے کا نہ ہو ڈرائیور کا لائسنس اور گاڑی کا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ چیک کر سکتا ہے۔ میں یہاں پر لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس سرکل کا جو آفیسر ہے وہ ہمارے ڈرائیونگ لائسنس یا گاڑی کی رجسٹریشن چیک کر سکتا ہے یا پورے صوبے میں سے کوئی بھی آفیسر کہیں پر بھی اپنے سرکاری کام کے سلسلے میں آیا ہو اور یونیفارم میں ہو تو وہ بھی روک کر چیک کر سکتا ہے، قانون اس میں کیا کہتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو law ہے وہ تو یہی ہے کہ جو بھی آفیسر جس جگہ پر بھی ڈیوٹی پر ہوگا یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ کام کرے لیکن ایک general law ہے کہ اگر

violation ہو رہی ہے وہ تو نہ صرف پولیس آفیسر یا پولیس کا نسٹیبل بلکہ ہر شہری کا یہ فرض ہے کہ اس violation کو چیک بھی کر سکتا ہے بلکہ اسے روک بھی سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع راولپنڈی میں خود کش حملوں کی تفصیلات

*1376: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2003 سے 2007 تک ضلع راولپنڈی میں کتنے بم دھماکے ہوئے اور ان میں کتنے بے گناہ شہری جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے؟

(ب) ان دھماکوں میں کتنے خود کش حملے تھے؟

(ج) ان دھماکوں کے کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ایوان کو تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راولپنڈی میں 2003 تا 2007 کل 10 بم دھماکے ہوئے اور ان میں 95 شہری اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

(ب) ان دھماکوں میں 9 خود کش حملے تھے۔

(ج) ان دھماکوں میں ملوث 26 ملزمان کو گرفتار کر کے چالان عدالت کیا گیا۔

تھانہ سول لائن راولپنڈی میں 2002 تا 2007 سیاسی قیدیوں کی تعداد

*1484: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

تھانہ سول لائن راولپنڈی میں 2002 سے 2007 تک کتنے سیاسی کارکنوں کو رکھا گیا، تفصیل بیان کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

تھانہ سول لائن راولپنڈی میں سال 2002 تا 2007 سیاسی افراد کے خلاف کل چار مقدمات درج ہوئے جن میں مقدمہ نمبر 664 مورخہ 07-9-7 بجرم 188 ت پ میں 7 افراد، مقدمہ نمبر 665 مورخہ 07-9-7 بجرم 188 ت پ میں 7 افراد، مقدمہ نمبر 670 مورخہ 07-9-10 بجرم 188 ت پ میں 6 افراد اور مقدمہ نمبر 673 مورخہ 07-9-10 بجرم 148/147/141/188 ت پ، MPO 16 میں کل 27 سیاسی افراد کو گرفتار کیا گیا۔ اس طرح اس عرصہ کے دوران کل 47 سیاسی افراد کو پولیس تھانہ سول لائن نے گرفتار کیا ہے۔

صدر تھانہ نارووال میں چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*1969: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صدر تھانہ نارووال میں پیٹر انجن چوری کے سال 2002 سے اب تک کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) کتنے ملزمان کے خلاف کارروائی ہوئی؟

(ج) کسانوں کے پیٹر انجن چوری ہونے سے بچانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ تھانہ کی حدود میں کسان پیٹر انجن چوروں سے پریشان ہیں اور پولیس کوئی اقدامات نہیں اٹھا رہی؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صدر تھانہ میں سال 2002 تا آج تک 19 مقدمات درج رجسٹر ہوئے ہیں۔

(ب) 19 ملزمان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی۔

(ج) ضلع پولیس نارووال پیٹر انجن کی چوری اور اس نوعیت کی دیگر جرائم کی بیخ کنی کے لئے شب و روز برسرپیکار ہے۔ دیہات میں ٹھیکری پہرہ اور پیٹرولنگ کے نظام کو موثر بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ریکارڈ یافتہ ملزمان کی نگرانی بھی جاری ہے۔

(د) سال 2002 تا آج تک کل 19 مقدمات رپورٹ ہوئے ہیں جن کو محنت اور پیشہ وارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پولیس تھانہ صدر نارووال نے 19 ملزمان کے خلاف

کارروائی عمل میں لائی ہے۔تاہم متعلقہ SHO اور DSP کو ہدایت کی گئی ہے کہ ٹھیکری پہرہ اور گشت کے نظام کو مزید مؤثر بنائیں۔ سابقہ ریکارڈ یافتہ ملزمان کی کڑی نگرانی کریں۔تاکہ اس قسم کے واقعات رونما نہ ہونے پائیں۔

سیالکوٹ میں اغواء برائے تاوان، چوری، ڈکیتی، منشیات کے مقدمات کی تفصیلات

*2087: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ نیکاپورہ، تھانہ حاجی پورہ، تھانہ کوتوالی تحصیل و ضلع سیالکوٹ میں جنوری 2007 سے آج تک اغوأبرائے تاوان، ڈکیتی، چوری، قتل اور منشیات کے کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ نیکاپورہ اور تھانہ حاجی پورہ کی حدود میں منشیات سر عام فروخت کی جاتی ہے اور پولیس منشیات فروشوں کو گرفتار نہیں کرتی بلکہ ان سے حصہ لیتی ہے جس کی وجہ سے یہ کاروبار عروج پر پہنچ چکا ہے؟

(ج) کیا حکومت سیالکوٹ میں منشیات فروشوں کو گرفتار کرنے اور ان کے خلاف فوری قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) حکومت منشیات فروشی کنٹرول کرنے کے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اصل حقائق اس طرح ہیں کہ جرائم کی بیخ کنی کے لئے ضلعی پولیس ہمہ تن جرائم پیشہ افراد کے خلاف برسرپیکار ہے اور ان کی سرکوبی کے لئے کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جاتا ہے۔ عرصہ زیر تجویز لغایت جنوری 2007 تا 15-05-09 تھانہ نیکاپورہ حاجی پورہ اور تھانہ کوتوالی میں منشیات فروشوں اور دیگر جرائم پیشہ افراد کے خلاف مؤثر کارروائی عمل میں لائی گئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تھانہ حاجی پورہ میں اغواء برائے تاوان 1، چوری 39، ڈکیتی 8، قتل 31 اور منشیات کے 383 مقدمات درج ہوئے ہیں۔

تھانہ کوتوالی میں اغواء برائے تاوان 0، چوری 85، ڈکیتی 0، قتل 7، منشیات کے 173 مقدمات درج ہوئے ہیں۔

تھانہ نیکاپورہ میں اغواء برائے تاوان 1، چوری 39، ڈکیتی 2، قتل 17 اور منشیات کے 295 مقدمات درج ہوئے ہیں تمام مقدمات بالا میں مقامی پولیس نے بروقت کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ملزمان کو گرفتار کیا ہے اغواء برائے تاوان کے دونوں مقدمات میں مغویوں کو بحفاظت برآمد کرکے ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے اور گرفتار کرکے ان کے چالان متعلقہ مجاز عدالت میں دیئے گئے ہیں جو کہ زیر سماعت ہیں۔ منشیات فروشوں کے خلاف کارروائی عمل میں لاتے ہوئے درج ذیل منشیات برآمد کی گئی ہیں۔

منشیات

نام	تھانہ حاجی پورہ	تھانہ کوتوالی	تھانہ نیکاپورہ
چرس	60.283 کلوگرام	33.928 کلوگرام	61.100 کلوگرام
ہیروئن	3.001 کلوگرام	Nil	2.684 کلوگرام
افیون	1.725 کلوگرام	Nil	0.306 کلوگرام
شراب	1207 بوتلیں	211 بوتلیں	665 بوتلیں
شرابی	25 کس	12 کس	8 کس
چالو بھٹی	---	---	1 عدد

ڈکیتی

مقدمات ڈکیتی میں متعلقہ پولیس نے مال مسروقہ برآمد کیا ہے جس کی مالیت ذیل ہے۔

تھانہ حاجی پورہ	تھانہ نیکاپورہ
517000/-	197000/-

چوری

مقدمات چوری میں متعلقہ پولیس نے مال مسروقہ برآمد کیا ہے جس کی مالیت ذیل ہے۔

تھانہ حاجی پورہ	تھانہ نیکاپورہ	تھانہ کوتوالی
1510980/-	4279000 /-	6795100 /-

(ب) معزز رکن اسمبلی کا مؤقف ضمن ہذا قطعی طور پر حقائق کے برعکس ہے تھانہ نیکاپورہ اور تھانہ حاجی پورہ کی پولیس نے منشیات فروشوں کے خلاف عرصہ زیر تجویز میں بھرپور کارروائی عمل میں لاتے ہوئے بھاری مقدار میں منشیات برآمد کی ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نام	تھانہ حاجی پورہ	تھانہ نیکاپورہ
چرس	60.283کلوگرام	61.100کلوگرام
ہیروئن	3.001کلوگرام	2.684کلوگرام
افیون	1.725کلوگرام	0.306کلوگرام
شراب	1207بوتلیں	665بوتلیں
شرابی	25کس	8کس
چالو بھٹی	---	1عدد

(ج) ضلعی پولیس منشیات فروشوں کے خلاف ہمہ تن برسرپیکار ہے۔اور ان کی گرفتاری کے لئے کسی مرحلہ پر بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رکھا جاتا ہے۔ ضلعی پولیس کی اس ہیڈ میں کارکردگی ضمن بالا میں دیئے گئے منشیات کی برآمدگی کے بارے اعداد و شمار سے واضح ہوتی ہے۔آئندہ بھی منشیات فروشوں کے خلاف کارروائی بدستور جاری رہے گی۔

(د) ضلع ہذا میں منشیات فروشی کو کنٹرول کرنے کے لئے خصوصی اقدامات کئے گئے ہیں جن کی تفصیل ذیل ہے۔

1۔ سفید پارچہ جات میں پولیس ملازمان کو تعینات کیا گیا ہے۔جن کو فراہم کی ہوئی اطلاع کی روشنی میں منشیات فروشوں کی آماجگاہوں پر ریڈ کر کے ان کی گرفتاری عمل میں لاکر برآمدگی منشیات کی جاتی ہے۔

2۔ منشیات اپنے قبضہ میں رکھنے والے ملزمان کی گرفتاری پر ان کی نشاندہی پر اصل منشیات فروشوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

3۔ منشیات فروشی کے مقدمات میں ملوث ملزمان کے چالان اندر14یوم مرتب کر کے بلاتاخیر عدالت میں دیئے جاتے ہیں۔

4۔ منشیات کے مقدمات میں ملوث ملزمان کے خلاف مجاز عدالتوں میں بھرپور پیروی مقدمات کی جاتی ہے تاکہ انہیں سخت سزائیں دلائی جاسکیں۔

ضلع ننکانہ صاحب میں ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کے قیام کی تفصیلات

*2163:جناب شاہجہاں احمد بھٹی:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے کتنے اضلاع میں ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کا قیام عمل میں آ چکا ہے؟

(ب) ضلع ننکانہ صاحب میں ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کب وجود میں آئی، اس کے ممبران کی تفصیل اور کس طریق کار کے تحت ان کا انتخاب عمل میں آیا؟

(ج) اب تک ضلع ننکانہ صاحب کی ڈی پی ایس سی کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی، اب تک کتنی رقم خرچ کی جاچکی ہے اخراجات کی مکمل تفصیل سال وائز بتائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کا قیام 35 اضلاع میں ہو چکا ہے۔

(ب) ضلع ننکانہ میں ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کا قیام 2007-05-21 کو عمل میں آیا، اس کے ممبران کا تعین پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 38 کے تحت عمل میں لایا گیا ہے، آرٹیکل 38(اے) کے تحت ایک تہائی ممبران کا تعین حکومت قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران سے منتخب کرتی ہے، جن میں سے ایک خاتون ہوتی ہے اور آرٹیکل 38(بی) کے تحت ایک تہائی ممبران آزاد ہوتے ہیں جو کہ ڈسٹرکٹ سلیکشن پینل سے تصدیق شدہ ہوتے ہیں جن میں سے ایک خاتون ہوتی ہے اور آرٹیکل 38(سی) کے تحت ایک تہائی ممبران ضلع کونسل کے ممبران میں سے ہوتے ہیں۔اس طرح کل ممبران کی تعداد آرٹیکل 37(1) کے تحت 9 ہوتی ہے اور انہی میں سے چیئرمین کا انتخاب کیا جاتا ہے۔آرٹیکل 39(1) کے تحت چیئرمین کا انتخاب تین سال کے لئے ہوتا ہے۔

(ج) اب تک ضلع ننکانہ صاحب ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کے بجٹ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

بجٹ برائے سال 2007-08	خرچ
2.292ملین	433545/-روپے
بجٹ برائے سال 2007-08	خرچ
2.292ملین	Nil

فیصل آباد کے تھانہ سرگودھا روڈ اور منصور آباد میں منشیات کے مقدمات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2212: رانا محمد افضل خان: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد کے تھانہ سرگودھا روڈ اور تھانہ منصور آباد کے علاقہ میں گزشتہ ایک برس میں منشیات کے کتنے مقدمے درج ہوئے اور اس کے نتیجہ میں کتنے افراد کا منشیات فروشی کے جرم میں چالان کیا گیا؟

(ب) ان میں سے کتنے لوگ منشیات کا اڈا چلانے یا منشیات کا کاروبار کرنے والے مجرم پائے گئے اور اس دھندہ کو ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ سرگودھا روڈ میں گزشتہ برس میں درج مقدمات کی تعداد 82 ہے۔چالان شدہ مقامات کی تعداد 82 ہے اور ان تمام مقدمات میں 82 ملزمان کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے۔

تھانہ منصورہ میں گزشتہ برس میں درج شدہ مقدمات کی تعداد 103 ہے۔ چالان شدہ مقدمات کی تعداد 103 ہے ان تمام مقدمات میں 103 ملزمان کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے۔

(ب) جہاں تک تھانہ جات ہذا میں منشیات کا اڈہ چلانے کا تعلق ہے تو تھانہ جات ہذا میں منشیات فروشی کا کوئی بھی اڈہ نہ ہے جو منشیات فروش یہ دھندہ کرتے ہیں ان کے خلاف کارروائی عمل میں لاتے ہوئے مقدمات درج کئے گئے ہیں تاہم مزید نگرانی جاری ہے۔ DSP/SPO سرکل پیپلز کالونی اور SHOs تھانہ جات کو اس سلسلہ میں خصوصی طور پر بریف کیا گیا اور ان کو ہدایت کی گئی ہے کہ پولیس ملازمان اور موبائل گشت کو بھی مؤثر بنائیں تاکہ منشیات فروشی کا قلع قمع کیا جا سکے۔

پنجاب پولیس کی جدید ٹریننگ کے لئے اٹھائے گئے
اقدامات کی تفصیلات

*2222: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب پولیس کی جدید ٹریننگ کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں نیز جدید طریقہ تفتیش و دیگر جدید سہولیات کے لئے کیا منصوبہ ہے اور کب تک پایہ تکمیل تک پہنچے گا؟

(ب) پنجاب پولیس کو کمیونٹی پولیسنگ کی ٹریننگ اور پنجاب پولیس کے اختیارات اور ذمہ داریوں میں توازن لانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب پولیس کو ترقی یافتہ ملکوں اور اداروں کی صف میں لانے اور ان کے نظام پولیس کو بہتر کرنے کے لئے حال ہی میں متعدد اقدامات کئے گئے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

(i) تفتیشی نظام کی بہتری اور اس کو جدید طریقوں پر استوار کرنے کے لئے مختلف کورسز کا انعقاد کیا گیا ہے جس میں پولیس افسران کو جدید طریقہ تفتیش سے روشناس کرانے کے لئے مختلف سائنسی اور تفتیشی آلات جن میں تفتیشی کٹ، آٹومیٹڈ فنگر پرنٹ سسٹم اور کمپیوٹر سے متعارف کرایا جا رہا ہے۔ نیز جدید لیبارٹری کے قیام کو بھی عملی جامہ پہنا کر اس امر کو یقینی بنایا جارہا ہے کہ ڈی این اے سسٹم کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں لایا جائے۔

(ii) تمام تھانہ جات اور دفاتر کو بذریعہ کمپیوٹر نظام منسلک کیا جارہا ہے تاکہ معلومات تک فوری رسائی ہو سکے۔

(iii) ترقی یافتہ ممالک کی طرح پولیس افسران کے اخلاق میں بہتری پیدا کی جارہی ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تمام درجات پر کورسز کروائے جارہے ہیں نیز ترقی کے لئے مشروط تمام امتحانات میں اس کو ایک لازمی مضمون کا درجہ دیا گیا ہے۔

(iv) اس کے علاوہ پنجاب گورنمنٹ ایک سٹیٹ آف دی آرٹ فرانزک سائنس ایجنسی کا قیام میں عمل میں لا رہی ہے جس کی تعمیر کے لئے 20 کنال 18 مرلے اراضی موضع نیاز بیگ میں خریدی جا چکی ہے۔ جس پر بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے اور اس سلسلے میں مختلف شعبہ ہائے میں ماہرین کی بھرتی کا کام بھی مکمل کر لیا گیا ہے۔ ان ماہرین کو جدید طریقہ تفتیش سے روشناس کروانے کے لئے امریکہ میں تربیت کے لئے بھیجا جارہا ہے جہاں سے یہ تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنی ماہرانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے سنگین جرائم کی روک تھام کے لئے پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لئے بہت معاون و مددگار ثابت ہوں گے۔ یہ ایجنسی اس سال کے آخر تک کام کرنا شروع کر دے گی۔

(ب)

(i) پولیس اور لوگوں کے درمیان اعتماد اور رابطے کو بڑھانے کے لئے کمیونٹی پولیسنگ پر توجہ دی جا رہی ہے مختلف کورسز کے ذریعے پولیس افسران کو ان کے اختیارات اور ذمہ داریاں لوگوں کے تعاون سر انجام دینے کے لئے ہر سطح پر اس کے لئے کام کیا جارہا ہے۔

(ii) پولیس کے ہر درجہ کے افسر کے لئے کورسز پاس کرنا لازم ہیں تاکہ وہ اپنی جائے تعیناتی اور روزمرہ کی ڈیوٹی چھوڑ کر جدید طریق کار سے آگاہ ہو سکے۔ان DSP صاحبان کے لئے جو ترقی حاصل کر کے S.P بننا چاہتے ہیں جونیئر کمانڈ کورس کو متعارف کرا کے لازمی قرار دیا گیا تاکہ مندرجہ بالا تمام اقدامات سے روشناسی حاصل ہو سکے اسی طرح ہر درجہ کے افسر کو ترقی حاصل کرنے کے لئے لازمی کورس کرنا پڑتا ہے جس میں سے زیادہ توجہ جدید طریق کار اور تفتیشی علوم کو دی جا رہی ہے۔

تحصیل ٹیکسلا اور حسن ابدال میں اغواء برائے تاوان کے کیسز کی تفصیلات

*2248: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ٹیکسلا اور حسن ابدال واہ کینٹ میں 08۔2007 میں کتنے اغوا برائے تاوان کے کیس ہوئے، کتنے کیس رجسٹر کئے گئے اور کتنے مغوی بازیاب ہوئے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) مغوی بازیاب ہونے والے کیسوں میں پولیس کا رول کیا تھا جو مغوی بازیاب نہیں ہوئے اس سلسلہ میں متعلقہ پولیس اہلکاروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بارود سے بھرا ٹرک ٹیکسلا میں 15۔دسمبر 2008 کو ڈرائیور فدا حسین اور محافظ اقبال حسین سمیت ساڑھے چار لاکھ تاوان کی ادائیگی کے بعد بازیاب کرا لیا گیا؟

(د) اغوا برائے تاوان کی مذکورہ علاقہ میں روز بروز بڑھتی ہوئی وارداتوں کے سدباب کے لئے حکومت نے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل حسن ابدال میں سال 08-2007 میں اغوأ برائے تاوان کے کل دو مقدمات رجسٹر ہوئے سال 2007 میں مقدمہ نمبر 304 مورخہ 07-12-03 بجرم 365اے، ت پ تھانہ صدر حسن ابدال درج رجسٹر ہوا جس میں مغوی کو برآمد کر لیا گیا اور چھ کس ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا جبکہ سال 2008 میں مقدمہ نمبر 06 مورخہ 08-01-12 بجرم 324/353/

اے-365 ت پ، 13/20/65 AO 7ATA تھانہ صدر حسن ابدال درج رجسٹر ہوا مقدمہ ہذا میں پولیس کی بروقت کارروائی پر ملزمان تاوان وصول نہ کر سکے اور موقع پر پولیس مقابلے میں مارے گئے جبکہ مغوی کو برآمد کر لیا گیا۔

(ب) پولیس کی بروقت کارروائی پر ایک مقدمے میں ملزمان پولیس مقابلے میں مارے گئے اور مغوی برآمد کر لیا گیا جب کہ دوسرے مقدمے میں بھی مغوی کو برآمد کر لیا گیا اور ملزمان کو گرفتار کر کے چالان عدالت میں پیش کیا گیا۔

(ج) سوال ہذا کا تعلق ضلع ہذا سے نہ ہے۔

(د) اغوا برائے تاوان کی وارداتوں کی روک تھام کے لئے سرکل حسن ابدال کے تمام داخلی خارجی راستوں پر خصوصی پکٹ ہائے لگائی گئی ہیں۔جی ٹی روڈ کے تمام یوٹرن پر پولیس کی اضافی نفری تعیناتی کی گئی ہے مزید برآں چوبیس گھنٹے موبائل گشت، موٹر سائیکل گشت اور پیدل گشت کا مؤثر انتظام کیا گیا ہے۔SDPO اور افسر مہتمم تھانہ جات کو اغوا برائے تاوان کے سدباب کے لئے خصوصی ہدایات جاری کی گئی ہیں اور وہ اپنے اپنے حلقے میں شب و روز انسداد جرائم میں کوشاں ہیں۔

محکمہ پولیس کے سٹینو گرافرز کو اسسٹنٹ کیڈر میں سنیارٹی و پرموشن دینے کا مسئلہ

*2358: جناب وسیم قادر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پولیس میں سٹینو گرافر کو کسی کیڈر میں بھی سنیارٹی نہیں دی جا رہی، جو سٹینو گرافر بھرتی ہوتے ہیں وہ اسی سکیل اور کیڈر میں ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں؟

(ب) کیا حکومت پولیس کے سٹینو گرافر کو اسسٹنٹ کیڈر میں سنیارٹی دینے اور پرموشن دینے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس سے پہلے بھی پنجاب پولیس کے سٹینو گرافرز نے کئی دفعہ اسی مقصد کے لئے کئی درخواستیں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب، ہوم ڈیپارٹمنٹ اور محکمہ پولیس میں دی ہیں جو کہ ضروری کارروائی کے بعد داخل دفتر کر دی گئی ہیں کیونکہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے بمطابق لیٹر

نمبرPC-FD/2006-18-14 مورخہ 2007-09-20 محکمہ پولیس کے مندرجہ ذیل کلیریکل کیڈر کی اسامیوں کو اپ گریڈ کر دیا ہے:-

(i)	رجسٹرار (بی ایس 17)	ڈپٹی ڈائریکٹر (بی ایس 18)
(ii)	54 پوسٹیں آفس سپرنٹنڈنٹ (بی ایس 16)	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (بی ایس 17)
(iii)	پرائیویٹ سیکرٹری (بی ایس 16)	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (پرسانل) (بی ایس 17)
(iv)	54 پوسٹیں پی اے/ سٹینوگرافر (بی ایس 15)	پرائیویٹ سیکرٹری (بی ایس 16)

چونکہ درج بالا پوسٹیں پنجاب پولیس کے رولز برائے بھرتی میں موجود نہیں تھیں لہذا اگلی ترقی کے لئے محکمہ پولیس کے ان رولز میں ضروری تبدیلیاں بھی لائی جا چکی ہیں۔تاہم اس سے پہلے سٹینوگرافرز (بی ایس 12) کو اگلے سکیلوں میں مرحلہ وار ترقیاں دی جاتی رہی ہیں جو اس طرح سے ہیں:-

سٹینوگرافر (بی ایس 12)	سینئر سکیل سٹینوگرافر (بی ایس 15)
سینئر سکیل سٹینوگرافر (بی ایس 15)	پی اے (بی ایس 15) + سپیشل پے
پی اے (بی ایس 15) + سپیشل پے	پرائیویٹ سیکرٹری (بی ایس 16)

(ب) محکمہ پولیس کے سٹینوگرافرز پنجاب پولیس میں آفس سپرنٹنڈنٹس کی پوسٹوں میں اپنا کوٹا مانگتے ہیں جو کہ ناممکن ہے کیونکہ کلریکل کیڈر میں سپرنٹنڈنٹ (بی ایس 16) کی آخری پوسٹ ہے اسی طرح سٹینوگرافر (بی ایس 12) بھی اپنی آخری ترقی بطور پرائیویٹ سیکرٹری (بی ایس 16) میں پا لیتے ہیں۔لہذا ان کو آپس میں ضم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دونوں کیڈر کے کام کی نوعیت ایک دوسرے سے مختلف ہے۔سٹینوگرافرز شارٹ ہینڈ میں ڈیکٹیشن لے کر محض اسے ٹائپ کر دیتے ہیں جبکہ اسسٹنٹ اور آفس سپرنٹنڈنٹ فائل کو اچھی طرح سٹڈی کر کے رولز اور ریگولیشن کے مطابق مکمل کرتے ہیں۔

تحصیل چنیوٹ میں تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2385: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

تحصیل چنیوٹ میں کتنے تھانے اور پولیس چوکیاں ہیں ان میں کتنی نفری ہے آیا یہ نفری مکمل ہے اور ضرورت کے مطابق ہے یا کم، ہر پولیس سٹیشن کے مطابق کمی کی نشان دہی کی جائے اور کیا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت کا کوئی پروگرام ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

تحصیل چنیوٹ میں 8 تھانے اور 4 پولیس چوکیاں ہیں ان میں منظور شدہ نفری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلع ہذا میں نفری ضرورت سے کم ہے تحصیل چنیوٹ کو ضلع بنانے کا اعلان ہو چکا ہے لہذا نئے ضلع کی ضرورت کے مطابق پولیس نفری میں اضافہ کا قوی امکان ہے۔

تھانہ سٹی و صدر چنیوٹ میں ڈکیتی اور قتل کی وارداتوں کی تفصیلات

*2386: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

تھانہ سٹی چنیوٹ اور تھانہ صدر چنیوٹ کے علاقہ میں جنوری 2007 تا نومبر 2008 چوری ڈکیتی اور قتل کی کتنی وارداتیں ہوئیں ان میں کتنی مالیت کا سامان لوٹا گیا اور کتنے لوگ جاں بحق ہوئے، کتنے واقعات کے مطابق مقدمات درج ہوئے، کتنے ملزمان پکڑے گئے اور انہیں کیا کیا سزائیں ہوئیں کتنے گینگ گرفتار ہوئے نیز تحصیل چنیوٹ میں جوئے اور نشے کے کتنے اڈے ہیں اور ان کی روک تھام کے لئے کیا کوششیں ہو رہی ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(i) تھانہ صدر چنیوٹ اور سٹی چنیوٹ کے علاقہ میں جنوری 2007 تا نومبر 2008 تک قتل کے کل 74 مقدمات درج ہوئے۔ 74 اشخاص جاں بحق ہوئے (جن میں سابقہ دشمنی کے 16، تنازع اراضی کے 6، دوران واردات 4، مذہبی قتل 1، بدچلنی کے 12، تنازع رشتہ 6، تنازع پانی 1 اور عام لڑائی جھگڑے کے 28 اشخاص قتل ہوئے) اور 151 ملزمان گرفتار ہوئے۔

(ii) ڈکیتی کے 44 مقدمات درج ہوئے-140 ملزمان گرفتار ہوئے اور ڈکیتی کے مقدمات میں کل 1655265 روپے کا مال لوٹا گیا اور 1316960 روپے کا مال برآمد ہوا۔

(iii) چوری کے کل 423 مقدمات درج ہوئے، 606 ملزمان گرفتار ہوئے، چوری کے مقدمات میں کل 13946050 روپے کا مال چوری ہوا اور 8596155 روپے کا مال برآمد ہوا۔

(iv) کے مقدمات میں 3 کو سزائے موت مع 1/1 لاکھ روپے جرمانہ ہوا ڈکیتی کے مقدمات میں ایک ملزم کو 3 سال قید مع 15000/ روپے جرمانہ اور ایک کو 400/ روپے جرمانہ ہوا۔ چوری کے مقدمات میں ایک ملزم کو 3 ماہ قید اور ایک کو 200 روپے جرمانہ ہوا اور 3 کو 500/500 روپے جرمانہ ہوا۔

(v) کل 14 گینگ گرفتار ہوئے جن میں 56 ملزمان گرفتار کئے گئے اور ان کے خلاف 76 مقدمات درج ہوئے اور جن سے /6966820روپے کا مال برآمد کیا گیا۔

(vi) تحصیل چنیوٹ میں کوئی جوا/اور نشہ کا اڈا نہ ہے جو کوئی غیر قانونی کام کرتا ہے تو فوری قانونی کارروائی کرکے ان کے خلاف مقدمات درج کرکے چالان عدالت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

(vii) تھانہ سٹی چنیوٹ اور صدر چنیوٹ میں678 مجرمان اشتہاری گرفتار ہوئے(جن میں سے جاوید عرف جیدو، جس کے سر کی قیمت 10 لاکھ مقرر تھی بھی گرفتار ہوا)اور جبکہ 7 کس مجرمان اشتہاری سنگین مقدمات میں ملوث تھے پولیس مقابلہ میں مارے گئے ہیں۔ جن کے نام1- ظفر عرف بھوری، 2- فیصل عرف فیصلی، 3- حافظ جاوید جپہ 4- نور محمد عرف نوری 5- جاوید ولد دلمیر 6- مرتضیٰ 7- جعفر ہیں۔

قصور کے تھانہ صدر رائیونڈ کو کوٹ رادھا کشن شہر میں منتقلی کا مسئلہ

*2438: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ صدر رائیونڈ کوٹ رادھا کشن شہر سے تقریباً تین کلو میٹر پر ہے۔ تھانہ صدر رائیونڈ ضلع قصور میں سب سے بڑا تھانہ ہے جو گیارہ یونین کونسلوں پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جس حدود میں تھانہ صدر رائیونڈ واقع ہے وہ تھانہ کی آخری یونین کونسل ہے باقی تمام تھانہ کا حلقہ کوٹ رادھا کشن شہر سے دوسری طرف ہے جس کی وجہ سے تھانہ کے پورے علاقہ کے لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ کے راستہ میں لاہور سے کراچی کی مین ریلوے لائن گزرتی ہے اکثر پھاٹک بند ہونے کی وجہ سے حلقہ کے لوگوں کو تھانہ میں پہنچنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ تھانہ بھائی پھیرو روڈ جو کہ لوکل روڈ پر واقع ہے حلقہ اور شہر سے غریب لوگوں کو اکثر پیدل چل کر تقریباً تین کلو میٹر سفر طے کرنا پڑتا ہے؟

(د) کیا حکومت علاقہ کے عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے تھانہ صدر رائیونڈ کو کوٹ رادھا کشن شہر کی دوسری طرف موضع ہندال یا کلارک آباد نہر پر منتقل کرنے کو تیار ہے، وہاں تھانہ صدر رائیونڈ سی آئی اے کی بلڈنگ کے ساتھ تھانہ صدر رائیونڈ کی جگہ پہلے ہی موجود ہے جو کرایہ مبلغ بارہ ہزار روپے دیا جارہا ہے وہ بھی نہ دیا جائے اور اس سے حلقہ کے عوام کی مشکلات بھی دور ہو جائیں گی، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ تھانہ صدر رائیونڈ، کوٹ رادھا کشن شہر سے تین کلو میٹر پر ہے۔تھانہ صدر رائیونڈ ضلع قصور کا سب سے بڑا تھانہ جو گیارہ یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ جس حدود میں تھانہ صدر رائے ونڈ واقع ہے وہ تھانہ کی آخری یونین کونسل ہے باقی تمام تھانہ کا حلقہ کوٹ رادھا کشن شہر سے دوسری طرف ہے جس کی وجہ سے تھانہ کے پورے علاقہ کے لوگوں کو تھانہ میں آنے جانے کے لئے شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ تھانہ کے راستے میں لاہور سے کراچی کی مین ریلوے لائن گزرتی ہے اکثر پھاٹک بند ہونے کی وجہ سے حلقہ کے لوگوں کو تھانہ میں پہنچنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ تھانہ بھائی پھیرو روڈ جو کہ لوکل روڈ پر واقع ہے حلقہ اور شہر سے غریب لوگوں کو اکثر پیدل چل کر تقریباً تین کلو میٹر سفر طے کرنا پڑتا ہے مزید کہ جب کسی وقوعہ کے سرزد ہونے کی اطلاع ملتی ہے تو ریلوے پھاٹک کے بند ہونے کی وجہ سے وقوعہ پر پہنچنے میں بہت زیادہ دشواری پیش آتی ہے۔

(د) تھانہ کی موجودہ بلڈنگ ایک پرائیویٹ بلڈنگ ہے جو مالک بلڈنگ کو ہر ماہ چھ ہزار روپے کرایہ دینا پڑتا ہے۔مزید گزارش ہے کہ تھانہ صدر رائیونڈ کی ملکیتی اراضی 12 کنال کلارک آباد کے قریب آدھا کلو میٹر نزدیک نہر موجود ہے۔جہاں پر سی آئی اے کی بلڈنگ بھی موجود ہے۔مزید تحریر ہے کہ درج بالا اراضی پر تھانہ کی بلڈنگ تعمیر کرنے کے لئے rough cost estimate تیار کر کے برائے منظوری جناب آئی جی صاحب پنجاب کو بھجوایا جا چکا ہے۔

محکمہ پولیس میں اقلیتوں کے لئے بھرتی کا کوٹا

*2482: محترمہ جوئیس روفن جولیس: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ دور میں اقلیتوں کے لئے پولیس میں بھرتی کے لئے کوٹا مقرر ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس میں بھرتی کرتے وقت موجودہ حکومت نے مذکورہ پالیسی کا کوئی خیال نہیں رکھا اور منیارٹی کو ان کے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اقلیتوں کے حقوق کی خاطر سابقہ دور حکومت میں بنائی گئی پالیسی اور پولیس بھرتی کوٹا مختص کرنے کو تیار ہے، ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سابقہ دور میں اقلیتوں کی بھرتی کے لئے پولیس میں کوئی تخصیص نہ تھی تمام اقلیتوں کو بھرتی کے لئے مساوی حقوق حاصل تھے۔

(ب) سابقہ دور میں پولیس میں بھرتی کے لئے اقلیتوں کے لئے کوئی تخصیص نہ تھی موجودہ حکومت نے بھرتی کرتے وقت اقلیتوں کے حقوق کا خیال رکھا پنجاب پولیس میں کافی تعداد میں اقلیتی نمائندگان میرٹ پر بھرتی ہوئے ہیں۔

(ج) چونکہ محکمہ پولیس میں بھرتی کے لئے میرٹ پر اقلیتوں کے لئے کوئی تخصیص نہ ہے جنرل ریکروٹمنٹ میں ہر ایک کو بھرتی ہونے کا مکمل برابر موقع فراہم کیا جاتا ہے اور کوئی تخصیص روا نہیں رکھی جاتی۔یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ نے (بحوالہ چٹھی نمبری 2009/5-9(HD) E&A مورخہ 09-06-2009) 5 فیصد کوٹا مختلف محکموں میں بھرتی کے لئے اقلیتوں کے لئے مختص کر دیا ہے جس پر عملدرآمد کیا جائے گا (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

لاہور پولیس کے پٹرول کی مد میں اخراجات

*2510: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور پولیس نے تین ماہ میں مقررہ حد سے ایک کروڑ 34 لاکھ کا زائد پٹرول استعمال کر لیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور پولیس کے پاس پٹرول کی مد میں صرف دو ماہ کا بجٹ باقی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگلے مالی سال میں ابھی سات ماہ باقی ہیں اگر لاہور پولیس کو پٹرول کی مد میں مزید گرانٹ نہ ملی تو پولیس کی تمام ٹرانسپورٹ بند ہو جائے گی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور پولیس پٹرول کی مد میں رکھی جانے والی رقم اور اس کے خرچ کا باقاعدہ حساب رکھتی ہے؟

(ہ) لاہور پولیس نے سال 2007-08 کے دوران کتنا پٹرول استعمال کیا؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور پولیس پٹرول کے غلط استعمال پر اپنے اہلکاروں کے خلاف انضباطی کارروائی بھی عمل میں لاتی ہے؟

(ز) سال 2006-07 کے دوران لاہور پولیس میں پٹرول کے غلط استعمال پر کتنے اہلکاروں کے خلاف انضباطی کارروائی کی گئی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حسب رپورٹ اکاؤنٹنٹ جناب سی سی پی او صاحب لاہور و سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس آپریشنز لاہور مفصل رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام تر خرچ شدہ پٹرول کے واجبات ماہ فروری 2009 تک ادا ہو چکے ہیں جب کہ آئندہ خرچ کے لئے مزید فنڈز درکار ہیں کیونکہ موجودہ بیلنس Rs.10,68,179/ آئندہ ضرورت کے لئے ناکافی ہے۔

(ج) مالی سال 2008-09 کے اختتام میں سات کی بجائے چار ماہ باقی ہیں جبکہ ماہ فروری 2009 تک کے پٹرول کے واجبات بے باک ہونے پر صرف Rs.10,68,179/ کا بجٹ موجود ہے مزید گرانٹ کے لئے آئی جی پنجاب صاحب کو بذریعہ خط تحرک کیا جا چکا ہے۔امید ہے کہ ضلع لاہور کی ضرورت کے مطابق مطلوبہ فنڈز مل جائیں گے اور ٹرانسپورٹ کے بند ہونے کی صورت پیدا نہ ہوگی۔

(د) جی ہاں، پٹرول (ایندھن) کے لئے مختص رقم کا نہ صرف باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے بلکہ دیگر متعلقہ دفاتر سے بھی باقاعدہ ٹیمیں آڈٹ (پڑتال) کے لئے آتی ہیں۔

(ہ) لاہور پولیس میں مالی سال 2007-08 میں پٹرول کی مد میں رقم مبلغ 25,67,79,085 روپے کا خرچ کیا گیا ہے۔

(و) اگر کوئی اہلکار پٹرول میں خُورد برد کرے تو اس کے خلاف انکوائری عمل میں لائی جاتی ہے اگر دوران انکوائری قصوروار پایا جائے تو اس کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ز) 2007-08 کے دوران کسی اہلکار کے خلاف پٹرول کے خورد برد کی انکوائری نہ ہوئی ہے۔

خواتین کے حقوق کی حفاظت کے لئے قوانین کی تفصیلات

*2521: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) خواتین پر تشدد کی اقسام کیا ہیں یا کس قسم کے تشدد پر پرچہ جات درج ہو سکتے ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ خواتین کے حقوق کی حفاظت کے لئے قوانین موجود ہیں اگر ہیں تو کیا ہیں اور ان کے نتیجے میں کیا کیا سزائیں دی جاسکتی ہیں مکمل تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ خواتین کو تشدد و زیادتی سے محفوظ رکھنے کے لئے لٹریچر، آگاہی پروگرام یا کوئی ورکشاپ منعقد کی جاتی ہے، اگر نہیں تو کیوں اگر ہاں تو اس حوالے سے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) خواتین پر تشدد کی اقسام۔

1- گھریلو تنازعات

الف- قتل

ب- مارپیٹ

2- غیرت کے نام پر قتل

الف- خواتین پر تیزاب پھینکنا

ب- چولہا پھٹنا

ج- ونی

3- جنسی تشدد

الف- زنا

ب- اجتماعی زیادتی

ج- زیر حراست زنا

4- ملازمت پیشہ خواتین کو حراساں کرنا۔

الف- جسمانی فعل اگر عورت کی عفت میں خلل ڈالنے کے مترادف ہو تو جرم 354 ت پ بنتا ہے۔

ب- جنسی البتہ متعلقہ محکمہ کا سربراہ ایسی شکایت ملنے پر

ج- نفسیاتی صورت میں محکمانہ کارروائی عمل میں لا سکتا ہے۔

(ب) خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے "تحفظ خواتین ایکٹ مجریہ 2006 موجود ہے۔جس کی دفعات کو اب تعزیرات پاکستان حصہ بنادیا گیا ہے یہ تعزیری قوانین خواتین کے اغواء، شادی پر مجبور کرنا، غیر فطری فعل اور حرام کاری کے لئے خرید و فروخت سے متعلق ہیں۔

دفعہ 375 اور 376 ت پ جن کے تحت جو کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ زبردستی جماع کرے۔اسے سزائے موت یا سزائے قید جو دس سال سے کم اور پچیس سال سے زیادہ نہ ہو دی جا سکتی ہے۔مزید اس کے ساتھ جرمانے کی سزا بھی دی جا سکے گی۔جرم قابل دست اندازی پولیس اور ناقابل ضمانت ہے۔

493اے، ت پ کے تحت جو شخص فریب سے نکاح کا یقین دلا کر کسی عورت سے ہم بستری کرے گا تو اسے بھی پچیس سال تک سزائے قید سخت اور جرمانہ کی سزا دی جا سکے گی۔یہ جرم بھی قابل دست اندازی پولیس اور ناقابل ضمانت ہے۔

دفعہ 496اے کے تحت کسی عورت کو نیت مجرمانہ سے ورغلا کر یا نکال کر لے جانا بھی جرم گردانا گیا۔جس کی سزا سات سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کی سزا کا بھی مستوجب ہو گا۔ جرم قابل دست اندازی پولیس ناقابل ضمانت ہے۔

تعزیرات پاکستان میں نئی دفعہ 496بی کا اضافہ کیا گیا ہے جس کے تحت غیر منکوحہ مرد و زن کا مرضی سے ہم بستری کرنا قابل سزا ٹھہرایا گیا ہے اس کی سزا پانچ سال تک قید اور دس ہزار روپے تک جرمانہ ہو سکے گا۔

(ج) اس سلسلہ میں غیر سرکاری فلاحی تنظیمیں خواتین پر تشدد و زیادتی سے محفوظ رکھنے کے لئے لٹریچر اور آگاہی پروگرام اور ورکشاپس منعقد کرواتی رہتی ہیں۔

تھانہ سبزہ زار لاہور 2008 میں ڈکیتی، زناء اور چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*2547: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ سبزہ زار لاہور میں یکم جنوری 2008 سے آج تک ڈکیتی، زناء بالجبر، چوری، قتل و دیگر کس کس جرائم کی ایف آئی آرز درج ہوئیں؟

(ب) ان میں سے کتنی ایف آئی آرز جھوٹی ثابت ہوئیں؟

(ج) اس تھانہ کے کتنے مجرم ابھی تک مفرور ہیں، مفرور ملزمان کے نام، ولدیت اور پتاجات نیز یہ کس کس مقدمہ میں مطلوب ہیں؟

(د) کتنے قتل کے مقدمات کے مجرمان مفرور ہیں مفرور ملزمان کو گرفتار نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت نے کسی قتل کی واردات پر اس تھانہ کے انچارج یا دیگر کسی ملازم کے خلاف کوئی محکمانہ ایکشن لیا تھا تو ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(و) اس تھانہ کے انچارج کے خلاف رشوت، اقرباء پروری اور دیگر کس کس قسم کی شکایات آج تک موصول ہوئی ہیں؟

(ز) اس کے خلاف آج تک کتنی اور کس کس قسم کی شکایات درست ثابت ہوئی ہیں؟

(ح) آج تک اس کو کس کس بناء پر کیا کیا سزاء ہوئی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سبزہ زار میں یکم جنوری 2008 سے آج تک ڈکیتی کے 105 مقدمات، زنا بالجبر 5، چوری 244، قتل 9 دیگر مختلف جرائم کے 997 درج رجسٹر ہوئے۔

(ب) ان مقدمات میں سے 81 مقدمات جھوٹے ثابت ہوئے۔

(ج) مفرور ملزمان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) قتل کے 16 ملزمان روپوش ہیں جن کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن کوشش جاری ہے۔

(ہ) قتل کی واردات کے خلاف تھانہ کے انچارج کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیا گیا ہے۔

(و) SHO کے خلاف illegal detention کی درخواست موصول ہوئی جس کی انکوائری کی جا رہی ہے۔

(ز) کوئی شکایت سچ ثابت نہ ہوئی ہے۔

(ح) کسی بنا پر کوئی سزا نہ ملی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

الحاج محمد الیاس چینوٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ پہلے رانا صاحب اس کے بعد چینوٹی صاحب؟

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے دو اہم سوال منشیات فروشی کے بارے میں تھے اور میری درخواست ہے کہ سوال نمبر 2212 اور 2222 کو pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم رانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ کچھ سوالات ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا impact پورے پنجاب پر ہوتا ہے اور ان سوالات کو واقعی ایوان میں discuss ہونا چاہئے اور کچھ سوال ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا impact صرف میرے حلقے تک یا میرے شہر تک ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان سوالوں کا جواب اگر متعلقہ ممبر کو مل جائے اور اس جواب میں سے وہ یہ سمجھیں کہ کوئی چیز further سامنے لانے والی ہے تو اس کے لئے دوسرے راستے بھی ہیں جیسے Motion adjournment یا Resolution ہے تو اس پر جو کمیٹی rules amend کر رہی ہے اور وہ بھی غور کر رہی ہے کہ اگر سوالوں کو ہم اس طرح bifurcate کر دیں کہ جن کا impact پورے پنجاب پر ہے وہ ہاؤس میں discuss ہوں اور باقی کا جواب متعلقہ ممبر کو گھر پر بھیج دیا جائے اور اگر اس کے بعد وہ محسوس کرے تو اس کو ایوان میں لایا جائے تو یہ رانا افضل صاحب کے سوالات میں ان کا تفصیلی جواب موجود ہے اور میں نے کل اس کو دیکھا ہے۔ اگر رانا صاحب کسی ایسے مسئلہ کی نشاندہی کریں گے جس کا ایوان میں لا کر discuss کرنا ضروری ہے یا متعلقہ پولیس کو direction دینا ضروری ہے تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملہ کو resolve کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! مناسب بات ہے۔ اس میں آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں اور سوال کا جواب آ چکا ہے اور اس میں تمام ممبران جن کے سوالات ہیں وہ ہر کوئی کہے گا کہ pending کر دیا جائے تو آپ ان سے مل لیں اور اگر آپ کوئی مسئلہ سمجھتے ہیں تو آپ ان سے بات کر لیں۔ باقی ممبران سے میری گزارش ہے کہ جب ایک ممبر بات کر رہا ہو تو باقی تشریف رکھیں، سب کو میں floor دوں گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جیسے رانا صاحب نے کہا کہ کچھ سوال بڑے اہم ہوتے ہیں تو جن کا impact پورے پنجاب پر ہوتا ہے تو یہ ایک typical سوال میں نے اس لئے دیا تھا کہ میرے حلقہ کے منشیات کے مقدمات کتنے درج ہوئے ہیں اور کتنے چالان ہوئے؟ اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ پورے

پنجاب کے حالات پر اس معزز ایوان میں ایک بڑی سیر حاصل بحث ہونی چاہئے اور اس لئے میں نے درخواست کی ہے کہ اس کو pending کر دیں اور میرا دوسرا سوال ہے وہ پچھلے سال دسمبر میں دیا تھا اور اس کا جواب نہیں آیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ pending ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جن کا جواب نہیں آتا وہ automatically pending ہو جاتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

3۔نومبر 2007 کو ملک میں لگنے والی ایمرجنسی کے خلاف جدوجہد کرنے والی پارٹیوں کے قائدین اور ورکروں کو خراج تحسین کا پیش کیا جانا

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! 3۔نومبر کو ایک ڈکٹیٹر نے ملک کا جمہوری نظام معطل کر کے یہاں پر ایمرجنسی کا نفاذ کیا تھا اور آج کے دن میں خاص طور پر ان تمام سیاسی پارٹیوں اور ان ورکروں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے جدوجہد کر کے اپنی جان کی بازی لگا کر اس ڈکٹیٹر کا سامنا کیا اس کے بعد میں خاص طور پر سول سوسائٹی اور میڈیا کو جو جمہوری جماعتوں کے شانہ بشانہ چلتے رہے اور اگر میں یہاں پر وکلاء برادری کا ذکر نہ کروں تو جناب سپیکر یہ زیادتی ہو گی اور آپ سے زیادہ ان کو کون سمجھ سکتا ہے کہ جب یہ مشکل گھڑی کا وقت آیا تھا تو پوری کیمونٹی، پوری سول سوسائٹی، میڈیا اور غرض یہ کہ تمام ستونوں نے مل کر جدوجہد کی اور ڈکٹیٹر کو چلتا کیا۔ اگر اس موقع پر میں یہ ذکر نہ کروں کہ وہ لوگ بھی آج اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے اس ڈکٹیٹر کو وردی میں دس دس سال منتخب کروانے کے لئے یہاں پر قرار دادیں پاس کیں۔ میں جو سب سے اہم بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی بڑی قربانیاں دے کر اس جمہوریت کو واپس لے کر آئی ہیں۔ خاص طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کی قائد شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اپنی جان کی قربانی دے کر جمہوریت بحال کروائی۔ میں یہاں پر محترم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف جن کو زبردستی جلاوطن کیا گیا وہ بھی قربانیاں دے کر اس نظام کو واپس لے کر آئے ہیں۔ اب ہمیں ان لوگوں کو پہچاننا ہو گا جو دودھ پینے والے مجنوں ہیں۔

تمام پارٹیوں کو اس بات کا عہد کرنا ہوگا کیونکہ آج کا دن بہت اہم ہے ابھی بھی وہی لوگ اٹھ رہے ہیں۔ میں یہاں کل اسمبلی میں دیکھ رہا تھا کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے ضمیر کا سودا کیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج 3۔نومبر کی جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ ہم تمام سیاسی جماعتوں کو خاص طور پر پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کو اس بات کا عہد کرنا ہوگا کہ حالات جیسے بھی ہوں، جس طرح کے بھی ہوں ہم نے پانچ سال جمہوریت چلانی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 3۔نومبر کا جو دن ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Order please. No cross talk.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 3۔نومبر کا جو دن ہے یہ یقیناً یوم سیاہ ہے اور اس کی جو gravity اس ملک پر ہے یہ صرف ایسا نہیں ہے کہ ایک دو دوست پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔ میری اس سلسلے میں سینئر منسٹر صاحب سے بھی بات ہوئی ہے، ہم اس کے اوپر باقاعدہ آج ایک Resolution لا رہے ہیں۔ اس کے حق میں یا مخالفت میں جو صاحب بات کرنا چاہیں کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مناسب بات ہے جس وقت Resolution آئے گی تو اس پر بات ہو جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! آپ ruling دے دیں کہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ اس پر stricto senso جائیں تو پھر یہاں پر آدھے ممبران بات ہی نہ کر سکیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ایک ہوتا ہے تقریر کرنا، ایوان کو جلسہ گاہ بنانا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کو جلسہ گاہ نہ بنائیں، اس کو اسمبلی ہی رہنے دیں۔ آپ سے یہی میری گزارش ہے کہ as a custodian of the House جب کوئی ایسی بات ہو تو مہربانی کر کے روک دیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی جمہوریت کے لئے جو خدمات ہیں اور جس طرح میرے بھائی نے کہا کہ ہماری قائد محترمہ

بے نظیر بھٹو شہید نے اپنی جان کی بھی قربانی دے دی۔اسی طرح سے کل یہاں پر ایک بڑاissueاٹھایا گیا تھا اس بارے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو ملک میں جمہورت قائم ہے اس میں پاکستان پیپلز پارٹی نے بہت بڑی قربانی دی ہے۔اس کے بعد میاں نواز شریف صاحب کی واپسی، محترمہ بے نظیر صاحبہ کی واپسی، بہت سے معاملات اور یہ اسمبلیاں اور پرویز مشرف کو نکالنا، یہ وہ تمام مرحلے تھے جو پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے طے کئے۔آج جو جمہوریت ہے، آج جو اس ملک سے آمریت ختم ہو چکی ہے اس کاcreditان جماعتوں کو جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں یہاں پر یہ وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں کہ جناب آصف علی زرداری جو ہمارے شریک چیئرمین ہیں اور صدر پاکستان بھی ہیں انہوں نے 9سال تک پاکستان کی کوئی ایسی عدالت نہیں جس میں اپنے مقدموں کوfaceنہ کیا ہو۔ کسی بھی مقدمے میں انہیں سزا نہیں ہوئی۔میں اپنی قیادت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دوسری سیاسی جماعتوں کے جب اعتراض آئے، NROکا ہمیں کوئی شوق نہیں تھا۔اس کا فائدہ بھی سب نے اٹھایا اور عدالت نے کہا کہ اس کو اسمبلی میں لے کر جائیں اور جب ہم نے اس کو اسمبلی میں لے کر جانا چاہا تو اس پر سیاسی جماعتوں نے اعتراض کیا۔چونکہ ہم جمہوری لوگ ہیں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ NROکو اسمبلی میں نہیں لے کر جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں یہاں پر یہ وضاحت بھی ضرور کر دوں کہ اس NROکا جناب آصف علی زرداری پر کسی قسم کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔انہوں نے 9سال پہلے ہی عدالتوں کوfaceکیا ہے اور ہم اب بھی عدالتوں کو faceکرنے کے لئے تیار ہیں اور جن لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے ہم بہت جلد اس کی لسٹ شائع کر رہے ہیں۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان پیپلز پارٹی کو اس ملک میں جمہوریت قائم رکھنے کے لئے جو بھی قربانی دینا پڑی اس سے گریز نہیں کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ ہم سب اس بات پر متفق ہیں اور کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ جمہوریت کے لئے محترمہ بے نظیر بھٹو نے جو قربانیاں دی ہیں آج کی اس جمہوریت میں جہاں پر باقی تمام قائدین میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف کی جدوجہد کا عمل دخل ہے وہاں پر محترمہ بے نظیر بھٹو کی قربانی بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔یقیناً جو راجہ صاحب نے بات کی ہے ان کے coalition partnersنے اور دوسری سیاسی جماعتوں نے جب ایک چیز کو ناپسند کیا تو انہوں نے ان کی رائے کا

احترام کرتے ہوئے NRO کو پارلیمنٹ میں نہ لانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم اس فیصلے کو appreciate کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)
میں اس کے متعلق زیادہ نہیں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ آمریت اور جمہوریت میں یہی ایک فرق ہے۔ اسی فرق کو حاصل کرنے کے لئے ہم نے قربانیاں دی ہیں، اسی فرق کو حاصل کرنے کے لئے سیاسی کارکنوں نے 8 سالہ سیاہ دور میں جب لوگ یہاں پر بنچوں کے اوپر کھڑے ہو کر ناچتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم دس مرتبہ ایک آمر کو منتخب کروائیں گے۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! یہی وہ فرق ہے جسے حاصل کرنے کے لئے ہم سب نے قربانیاں دی ہیں۔ آج democracy نے function کیا ہے۔ یہی جمہوریت کا حسن ہے اور یہی جمہوریت کا فائدہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ democratic system work کرے گا تو تمام وہ چیزیں جنہیں ہم بدنما داغ کہتے ہیں، جنہیں ہم آمریت کی باقیات کہتے ہیں، یہ سب صاف ہو جائیں گی۔ یہ کہیں پر نظر بھی نہیں آئیں گی، اس ملک کا چہرہ نکھرے گا اور good governance، میں یہ نہیں کہتا کہ یہ میرے لیڈر سے، کسی اور کی قیادت سے آئے گی؟ یہ democracy جب function کرے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں good governance بھی آئے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے لغاری صاحب بات کریں گے اس کے بعد میں باری باری سب کو floor دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ایک تو میری گزارش یہ تھی کہ ان باتوں میں سے کوئی بھی بات پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتی تھی۔ آپ نے ان کو تقریر کرنے کے لئے موقع دیا۔ اگر تقریروں کے لئے موقع دینا ہے تو اس کے لئے floor کو open کر دیں تاکہ ہر کوئی اس پر تقریر کرے۔ دوسری بات میں آپ کے توسط سے قوم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ پھر سے یہ coalition partners آپس میں بھائی بھائی بن گئے ہیں۔ جمہوریت کی یہ بات کر رہے ہیں، جمہوریت کے تحت تو اس کو پارلیمنٹ میں آنا چاہئے تھا۔ جس جمہوریت کی یہ بات کر رہے ہیں اس کے تحت تو قومی اسمبلی کے floor پر یہ بات discuss ہونی چاہئے تھی۔ قومی اسمبلی پر اعتماد نہ show کر کے، ہمارا قومی اسمبلی پر confidence نہیں ہے کہ قومی اسمبلی میں پتا نہیں کیا فیصلہ آ جائے۔ اس لئے اس کو قومی اسمبلی سے withdraw کر لیا ہے۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! بڑی بڑی باتیں کرنا بہت آسان ہے۔ میں بار بار یاد کروا رہا ہوں۔ جس معزز دوست نے بھی دیکھنا ہو وہ پنجاب اسمبلی کی لائبریری میں دیکھ سکتا ہے۔ ایسی اسمبلی کی پچاس سالہ تقریبات تھیں اس کا ایک pictorial issue ہوا تھا۔ اس میں آپ والے podium کے اوپر ہی آکر، شیروانی میں تھا یونیفارم میں نہیں تھا لیکن جنرل ضیاء الحق ایک ڈکٹیٹر جو کہ یہیں پر لاکر بٹھایا گیا تھا۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! اسی اسمبلی کے جو سپیکر تھے اور اسی وقت کے کافی سارے لوگ اسی جمہوری سسٹم کے اندر بہت اونچے اونچے عہدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں جو اس وقت جنرل ضیاء الحق کے ساتھ چلا کرتے تھے۔ مہربانی کرکے یہ finger pointing جو ہے اس کو اب ہم بند کر دیں۔ مہربانی کرکے آگے چلیں۔ ماضی کے اندر دیکھتے رہیں گے تو ماضی میں ہی پھنسے رہیں گے۔ آگے نئی منزلوں کی طرف دیکھیں گے تو کہیں اس کو achieve کریں گے۔ جب ہم گاڑی چلاتے ہیں تو ہمارے آگے ایک بڑی wind shield ہوتی ہے جس سے آگے نظر آرہا ہوتا ہے اور ایک rear view mirror ہوتا ہے تو وہ پیچھے کا حصہ دکھا رہا ہوتا ہے اور اگر ہم اسی rear view mirror کی طرف دیکھتے رہیں گے تو یہ گاڑی کہیں نہیں جائے گی۔ کہیں اس کا accident ہو جائے گا۔ آپ سے یہ گزارش ہے کہ ایسی چیزوں کے لئے floor نہ دیا کریں باقی اب آپ کی مرضی ہے کہ آپ دیں گے نہیں دیں گے لیکن ان چیزوں کے لئے floor دینا اور اسمبلی کو جلسہ گاہ بنا دینا مناسب نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اور جیسے لاء منسٹر صاحب نے بھی بات کی ہے کہ ابھی قرارداد آرہی ہے اس وقت اس کے حق اور مخالفت میں بات کر لی جائے۔ میری تمام ممبران سے گزارش ہے کہ ابھی تشریف رکھیں۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 52 جناب وسیم افضل گوندل صاحب کی طرف سے ہے۔ گوندل صاحب موجود نہیں ہیں اور وہ کل بھی نہیں آئے تھے لہذا یہ تحریک استحقاق dispose of کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! یہ آپ ہی کی تحریک التوائے کار ہے۔ آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اپنی تحریک التوائے کار پیش کرنے سے پہلے ایک انتہائی important بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میری عرض سن لیں۔ میں تحاریک التوائے کار کے لئے آدھ گھنٹہ announce کر چکا ہوں۔ لہذا آپ اس کے بعد بات کر لیجئے گا۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 626/09 شیخ علاؤالدین صاحب!

محکمہ تعلیم کے زیر نگرانی اکثر کالجوں کے 2009 میں بی اے / بی ایس سی کے امتحانی نتائج صفر ہونے کی وجہ سے طالب علموں کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک انتہائی اہم معاملہ جس سے موجودہ اور بعد میں آنے والی نسلوں اور ملک کا مستقبل منسلک ہے کو پیش کرنے سے پہلے میں معزز ارکان کے سامنے تحریک التوائے کار نمبر 2008/627 جو اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ ہے پر توجہ چاہتا ہوں۔ جس کے تحت میں نے معزز ایوان کی توجہ 2008 کے بی اے / بی ایس سی کے ان کالجوں کی طرف کرائی تھی جن کا رزلٹ صفر فیصد آیا تھا۔ محکمہ تعلیم کی طرف سے جو جواب معزز ایوان میں پیش کیا گیا وہ بھی ریکارڈ پر موجود ہے جس میں یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ طلبہ کی بہتری کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں گے لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ 2009 کے بی اے / بی ایس سی کا رزلٹ 2008 سے بھی بد تر آیا ہے جو مختصراً کچھ اس طرح ہے گورنمنٹ کالج چکوال zero percent، گورنمنٹ کالج پھولنگر zero percent گورنمنٹ کالج فار ویمن سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ zero percent گورنمنٹ کالج چک JB-170 جھنگ zero percent، گورنمنٹ کالج فار ویمن دینہ جہلم zero percent، گورنمنٹ کالج پی ایس ٹی کمالیہ zero percent،

گورنمنٹ ڈگری کالج پھالیہ منڈی بہاؤالدین zero percent، گورنمنٹ کالج شکر گڑھ zero percent، گورنمنٹ کالج شیخوپورہ zero percent، گورنمنٹ کالج سائنس وحدت روڈ لاہور zero percent، گورنمنٹ ڈگری کالج پتوکی zero percent، گورنمنٹ علامہ اقبال کالج سیالکوٹ zero percent، گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج چناب نگر چنیوٹ 7.6 فیصد، گورنمنٹ سائنس کالج فرید آباد ٹوبہ ٹیک سنگھ 8.57 فیصد، گورنمنٹ کالج کامونکے 5 فیصد، گورنمنٹ ڈگری کالج رائیونڈ لاہور 4 فیصد، گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور 8.75 فیصد، البیرونی گورنمنٹ کالج پنڈ دادن خان 7.69 فیصد، گورنمنٹ علامہ اقبال کالج فار ویمن 9.52 فیصد گورنمنٹ شالیمار کالج باغبانپورہ لاہور 8 فیصد، گورنمنٹ کالج گوجرہ 7.19 فیصد پچھلے سال میں نے معزز اراکان کے سامنے جو تحریک التواء پیش کی تھی اس تحریک التوائے کار اور آج کی تحریک التوائے کار کو سامنے رکھتے ہوئے قوم کے مستقبل کا اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہ ہے۔ان تمام کالجوں کے پرنسپلوں نے اور ان کے ماتحت اساتذہ نے ایک دوسرے پر الزامات لگائے ہیں اور یہ تلخ حقیقت ہے کہ پنجاب کے زیادہ تر کالجوں میں زیادہ تر اساتذہ ڈنگ ٹپاؤ وقت گزار و بیگار سمجھ کر ملازمت کر رہے ہیں۔ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ کئی کئی سال سے یہ قاتل قوم خواتین و حضرات اساتذہ کالج میں تشریف ہی نہیں لائے۔انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے کوئی نہ کوئی در دولت اور در عافیت سنبھالا ہوا ہے۔ بیشتر اساتذہ نے پرائیویٹ اکیڈمیاں بنائی ہوئی ہیں جو چند ہی سالوں میں کالج بن گئی ہیں اور یہ خواتین و حضرات اساتذہ تمام توجہ اپنے کاروبار تعلیم پر دے رہے ہیں۔یہ حقیقت ہے کہ اگر کوئی بزنس 1000 فیصد سے بھی زیادہ منافع بخش ہو سکتا ہے تو وہ صرف سکول، کالج اور اکیڈیمیاں ہیں ان اساتذہ کے سامنے حکومتیں بے بس ہیں ان کی انجمنیں سڑکوں پر جلوس نکالنے اور پنجاب اسمبلی کے سامنے مظاہرہ کرنے میں ماہر ہیں۔ 09-2008 کے نتائج کو سامنے رکھ کر غور کریں تو یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہ ہے کہ ہر گزرتا ہوا لمحہ اور ان نوجوان نسل اور آنے والی نسلوں کا کیا ہوگا؟ خاص طور پر مڈل انکم اور low income گھرانے کے بچے کہاں جائیں گے اور کیا کریں گے؟ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے، یہ بھی ایک قومی المیہ ہے کہ Self Finance Scheme کو بند کرانے میں اسی مافیا نے کردار ادا کیا تھا تاکہ ان کے پرائیویٹ ادارے جو اب ٹیکنیکل ایجوکیشن میں بھی رجسٹر ہو چکے ہیں خوب پھلیں پھولیں۔قوم کا مستقبل بھاڑ میں جائے اور یہ Self Finance Scheme بند کرانے میں کامیاب ہو گئے۔اس انتہائی اہم معاملے کو سنجیدگی سے ایوان میں زیر بحث لانے کی فوری ضرورت

ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس میں جو latest ہوا ہے میں وہ تھوڑا سا add کروں گا کہ جب ان لوگوں کو یہ پتا لگا اور حکومت نے یہ تحریک آنے کے بعد ان لوگوں میں سے کچھ کو معطل کیا تو۔۔۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔میری دونوں ممبران سے گزارش ہے کہ تحریک التوائے کار پر short statement نہیں ہو سکتی اور محرک کے علاوہ کوئی اور ممبر بھی بات نہیں کر سکتا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے اپنی تقریر میں پڑھا ہے کہ بھاڑ میں جائے This is unparliamentary word پتا نہیں یہ کس قسم کی language ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کو بتائیں کہ وہ بھاڑ میں جانے کی بجائے کیا لکھیں؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! وہ کوئی بہتر الفاظ استعمال کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی اہم issue ہے جس میں قوم کا مستقبل داؤ پر لگا ہوا ہے لیکن اسے non issue بنا کر لایا جاتا ہے۔یہ بڑی زیادتی کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس پر نہیں بلکہ اپنی تحریک پر بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ جب اس تحریک کا جواب آئے تو وہ بھی ایوان کے سامنے آ جائے۔اب اس میں latest یہ ہوا ہے کہ ان تمام کالجوں میں forced dropout شروع ہو گیا ہے۔ طلباء اور طالبات کو یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ کالج چھوڑ دیں یا اپنے subject change کر لیں۔میرے پاس اس کا ثبوت ہے اور میرے پاس سٹوڈنٹس آئے ہیں اور انھوں نے مجھے بتایا ہے کہ کالجز ہمیں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم subject change کر لیں یا پھر بطور پرائیویٹ امیدوار امتحان دیں تاکہ اب ان کو مزید پکڑا نہ جا سکے۔چونکہ یہ latest ہے اس لئے میں یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب نے اپنی تحریک التوائے کار پیش کرنے کے بعد جو بات کی ہے میں سمجھتا تھا کہ یہ ان کے علم میں نہیں ہے۔انھوں نے جس معاملے کی نشاندہی کی ہے یہ بالکل درست ہے، واقعی یہی صورتحال ہے۔ ہمارے سرکاری اداروں

میں بے پناہ وسائل، اچھی بلڈنگیں اور وسیع کیمپس ایریا ہونے کے باوجود ان کا رزلٹ zero ہے اور اگر جہاں کہیں تھوڑی بہت progress ہے تو وہ بھی پرائیویٹ کالجوں سے کافی پیچھے ہے۔حکومت نے اس سلسلے میں اب ایک مربوط پالیسی تشکیل دی ہے یعنی جو لوگ اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں، جن طالب علموں نے اچھے نمبر لئے ہیں وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے ان کو کروڑوں روپے کے انعامات دیئے ہیں اور پھر انہیں guard of honour پیش کیا ہے حالانکہ انہوں نے یہ خود نہیں لیا۔اب اسی طرح کی ایک پالیسی ترتیب دی گئی ہے جس کے مطابق جن کا رزلٹ zero تھا یا جن لوگوں کا رزلٹ below board ہے ان تمام کے خلاف کارروائی in progress ہے۔میں اس سلسلے میں پوری تفصیل بھی شیخ صاحب کو فراہم کر دوں گا اور میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ انھوں نے اس تحریک التوائے کار میں جن معاملات کی نشاندہی کی وہ تو ٹھیک ہے لیکن باقی تعلیم کا سبجیکٹ بھی ہمارے ایجنڈے پر ہے اور ہم بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں اس پر بحث کے لئے preferably اسی اجلاس میں ایک دن مختص کریں گے اور اس دن اس سلسلے میں پوری بات ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بالکل درست کہا ہے اور واقعی محترم وزیراعلیٰ صاحب نے اس میں قابل قدر اقدامات کئے ہیں لیکن میں صرف ایک چیز کی amendment چاہتا ہوں کہ آج لاء منسٹر صاحب یہ note کر لیں اور بہتر تو یہ ہو گا کہ اس کو ابھی ان تمام پرنسپل صاحبان سے بات کرنے کا حصہ بنالیں کہ فرض کیجئے ایک کالج نے تین سالوں میں 110 طالب علموں کو داخلہ دیا تو یہ دیکھ لیں کہ وہ چار سالوں میں کتنے طالب علموں کا داخلہ بھیج رہا ہے؟ اگر وہ 50 فیصد یا 70 فیصد داخلہ کم بھیج رہا ہے تو اس کے خلاف بھی فوری کارروائی ہونی چاہئے اور میرے پاس تو ثبوت ہیں۔اس کا مقصد یہ ہوا کہ وہ forced dropout میں شامل ہے اور وہ طلبہ اور طالبات کو خود باہر نکال رہا ہے۔بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ بالکل درست اور بڑی valuable suggestion ہے۔Result کے ساتھ ساتھ penalize کئے جانے والے معاملے کو بھی شامل کیا جائے گا اور اس سے متعلقہ باقی جو معاملات ہیں کہ جن سے سال کے دوران ان کی کارکردگی check کی جا سکے، محکمہ کے ساتھ بیٹھ کر ان سب معاملات کو بھی discuss کیا جائے گا۔یہ نہیں کہ سال بعد جب result آئے تو پھر ہی ان کے خلاف action ہو، سال کے دوران بھی ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے action ہونا چاہئے۔میں اس تجویز کو محکمہ تک پہنچادوں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ٹھیک ہے، کیا آپ مطمئن ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس تحریک کو اس یقین دہانی کے بعد dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ابھی تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بعد میں موقع دوں گا۔ ذرا یہ تحاریک ختم ہو لینے دیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! بہت ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے میری بات سن لیں۔ جب تحاریک التوائے کار ختم ہو جائیں گی تو اس کے فوراً بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ بھی تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بھی تھوڑی دیر بعد floor دوں گا۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 627/09، شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

محکمہ سی اینڈ ڈبلیو اور اریگیشن کے تحت مکمل اور نامکمل منصوبہ جات میں ٹھیکیداروں کا افسران کی ملی بھگت اور جعل سازی کے ذریعے مقررہ رقم سے زیادہ وصول کرنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تمام حکومتی تعمیراتی پراجیکٹس جن میں زیادہ تر محکمہ C&W، Buildings اور Irrigation کے تحت مختلف مراحل سے اس وقت گزر رہے ہیں یا مکمل ہو چکے ہیں ان پر صرف escalation کی مد میں اربوں روپیہ ناجائز طور پر سمیٹا جا رہا ہے۔ Contractor mafia اوّل تو base tendering کے وقت آپس میں pool کر لیتا ہے جو نقد یا مختلف پراجیکٹ کی بندر بانٹ کی شکل میں ایک دوسرے کے ریٹس کو

support کرتے ہوئے اور ان محکموں کے ارباب اختیار سے مل کر لوٹ مار کی ایک علیحدہ تاریخ تشکیل دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ضرورت اس امر کی ہے کہ پنجاب میں اس وقت زیر تکمیل تمام پراجیکٹس جو محکمہ C&W, Irrigation & Building کے ہیں یا funded projects ہیں اور ان پر escalation چاہے چند لاکھ روپے کی ہو اس معزز ایوان کے سامنے پیش کی جائیں اور بغیر ایوان کی منظوری کے کوئی رقم escalation کی مد میں کسی طرح بھی ادا نہ کی جائے اور پچھلے دس سالوں میں تکمیل ہونے والے تمام پراجیکٹس کو صرف اس بنیاد پر scrutinize کیا جائے کہ یہ اپنی اصل contract price سے کتنی زائد رقم (escalation amount) خرچ کرنے کے بعد قوم کو کس بھاؤ نصیب ہوئے؟ بے شمار مثالیں موجود ہیں جہاں ان بڑی ٹھیکیدار مافیا کمپنیوں نے مختلف خود پیدا کردہ حیلے بہانوں اور collusive litigation کے ذریعے پراجیکٹس کو رکوا کر کروڑ ہا روپیہ ناجائز حاصل کیا۔ معزز اراکین کے لئے صرف ایک مثال ہی حالات کی سنگینی کا اندازہ لگانے میں مددگار ثابت ہوگی۔ وہ اس طرح ہے کہ چھانگا مانگا فلائی اوور میری سالہا سال کی تگ و دو اور محنت کے باوجود ہنوز زیر تکمیل ہے اور اس کا ٹھیکہ جس فرم کو دیا گیا محکمہ کے بھرپور تعاون سے ٹھیکیدار کمپنی نے جان بوجھ کر پراجیکٹ کو collusive litigation سے delay کیا اور سڑک کے دونوں اطراف میں بڑے بڑے گڑھے کھود کر ایک طرف عوام اور مسافروں کا جینا دو بھر کر دیا اور دوسری طرف اب ملی بھگت سے کروڑوں روپے کی escalation کا مطالبہ کر دیا ہے۔ اب حکومت کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ نہ صرف ٹھیکیدار کی blackmailing کے آگے جھکیں بلکہ جو ادائیگیاں کی جا چکی ہیں ان پر بھی نئے rates کو سامنے رکھ کر کام کیا جائے۔ پنجاب میں زیر تکمیل تمام پراجیکٹس نہروں، دریاؤں پر bridges یا flyovers کے ساتھ ساتھ تمام عمارات کی مکمل تفصیل ایوان کے سامنے پیش کی جائیں اور ان تمام منصوبوں کی اصل رقم یعنی contract price اور escalated price یا completion cost کا فرق بتایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں محترم mover نے دو تین information طلب کی ہیں۔ ایک تو انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ escalation چاہے وہ چند لاکھ

روپے کی ہو، اس کے تمام cases کی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔اس کے بعد انھوں نے specially چھانگا مانگا flyover کے بارے میں کہا ہے کہ delay and collusive litigation کے ذریعے جو escalation لی گئی ہے اس کی بھی مکمل تفصیل دی جائے۔اس میں دو محکمے involve ہیں۔

جناب سپیکر! یہ اس طرح سے تحریک التوائے کار کا subject نہیں بنتا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ معزز رکن اس بارے میں کوئی سوال لے کر آتے، جیسا کہ انہوں نے اس تحریک میں specific question کیا ہے۔دوسرا انہوں نے کہا ہے کہ اس escalation کے اختیار کو ایوان کے ذریعے سے عمل میں لایا جائے۔اگر معزز رکن اس حوالے سے بات کرنا چاہیں تو تحریک التوائے کار کے through اس پر بات ہو سکتی ہے لیکن یہ ایک executive power ہے۔اسے اس طرح سے منسلک نہیں کیا جا سکتا، اس سے پھر اور زیادہ delay ہو گی۔اگر آپ ruling دیں تو میں اس تحریک میں کئے گئے سوالات کی تفصیل معزز رکن کو مہیا کر دوں گا۔اگر اس کے بعد پھر بھی وہ اس معاملے کو discuss کرنا چاہیں گے تو کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں بہتر یہی ہے کہ آپ پہلے منسٹر صاحب سے details لے لیں۔واقعی یہ بہت زیادہ details ہیں۔یہ معاملہ بالکل discuss ہونا چاہئے کیونکہ یہ واقعی ایک بہت بڑا issue ہے۔جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ roads اور دوسرے مختلف projects کا حال ہو رہا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر لازمی طور پر House میں بحث ہونی چاہئے۔واقعی یہ ایک طرح کی blackmailing لگتی ہے۔Even آپ نئی بننے والی اسمبلی بلڈنگ کو دیکھ لیں کہ یہاں پر اس کا کیا حال ہو رہا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ آپ پہلے رانا صاحب کے ساتھ بیٹھ کر پوری details share کر لیں اور اس کے بعد باقاعدہ time fix کر کے House میں اسے discuss کیا جانا چاہئے۔کیوں وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے۔آپ اس کو next week کے لئے pending فرما دیں تاکہ دونوں محکموں سے ساری details حاصل کی جا سکیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ اور وزیر قانون کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس معاملے کی gravity کو سمجھ لیا ہے۔اس ایوان میں بڑے اچھے brain بیٹھے ہیں اگر اس ایوان کی ایک کمیٹی صرف escalation پر بنا دی جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ اس سے اس قوم کے اربوں

روپے بچیں گے۔آپ اور وزیر قانون نے اس کو سمجھ لیا ہے۔ میرا فرض بنتا تھا اور میں اپنا فرض ادا کرتے ہوئے یہ معاملہ اس ایوان کے علم میں لے آیا ہوں۔ باقی فیصلہ آپ لوگوں نے کرنا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک کو escalation and delay collusive litigation کے حوالے سے details لینے کے لئے اگلے ہفتے تک pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اس تحریک التوائے کار کے بعد میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے لئے floor دوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اسی سے متعلقہ ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں تحریک التوائے کار کے بعد آپ کی بات سنتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے جس مسئلے کی طرف نشاندہی کروائی ہے، یہ واقعاتی اور حقائق کی بنیاد پر قومی وسائل کی لوٹ کھسوٹ کی ایک گھناؤنی صورتحال ہے۔ میں اس میں یہ اضافہ کرنا چاہوں گا کہ شعبہ Engineering سے متعلقہ تمام لوگ جو اس کی over invoicing یا over estimation کرتے ہیں وہ قومی وسائل کی بہت بڑی لوٹ مار کرتے ہیں۔ شعبہ دفاع کے بعد جو سب سے بڑی قومی وسائل کی لوٹ کھسوٹ ہوتی ہے وہ شعبہ Engineering میں over invoicing کے حوالے سے کی جاتی ہے۔ اس معاملے کو بھی اس تحریک کے ساتھ شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 628/09 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں نشہ آور ادویات کا استعمال

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ عوام میں بڑھتی ہوئی نشہ آور ادویات، کیمیکل کا استعمال اور خاص طور پر نوجوان نسل جس میں سوسائٹی کی

upper classقابل ذکر ہے، تیزی سے ناقابل واپسی ہولناک نتائج کی طرف گامزن ہے۔ چند منٹوں کے عارضی سکون کے حصول کے لئے hashis(charas),ketamine, cocainیہ وہ چند نام ہیں جو پچھلے چند سالوں میں elite class میں انتہائی مقبول ہو گئے ہیں۔ Elite class کے ساتھ ساتھ اب lower class اور middle class بھی اس معاشرتی تباہی میں ملوث ہو گئیں ہیں۔ صوبائی دارالحکومت میں ایسی کئی ادویات ہیں جو posh areas میں قائم ریسٹورنٹ، نام نہاد سکون گاہوں اور پارک وغیرہ میں شیشہ حقہ جو اصل میں چرس ہی ہے، دھڑلے سے پیا جا رہا ہے اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں ایک status symbol بن چکا ہے۔ موجودہ حالت کو دیکھ کر اجتماعی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری موجودہ نوجوان نسل اور آنے والی نسلوں کو بری عادات سے بچائے۔ معزز ایوان کو فوری طور پر آہنی ہاتھوں سے نسلوں کی اس تباہی کو بچانے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ والدین کو اپنے مسائل کی وجہ سے بچوں میں پھیلتے ہوئے نشہ آور چیزوں کے استعمال کا اس وقت پتا چلتا ہے جب بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ مہنگے نشوں میں ecstasy جسے عرف عام میں صرف ''E'' کہا جاتا ہے جو سمگل ہو کر آ رہی ہے کی ایک گولی -/1000 روپے سے -/1200 روپے میں دستیاب ہے۔ ملاوٹ شدہ کوکین کا ایک گرام بھی -/1000 روپے سے -/1200 روپے تک مل رہا ہے۔ ecstasy وہ دوا ہے جس کی وجہ سے اچانک اموات بھی ہو رہی ہیں۔ high blood pressure, kidney failure بھی انہی ادویات کے استعمال سے ہو رہے ہیں۔ ان خطرناک منشیات کے ساتھ ساتھ کھلے عام پان سپاری اور گٹکا جس میں مختلف نشہ آور ادویات ملائی جا رہی ہیں کا بے پناہ استعمال ہو رہا ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ وباء اب سکول کے بچوں تک پہنچ چکی ہے۔ بچوں پر عدم توجہی یا کم توجہی ماں باپ کے درمیان اختلافات یا اس کی وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں لیکن ان کے اثرات نوجوان اور بچوں پر آ رہے ہیں۔ Addiction کے مارے ہوئے لوگ اپنے خاندان کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بے شمار مسائل کی وجہ بنتے جا رہے ہیں اور ایسے تمام لوگوں کے علاج میں بنیادی کردار آخر اس کا خاندان ہی ادا کر سکتا ہے لیکن وہ باپ یا والدین جو خود الکوحل زدہ ہیں، ان کے بچوں میں نشہ تو رگوں میں شامل ہو جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا کمرشل کردار معاشرے کی تباہی کا سبب بنتا ہے۔ اب استاد کو شاگرد کے کردار سے قطعاً دلچسپی نہ ہے جس کے نتائج سامنے ہیں اور پھر یہ بھی المیہ ہے کہ والدین بہن بھائی ایسے لوگوں کو مکمل disown کر دیتے ہیں۔ بچوں کے رویہ اور معاملات میں تبدیلی ان کے تعلیمی نتائج پر نظر نہ رکھنے کی وجہ سے بے شمار نہ ختم

ہونے والے مسائل بڑھ رہے ہیں۔ان تمام حالات میں حکومت کا کہیں کوئی کردار نظر نہیں آ رہا۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب نے جس problem کی نشاندہی کی ہے، یہ معاملہ پوری سوسائٹی کا ہے اور خاص طور پر یہ ان گھروں کا معاملہ ہے جہاں پر پیسا تو وافر موجود ہے لیکن بچوں پر توجہ کم دی جاتی ہے اور وہ اس طرح سے منشیات میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ اس میں جہاں تک حکومت کے کردار کا معاملہ ہے تو جو لوگ یہ نشہ آور چیزیں لوگوں تک پہنچانے میں ملوث ہیں ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے، انہیں پکڑا جاتا ہے اور ان کے خلاف مقدمات درج کر کے Special Courts میں trial کیا جاتا ہے۔ یہ law and order سے متعلقہ مسئلہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جب law and order پر discussion ہو گی تو اس پر بھی discussion ہو سکتی ہے۔ باقی شیخ صاحب اس بات کو مزید strengthen کریں گے کہ انہوں نے اس قسم کے جن علاقوں کی نشاندہی کی ہے تو متعلقہ ڈویژن کے ایس پی خصوصی طور پر ان جگہوں پر توجہ رکھیں اور جیسے شیخ صاحب نے فرمایا ہے جہاں پر شیشے وغیرہ کے نشہ کا کام سر عام ہو رہا ہے تو وہاں پر ان لوگوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب نے اس میں ایک خصوصی دوائی ecstasy کا ذکر کیا ہے اور اس کی قیمت بھی بتائی ہے، ان سے یہ پوچھیں کہ ان کو اس کی قیمت کا کہاں سے پتا لگا ہے، اگر ان کو یہ پتا ہے تو پھر اس کا سد باب کیوں نہیں کیا جا رہا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے بالکل بجا کہا۔اس ایوان میں اور بھی بہت سے رکن ایسے بیٹھے ہیں جن کی fingers قوم کی نبضوں پر ہیں، ان سب کو پتا ہے کہ کہاں سے کیا مل رہا ہے، مجھے اکیلے نہیں پتا۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ مین بلیوارڈ پر کس جگہ پارک ہے، وہاں پر entry کتنے میں ہوتی ہے، پھر اندر کیا ہوتا ہے، Mess کیسے بنی ہوئی ہیں؟ میں بھی لاہور کا ہوں اور آپ بھی ہیں، ہمیں سب پتا ہے لیکن آخر کچھ تو کرنا ہے۔ میں دوسری اہم بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ المیہ ہے کہ ہماری سوسائٹی میں ایلیٹ کلاس کو نہیں پکڑا جا رہا۔ سڑک پر اگر کہیں کوئی بیچارہ مصیبت کا مارا، ڈیپریشن کا شکار چرس پیتا ہوا پکڑا جائے تو اس کے خلاف ضرور کارروائی کی جاتی ہے۔ میں نے یہ خود دیکھا ہے کہ ایس ایچ او نے کہا کہ "ہاں بھئی! کنے بندے پھڑے جے۔" انہوں نے کہا کہ "جی گئے سی، کوئی نئیں پھڑیا گیا۔" ایس ایچ او نے کہا۔

"جاؤدوبارہ، میانی صاحب قبرستان جاؤ، بندے پھڑ کے لے آؤ۔" آپ کو بھی پتا ہے کہ یہ اس طرح کھاتے پورے کرتے ہیں۔ میں نے پچھلی اسمبلی میں یہ request کی تھی، آج بھی دوبارہ کہنے لگا ہوں کہ انتہائی civilized countries میں بھی رات کے وقت کوئی ریسٹورنٹ نہیں کھلتا۔ یہاں 24 hours service کے بورڈ لگے ہوئے ہیں اور یہ کیسی services ہیں؟ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس ایوان میں کیا بتاؤں؟ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ so called elite areas کو پکڑ کر ہلا یا جائے اور وہاں پر کارروائی کی جائے۔ صرف میں نہیں بلکہ یہاں پر اور بہت سے لوگ ایسے بیٹھے ہیں جو بالکل نشاندہی کر سکتے ہیں کہ کہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ ہم سب اللہ کو جواب دہ ہیں کہ ہم آنے والی نسلوں کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے اور جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ law and order کے اوپر جب بحث ہو گی تو اس میں اس کو بھی رکھا جائے گا۔ یہ بہت بڑا burning issue ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! واقعی یہ بہت بڑا burning issue ہے اور اس کے متعلق شیخ صاحب کا علم کافی گہرائی تک ہے تو میں آپ کی وساطت سے ان سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے ایک دو جگہوں کے نام لئے ہیں تو انہیں باقی بھی جن جن جگہوں کا پتا ہے یا وہاں پر انہیں اتفاق ہوا ہے تو یہ مجھے ان کے specifically نام دے دیں تو میں پورے معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں خود اس بات کو ensure کراؤں گا کہ وہاں پر پولیس قانون کے مطابق اپنی کارروائی کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہمارے Learned Law Minister نے شیخ صاحب کو کہا ہے تو میرے خیال میں ان کا تجربہ بھی کم نہیں ہو گا۔ میں یہاں پر ایک مختصر سی بات یہ کروں گا کہ چنگیز خان کا ایک مقولہ تھا:

> Intelligence is a key to success and secrecy is a guarantee to success.

حکومتیں ہمیشہ Intelligence کے اوپر چلا کرتی ہیں تو ماشاء اللہ آپ بھی ارباب اقتدار ہیں اور لاء منسٹر بھی ہیں تو میرے خیال میں یہ ان کے فرائض میں آتا ہے .He has to find out کہ کہاں پر کیا کچھ ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ وہ secretly find out کریں؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کوئی بھی حکومت Intelligence کے بغیر نہیں چل سکتی اس لئے کسی بھی حکومت کے لئے یہ بنیادی چیز ہے۔ یہ لاء منسٹر صاحب کے فرائض میں آتا ہے He has to find out. کہ کہاں پر کیا ہو رہا ہے اور پھر law and order کی situation میں محرک کے اوپر یہ بات ڈالنی تو بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کرنے کے لئے دوسرے کے اوپر responsibility ڈال دیں کہ "نہ نو من تیل ہوگا، نہ رادھا ناچے گی" اس لئے میرے خیال میں یہ ان کے فرائض میں آتا ہے hope کہ یہ اس چیز کو دیکھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کر دوں کہ محترم شاہ صاحب نے جو بات فرمائی ہے یقیناً یہ حکومت، Law Enforcing Agencies and Intelligence Agencies کا فرض ہے کہ جہاں کہیں بھی جرم ہو، وہ اس کو dig out کریں اور اس کی intelligence کریں۔ بالکل ان کا یہ فرض ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ معاشرتی برائیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کرنا اس معزز ایوان میں بیٹھے ہر معزز رکن کی ایک بہت sacred responsibility بھی ہے اور ان کا یہ right بھی ہے تو جب محترم شیخ صاحب نے اس کی نشاندہی کی ہے اور پھر اس کے بعد انہوں نے اپنی statement میں ایک دو جگہوں کا ذکر بھی کیا ہے تو مجھے یہ معلوم پڑ رہا ہے کہ اس سے متعلق ان کے پاس بڑی secret and valuable information ہے، ہمارا مقصد تو اس چیز کو روکنا ہے اگر ہم ان سے یہ استفادہ کر لیں گے تو اس میں کوئی برائی والی بات نہیں ہے۔ وہ نشاندہی کریں انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس پر کارروائی کرائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب ہمارے فاضل دوست ہیں، ان کی بڑی معلومات ہیں مگر ہمارے لئے یہ بات نئی ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ "آپ کا تعلق بھی لاہور سے ہے اور میرا تعلق بھی لاہور سے ہے۔" اور وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ "مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہے۔" یوں لگتا ہے کہ وہاں سپیکر صاحب اور شیخ صاحب کی کوئی ملاقات ہوئی ہے یا ایسی کوئی بات ہے جو آج ہی ہمارے علم میں آئی ہے کہ آپ کو بھی پتا ہے، ان کو بھی پتا ہے۔ جہاں تک انہوں نے یہ کہا کہ بڑے لوگوں

کو تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے تو بڑے لوگوں کے لئے تو N.R.O ہر جگہ پر موجود ہے تو یہاں بھی N.R.O ہی لگے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وٹو صاحب! ویسے وہ آپ کو بھی پتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ معاشرے کے اندر اس کی وجہ سے جو برائی ہے جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمارے Legislators کا کام اس کو point out کرنا ہے اور جس طرح پیر ناظم حسین شاہ صاحب نے بھی فرمایا کہ حکومت کو پھر اس پر step لینا چاہئے، اس پر باقاعدہ بحث بھی ہونی چاہئے۔ اس کو point out بھی کیا جانا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سدباب بھی ہونا چاہئے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ جی، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! I am on a point of personal explanation میں یہاں یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ میرے علم میں آیا ہے کہ میرے نام سے، میرا letter head استعمال کر کے معزز اراکین کے گھروں میں خطوط پہنچے ہیں۔ میں یہاں یہ واضح کرنا چاہتی ہوں کہ وہ خط میں نے کسی کے گھر بھیجا ہے اور نہ ہی وہ letter head میرا ہے۔ میں اس سے total لاتعلقی کا اظہار کرتی ہوں۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور کسی بھی قسم کے controversial letter سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں یہاں سب کو یہ explain کرنا چاہتی ہوں کہ وہ میری طرف سے نہیں آیا۔ Thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سہوترا صاحب!

جناب عامر جوئیل سہوترا: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کروں گا۔ اس سے پہلے میں قائد محترم میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ جنھوں نے اپنے وعدے کو عملی طور پر پورا کرتے ہوئے اقلیتوں کے لئے سرکاری محکموں میں jobs کا 5 فیصد کوٹے کا notification جاری کیا۔ یہ 63 سالہ تاریخ میں پہلا موقع ہے۔ میں اقلیتوں کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ کسی سیاسی جماعت نے اپنی عوام سے کئے گئے وعدے کو پورا کیا ہے۔ میں وزیر قانون سے آپ کی وساطت سے صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جس طرح مرکز میں اقلیتوں کے لئے 5 فیصد کوٹے کا notification جاری کیا تو C.S.P کے لئے جو سیٹیں مخصوص کی گئی ہیں تو اس میں بھی اقلیتوں کا کوٹا مقرر کیا گیا ہے لیکن صوبے میں جو notification کیا گیا اس میں P.C.S سیٹوں پر اقلیتوں کے لئے کوٹا نہیں رکھا گیا۔ میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر قانون سے یہ گزارش کرنا

چاہوں گا کہ اس کو تھوڑا ساamend کر کے P.C.S سیٹوں کے لئے بھی اقلیتوں کے حصے کو مخصوص کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ نے جو بات کی ہے تو میں اس پر ان کو appreciate بھی کرتا ہوں، ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کے لئے یہ باعث شرم بات ہے کہ نہ صرف انھوں نے ان کا نام غلط طور پر استعمال کیا ہے بلکہ انھوں نے فیصل آباد میں ایک معاملے کو create کیا اور پھر اسے وہاں highlight کیا، پھر اس کے بعد اس کو لے کر آگے چلے اور ان کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ ایک ایسا معاملہ جس میں حقیقت دور دور تک نہیں ہے۔ میں نے ہر سطح پر کہا ہے کہ اس کو جہاں سے چاہیں investigate کروایا جائے لیکن انھوں نے اس معاملے کو اس انداز سے create کرنے کی کوشش کی ہے۔ محترمہ میری بہن ہیں۔ میں نے بھی وہ خط دیکھا ہے لیکن میں نے ان سے گلہ نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انھوں نے خود یہ احساس کیا ہے تو ان لوگوں کا نام لئے بغیر کہتا ہوں کیونکہ پتا مجھے بھی ہے اور انھیں بھی پتا ہے کہ کہاں پر وہ draft ہوا اور کہاں سے بھیجا گیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کے لئے باعث شرم بات ہے کہ اس level پر آپ سیاست کریں اور اس کے بعد ان گھٹیا ہتھکنڈوں پر آئیں۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! محترم عامر سہوترا صاحب نے جو بات کی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت اور حکومت نے بھی بہت اچھا قدم اٹھایا ہے اور دیگر اقدامات بھی کر رہے ہیں۔ جہاں کہیں یہ یا کوئی بھی اقلیتی ممبر کوئی کمی محسوس کرتے ہیں تو آج ہی مجھے مل لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملے کو دیکھ کر resolve کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، راناتنویر احمد ناصر صاحب!

راناتنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک اہم مسئلے کی طرف نشاندہی کرنا چاہوں گا اور اس کا حل بھی چاہوں گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور فیصل آباد روڈ BOT project پر تعمیر کی گئی ہے اور L.E.F.C.O حکام اس کا انتظام چلا رہے ہیں۔ میں وہ واحد بد قسمت ایم پی اے ہوں جس کے حلقہ انتخاب میں ان کے دو ٹول پلازہ آتے ہیں، ایک ٹول پلازہ کا نام قدر کھی ہے جو شیخوپورہ کے قریب ہے۔ اس ٹول پلازہ کے ساتھ تقریباً 2 فرلانگ کے فاصلے پر ایک لنک روڈ گزرتی ہے جو ڈاہیا موڑ سے شروع ہوتی ہے اور قدر کھی موڑ سے باہر نکلتی ہے۔ اس ٹول پلازہ کے ارد گرد کے مقامی دیہاتی رہائشی افراد ہیں وہ

اس لنک روڈ کو شیخوپورہ جانے کے لئے باکثرت استعمال کرتے تھے کیونکہ انھوں نے اگر ڈیزل بھی ڈلوانا ہوتا ہے تو انھیں شیخوپورہ جانا پڑتا ہے حتیٰ کہ چھوٹی موٹی ضروریات کے لئے بھی شیخوپورہ جانا پڑتا ہے۔ اب L.E.F.C.O حکام نے غنڈہ گردی کرتے ہوئے دو چار روز سے لنک روڈ جو شاہراہ عام تھی اس کو بند کر دیا ہے۔ وہاں پر پول نصب کر دیئے گئے اور اینٹیں اور روڑے رکھ دیئے گئے ہیں۔ اس لنک روڈ کو کچھ لوگ کھلوانا چاہتے ہیں تو وہ ان سے لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اگر اس مسئلہ کو حل نہ کیا گیا تو پھر کوئی بہت بڑا واقعہ رونما ہو سکتا ہے۔ L.E.F.C.O حکام ایک ٹھیکیدار ہے جن کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ ایک شاہراہ عام جو حکومت پنجاب کی ملکیت ہو اس کو بند کر سکے۔ میں چاہوں گا کہ اس روڈ کو جلد از جلد کھلوا دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! یہ بہت اہم issue ہے کہ open road کو بند کر دیا گیا ہے۔ یہ کس قاعدے اور قانون کے تحت بند کیا گیا ہے؟ میرے خیال میں آپ نے ابھی اس معاملہ کو point out کیا ہے تو آپ وزیر قانون صاحب کو مل لیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر thrash out کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے۔ یہ میرے ساتھ بیٹھ بھی جائیں لیکن اس معزز ہاؤس کا جو طریق کار اور right ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کو اتنا concern ہے تو procedure کے مطابق چیزوں کو لایا جائے تاکہ جواب in black and white آئے جو یہاں ہاؤس میں پیش ہو۔ اس کے بعد معاملہ پر صحیح فیصلہ ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ رانا تنویر ناصر صاحب! آپ لے آئیں تو ہم اس کو out of turn لے لیں گے۔ یہ بہت اہم issue ہے جس میں بہت سے لوگوں کا راستہ بند کیا جا رہا ہے۔ ہم اس کو ضرور out of turn لیں گے۔ جی، عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ کہنا تھا کہ جتنی بھی شیشے کی جگہیں ہیں، ان کے بارے میں یہ کہہ دینا کہ وہاں غلط طریقے سے منشیات کا استعمال ہوتا ہے تو یہ بات جائز نہیں ہے۔ ہمیں بچوں کو in any case کوئی healthy entertainment دینی ہے، پہلے ہی ہمارے ملک میں یہ نہیں ہے۔ شیشہ ہم نے Gulf countries سے adopt کیا ہے rather than Western countries سعودی عریبیہ، دبئی اور جہاں بھی جائیں گے تو دیکھیں گے کہ وہاں صرف aromatic دھواں ہوتا ہے even tobacco بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح کی چیز ہمیں اسمبلی میں کہنا یا یہ کہنا کہ ہر چائے خانہ میں شراب اور منشیات استعمال کی جاتی ہیں This is not fair ہمیں انھیں ضرور

transparent کرنا چاہئے اور watch کرنا چاہئے۔ ہمیں at the same time یہ سوچ سمجھ کر کہنا چاہئے۔ اگر ہم چائے، کافی اور عام شیشے کی جگہیں بھی بند کر دیں گے تو آپ اپنے بچوں کو evening میں کون سی entertainment دے رہے ہیں، کیا آپ frustration نہیں بڑھائیں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، زمرد یاسمین رانا صاحبہ!

محترمہ زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلوانا چاہتی ہوں۔ چونکہ اس کا تعلق غریب عوام سے ہے تو یقیناً اُس کا تدارک بھی ہونا چاہئے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت مارکیٹ میں low cost medicines کی بہت زیادہ non availability ہے۔ اس وقت عام سی بیماریاں جو ہر تیسرے چوتھے شخص کو ہیں جن میں diabetic hypertension ہے۔ ہر بیماری کی دوائیاں مختلف طرح سے available ہوتی ہیں، کسی ایک کمپنی کی دوائی اگر 4/5 روپے کی available ہوتی ہے تو وہی دوائی کسی multinational company کی ایک سو روپے میں ملتی ہے۔ اس میں اہم چیز یہ ہے کہ ساری national and multinational کمپنیوں نے صرف اپنی ان دوائیوں کی قیمتیں بڑھانے کے لئے جن کی قیمتیں کم تھیں ان کی مارکیٹ میں shortage کر دی ہوئی ہے۔ اس میں خطرناک بات یہ ہے کہ life saving drugs بھی شامل ہوتی ہیں اس لئے وہ دوائیاں جو daily requirement کی ہیں اور جو غریب عوام بیمار ہیں ان کے لئے وہ دوائیاں روزمرہ کی ضرورت ہیں۔ اگر وہ مارکیٹ میں اسی طرح سے short رہیں گی تو یقینی طور پر اس وقت بہت زیادہ خطرناک صورتحال پیدا ہو جائے گی اس لئے میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت سے درخواست کروں گی کہ اس مسئلے کی طرف توجہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا issue ذرا hot ہے۔ میں اپنی بات آپ کے توسط سے اپنے دوستوں سے کرنا چاہتا ہوں۔ کل الحمدللہ پنجاب اسمبلی کے مقدس ایوان کی طرف سے ایک پیغام وفاقی حکومت تک پہنچا اور قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب کے vision کو ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری پوری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا بڑا اہم issue ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order.

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: This is no point of order. کیا آپ یہاں پر تقریریں کرنے آتے ہیں؟ پلیز تشریف رکھیں۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کیری لوگر بل پر پنجاب اسمبلی کے اندر اس پنجاب کے مقدس ایوان کا مؤقف سامنے آنا چاہئے اور اس پر بحث کے لئے ایک دن مختص کرنا چاہئے تاکہ پنجاب کے 9 کروڑ عوام کے مؤقف کا وفاقی حکومت کو پتا چل سکے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ No cross talk, no cross talk please

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب کے علم میں ایک واقعہ لانا چاہتا ہوں جو میرے حلقے میں تین دن پہلے ہوا ہے۔ وہاں پر فائرنگ ہوئی جس سے تین لوگ مارے گئے اور کچھ لوگ زخمی بھی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک بارات تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال سے چلی جس نے شورکوٹ آنا تھا۔ سننے میں یہ آیا ہے کہ تحصیل کبیر والا میں باراتی تین چار گھنٹے کلاشنکوف اور رائفلوں سے فائرنگ کرتے رہے اور کسی ایس ایچ او یا ڈی ایس پی نے اُن کو نہیں روکا۔ آپ کو پتا ہے کہ پولیس اُس پر کیا کرتی ہے؟ پولیس والے یہ کرتے ہیں کہ جن کے پاس کچھ بھی نہ ہو انہیں ایسے ہی پکڑ کر اپنی formality پوری کرنے کے لئے 13/20/65 کے پرچے دے دیتے ہیں۔ وہاں پر مسلسل تین گھنٹے فائرنگ ہوتی رہی، راستے میں انہوں نے ایک بچے کو بھی مارا۔ 70 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اُن کی بارات شورکوٹ آئی، وہاں انہوں نے اتنی بے تحاشا فائرنگ کی کہ تین لوگ موقع پر مارے گئے اور کچھ لوگ زخمی بھی ہیں لیکن کسی نے اُن کو نہیں روکا۔ سب سے بُرا کام یہ ہوا ہے کہ پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف ایف آئی آر درج کر دی ہوئی ہے۔ جو لوگ مرے ہیں اُن میں دو مزدور اور ایک باراتیوں کا اپنا بندہ ہے۔ اس واقعہ کا سخت نوٹس لیں اور اس پر جو بھی ذمہ دار پولیس افسران ہیں ان کے خلاف کارروائی

کریں۔ بارات میں کوئی 50/60 لوگ ہوں گے لیکن پھر بھی اُن میں سے نامعلوم افراد کے خلاف پرچہ درج کر دیا گیا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے کاربین ہوں تو فوراً action لے کر پرچے درج کر دیتے ہیں لیکن پولیس نے رائفل اور کلاشنکوف ہونے کے باوجود کوئی action نہیں لیا۔ ریکارڈ میں کوئی رائفل یا کلاشنکوف برآمد نہیں ہوئی حالانکہ لوگوں نے خود دیکھا ہے کہ 20/30 لوگ فائرنگ کر رہے تھے۔ اس واقعہ کا سخت نوٹس لیا جائے کیونکہ اِس وقت ہمارے ملک کے حالات بھی بہت خراب ہیں۔ وہ 70/70 کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے آئیں اور ناجائز اسلحہ لے کر پھرتے رہیں۔ ناجائز اسلحہ اور ان کے پاس پندرہ پندرہ، بیس بیس کلاشنکوفیں ہوں۔ میرے خیال میں یہ بڑا توجہ طلب معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعی بڑا اہم issue ہے لیکن اگر آپ rules کو پڑھ لیتے تو اُس کے مطابق اسے لے کر آتے۔ میں ابھی بھی آپ سے یہ request کروں گا کہ آپ لاء منسٹر صاحب سے مل کر ان کے نوٹس میں لے آئیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کا proper notice لیا جائے تو rules کے مطابق تحریک جمع کروائیں تو ہم take up کر کے اس پر کارروائی کریں گے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! یہ واقعہ بہت ہی اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں اور واقعہ کے متعلق انہیں بتائیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس واقعہ کا پتا کر کے بتا دیں کہ کیا کارروائی ہوئی ہے؟

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ کہیں کہ ایک دَم وہ بتا دیں تو ایسے نہیں پتا چلتا۔ آپ اُن سے مل لیں، وہ پوری رپورٹ لے کر آپ کو دے دیتے ہیں۔ شکریہ۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں۔ پہلے ہم مورخہ 20۔اکتوبر 2009 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد لیتے ہیں۔ یہ قرارداد محترمہ نگہت ناصر شیخ نے پیش کی تھی۔ اس قرارداد کے بارے میں وزیر قانون کا مؤقف یہ تھا کہ ہسپتالوں میں خواتین کے لئے علیحدہ ایمرجنسی کی فراہمی ممکن نہ ہو گی۔ البتہ اس قرارداد کو اس طرح amend کر لیا جائے کہ پہلے سے موجود ایمرجنسی

میں خواتین کے لئے علیحدہ حصہ مختص کر دیا جائے تو حکومت اس قرارداد کی مخالفت نہیں کرے گی۔اس بناء پر اس قرارداد کو زیر التواء رکھا گیا تھا۔ محرک نے اس قرارداد کا مناسب ترمیم کے ساتھ نوٹس دیا ہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ ترمیم شدہ قرارداد پیش کریں۔

سرکاری ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں خواتین کے لئے الگ حصہ مختص کرنے اور ان میں خواتین سٹاف تعینات کرنے کا مطالبہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں بالخصوص صوبائی دارالحکومت لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ایمرجنسی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے خواتین ایمرجنسی علیحدہ کی جائے اور اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ خواتین ایمرجنسی میں صرف اور صرف لیڈی ڈاکٹر اور لیڈیز سٹاف ہی تعینات کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں بالخصوص صوبائی دارالحکومت لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ایمرجنسی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے خواتین ایمرجنسی علیحدہ کی جائے اور اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ خواتین ایمرجنسی میں صرف اور صرف لیڈی ڈاکٹر اور لیڈیز سٹاف ہی تعینات کیا جائے۔"

میرا خیال ہے کہ اس پر کوئی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں بالخصوص صوبائی دارالحکومت لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ایمرجنسی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے خواتین ایمرجنسی علیحدہ کی جائے اور اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ خواتین ایمرجنسی میں صرف اور صرف لیڈی ڈاکٹر اور لیڈیز سٹاف ہی تعینات کیا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایسا نہیں ہونا چاہئے، میں اس قرارداد پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ اس پر اس طرح بات نہیں کر سکتیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم عورتوں کی کون کون سی چیزیں علیحدہ کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ اب ہم آج کے ایجنڈے کی قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد یار ہراج اور سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کی طرف سے ہے۔ اِن میں سے کوئی پیش کریں۔

فورٹ منرو کے علاقہ میں کیڈٹ کالج کے قیام کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بلوچستان اور پنجاب کے سنگم پر واقع فورٹ منرو کے علاقہ میں کیڈٹ کالج قائم کیا جائے جس میں طلباء کا داخلہ مذکورہ دونوں صوبوں کے مابین برابری کی بنیاد پر ہو تاکہ بھائی چارے اور یکجہتی کی فضا کو فروغ دیا جا سکے اور دونوں صوبوں کے عوام میں مفاہمت کے جذبے کو تقویت ملے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بلوچستان اور پنجاب کے سنگم پر واقع فورٹ منرو کے علاقہ میں کیڈٹ کالج قائم کیا جائے جس میں طلباء کا داخلہ مذکورہ دونوں صوبوں کے مابین برابری کی بنیاد پر ہو تاکہ بھائی چارے اور یکجہتی کی فضا کو فروغ دیا جا سکے اور دونوں صوبوں کے عوام میں مفاہمت کے جذبے کو تقویت ملے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو اِس بنیاد پر oppose کر رہا ہوں کہ کیڈٹ کالج کا قیام وفاقی حکومت کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق ہے اور وفاقی حکومت ہی اُس کا فیصلہ کرتی ہے۔ حکومتِ پنجاب نے صرف اُس کے لئے زمین دینی ہوتی ہے۔ انہوں نے قرارداد میں لکھا ہے کہ یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے لیکن انہوں نے یہ واضح نہیں کیا کہ وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ اگر یہ اِس کو amend کر کے وفاقی حکومت کو سفارش کریں تو کر لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ اس کو ابھی amend کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اندر already محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے بھی amendments آئی ہوئی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں press نہیں کرتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ میرے خیال میں طلباء کی جگہ طالبات کرنا چاہتی ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھیں کہ پبلک سکول طرز کے جو ادارے ہوتے ہیں ان میں صرف لڑکے ہوتے ہیں۔ جیسے صادق پبلک سکول، لارنس کالج گھوڑا گلی اور ایچی سن کالج لاہور ہے، اس طرح کے boarding schools ایک comradely اور fraternity کا ماحول پیدا کرتے ہیں۔ حکومتِ پنجاب نے بہت احسن قدم اٹھایا ہے کہ پنجاب کی طرف سے کوئٹہ کے اندر بلوچستان کو ایک انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا تحفہ دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ اپنی amendment کو press نہیں کر رہیں لہذا جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے تو آپ جہاں "حکومت" لکھا ہوا ہے وہاں "وفاقی حکومت" لکھ کر change کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، وفاقی حکومت کر لیتے ہیں لیکن یہ ابھی amend ہو جائے گا یا اِس کو دوبارہ جمع کروانا پڑے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ہم اِس کو ابھی کر لیتے ہیں۔ اس پر چونکہ کوئی اعتراض نہیں ہے لہذا یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بلوچستان اور پنجاب کے سنگم پر واقع فورٹ منرو کے علاقہ میں کیڈٹ کالج قائم کیا جائے جس میں طلباء کا داخلہ مذکورہ دونوں صوبوں کے مابین برابری کی بنیاد پر ہو تاکہ بھائی چارے اور یکجہتی کی فضا کو فروغ دیا جا سکے اور دونوں صوبوں کے عوام میں مفاہمت کے جذبے کو تقویت ملے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی قرارداد چودھری مونس الٰہی، ڈاکٹر سامیہ امجد، ڈاکٹر محمد افضل، جناب شیر علی خان کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کی شکایت پر فوری ایکشن کے لئے چیکنگ سیل کے قیام کا مطالبہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت جلد از جلد سرکاری ہسپتالوں کے لئے ایک چیکنگ سیل (checking cell) قائم کرے جو مریضوں کی شکایات پر فوری ایکشن (action) لے تاکہ سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کی روز بروز بڑھتی ہوئی لاپرواہی، غفلت اور غیر ذمہ داری پر قابو پایا جا سکے اور مریضوں کو صحیح معنوں میں relief مل سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت جلد از جلد سرکاری ہسپتالوں کے لئے ایک چیکنگ سیل (checking cell) قائم کرے جو مریضوں کی شکایات پر فوری ایکشن (action) لے تاکہ سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کی روز بروز بڑھتی ہوئی لاپرواہی، غفلت اور غیر ذمہ داری پر قابو پایا جا سکے اور مریضوں کو صحیح معنوں میں relief مل سکے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کے اس حصے کو جو انہوں نے ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کو generalize کیا ہے اور کہا ہے کہ روز بروز ان کی بڑھتی ہوئی لاپرواہی، غفلت اور غیر ذمہ داری، اس کو میں object کرتا ہوں۔ اگر یہ اس کو نکال دیں تو ٹھیک ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حکومت اس کو چیک کرے۔ چیکنگ کے لئے already پورا طریق کار موجود ہے۔ اس کو further strengthen کر دیں گے لیکن ایک پوری کلاس کو اس طرح general blame دینا کہ وہ لاپرواہ ہے، غفلت اور غیر ذمہ دار ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحبہ کا خود بھی اس برادری سے تعلق ہے تو ہاؤس کی طرف سے یہ کوئی اچھا message نہیں جائے گا۔ اگر یہ اس حصے کو delete کر دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس میں further جو بھی ضروری

اقدامات ہیں وہ کرنے کو تیار ہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحبان یا پیرا میڈیکل سٹاف میں سے کچھ لوگ ضرور ایسے ہوں گے جو لاپرواہی بھی کرتے ہوں گے، غفلت بھی کرتے ہوں گے اور غیر ذمہ دار بھی ہوں گے لیکن سبھی کو اس طرح سے generalize کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں already محترمہ سیمل کامران نے بھی ایک ترمیم دی ہوئی ہے وہ کیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں باقی پوری قرارداد سے متفق ہوں لیکن اس میں جو چیکنگ سیل کی تجویز ہے اس کو کچھ define نہیں کیا گیا۔ اگر ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم نے ڈاکٹروں، پیرا میڈیکل سٹاف کی بڑھتی ہوئی لاپرواہیوں کو روکنا ہے جو کہ ایک حقیقت ہے۔ آج آپ دیکھیں کہ سرکاری ہسپتالوں میں دوائیاں موجود ہوتی ہیں مگر وہ مریضوں کو نہیں دی جاتیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ یہ ان کی deliberate negligence ہے لیکن undeliberately بھی لوگ اس طرح سے کرتے ہیں۔ ہسپتالوں کے گائنی وارڈوں میں سے بچے چوری ہونے کی وارداتوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے ان issues کو professional بندہ ہی سمجھ سکتا ہے اور اس کے بارے میں وہی analyze کر سکتا ہے کہ اس کو کس طرح سے solve کرنا ہے۔ میں نے یہ ترمیم دی تھی کہ اس checking cell میں کوالیفائیڈ ڈاکٹر، لیڈی ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف کو شامل کیا جائے کیونکہ وہ professionals ہیں، وہ اس شعبہ اور اس فیلڈ کے ہیں وہی اس کو بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس میں آپ اپنی powers ختم کر رہی ہیں کہ آپ یہ محدود کر رہی ہیں۔ کوالیفائیڈ ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف، عوامی نمائندہ کہاں پر گیا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بے شک عوامی نمائندہ بھی اس میں شامل کر لیں۔ فرض کریں کہ جب خواتین الٹرا ساؤنڈ کرانے کے لئے گئی ہیں، وہ وہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں، ان کا مسئلہ genuine ہے۔ وہاں پر under training doctors موجود ہیں اور وہ ان کو attend properly نہیں کر رہے۔ اگر کسی بھی مریض کو کوئی بھی شکایت ہوتی ہے تو میں as a person اس کی کوئی بھی help کر سکتی ہوں۔ مگر بہت سارے ایسے issues ہوتے ہیں جو ایک female doctor ہی female patient کے issues کو proper handle اور proper guide کر سکتی ہے۔ بہت ساری ایسی اموات واقع ہوئی ہیں جو اس وقت ڈاکٹروں کے proper attend نہ کرنے کی وجہ سے یا مریض صحیح جگہ پر نہ پہنچ پایا۔ اس وجہ سے بہت سارے diagnostic affects ہوتے ہیں، لوگوں کے علاج affect ہوتے

ہیں۔اگر تو یہ کوئی حاضری نہیں لگانی ہے کہ میں بھی بیٹھ کر لگا سکتی ہوں کوئی اور بھی بیٹھ کر لگا سکتا تو ہم نے اس کو professionally handle کرنا ہے، اگر ہم نے performance بہتر کرنی ہے اور ہم progress چاہتے ہیں تو میرے خیال میں professionals کا ہونا بھی اتنا ہی ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جو objections ہیں وہ پہلے آ گئے ہیں، شاید procedure میں یہ بہتر ہے یا غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، جو ترامیم ہیں وہ پہلے discuss کی جاتی ہیں تاکہ جب پوری قرارداد آئے تو اس کے ساتھ اس میں جو addition یا deletion ہونا ہے وہ اس وقت ہی ہو۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس پورے سسٹم میں جو flow ہے، being a doctor and being very well and very deeply involved in the health system مجھے صرف اس قرارداد کو لانے کا مقصد یا Checking Cell کو لانے کا مقصد Management Cadre کی بات کرنے کا ہے کہ ہسپتالوں کی جو management ہے اس میں جو لوگ چاہے وہ ڈاکٹر ہیں، چاہے وہ نہیں ہیں، چاہے وہ پولیس ہے، چاہے وہ عوامی نمائندہ ہے، Checking Cell کا نام ہی اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کو restrict نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً ڈاکٹر ڈاکٹر کو چیک نہ کرے، پیرا میڈیک پیرا میڈیک کو چیک نہ کرے۔اس کی فلاسفی ہی یہی ہے کہ Checking Cell لفظ اسی لئے لکھا گیا ہے کہ ایک valid range checking on the spot کہ یہ التواء میں نہ چلا جائے کہ سال سال، دو دو سال انکوائریاں ہوں اور بقول جیسا کہ میری بہن نے کہا ہے کہ بچے چوری ہو رہے ہیں۔ یہ بالکل صحیح باتیں ہیں Checking Cell کے لفظ کو اگر آپ بدلنا چاہتے ہیں تو management cadre لکھا جا سکتا ہے لیکن Checking Cell میں تمام لوگ آ جاتے ہیں اور کہیں بھی ڈاکٹروں یا پیرا میڈیکل سٹاف کی تضحیک نہیں ہے۔ پاکستان کا ہر شخص from President to last person یہ ہمارا ایمان ہے کہ he is answerable اور اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔ checking cell کو broodmare کرنے کے لئے ہی یہ لفظ لکھا گیا ہے اور اس میں قطعاً کسی clause میں اگر آپ اس کو دوبارہ لکھنا چاہتے ہیں، میں بیٹھ جاتی ہوں ٹھیک ہے کیونکہ I don't want to kill this یہ اہم issue ہے۔ کچھ باتیں محترمہ سیمل کامران نے بتا دی ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ جو غفلتیں اور اموات اور negligence look over ہوتی ہیں اس کے لئے بے شک ایک specific unit یا چیکنگ سیل

یا جو اسے کہیں۔ وزیر صاحب جیسے کہتے ہیں میں اس کو ترمیم کر کے لے آتی ہوں لیکن فلاسفی یہی ہے کہ اگر ہم نے اس کو Management Cadre کہہ دیا یا ہم نے اس کو صرف ڈاکٹروں کے حوالے کر دیا تو انصاف نہ ہوگا۔ یہ ایک انتہائی اہم creation ہوگی اور space ہوگی for check and balance for instant یعنی جس جگہ پر فوری طور پر متقاضی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو further debate کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس میں already Punjab Medical and Health Institution Act 2003. ہے اس کے تحت انتظامی بورڈ ہے، اس کے تحت Vigilance کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ان Vigilance کمیٹیوں کو آپ Checking Cell کہہ لیں اس میں کوئی بات نہیں ہے۔ یہ سسٹم already موجود ہے اس کو مزید strengthen کر دیں گے۔ میرا اعتراض تو صرف یہ ہے کہ جوانہوں نے ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی روز بروز بڑھتی ہوئی لاپرواہی، غفلت اور غیر ذمہ داری کے حوالے سے کہا ہے تو یہ کوئی اچھا message نہیں جائے گا۔ اس کو حذف کر کے پیش کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو آئندہ پرائیویٹ ممبرز ڈے تک کے لئے pending کر دیتے ہیں اور ڈاکٹر صاحبہ! آپ اس میں ترمیم کر کے لے آئیں۔ اس کے بعد اگلی قرارداد میاں محمد شفیق آرائیں صاحب کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

بجلی کی بچت کے لئے شادی بیاہ اور سرکاری و غیر سرکاری تقریبات رات 10 بجے کے بعد تک منعقد کرنے پر پابندی کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:۔

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حالیہ لوڈشیڈنگ کے باعث بجلی کی بچت کے لئے اور دہشت گردی کے پیش نظر شادی بیاہ اور اس کی تمام رسومات کے فنکشن اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری تقریبات، شادی ہالز، پارکوں، ہوٹلوں، سڑکات اور دیگر کھلی جگہوں پر رات دس بجے کے بعد منعقد کرنے پر پابندی عائد کی جائے۔ خلاف ورزی پر قانون کے مطابق سزا دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حالیہ لوڈشیڈنگ کے باعث بجلی کی بچت کے لئے اور دہشت گردی کے پیش نظر شادی بیاہ اور اس کی تمام رسومات کے فنکشن اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری تقریبات، شادی ہالز، پارکوں، ہوٹلوں، سڑکات اور دیگر کھلی جگہوں پر رات دس بجے کے بعد منعقد کرنے پر پابندی عائد کی جائے۔ خلاف ورزی پر قانون کے مطابق سزا دی جائے۔"

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پوری دیانتداری کے ساتھ یہ سمجھتا ہوں کہ اس گھٹن کے دور میں آج جو ہماری national security at stake ہے اور بم پھٹ رہے ہیں اور بڑی ایک قسم کی مایوسی پھیلی ہوئی ہے تو ان حالات میں خوشی کے چند لمحات کو بھی اگر ہم ban کر دیں اور ان کی خوشیاں چھین لیں تو میرے خیال میں یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ جہاں تک شیخ صاحب کا prospective ہے تو اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اس سے اگر بجلی کی بچت ہو لیکن کیا بجلی بچا کر ہم خوشیاں تو نہیں چھین سکتے؟ اس سے کافی لوگوں کا مستقبل وابستہ ہے۔ ان میں ہوٹلنگ اور کیٹرنگ والوں کے گھروں کے چولہے جل رہے ہیں تو میں نہیں چاہتا کہ اس قرارداد کے ذریعے جلنے والے چولہوں کو بند کر دیا جائے۔ بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب! آپ شادی پہلے کیوں نہیں کر لیتے؟ (قہقہے)

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! الحمد للہ میں شادی شدہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ مستی خیل صاحب! میں آپ کی شادی کی بات نہیں کر رہا اور آپ اسے اپنے اوپر کیوں لے جا رہے ہیں؟ میں کہہ رہا ہوں کہ شادی جب شروع ہی دس بجے ہو گی تو پھر تاخیر تو ہو گی اس لئے اگر وقت پر شروع کر لیں۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! شریعت محمدی نے چار شادیوں کی اجازت دی ہے اور اس پر کوئی ban نہیں ہے۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں جس برائی کی طرف اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور پچھلے اجلاس میں بھی اس پر بات ہوئی تھی کہ ہمارے لاہور، فیصل آباد اور مختلف شہروں میں ریسٹورنٹ پر شیشے کے حقے رکھے ہوئے ہیں۔ آج بھی لاہور گورومانگٹ روڈ، مین بلیوارڈ نیشنل پارک اور فیصل آباد کوہ نورون میں اسی طرح شیشے کے حقے چلائے جارہے ہیں اور بدقسمتی یہ ہے کہ سٹوڈنٹ سکول اور کالج سے اٹھ کر وہاں جاتے ہیں اور اس کا استعمال کر کے اس برائی میں مسلسل اضافہ کا باعث بن رہے ہیں۔ میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس بات کو انتظامیہ کے ذریعے فیصل آباد، راولپنڈی اور لاہور میں ensure کروائیں کہ یہ نہ ہو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! اس وقت ہم قرارداد لے رہے ہیں تو چونکہ قرارداد پیش ہے اور اس کی مخالفت ہوئی ہے تو اس پر بات ہو رہی ہے، آپ کوئی اور بات کر رہے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! قرارداد کے حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ شیخ صاحب صرف اپنی برادری کو پابند کر لیں کہ وقت کی پابندی کرے تو یہ برائی ختم ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ اگر بیوٹی پارلر سے آنے میں دلہن لیٹ ہو جائے یا آج کل چونکہ دولہے بھی بیوٹی پارلر جاتے ہیں تو وہ لیٹ ہو جائیں تو پھر شیخ صاحب انہیں گرفتار کروا دیں گے جو کہ بڑی زیادتی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فائزہ ملک صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہ کافی serious بات ہے اور ہم اسے ہنسی مذاق میں نہ لیں کیونکہ ہم جن لوگوں کی نمائندگی کے لئے یہاں بیٹھے ہیں یہ ان کا مسئلہ ہے۔ ہمیں ان کے حوالے سے یہ سوچنا چاہئے کہ اگر ہم دس بجے کی پابندی کرتے ہیں تو کیا کاروبار کرنے والے لوگ یا 10 / 9 بجے اپنی دکانیں بند کرنے والے شادیوں کا حصہ نہیں بنیں گے یا اپنے کسی عزیز و اقارب کی خوشی کے موقع پر کیسے پہنچیں گے؟ بہرحال میں صرف شادی میں سجاوٹ کے حوالے سے بات کروں گی کہ لوڈشیڈنگ ختم کرنے کے لئے قوم بجلی کی بچت کرے اور ہمیں اس پر زیادہ زور دینا چاہئے۔ اگر اس میں ترمیم کر لیں کہ سٹیج پر سجاوٹ کے

لئے اضافی لائٹنگ اور پھولوں کی سجاوٹ پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں تو اس میں سادگی اپنانی چاہئے نہ کہ ہم پورے صوبے کو اس چیز کا پابند کر دیں کہ وہ اپنی خوشیوں کو صحیح طریقے سے نہ منا سکیں کیونکہ یہ بات ان لوگوں کی ہے جن کے گھروں میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ وہ اپنے گھروں میں شادیاں کریں۔ انہیں باہر پارکنگ یا public places پر شادی کرنی پڑتی ہے۔ شیخ صاحب کا تو ماشااللہ اتنا بڑا گھر ہوگا کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی چاہے ساری رات شادی کریں اور میرا خیال ہے کہ انہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا اس لئے بہتر یہ ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں سوچا جائے جن لوگوں کے گھر چھوٹے ہیں اور گھروں سے باہر انہوں نے سڑکوں پر آنا ہے اور وہاں پر اپنے functions کرنے ہیں۔ ان لوگوں کی بھلائی اور فائدے کی بات ہونی چاہئے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں فائزہ صاحبہ کی بات کو ہی آگے لے کر چلتی ہوں۔ آپ کو پتا ہے کہ آج کل جہاں پر روشنی کم ہو وہاں پر ڈکیتی بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ شیخ صاحب شاید crime بڑھانے کی بات کر رہے ہیں۔ اس کا ایک وقت رکھ لیا جائے جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے دس بجے تک کا اعلان کیا تھا۔ اگر زیادہ سے زیادہ بارہ بجے تک کا وقت ہو تو بہتر ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ لائٹنگ بند کرنے سے ڈکیتی اور راہزنی کی وارداتیں بہت زیادہ ہو گئی ہیں تو شیخ صاحب اس پر خود بھی سوچیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ انجم صفدر صاحبہ!

محترمہ انجم صفدر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کی قرارداد کی بھرپور تائید کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایک تو سردیوں کے دن ہیں اور راتیں بھی لمبی ہیں اور شام جلد ہو جاتی ہے تو میرے خیال میں دس بجے تک کا وقت بڑا صحیح ہے۔ اگر ہم صحیح چیزوں پر عمل کرنا شروع کر دیں تو میرے خیال میں یہ قوم ترقی کر سکتی ہے۔ ہم لوگ عام سڑک پر گاڑی چلاتے ہیں تو وہاں پر ہمارا رویہ اور ہوتا ہے اور جب ہم موٹروے پر گاڑی چلاتے ہیں تو ہمیں ڈرائیونگ کے تمام طریقے آ جاتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)

میں اپنی مثال دوں گی کہ میں نے اگر اپنے گھر میں شادیاں کی ہیں اور میں نے دس بجے کے بعد ٹینٹ والوں کو گھر بھیج دیا۔ جب لوگوں کو پتا تھا کہ اس گھر میں شادی وقت مقررہ پر ہونی ہے اور آپ مانیں نہ یا مانیں کہ جب آپ شادی پر جاتے ہیں تو بارہ ایک بجے کہیں جا کر بارات آتی ہے اور شادی میں

شریک لوگوں میں سے کوئی ایک چہرہ بھی آپ کو خوش نظر نہیں آئے گا اور ان کے بچے رو رہے ہوتے ہیں۔ خواجہ اسلام صاحب کی شادی کی میں خود گواہ ہوں کہ میں نے ان سے تین دفعہ اجازت لی تھی کہ مجھے اجازت دے دیں کہ میرے بچوں نے صبح سکول جانا ہے۔ ان کے گھر سے تو بارات ہی رات ایک بجے چلی تھی۔

جناب سپیکر! اگر اچھی چیزوں کی تجویز آتی ہے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس میں برائی نہیں ہے یقیناً اس سے ہم energy بھی بچائیں گے اور اپنے سب سے قیمتی وقت کے ضیاع کو بھی بچائیں گے۔ اچھی چیزوں کو کرنے کا سوچیں تو سہی کیونکہ میں موٹر وے کی مثال دیتی ہوں کہ جب ڈرائیور موٹر وے پر گاڑی لے کر جاتا ہے تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے ایک جہاز کا پائلٹ گاڑی چلا رہا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ قرارداد کی مخالفت یا حمایت کرنے سے پہلے قرارداد کو پڑھ لینا چاہئے۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے عوامی مفاد کی بات کی ہے تو اس کے پیش نظر حکومت پنجاب کی پالیسی statement بھی آچکی ہے کہ بجلی کی بچت اور حالات کے پیش نظر شادیوں کو وقت پر wind up ہو جانا چاہئے۔ ابھی مجھے کچھ لوگوں کی باتیں سن کر حیرت ہو رہی تھی کہ وہ لوگ شامل نہیں ہوئے اور وہاں پر یہ نہیں ہو گا تو جو قوم رات کو جاگ کر صبح چار بجے کے بعد دن کے وقت سوئے گی تو وہ صبح اٹھ کر کام کاج پر کیسے جائے گی؟ اس لئے اپنی قوم کو بھی صبح وقت پر دفتروں میں پہنچنے کی عادت ڈالنے کے لئے بھی بہتر ہے کہ functions کو وقت پر ختم ہونا چاہئے۔ میں شیخ صاحب کی اس قرارداد کی پر زور حمایت کرتی ہوں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ایک طرف آپ سادگی کی بات کرتے ہیں کہ غریب کی بات کرنی چاہئے اور دوسری طرف پر تعیش قسم کی آسائشوں کی اجازت دینے کی بات کرتے ہیں کہ لائٹنگ بھی ہونی چاہئے اور دیر تک ہونی چاہئے۔ سادگی چھوڑ دیں یا پھر منافقت اور ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اس میں ایک چیز اور بھی ہے کہ دولہا اور دلہن پر بھی رحم کیا جانا چاہئے کہ جتنی جلدی یہ رسومات ختم ہوں گی ان کو۔۔۔ (قہقہے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے بہت اچھی بات کی ہے۔ دولہا اور دلہن کے پاس تو پھر ساری عمر ہی وقت ہوتا ہے اور یہ کوئی اسی رات کی بات نہیں ہے۔ ان کے پاس تو ساری عمر ہی وقت ہوتا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی بات کر لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کریں۔

شیخ علاؤالدین: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج آپ نے بہت مہربانی کی ہے کہ ایک تو آپ نے مستی خیل صاحب کو جب شادی کا کہا تو ان کا رنگ دیکھنے والا تھا اور وہ بہت خوش ہوئے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب ثناء اللہ خان مستی خیل لابی سے بھاگتے ہوئے ایوان میں داخل ہوئے)

جس سے مجھے احساس ہوا کہ میرے کچھ ایسے ساتھی بھی ہیں جو مجھے واقعی دل سے چاہتے ہیں کہ چلو میری کسی وجہ سے شاید ان کا کام بن جائے۔ دوسرا ہماری معزز ممبر محترمہ فائزہ ملک صاحبہ نے میرے گھر میں شادی کے بارے میں بات کی تو مجھے ایسا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔ ایک تو میں نے یہ کہنا ہے اور دوسرا یہ کہ یہاں ہمارے کچھ معزز رکن یہ کہہ رہے ہیں کہ خوشی کے چند لمحات کے لئے، بسنت بھی تو خوشی کا ہی لمحہ ہے، گھوڑا ریس بھی خوشی کا لمحہ ہے۔ اس طرح تو پھر شراب اور چرس بھی خوشی کے لئے ہی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس معزز ایوان کے سامنے یہ سوال رکھ لیں آپ خود بھی سمجھتے ہیں کہ late marriages، مارکیٹیں لیٹ کھلنے اور late ہوٹلنگ کے کیا مضر اثرات پڑتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں، سب تشریف رکھیں۔ بات صرف اتنی سی ہے، مستی خیل صاحب! چودھری شیر علی صاحب! میں آپ کو اس کے بعد floor دیتا ہوں۔ چونکہ اس پر کافی زیادہ دوستوں نے بات کر لی ہے۔ آخری بات شیر علی صاحب کر لیں اس کے بعد میں سوال put کروں گا۔

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو تجویز دی ہے کہ 10 بجے شادی کی تقریبات ختم کر دی جائیں۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ مارکیٹوں کو 10 بجے بند کرنے کا پابند کیا جائے کیونکہ مارکیٹوں میں بہت زیادہ بجلی استعمال ہوتی ہے۔ شادیاں تو کہیں کہیں ہوتی ہیں لیکن مارکیٹیں تو ہر روز

کھلتی ہیں اور ہر سیزن میں کھلتی ہیں۔ اگر بجلی کی بچت کی بات ہے تو شورومز کو بھی پابند کیا جائے کہ انہیں جلدی بند کریں اور مغرب کے ٹائم تک ان کو بند کر دیا جائے۔ گاڑیاں دن کو فروخت ہوتی ہیں، رات کو تو لوگوں کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ گاڑی کیسی ہے؟ انہوں نے کہا کہ شراب پینا اور چرس پینا، تو اس کا شادی سے کیا تعلق ہے؟ گزارش ہے کہ مارکیٹوں کو بند کرنے کی بات کی جائے نہ کہ شادیوں کی تقریبات پر پابندی لگائی جائے، شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حالیہ لوڈ شیڈنگ کے باعث بجلی کی بچت کے لئے اور دہشت گردی کے پیش نظر شادی بیاہ اور اس کی تمام رسومات کے فنکشن اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری تقریبات، شادی ہالز، پارکوں، ہوٹلوں، سڑکات اور دیگر کھلی جگہوں پر رات 10 بجے کے بعد منعقد کرنے پر پابندی عائد کی جائے۔
> خلاف ورزی پر قانون کے مطابق سزا دی جائے۔"

جو اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں۔

معزز ممبران: ہاں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو اس کے خلاف ہیں وہ نہ کہیں۔

معزز ممبران: نہ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت اذان ہو رہی ہے، ممبران سے گزارش ہے کہ خاموشی اختیار کریں اور اذان سنیں۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جو بات ابھی یہاں قرارداد کے حق میں اور مخالفت میں ہو رہی تھی اس میں rules بڑے clear ہیں۔ rule 208 procedure for voting کو explain کرتا ہے۔ اس کی clause2 یہ ہے کہ:

> If the opinion of the Speaker as to the decision of the question is challenged and Division is demanded, he may direct that the votes be taken by Division in the manner set out in the Sixth Schedule

or the Speaker may ask the members who are for "Ayes" and those for "Noes", respectively, to rise in their places and on a count being taken he shall declare the decision of the Assembly in which case, names of the voters shall not be recorded.

یہاں جو rule ہے اس کے مطابق جو اس کے حق میں ہیں میں ان سے request کروں گا کہ وہ ذرا کھڑے ہو جائیں تاکہ ان کی counting ہو جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تمام ساتھی تشریف رکھیں، جو اس کے خلاف ہیں وہ کھڑے ہو جائیں ان کی گنتی ہو گی۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی ہونے کے بعد فیصلہ "ہاں"والوں کے حق میں ہوا، فیصلہ "ہاں"والوں کے حق میں ہوا۔قرارداد منظور ہوئی۔

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب رانا ثناء اللہ خان وزیر قانون اور راجہ ریاض احمد سینئر وزیر نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 3۔نومبر 2007 کی مناسبت سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی بڑی positive سی Resolution ہے آپ بے شک اس کو لے لیں۔ پھر آج کا ایجنڈا complete ہو جائے گا اس کے بعد پھر میں تحریک پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

سرکاری ملازمین کو پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی جانب سے کی جانے والی کٹوتی اپنی صوابدید کے تحت کروانے کی اجازت کا مطالبہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اور وزیر قانون کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ قرارداد پیش کرنے کا موقع دیا۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد ہاؤسنگ کالونی میں ملنے والے گھروں کی ماہانہ قسط کی کٹوتی اپنی صوابدید کے مطابق کروانے کی اجازت دی جائے تاکہ بوقت ریٹائرمنٹ ان پر کم سے کم بوجھ رہ جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد ہاؤسنگ کالونی میں ملنے والے گھروں کی ماہانہ قسط کی کٹوتی اپنی صوابدید کے مطابق کروانے کی اجازت دی جائے تاکہ بوقت ریٹائرمنٹ ان پر کم سے کم بوجھ رہ جائے۔"

چونکہ اس کی مخالفت نہیں کی گئی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد ہاؤسنگ کالونی میں ملنے والے گھروں کی ماہانہ قسط کی کٹوتی اپنی صوابدید کے مطابق کروانے کی اجازت دی جائے تاکہ بوقت ریٹائرمنٹ ان پر کم سے کم بوجھ رہ جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 3-نومبر 2007 کی مناسبت سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 3۔نومبر 2007 کی مناسبت سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. DEPUTY SPEAKER: This is point of order or you are opposing this.

MR. MUHAUMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: No, Sir; this is the point of order, I think, we are moving away from rules and procedures as I understand.

میری understanding میں کوئی کمی ہو تو آپ مہربانی کر کے مجھے اس میں correct کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری عرض سن لیں کہ اگر اس سے متعلقہ نہیں ہے تو۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے پچھلے سیشن میں بھی یہی کچھ کیا کہ Private Members' Day پر ایک گورنمنٹ بزنس لے کر آئے۔ اس دن جو جواز دیا گیا وہ یہ تھا کیونکہ اس کی اجازت ایک دن پہلے لے لی گئی تھی اس لئے وہ چیز چل رہی ہے اور آج ہم پھر سے گورنمنٹ بزنس Private Members' Day پر لے کر آ رہے ہیں۔ میں آپ کے لئے تھوڑا سا اسی کتاب سے پڑھ دیتا ہوں۔

26. Classes of business.- (1) The business of the Assembly shall be classified as-

(a) Government business; or

(b) Private Members' day.

(2) Government business shall include Bills, Resolutions, amendments and other motions introduced or initiated by a Minister.

(3) Private Members' business shall include Bill, Resolutions, amendments and other motions introduced or initiated by private members.

آج کے دن میں میری عقل اور سمجھ کے مطابق گورنمنٹ بزنس نہیں آ سکتا۔اس میں ہم غلط مثال قائم کر رہے ہیں، اکثریت کے ساتھ آپ بالکل جو مرضی کریں لیکن ہم جو روایت شروع کرتے ہیں وہ بہت دور تک جاتی ہیں۔اگر آج ہم اس طرح کریں گے اور ہم جمہوریت کے دعوے دار بنتے ہیں اور بڑے بڑے اس وقت دعوے کرتے ہیں اگر یہ کرنا ہی تھا تو تھوڑی سی منصوبہ بندی کر کے Resolution Private یہ آپ سے لوگوں سو تین کے ہاؤس اس پہلے سے balloting کے حساب سے اس میں جمع کروا دیتے اور وہ balloting میں آ جاتی اور وہ آج Members' Day ہی آ جاتی تو کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن آج یہ نہیں آ سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب!میری اب عرض سن لیں کہ جب ہم بات کرتے ہیں تو آپ rules کی بات کر رہے ہیں تو یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے تو اس میں rules کو معطل کر کے پیش کرنے کی بات کی گئی ہے۔ مطلب ہے کہ آپ دیکھیں کہ اس کا mode point کیا ہے، آپ rules کو quote کر رہے ہیں اور یہاں پر جو تحریک آئی ہے وہ rules کو معطل کرنے کی تحریک آئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!نہیں آ سکتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: This is no way دیکھیں!جب rules کی بات کرتے ہیں تو چاہے وہ Private Members' Day کا ہے، چاہے وہ اسمبلی کا ہے اور چاہے وہ حکومت کا ہے تو جب ہم rules کی بات کر رہے ہیں تو یہ میں کسی ایک طرف سے نہیں بلکہ میں stricto sensu rules کے مطابق بات کر رہا ہوں اس کے اندر.....

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!جب ہم گزارش کرتے ہیں کہ rules کو معطل کر کے کر دیا جائے تو ہماری بات کو تو ہمیشہ Chair رد کر دیتی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، بالکل نہیں،This is again wrong

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ ہم نے کیری لوگر بل پر بحث کے لئے قرارداد لانے کی کوشش کی تو ہماری بات کو رد کر دیا گیا۔ ہم نے "این آر او" پر قرارداد لانے کی کوشش کی تو اس کو بھی رد کر دیا گیا۔ حکومت نے پچھلی دفعہ 12۔اکتوبر والے دن لانے کی کوشش کی تو 12۔اکتوبر کے دن کورم پورا نہیں ہوا اور یہ fact ہے کہ ہمارے بھائیوں اور بہنوں کا اسمبلی آف بزنس کے اندر اتنا interest ہے۔ ایک چیز جس کے اندر ruling coalition اپنا point score کرنا چاہتی تھی اس دن لوگ نہیں آئے اور اس لئے نہیں آئے کہ اس اسمبلی کی کوئی significance نہیں سمجھتا۔ آج بھی میرے خیال میں لوگوں کو زبردستی بلا بلا کر کورم پورا کیا گیا ہے کیونکہ تھوڑی دیر پہلے تک تو یہ لوگ ہاؤس میں نہیں تھے اور رانا ثناء اللہ صاحب واحد ایک منسٹر تھے جو یہاں پر بیٹھے ہوئے تھے، اب ماشاء اللہ منسٹر بھی پورے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری بھی پورے ہیں تو یہ bulldoze کرنے والی بات ہو رہی ہے۔ اس اسمبلی کی significance ہم بنائیں گے تو انہیں قانون کے ساتھ جب ہم چلیں گے تو بات تب جا کر بنے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! ہم لوگ ہمیشہ rule of law اور supremacy of Parliament کی بات کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے اور یہ Chair ہمیشہ اس بات کا خیال رکھے گی، اس وقت جو آپ نے point out کیا ہے آپ کا right ہے لیکن یہاں پر rules کو معطل کر کے پیش کرنے کی بات ہو رہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کبھی ہمارے لئے بھی rules معطل کر دیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سپیکر! جب آپ کا وقت آئے گا تو دیکھیں گے کیونکہ اس کے لئے voting ہے اور یہ نہیں ہو رہا کہ Chair معطل کر رہی ہے، یہ ہاؤس کو question put کیا جا رہا ہے، یہ right ہاؤس کے پاس ہے اور کسی فرد واحد کے پاس یہ right نہیں ہے۔ آپ کا point اور objection آ گیا اب آپ تشریف رکھیں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 3۔نومبر 2007 کی مناسبت سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

قرارداد

فوجی آمر کی جانب سے 3۔نومبر 2007 کو ملک میں نافذ کی گئی ایمرجنسی کی پرزور مذمت

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

''صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 3۔نومبر کے دن سال 2007 میں ایک فوجی آمر کی جانب سے لگائی جانے والی emergency plus کو Martial Law قرار دیتا ہے اور 3۔نومبر 2007 کو اس ملک کی سیاسی تاریخ کا سیاہ ترین دن سمجھتا ہے۔ اس روز اس آمر نے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کی غرض سے آئین پاکستان کو دوسری بار معطل کیا۔ عدلیہ کو مفلوج کرنے کی ناپاک سازش کی اور عدلیہ کے 60 سے زیادہ ججوں کو نہ صرف غیر قانونی طور پر برطرف کیا بلکہ انہیں بچوں سمیت قید بھی کر دیا۔ یہ ایوان اس فوجی آمر کے ان تمام اقدامات کو خلاف آئین، خلاف قانون اور خلاف جمہوریت قرار دیتا ہے اور اس کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان ان غیرآئینی اقدامات کے خلاف سیاسی جماعتوں، وکلاء، سول سوسائٹی، میڈیا اور عوام کی تاریخی جدوجہد کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا عہد کرتا ہے کہ ملک میں جمہوریت کو مضبوط کیا جائے گا اور اس قسم کے غیر جمہوری اور غیر آئینی اقدامات کی آئندہ بھی بھرپور مذمت کی جائے گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں آپ سے دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو یہ کہ آج کے دن اور اس Resolution کی مناسبت سے اس معزز ایوان میں بیٹھے جتنے بھی معزز ممبران ہیں وہ جتنے بھی چاہیں آپ ان کو بات کرنے کا موقع دیں اور دوسری میری گزارش ہے کہ ہم پانچ سال تک اس آمر کے دور میں، اس کی باقیات کے دور میں اسی ایوان میں جدوجہد کرتے رہے اور ہر مرتبہ اس جدوجہد کے بعد، قرارداد اور تقریریں کرنے کے بعد ہم اسمبلی کی سیڑھیوں پر جاتے تھے اور "گو مشرف گو" نعرے لگاتے تھے۔ آج الحمدللہ مشرف تو جا چکا ہے اور اس ملک میں جمہوریت ہے تو آج جب یہ قرارداد پاس ہو جائے تو آپ بھی ہمارا ساتھ دیں اور ہم سب مل کر اسی یاد کو دہرائیں گے اور protest کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہی بزنس Monday یا Wednesday یا Thursday یا Friday کو آتا تو ہم ان کے ساتھ اس میں بحث بھی کرتے اور اس کو oppose کرنا ہوتا تو oppose بھی کرتے لیکن آج چونکہ ہماری سمجھ کے مطابق یہ غیر آئینی اور غیر قانونی ہو رہا ہے اور Rules of Procedure کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔ ہم لوگ احتجاجاً اس بات پر واک آوٹ کر کے جا رہے ہیں۔ ("گو مشرف گو" کے نعرے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف جناب محمد محسن خان لغاری
ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 3۔نومبر کے دن سال 2007 میں ایک فوجی آمر کی جانب سے لگائی جانے والی emergency plus کو Martial Law قرار دیتا ہے اور 3۔نومبر 2007 کو اس ملک کی سیاسی تاریخ کا سیاہ ترین دن سمجھتا ہے۔ اس روز اس آمر نے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کی غرض سے آئین پاکستان کو دوسری بار معطل کیا۔ عدلیہ کو مفلوج کرنے کی ناپاک سازش کی اور عدلیہ کے 60 سے زیادہ ججوں کو نہ صرف غیر قانونی طور پر برطرف کیا بلکہ انہیں بچوں سمیت قید بھی کر دیا۔ یہ ایوان اس فوجی آمر کے ان تمام اقدامات کو

خلاف آئین، خلاف قانون اور خلاف جمہوریت قرار دیتا ہے اور ان کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان ان غیر آئینی اقدامات کے خلاف سیاسی جماعتوں، وکلاء، سول سوسائٹی، میڈیا اور عوام کی تاریخی جدوجہد کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا عہد کرتا ہے کہ ملک میں جمہوریت کو مضبوط کیا جائے گا اور اس قسم کے غیر جمہوری اور غیر آئینی اقدامات کی آئندہ بھی بھرپور مزاحمت کی جائے گی۔"

اس قرارداد کی چونکہ کوئی مخالفت نہیں کی گئی اور اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 3۔نومبر کے دن سال 2007 میں ایک فوجی آمر کی جانب سے لگائی جانے والی emergency plus کو Martial Law قرار دیتا ہے اور 3۔نومبر 2007 کو اس ملک کی سیاسی تاریخ کا سیاہ ترین دن سمجھتا ہے۔ اس روز اس آمر نے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کی غرض سے آئین پاکستان کو دوسری بار معطل کیا۔ عدلیہ کو مفلوج کرنے کی ناپاک سازش کی اور عدلیہ کے 60 سے زیادہ ججوں کو نہ صرف غیر قانونی طور پر برطرف کیا گیا بلکہ انہیں بچوں سمیت قید بھی کر دیا۔ یہ ایوان اس فوجی آمر کے ان تمام اقدامات کو خلاف آئین، خلاف قانون اور خلاف جمہوریت قرار دیتا ہے اور ان کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان ان غیر آئینی اقدامات کے خلاف سیاسی جماعتوں، وکلاء، سول سوسائٹی، میڈیا اور عوام کی تاریخی جدوجہد کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا عہد کرتا ہے کہ ملک میں جمہوریت کو مضبوط کیا جائے گا اور اس قسم کے غیر جمہوری اور غیر آئینی اقدامات کی آئندہ بھی بھرپور مزاحمت کی جائے گی۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو اس قرارداد کے متفقہ طور پر منظور ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خواجہ سلمان صاحب!

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ احتجاج میں شامل نہیں ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہاں پر جو جمہوریت کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں، جمہوری ملک ہے اور یہ سب کا حق ہے۔اسی آمر کی اتنی ساری۔۔۔(قطع کلامیاں)

معزز ممبران حزب اختلاف: تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں قرار داد پر بات نہیں کر رہی۔ میں صرف یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ اسی آمر کی پیداوار یہ لوٹے بھی ہیں۔ جس بھی آمر نے جو غلط کام کئے ہیں اس میں لوٹا کریسی بھی شامل ہے۔ تمام جمہوری پارٹیاں مل کر اس کو بھی condemn کریں۔ لوٹا کریسی بھی انہی آمروں کی پیداوار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ باری باری سب کو موقع دیا جائے گا۔ خواجہ سلمان صاحب!

خواجہ سلمان رفیق: جناب والا! 3۔نومبر 2007 کا دن پاکستان کی تاریخ کا یقیناً سیاہ ترین دن ہے۔ جس دن ایک آمر اور ڈکٹیٹر نے سپریم کورٹ پر مسلح حملہ کروایا اور پاکستان کی تاریخ میں ایک سیاہ باب کا اضافہ کیا۔ میں یہاں خراج تحسین پیش کرتا ہوں تمام سیاسی جماعتوں کو، سیاسی کارکنوں کو، میڈیا کو سول سوسائٹی کو، وکلاء کو جن کی جدوجہد کے نتیجہ میں 18۔فروری کو پاکستان میں عوامی انقلاب آیا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔(قطع کلامیاں)

خواجہ سلمان رفیق: جب پرویز مشرف کے ان اقدامات کو ہم condemn کرتے ہیں اور یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ پرویز مشرف پر آرٹیکل 6 لاگو کر کے اس کو سزائے موت دی جائے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! مجھے Rule 124 پڑھنے کی اجازت دی جائے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل پڑھیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! Rule 124 کہتا ہے کہ:

> There shall be no discussion on a Resolution which has not been opposed.

جناب والا! اس میں صاف لکھا ہوا ہے تو اس پر discussion کیسے ہو رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ discussion نہیں ہو رہی بلکہ ہر کوئی اپنا point of view پیش کر رہا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! discussion اور کیا ہوتی ہے۔؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب discussion اور کیا ہوتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ نے اپنا احتجاج ختم کر دیا ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب والا! ہمیں protest کرنے کا بھی حق حاصل ہے اور rules کو point out کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔ اگر rules bulldoze کئے جائیں گے تو یہ جمہوریت کے منافی ہوگا۔ اگر آپ discussion allow کریں گے تو یہ against the rules ہوگا۔ اب یہ آپ کی discretion ہے۔ You are the custodian of the House. اگر آپ ان rules کا خیال نہیں کریں گے تو پھر ان rules کا کون خیال کرے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیر علی خان صاحب نے جو point اٹھایا ہے میں اس کے متعلق وضاحت کرنا چاہوں گا کہ واقعی قرارداد کے اوپر oppose کئے بغیر discussion نہیں ہو سکتی۔ یہ قرارداد پیش ہوئی ہے اور اس کے بعد یہ قرارداد پاس ہو گئی ہے۔ اب قرارداد پاس ہونے کے بعد خراج تحسین کے طور پر تو اس پر بات ہو سکتی ہے اور وہ دوست کرنا چاہتے ہیں۔ یہ discussion نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! رانا صاحب یہ فرمادیں کہ discussion پھر کیا ہوتی ہے؟ میں گزارش یہ کروں گا کہ Let's throw this book into the dustbin because اس کو ہم نے follow تو کرنا نہیں۔ اس سلسلے میں rule بڑا واضح طور پر لکھا ہوا ہے اور وہ خود مان بھی رہے ہیں۔ آپ بھی مان رہے ہیں پھر بھی آپ کہہ رہے ہیں کہ discussion ہو سکتی ہے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! discussion تب ہوتی اگر Resolution question put کرنے سے پہلے ہوتی۔ قرارداد تو پاس ہو چکی ہے وہ معاملہ تو نمٹایا جا چکا ہے۔ اس کے بعد اگر House in session ہے تو پھر کسی بھی معاملے پر بات ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں میرا جو point of view ہے وہ بھی سن لیں کہ اس سلسلے میں precedent بھی موجود ہیں۔ اسی ایوان کے اندر جب وردی کی حمایت میں قرارداد پاس ہوئی تھی تو اس کے بعد اس پر پھر تین گھنٹے یہاں پر خراج تحسین پیش کئے گئے تھے۔ (قطع کلامیاں)

میرا point of view پورا سن لیں۔یہاں پر ایک قرارداد پیش ہوئی اس پر ایک اعتراض آیا بلکہ واک آؤٹ ہو گیا۔ جہاں تک قرارداد کی بات ہے وہ ختم ہو چکی ہے۔ قرارداد ایوان نے متفقہ طور پر پاس کر لی ہے۔اب ہاؤس کا business complete ہو گیا ہے۔ ممبران پوائنٹ آف آرڈر پر اپنا اپنا point of view پیش کر رہے ہیں اور ان کو پیش کرنے کی اجازت ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! اس میں میری صرف اتنی گزارش ہے کہ یہاں پر یہی کہا جاتا ہے کہ آمر کے دور میں اس طرح سے ہوا۔ آپ بھی اگر وہی کر رہے ہیں تو What is the difference? What have we achieved on 18th February تو ہم نے پھر 18۔فروری کو کیا achieve کیا ہے؟ اگر ہم نے وہی کچھ کرنا ہے جو جنرل پرویز مشرف کے دور میں ہوتا تھا اور اگر انہوں نے بھی وہی precedent follow کرنے ہیں اور اسی قرارداد کا آپ نے حوالہ دیا ہے جو جنرل پرویز مشرف کے حق میں پاس ہوئی اور اسی کو follow کرتے ہوئے آج اس کے خلاف تقریریں ہوتی ہیں۔اس کا مطلب تو یہی نکلا کہ آپ جنرل مشرف کے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو مکافات عمل بھی کہا جاتا ہے۔ جی، چودھری شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب شیر علی صاحب اور جناب محسن لغاری صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم پاکستان میں اور خصوصاً پنجاب میں یہ نعرہ لگا کر آئے ہیں کہ ہم پارلیمنٹ کی بالادستی چاہتے ہیں، ہم جمہوریت کی بحالی چاہتے ہیں اور ہم آئین کی بالادستی چاہتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے اس میں انہوں نے rules کو معطل کرنے کی بات کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ rules کو معطل نہیں کیا جانا چاہئے۔ یہ ایوان اس بات کا حق رکھتا ہے وہ کسی قرارداد کے حق میں فیصلہ دے یا اس کی مخالفت میں فیصلہ دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اب آپ اس قرارداد پر بات نہیں کر سکتے۔

چودھری محمد شفیق: یہ حق ہمارے ایوان کا ہے اور یہ حق ہم نہیں دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! پہلی بات یہ ہے کہ وہ قرارداد اب پاس ہو چکی ہے۔ آپ اس قرارداد پر بات نہیں کر سکتے۔ آپ نے جو اپنی بات کرنی ہے وہ کریں۔

چودھری محمد شفیق: جناب والا ہم 3۔نومبر کے اقدام کی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔ جنرل پرویز مشرف نے جو کالے قوانین بنائے اور یہاں پر جو ظلم کئے ہیں اور جس طریقے سے ججوں کو گھروں میں بند کیا اس کی مذمت کرتے ہیں اور اگر یہ پاکستان میں جمہوریت چاہتے ہیں تو یہ بھی ہمارا ساتھ دیں۔ ہم 3۔نومبر کے اقدام کی مذمت بھی کرتے ہیں اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس کی انہیں سزا بھی دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

جناب شیر علی خان: جناب والا! انہوں نے میرا نام لے کر ایک بات کی ہے۔اس لئے میں Personal explanation کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس وقت ہی ان کو amend کر دیا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ پہلے ان کو یہ کتاب پڑھ لینی چاہئے قرارداد پیش کرنے کے لئے rules suspend ہوئے تھے میں تو گزارش کر رہا ہوں کہ اس قرارداد پر discussion نہیں ہو سکتی۔ Discussion اور بحث میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ میری گزارش صرف اتنی ہے کہ میرا نام لے کر یہ کہتے ہیں کہ ان کو سمجھ نہیں آئی۔ان کو خود کو سمجھ نہیں ہے۔ان کو یہ کتاب پڑھ لینی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب اعجاز احمد خان!

معزز ممبران: ہمیں بھی وقت دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سب کو باری باری ٹائم دوں گا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! 3۔نومبر 2007 کے اقدامات آمریت کے اس تسلسل کا نتیجہ تھے جب 12۔اکتوبر 1999 کو ملک کے آئین کو توڑ دیا گیا۔ ملک کے اداروں کی تذلیل کی گئی اور یہ 3۔نومبر 2007 دوسرا واقعہ تھا جب وطن عزیز کے اندر ایمرجنسی لگا کر دوسرے مارشل لاء کو نافذ کیا گیا۔ وطن عزیز میں نظام عدل کو زمین بوس ہی نہیں کیا گیا بلکہ جس طرح اعلیٰ عدلیہ کے ججوں اور ان کے بچوں کو گھروں میں بند کیا گیا اس سے پوری قوم کے سر شرم سے جھک گئے۔جہاں آج 3۔نومبر 2007 کی بھرپور مذمت کرنے کا دن ہے وہاں جمہوری اداروں کی طرف سے یہ مضبوط پیغام پوری دنیا اور پورے ملک میں پہنچانے کا بھی دن ہے کہ ہم ہر اس شخص کو جو پاکستان کے اداروں کو توڑے، جو پاکستان میں Constitution break کرے۔۔۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .This is very wrong. This is very wrong پلیز تشریف رکھیں۔ .No cross talk, no cross talk پلیز تشریف رکھیں۔ جی، اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ جمہوری اداروں، جمہوریت اور آئین کا دفاع کرنا ہو گا۔ تاریخ نے ہمیں بتایا ہے کہ اس ایوان کے اندر موجود عوامی ووٹ لینے والے منتخب نمائندگان آمریت کے حق میں ووٹ دیتے رہے اور آمریت کو مضبوط کرنے کے لئے یہاں پر لمبی لمبی تقاریر کرتے رہے۔ ہمیں اس مصلحت پسندی سے باہر نکلنا ہو گا، اقتدار کے حصول اور اقتدار کی طوالت کے لئے آمریت کی گود میں بیٹھنے والے لوگوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ عوام کے ہاتھ اور آپ کے گریبان تھے جب 18۔ فروری 2008 کو آپ کے خلاف واضح mandate دیا گیا۔

جناب سپیکر! اس ملک کی بقاء ان اداروں کی مضبوطی میں ہے، پاک افواج کو سرحدوں کی حفاظت کرنی چاہئے اور جرنیلوں کو یہ اپنا حق نہیں سمجھنا چاہئے کہ اگر پارلیمنٹ میں کوئی debate ہو رہی ہو تو اس کی بنیاد پر اگلے دن ہی ہمیں سرگوشیاں ملنی شروع ہو جاتی ہیں کہ جی ایچ کیو ناراض ہو رہا ہے اور ملک کے اندر جمہوریت destable ہو رہی ہے۔ اداروں کو اپنی حدود و قیود میں رہنا ہو گا وہ چاہے پاک افواج ہوں، سیاستدان ہوں یا عدلیہ۔ اگر اداروں کی توقیر بلند نہ کی گئی، اپنے عزائم کو کنٹرول نہ کیا گیا اور Constitution کے مطابق اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی نہ کی گئی تو خدانخواستہ ایسے واقعات دوبارہ بھی ہو سکتے ہیں۔ آج یہ ایوان واضح پیغام دینا چاہتا ہے کہ ہم انشاء اللہ بفضل تعالیٰ اس ملک کے اندر آئین اور جمہوریت کی پاسداری اور اس کے تقدس کے لئے اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لائیں گے اور عوام کو ان کے حقوق دلائیں گے اور پاکستان کی ترقی کو derail نہیں ہونے دیں گے۔ آمریت کی وجہ سے اس ملک کو دہشت گردی اور بجلی کے بحران کی صورت میں جو لعنت ملی ہے، اس ملک کے اندر اسلامی اساس پر جو کاری ضرب لگائی گئی اور جس طرح لال مسجد پر حملہ کیا گیا ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ میاں نواز شریف صاحب اور میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت میں پاکستان کو ترقی اور خوشحالی کے راستے پر آگے بڑھائیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں آج اس ایوان کو اس آمر اور اس کے اقدامات کے خلاف قرار داد منظور کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔اس آمر نے ملک کا آئین پامال کیا، اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کو پابند سلاسل کیا، ملک کی لیڈر شپ کو اٹک قلعہ جیسی جیلوں میں قید کیا اور ملک کی جمہوریت پر شب خون مارا۔ آج یہ قرار داد صرف اس جرنیل کے خلاف نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کے لئے بھی پیغام ہے جو اس ملک میں جمہوریت کے آنے کے بعد تڑپ رہے ہیں کہ اقتدار ان کے ہاتھوں سے چلا گیا - آپ اور میں یہ چیزیں دیکھ رہے ہیں کہ وہ دن رات ان جمہوری اداروں کے خلاف سازشوں میں لگے ہوئے ہیں۔یہ پیغام ان قوتوں کے لئے بھی ہے کہ وہ اپنی حدود میں رہیں اور اس ملک میں جمہوریت ختم کرنے کی جو سازش کر رہے ہیں وہ نہ کریں۔اس میں یہ پیغام بھی ہے کہ خدارا! اس ملک میں جمہوری اداروں کو چلنے دیا جائے۔اس ملک میں جمہوریت کو چلنے دیا جائے۔یہ جمہوریت ہی کا حسن ہے کہ جو حکمران بھی ووٹ کی طاقت سے اقتدار کے ایوانوں میں آئے گا اسے عوام کا mood سمجھنا ہوگا اور اسے عوام کی بات ماننا ہوگی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: سازشیں کون کر رہا ہے؟ ان کے نام لئے جائیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا تھا کہ یہ جمہوریت کا حسن ہے کہ عوام کی رائے کو محترم سمجھا جاتا ہے۔اسی 3-نومبر کی ایمرجنسی کی وجہ سے جن ججوں کو گھر بھیجا گیا تھا انہیں حکمران بحال نہیں کرنا چاہ رہے تھے لیکن عوام کی آواز سنتے ہوئے مجبوراً انہیں بحال کرنا پڑا۔ایک بدنام زمانہ N.R.O کا قانون جس کی بہت مخالفت کی جارہی تھی اور ہم اس بات کو سراہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی نے عوام کے pressure کی وجہ سے یہ بل قومی اسمبلی میں پیش نہیں کیا۔یہ جمہوریت کا حسن ہے اس لئے ان لوگوں کو بھی اس قرار داد کو سمجھنا چاہئے اور وہ جو جمہوریت کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں وہ بند کریں کیونکہ اب ان کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہوگی - یہ اس ملک کی پارلیمنٹ کا حسن ہے اور پارلیمنٹ کا ہی دباؤ تھا۔چند لوگ ٹیلی ویژن پر بیٹھ کر party over اور نظام کو لپیٹا جارہا ہے جیسی باتیں کر رہے تھے۔یہ ایک آئینی ملک ہے، اس ملک میں Constitution ہے لیکن ہم اس طرح کی خبریں سن کر حیران ہوتے ہیں کہ کیا اس ملک میں جنگل کا قانون رائج ہے کہ جب جس کا دل کرے ایک جرنیل اٹھے اور اس ملک میں جمہوریت کی بساط لپیٹ دے۔یہ ان جرنیلوں کے لئے ایک پیغام ہے۔لہذا ہماری گزارش ہے کہ وہ اس پیغام کو سمجھیں اور ہر ادارہ اپنی حدود میں رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات کرنے کے لئے میرے پاس بہت زیادہ نام آئے ہوئے تھے جن میں راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب، محمد رفیق صاحب، علی اصغر منڈا صاحب، الیاس چنیوٹی صاحب، جہانزیب وارن صاحب، ڈاکٹر اختر ملک صاحب، خلیل طاہر سندھو صاحب، معین وٹو صاحب لیکن چونکہ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو چکا ہے اور جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ابھی آپ سب نے باہر سیڑھیوں پر جانا ہے -لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 4۔نومبر 2009 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

231

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،4۔نومبر2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات(محکمہ جات صنعت اور کانکنی ومعدنیات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون(پہلی ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2009(مسودہ قانون نمبر19 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (پہلی ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے امور داخلہ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،کوفی الفور زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (پہلی ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009منظور کیاجائے۔

2۔ مسودہ قانون کرایہ پر دی گئی املاک، پنجاب مصدرہ2009(مسودہ قانون نمبر23 بابت2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کرایہ پر دی گئی املاک ،پنجاب مصدرہ 2009،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے امور داخلہ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،کوفی الفور زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کرایہ پر دی گئی املاک، پنجاب مصدرہ2009 منظور کیاجائے۔

3۔ مسودہ قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009(مسودہ قانون نمبر21 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009کوزیر غور لانے اور اسے منظور کرنے کی غرض سے قواعد انضباط کارصوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997کے قاعدہ234کے تحت ان قواعد کے قاعدہ95(3)اور دیگر متعلقہ احکام کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

232

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم)پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفئیر فنڈ مصدرہ 2009(مسودہ قانون نمبر24بابت2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفئیر فنڈ مصدرہ 2009کو زیر غور لانے اور اسے منظور کرنے کی غرض سے قواعد انضباط کارصوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997کے قاعدہ234کے تحت ان قواعد کے قاعدہ 95(3)اور دیگر متعلقہ احکام کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفئیر فنڈ مصدرہ2009،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خزانہ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفئیر فنڈ مصدرہ2009منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)ماہی پروری پنجاب مصدرہ2009(مسودہ قانون نمبر25بابت2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ماہی پروری پنجاب مصدرہ2009کو زیر غور لانے اور اسے منظور کرنے کی غرض سے قواعد انضباط کارصوبائی اسمبلی پنجاب

بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ 95(3) اور دیگر متعلقہ احکام کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ماہی پروری پنجاب مصدرہ 2009، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے جنگلات و ماہی پروری نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ماہی پروری پنجاب مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

6۔ **مسودہ قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009** (مسودہ قانون نمبر 26 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 کو زیر غور لانے اور اسے منظور کرنے کی غرض سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ 95(3) اور دیگر متعلقہ احکام کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

233

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے آبکاری و محصولات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

235

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرہویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

بدھ،4۔نومبر 2009

(یوم الاربعاء،15۔ذیقعد1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر22منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ يَهۡدِي لِلَّتِي هِيَ أَقۡوَمُ وَيُبَشِّرُ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ٱلَّذِينَ يَعۡمَلُونَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ أَنَّ لَهُمۡ أَجۡرًا كَبِيرًاo وَأَنَّ ٱلَّذِينَ لَا يُؤۡمِنُونَ بِٱلۡأٓخِرَةِ أَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا أَلِيمًاo وَيَدۡعُ ٱلۡإِنسَٰنُ بِٱلشَّرِّ دُعَآءَهُۥ بِٱلۡخَيۡرِۖ وَكَانَ ٱلۡإِنسَٰنُ عَجُولًاo وَجَعَلۡنَا ٱلَّيۡلَ وَٱلنَّهَارَ ءَايَتَيۡنِۖ فَمَحَوۡنَآ ءَايَةَ ٱلَّيۡلِ وَجَعَلۡنَآ ءَايَةَ ٱلنَّهَارِ مُبۡصِرَةً لِّتَبۡتَغُواْ فَضۡلًا مِّن رَّبِّكُمۡ وَلِتَعۡلَمُواْ عَدَدَ ٱلسِّنِينَ وَٱلۡحِسَابَۚ وَكُلَّ شَيۡءٍ فَصَّلۡنَٰهُ تَفۡصِيلًا o

سُوْرَةُ بنیٓ اسرآئیل آیات9 تا 12

بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہےoاور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہےoاور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلدباز ہےoاور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانیاں دکھانے والی کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرما دیo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل ٹھکانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
جلوہ خانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
ہر زمانے میں آپ ﷺ رحمت ہیں
ہر زمانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
نعمتیں سب وہیں سے ملتی ہیں
دانہ دانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
جس پر اُتری ہے آیہ تطہیر
وہ گھرانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
ایک پل میں ہزار عالم میں
آنا جانا میرے حضور ﷺ کا ہے
مجھ سا عاصی کہاں مدینہ کہاں
یہ بلانا میرے حضور ﷺ کا ہے
دل ٹھکانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
جلوہ خانہ میرے حضور ﷺ کا ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ جات صنعت اور کانکنی و معدنیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ آپ بڑے senior parliamentarian ہیں۔جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ کو آداب کا خیال رکھنا چاہئے۔تشریف رکھیں۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ صنعت اور کان کنی و معدنیات سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔سب سے پہلے چودھری ظہیر الدین صاحب کا سوال ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! بہت ضروری بات کرنی ہے۔میں senior آدمی ہوں کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو آپ یا ایوان کے معزز اراکین کو ناگوار گزرے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔یہ سوالات زیادہ اہم ہیں۔چودھری ظہیر الدین صاحب کا سوال ہے۔وہ تشریف نہیں رکھتے۔اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب محمد نوید انجم کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 1706

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

صوبہ میں معدنیات کی تفصیلات

*1706: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں کون کون سی معدنیات کس کس جگہ پائی جاتی ہیں؟

(ب) ان معدنیات سے سال 2006-07 اور 2007-08 کے دوران کتنی آمدن ہوئی تھی؟

(ج) موجودہ مالی سال 2008-09 میں کتنی آمدن کی توقع ہے؟

(د) حکومت معدنی ترقی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ہ) لاہور میں محکمہ کان کنی و معدنی ترقی کے کس کس جگہ دفاتر کام کر رہے ہیں، ان دفاتر کے سربراہوں کے نام مع گریڈ بتائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):

(الف) صوبہ پنجاب میں تقریباً 22 معدنیات دریافت کی جا چکی ہیں جن کی باقاعدہ پیداوار ہو رہی ہے اور مختلف مقامات سے نکلنے والی معدنیات کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈائریکٹوریٹ جنرل آف مائنز اینڈ منرلز پنجاب کو گزشتہ سال 07-2006 میں مبلغ -/770200431 روپے اور سال 08-2007 میں مبلغ -/875979758 روپے آمدنی ہوئی ہے۔

(ج) ڈائریکٹوریٹ جنرل مائنز اینڈ منرلز پنجاب کو محکمہ خزانہ کی طرف سے موجودہ سال 09-2008 کے لئے مبلغ -/886000000 روپے کی آمدنی کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ محکمہ ہذا اس ہدف کو پورا کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہے۔

(د) کسی بھی ملک کی ترقی میں قدرتی وسائل بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پنجاب کو بے شمار معدنیات سے نوازا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت پنجاب معدنیات کی سائنسی بنیادوں پر ترقی کے لئے کئی اقدامات اٹھا رہی ہے۔ اس سلسلے میں 2002 میں پنجاب کانکنی مراعاتی قوانین نافذ کئے گئے تاکہ شفاف اور منصفانہ طریقے سے معدنیات کے ٹھیکہ جات عطا کئے جا سکیں۔ ان قواعد و ضوابط کی وجہ سے نہ صرف ملکی بلکہ غیر ملکی سرمایہ داری کو بھی یقینی بنایا گیا ہے تاکہ محفوظ اور دوستانہ ماحول میں اپنا کاروبار کر سکیں۔ حکومت کان کنی و معدنی ترقی میں مزید بہتری لانے کے لئے از خود تلاش معدنیات کے بہت سے منصوبہ جات پر عمل پیرا ہے تاکہ موجودہ تیز رفتار صنعتی ترقی میں معدنیات اپنا کردار ادا کر سکیں۔

(ہ) لاہور میں محکمہ کان کنی و معدنی ترقی کے درج ذیل دفاتر کام کر رہے ہیں۔

(i) اختر جاوید، ڈائریکٹر جنرل مائنز اینڈ منرلز (بی ایس۔19)
ڈائریکٹوریٹ جنرل آف مائنز اینڈ منرلز پنجاب، پونچھ ہاؤس ملتان روڈ لاہور

(ii) محمد ارشد، چیف انسپکٹر آف مائنز پنجاب (بی ایس 19)
انسپکٹوریٹ آف مائنز پنجاب، 153 شاہ جمال کالونی، لاہور

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہاں جواب میں پورے پنجاب سے نکلنے والی معدنیات کی تفصیل دی گئی ہے۔ پنجاب سے کوئلہ بھی نکلتا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پورے پنجاب میں کتنے میگاواٹ بجلی اس کوئلے سے پیدا کی جاتی ہے؟

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال اس سوال سے related تو نہیں ہے لیکن میری معلومات کے مطابق پنجاب میں کوئلے سے کہیں بھی بجلی پیدا نہیں کی جاتی۔

جناب محمد نوید انجم: کیا حکومت کوئلے سے بجلی پیدا کرنے کے لئے کوئی power units لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جی، بالکل۔ یہ بڑی اچھی تجویز ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے۔ پنجاب اور خاص طور پر سندھ میں ہمارے پاس کوئلے کے بہت زیادہ ذخائر ہیں۔ سندھ حکومت اس حوالے سے working کر رہی ہے اور صوبہ پنجاب کا محکمہ معدنیات بھی اس حوالے سے working کر رہا ہے۔ جن اضلاع میں کوئلے کے وسیع ذخائر موجود ہیں ان میں چکوال، جہلم، خوشاب، میانوالی، اٹک اور ڈیرہ غازی خان شامل ہیں۔ محکمہ ان مقامات پر کوئلے کی وہ quality تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہے جو کہ بجلی پیدا کرنے کے لئے موزوں ہے۔ اس پر کام ہو رہا ہے، جیسے ہی کوئی اچھا result سامنے آیا تو اس منصوبے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ اس کے لئے چائنا اور جاپان سے بھی مذاکرات کئے جا رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے ضلع ڈیرہ غازی خان میں یورینیم نکلتا ہے تو یورینیم کی مد میں حکومت پنجاب کو کتنی آمدنی ہوئی ہے؟

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال اس سوال سے related نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ "صوبہ میں کون کون سی معدنیات کس کس جگہ پائی جاتی ہیں اور ان معدنیات سے سال 2007-08 کے دوران کتنی آمدن ہوئی

تھی؟"میں نے یورینیم کے حوالے سے پوچھا ہے کہ اس سے حکومت پنجاب کو کتنی آمدن ہوئی ہے؟ یورینیم معدنیات میں آتا ہے۔ میرا سوال بڑا relevant ہے۔

جناب سپیکر: سوال بڑا clear ہے لہذا اس کا جواب آپ کو بڑے اچھے انداز سے دینا چاہئے۔

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب سے تقریباً 22 معدنیات دریافت کی جا چکی ہیں اور ان میں یورینیم کا ذکر نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کا مطلب یہ ہوا کہ جواب نامکمل ہے۔ کیا سینئر منسٹر صاحب یہ statement دے رہے ہیں کہ پنجاب میں، ڈیرہ غازی خان میں یورینیم نہیں نکلتا؟

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ اس سوال کے جواب میں یورینیم کا ذکر نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس پر میں بھی ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ سوال آپ کا نہیں ہے۔ جنہوں نے یہ سوال دیا ہے، جنہوں نے اس سوال پر محنت کی ہے پہلے ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا یہ لوگ گھر سے پیدل آئے ہیں کہ انہوں نے محنت کی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، شاہ صاحب! پہلے ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔ اس کے بعد اگر وقت ہوا تو پھر دیکھیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً 22 معدنیات پنجاب سے نکلتی ہیں، ان میں یورینیم کا ذکر نہیں ہے۔ کیا محکمہ کان کنی و معدنیات کا عملہ اس بات سے بے خبر ہے کہ میرے وطن سے یورینیم نکلتی ہے؟ یہ جوہر آباد کے قریب سے بھی نکلتی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے جو گزارش کی ہے آپ نے شاید وہ سنی نہیں ہے۔

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے، یہ پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے اور آپ جانتے ہیں کہ یہ بڑی sensitive چیز ہے، اسے فوج کا ایک خاص محکمہ deal کرتا ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب ہم اس پر مزید supplementary questions رہنے دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! کل یہاں سے کوئی اور معدنیات نکل آئیں گی تو پھر یہ کہیں گے کہ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔ یورینیم پنجاب سے نکلی ہے، یہ کوئی اسلام آباد سے تو نہیں نکلی۔

جناب سپیکر: بات سنیں، بھائی! کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں میرے اور آپ کے لئے discuss کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اگر یہاں ایوان میں کسی چیز پر discuss کرنا مناسب نہیں ہے تو پھر سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ بلائیں تاکہ ہم کم از کم اس میں discuss کر لیں۔

جناب سپیکر: کچھ چیزیں فیڈرل لسٹ کی ہوتی ہیں لہذا ان پر کسی صوبائی اسمبلی میں discuss نہیں کیا جا سکتا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اس ایوان کو بے خبر رکھا جائے۔

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب! میرے خیال میں آپ میری بات نہیں سمجھ پا رہے، بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ کہیں سے feed back لیتے ہیں اور پھر شروع ہو جاتے ہیں۔ (قہقہے)

SYED HASSAN MURTAZA: Mr. Speaker! Supplementary question.

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اگر آپ گوہر افشانی کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیے گا اور سوال اس کے متعلقہ ہونا چاہئے۔ This is the last supplementary question on this. جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ صوبہ پنجاب میں تقریباً 22 معدنیات دریافت کی جا چکی ہیں جن کی باقاعدہ پیداوار ہو رہی ہے اور مختلف مقامات سے نکلنے والی معدنیات کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ پنجاب سے کون کون سی معدنیات نہیں نکل رہیں؟ (قہقہے)

جناب سپیکر: بتائیں جی، وزیر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہماری زمین میں لوہا بہت ہے لیکن وہ نہیں نکل رہا۔ شاہ صاحب کی زمین کے نیچے بھی لوہا ہے لیکن وہ ابھی تک نکل نہیں رہا کیونکہ اس پر stay ہوا ہے اور وہاں پر اتنا لوہا ہے کہ اگر یہ اس سے سٹیل ملز لگانا چاہیں تو وہاں لگا سکتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بڑی مہربانی کی ہے۔ میں نے پچھلی اسمبلی میں بھی کافی questions کئے تھے اور میری تحاریک التوائے کار بھی آئیں۔ چنیوٹ میں زمین کے نیچے لوہا بہت

زیادہ مقدار میں ہے لیکن اس کو نکالنے کے لئے آج تک کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ منسٹر صاحب نے آج خود ہی ایوان میں کہہ دیا ہے، کیا حکومت مستقبل قریب میں کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ ہماری زمینوں سے لوہا نکل سکے اور اس ملک کے کام آ سکے؟

جناب سپیکر: جی، سینئر وزیر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ان کی بات بہت مناسب ہے، محکمہ اس پر کام کر رہا ہے، اس کے لئے ایک ملک سے معاہدہ بھی ہوا ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ کمپنی نے عدالت سے stay لیا ہوا ہے جیسے ہی stay ختم ہو گا اس پر کام شروع ہو جائے گا اس کے لئے باہر کی کمپنیوں سے ہماری بات چیت چل رہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یورینیم کی ایک قسم 235 ہے اور دوسری 238 ہے۔ منسٹر صاحب بتائیں کہ کون سا یورینیم sensitive ہے جس کے بارے میں ہم بات نہیں کر سکتے اور کون سا یورینیم کمرشل ہے جس کے بارے میں ہم بات کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: اب ہم آگے چلتے ہیں۔

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس ضمنی سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ اس کا جواب دینا چاہتے ہیں تو دے دیں۔

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پہلے میرے بھائی مولانا صاحب نے بھی بات کی تھی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں مولانا نہیں ہوں، میں تو مولانا کے قدموں کی خاک بھی نہیں ہوں۔

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ یورینیم ملک کے دفاع کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ پہلے کہا جا رہا تھا کہ صوبہ یہ چیزیں وفاق کو کیوں دے رہا ہے؟ ہر محب وطن پاکستانی چاہتا ہے کہ جو چیز ملک کے دفاع کے لئے استعمال ہوتی ہے اس پر بحث نہیں کرنی چاہئے۔ یہ اس ملک اور 17 کروڑ عوام کی حفاظت کے لئے استعمال ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی بحث کرنا یا cross talk کرنا کسی پاکستانی کو زیب نہیں دیتا۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ پاکستان

کی مضبوطی اور دفاع کے لئے اگر کوئی چیز استعمال کی جاتی ہے تو اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! دو قسم کا یورینیم ہوتا ہے، ان میں سے کمرشل یورینیم اتنا ہی ملک کے دفاع کے لئے ضروری ہے جتنا کہ لوہا، میگنیشیم اور کوئلہ وغیرہ۔ وہ ایک کمرشل چیز ہے، منسٹر صاحب مجھے کمرشل قسم کے یورینیم کے بارے میں بتادیں جس کا ملکی دفاع کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ایک بات آپ سے کہہ دی ہے کہ یورینیم پر یہاں discuss نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یورینیم کی بھی قسمیں ہیں۔ کوئی ملکی دفاع کے لئے استعمال ہوتی ہے اور کوئی کمرشل استعمال ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ان کی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئی؟ انہوں نے کہا ہے کہ اس پر فیڈرل گورنمنٹ کا کنٹرول ہے، ہمارا نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

ٹھیک ہے۔ اس پر کوئی question نہیں ہوگا۔ جی، شفیق صاحب!

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! اس سوال کا جز (د) ہے کہ حکومت معدنی ترقی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟ محترم وزیر اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بہت سی معدنیات ہیں جس طرح میرے بھائی نے بھی کہا ہے کہ ان تک محکمہ نہیں پہنچ سکا۔ اس کے لئے پچھلے سال حکومت پنجاب نے Punjab Coal Mining Company بنائی ہے جسے P.C.M.C کہتے ہیں۔ ابھی بہت سی معدنیات زیر زمین ہیں، حکومت اور محکمہ اس کے لئے مختلف اقدامات کر رہا ہے، پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی کے ذریعے زیادہ سے زیادہ معدنیات نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ محکمہ اس کے لئے مختلف feasibilities پر کام کر رہا ہے، مختلف researches ہو رہی ہیں اور اس پر کام ہو رہا ہے کہ تمام معدنیات تک رسائی ہو، جس طرح لوہے کی بات کی گئی اس پر بھی working کی گئی ہے۔ محکمہ کوئلہ اور دیگر معدنیات پر اقدامات کر رہا ہے اور اسی لئے یہ کمپنی بنائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: next question چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب محمد یار ہراج: Q. No.562. on his behalf (معزز رکن نے چودھری سلطان احمد چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 562 دریافت کیا)

ضلع سرگودھا میں کمرشل کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*562: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں اس وقت کتنے کمرشل کالج ہیں، ان کے لئے اساتذہ کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں، اس وقت کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(ب) مذکورہ اسامیوں کو کب تک پر کیا جائے گا؟

(ج) ضلع بھر کے تمام کمرشل کالجوں میں کتنے طلبا زیر تعلیم ہیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا حکومت ضلع ہذا میں مزید کمرشل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو منصوبہ کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف)

ضلع سرگودھا میں کامرس کالجوں کی تعداد	04
اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں	87
خالی اسامیاں	08
بی ایس19	03
بی ایس18	01
بی ایس17	04

(ب) سکیل نمبر 17 کی خالی اسامیوں کی بھرتی پر حکومت پنجاب کی طرف سے تاحال پابندی ہے- جس کے ختم ہونے پر نئی بھرتی کی جائے گی اور سکیل نمبر 18 اور 19 پروموشن سیٹیں ہیں اور یہ بذریعہ پروموشن پر کی جائیں گی-

(ج) ضلع بھر کے تمام کمرشل کالجوں میں درج ذیل طلباء زیر تعلیم ہیں-

1-	گورنمنٹ کالج آف کامرس سرگودھا	2103
2-	گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس برائے خواتین سرگودھا	195
3-	گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس شاہپور صدر	264
4-	گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال	503

(د) حکومت ضلع سرگودھا میں مندرجہ ذیل نئے کمرشل انسٹی ٹیوٹس کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے:-

1- گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس ساہیوال (ضلع سرگودھا)

2- گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس سلانوالی (ضلع سرگودھا)

ان انسٹیٹیوٹ کی فزیبلٹی رپورٹس تیار ہو چکی ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! جز (الف) اور جز (ب) کے جوابات کی تاریخ وصولی دیکھیں تو مجھے عجیب سی بات لگ رہی ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ خالی اسامیاں آٹھ ہیں اور اس کی وصولی دو فروری 2009 میں ہوئی تھی۔ جز (ب) میں لکھا ہوا ہے، "تاحال پابندی ہے" وغیرہ وغیرہ۔ مقصد یہ کہ جس کالج میں 2 ہزار بچے پڑھ رہے ہیں، مختلف کالج اور بھی موجود ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ جواب فروری میں موصول ہوا ہے، کیا فروری سے اب تک وہاں کوئی ٹیچر نہیں بھیجے گئے اور کیا یہ اسامیاں پُر کرنے کے لئے کوئی تاریخ دی جا سکتی ہے اور یہ اسامیاں فروری سے اب تک خالی کیوں پڑی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے اس کا almost جواب تو آ چکا ہے۔ جہاں تک خالی اسامیاں پر کرنے کی بات ہے تو گریڈ 17 پر براہ راست بھرتی پر پابندی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے محکمے کی بہت جلد میٹنگ ہو رہی ہے تو گریڈ 18/19 کی اسامیوں پر محکمے میں ملازمین کو ترقی دے کر انھیں لگایا جائے گا۔ اس کے باوجود میں نے محکمے کو کہا ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے تو یہ اسامیاں پُر کی جائیں اور جو delay ہوا ہے، وہ کیوں ہوا ہے؟ اس کی ذمہ داری کا تعین کر کے بھی ہمیں بتایا جائے۔ معزز ممبر نے بالکل درست point out کیا ہے۔ انشاءاللہ بہت جلد ان اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! انھوں نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ میں نے اس تاریخ کا پوچھا تھا کہ یہ اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں یہ کس تاریخ تک پُر ہو جائیں گی اور کیا فروری سے اب تک نشاندہی ہی نہیں ہو سکی۔ یہ تو غیر مناسب جواب ہے۔ یہ مجھے کوئی specific جواب دیں اور گول مول جواب نہ دیں۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ کہہ رہا ہوں کہ جو اسامیاں خالی ہیں ان کو ہم بہت جلد پر کریں گے اور جو گریڈ 17 کی اسامیوں کی بھرتی پر حکومت کی طرف سے پابندی ہے، جونہی پابندی ختم ہو گی تو ہم ان اسامیوں کو پُر کریں گے۔ اس کے علاوہ پورے پنجاب میں تقریباً 2900 posts خالی ہیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے specific پوچھا ہے کہ کب سے یہ خالی پڑی ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

جناب سپیکر! سرگودھا میں ایک وائس پرنسپل کی اسامی 2003-6-3 سے خالی ہے۔ اس کے علاوہ سرگودھا میں ہی گریڈ 19 کی پرنسپل کی اسامی 1987 سے خالی پڑی ہے۔ اس پر دوسرا بندہ کام کر رہا ہے۔ اس کے لئے میں نے پہلے ہی محکمے کو خط لکھ دیا ہے اور ان سے پوچھا بھی گیا ہے کہ اس کی ذمہ داری کا تعین کریں کہ اس کا ذمہ دار کون ہے کہ یہ اسامیاں اب تک کیوں خالی ہیں؟ اگر معزز ممبر چاہیں تو اس خط کی کاپی بھی ہم ان کو دے سکتے ہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اب تک یہ اسامیاں کیوں پُر نہیں ہوئیں اور یہ خلاء کیوں ہے؟ اس کے ذمہ داران کا تعین کر کے ہم ان کے خلاف کارروائی بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! بہت مہربانی کہ انھوں نے وضاحت کی ہے۔ میں ان سے آپ کی وساطت سے صرف تاریخ چاہوں گا کہ اگر یہ جواب فروری میں موصول ہوا تھا تو اس وقت سے اب تک 9 مہینے گزر چکے ہیں اور 9 مہینے میں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ یہ ہاؤس میں ایک تاریخ بتا دیں کہ سالہا سال سے اساتذہ بھی وہاں نہیں ہیں اور وائس پرنسپل بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سوال آپ پر ہی آجائے تو پھر آپ کیا کہیں گے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میری جو ذمہ داری ہے تو میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ یہ اپنی ذمہ داری پر ایک تاریخ دے دیں تاکہ عوام کو پتا چلے کہ یہ اتنا بڑا issue کب تک حل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: انھوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم بہت جلد ان اسامیوں کو پُر کریں گے۔ اگلا سوال محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf (معزز رکن نے محترمہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3653 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کل بھی اخبار میں آپ کے نام کی جگہ بشریٰ نواز گردیزی کا نام لکھا ہوا تھا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کل بھی میں نے ان کے سوال take up کئے تھے۔

جناب سپیکر: محترمہ! سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال نمبر 3653

ضلع بہاولپور میں معدنیات کی تفصیلات

*3653: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور کے کس کس مقام پر کون کون سی معدنیات پائی جاتی ہیں۔ان معدنیات کے نام اوران سے سال 2007 سے آج تک کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) اس وقت ضلع بہاولپور میں ریت کے کتنے بلاک ہیں۔ان میں سے کتنے بلاکوں کا ٹھیکہ دیا گیا ہے اور کتنے بلاکوں کا ابھی تک ٹھیکہ نہیں دیا گیا، نیز ان کا ٹھیکہ نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع بہاولپور میں صرف عام ریت پائی جاتی ہے جو کہ دریائے ستلج کے علاوہ عام زمینوں میں بھی مٹی کی تہہ کے نیچے موجود ہے۔نیز ٹبہ سینڈ کی صورت میں ضلع بہاولپور میں پائی جاتی ہے ضلع بہاولپور کی عام ریت کی نیلامی سے حکومت کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران درج ذیل آمدن ہوئی:۔

نمبر شمار	مالی سال	آمدن (روپے)
-1	2007-08	9280218/-
-2	2008-09	12375452/-

(ب) اس وقت ضلع بہاولپور میں عام ریت کے کل 19 بلاکس / زون عطا شدہ ہیں اور 7 بلاکس خالی ہیں جن کو مورخہ 03-08-2009 کو نیلامی میں پیش کیا گیا اور صرف ایک بلاک کی نیلامی ہوئی جبکہ 6 بلاکس کے لئے کوئی ٹینڈر نہ آیا۔اب 6 بلاکس کو دوبارہ نیلامی کے لئے پیش کیا جائے گا۔ خالی بلاکس / زون اخبارات میں مشتہر کرنے کے بعد نیلام عام میں پیش کئے جاتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات ان بلاکس / زون کے لئے بولی موصول نہ ہوتی ہے یا کم بولی موصول ہوتی ہے جس کو منظور نہ کیا جا سکتا ہے۔البتہ ان خالی بلاکس / زون کو متواتر نیلام عام میں شامل کیا جاتا ہے اور جونہی ان پر معقول بولی موصول ہوتی ہے ان کے پٹا جات عطا کر دیئے جاتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرے دو ضمنی سوالات ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جس طرح سے انھوں نے جز (ب) کا جواب دینے کے لئے آخری لائن میں تحریر فرمایا ہے کہ ان کے پٹہ جات

عطا کر دیئے جائیں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کیونکہ میرے علم میں یہ بات ہے کہ بغیر پٹے کے یعنی جب تک پٹہ نہیں دیا جاتا تو لوگ ریت اٹھا لیتے ہیں۔ کیا حکومت نے ایسا کوئی mechanism بنایا ہے کہ پٹہ کی رقم ادا کئے بغیر لوگ وہاں سے ریت نہ اٹھا سکیں۔ میں دوسرا ضمنی سوال بعد میں کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ نے بجا فرمایا ہے کہ جب نیلامی نہیں ہوتی تو لوگ ریت کو چوری کرتے ہیں لیکن جب نیلامی ہو جاتی ہے، جو ٹھیکیدار بولی کے بعد پیسے جمع کروا دیتا ہے تو پھر وہ ٹھیکیدار وہاں پر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کے بعد چوری کا کوئی امکان نہیں ہوتا لیکن علاقہ بہت بڑا ہوتا ہے اور محکمہ ہر جگہ نہیں پہنچ سکتا۔ محکمے کی کوشش ہوتی ہے کہ چوری نہ ہو۔ بہاولپور میں 19 بلاک ہیں، ان میں سے 13 کی نیلامی ہو گئی ہے اور 6 ابھی بھی خالی پڑے ہیں۔ اس کے لئے ہم نے اخبار میں اشتہار دیا ہے۔ آج اس کی بولی کی تاریخ تھی لیکن عدالت کی طرف سے stay آ گیا ہے۔ اس وجہ سے آج بولی نہیں ہو سکی اس لئے نئی تاریخ 2009-12-3 رکھی گئی ہے۔ اس دوران وہاں پر proper نگرانی نہیں ہو رہی اور وہاں سے کوئی ریت اٹھاتا ہے تو اس پر محکمہ کوشش تو کرتا ہے لیکن میں یہ ensure نہیں کر سکتا کہ وہاں سے کوئی ریت چوری نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جن کے پاس ٹھیکہ ہوتا ہے وہ چوری تو نہیں ہونے دیتے لیکن اس میں کئی قباحتیں ہیں، ان کو دور کرنا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی mechanism نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کو آگے بڑھا دوں۔

محترمہ سیمل کامران: جی۔

جناب سپیکر: اصل بات تو یہ ہے کہ میں نے بھی دیکھا ہے کہ آپ کے ایک سوال کا جواب آیا ہے کہ آپ کوئی rate مقرر نہیں کرتے۔ آپ جب criteria بناتے ہیں تو علاقے کے مطابق criteria بنا کر notify کریں۔ اس کے علاوہ اس کی ضلع کی سطح پر تشہیر بھی ہونی چاہئے کہ اس جگہ سے لیں گے تو یہ rate ہو گا۔ ٹھیکیدار کی اپنی من مانی مناسب نہیں ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ ایک ٹھیکیدار -/1200 روپے کی ٹرالی فروخت کر رہا ہے اور دوسرا -/1800 روپے کی فروخت کر رہا

ہے۔اس پر کوئی check نہیں ہے کیونکہ جب ہم نیلامی دے دیتے ہیں تو وہ اپنی من مانی کرتا ہے۔اس پر اب محکمے نے ہر کمشنر کو کہا ہے کہ آپ ہر تحصیل میں (DDO(R اور ایک محکمے کا آدمی لگائیں اور یہ کمشنر کی ذمہ داری ہوگی۔ ہم نے تمام کو چٹھیاں لکھ دی ہیں کہ وہ یقینی بنائیں کہ پورے پنجاب میں ریت کا ایک ہی rate ہو اور جو ٹھیکیدار زیادہ وصولی کی کوشش کرے تو اس پر کمشنر ہمیں چٹھی لکھے تاکہ ہم اس کا ٹھیکہ منسوخ کریں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سارے پنجاب میں تو ایک rate نہیں ہو سکے گا۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہماری کوشش ہوگی کہ پورے پنجاب میں ایک rate ہو۔

جناب سپیکر: محترمہ! ایک ضمنی سوال تو میں نے آپ کے behalf پر کر لیا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مہربانی۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں ہی انھوں نے تحریر فرمایا ہے کہ اتنے بلاکوں کا ٹھیکہ دے دیا گیا ہے اور اتنے بلاکوں کا ٹھیکہ رہتا ہے۔ میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جس طرح ادنیٰ معدنیات ریت، بجری اور پتھر ہیں۔ ان کے ٹھیکے سالہا سال انہی ٹھیکیداروں کے پاس رہتے ہیں۔ میں یہ وضاحت چاہتی ہوں کہ جب یہ ٹھیکہ extend کرتے ہیں تو کس تناسب سے ٹھیکے کی رقم میں اضافہ کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ انھوں نے ابھی آمدن کا ذکر کیا ہے تو صوبہ پنجاب کے 35 اضلاع ہیں، انھوں نے ضلع بہاولپور کی آمدن کا بتایا ہے یہ ratio کے حساب سے کم آمدنی والا ضلع ہے یا زیادہ آمدنی والا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہاں پر بہاولپور کا پوچھا گیا تھا۔ وہ بتا دیا گیا ہے۔ میں overall بتا دیتا ہوں کہ 88 کروڑ روپیہ ہمارا target تھا اور ایک ارب 60 کروڑ روپیہ 2008-09 میں آمدن ہوئی جو target سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو شاباش دینی چاہئے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ہاؤس کے سامنے ریکارڈ کی بات رکھنا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں جتنے بھی محکمہ جات ہیں، پہلی سہ ماہی میں کوئی محکمہ ایسا نہیں ہے جس نے اپنا target achieve کیا ہو، صرف محکمہ Mines and Mineral ہے جس نے اس سال کی پہلی سہ ماہی میں اپنا target حاصل کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرے پہلے سوال کا جواب مکمل نہیں آیا، آدھا جواب معزز وزیر صاحب نے دیا ہے۔ میں سب سے پہلے پہلی سہ ماہی میں target achieve کرنے پر انھیں مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس کے بعد میں اپنا آدھا سوال repeat کرتی ہوں اور وہ یہ تھا کہ اس میں ٹھیکوں کا ذکر ہے۔ میرے علم کے مطابق ٹھیکے سالہا سال سے repeat ہوتے ہیں تو کس تناسب سے ٹھیکوں کی رقم میں اضافہ کیا جاتا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ٹھیکوں کے extend کرنے کا کوئی قانون نہیں ہے۔ یہ کسی صورت بھی برداشت نہیں کیا جائے گا۔ نیلامی ہر سال ہوتی ہے، مقابلہ کرایا جاتا ہے اور اب ہم نے ایک سسٹم بنایا ہے کہ کمپیوٹر کے ذریعے نیلامی کے سارے کام کو آپ اپنے گھر بیٹھ کر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ نظام شفاف ہو۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی راجہ صاحب فرما رہے تھے کہ اس پر عدالت نے stay جاری کیا ہوا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کس عدالت نے stay جاری کیا ہے اور اب اُس کا کیا status ہے کیونکہ یہ stay تو سالہا سال چلتے ہیں لہذا بتایا جائے کہ اُس stay کو خارج کروانے کے لئے آج تک محکمے نے کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پرانی نہیں، آج کی بات کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں آپ نے سنا نہیں ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وہ stay سیشن کورٹ یا ہائی کورٹ سے ہوگا۔ میں نے تو مختصر بتا دیا ہے کہ عدالت سے جاری ہوا ہے۔

معزز اراکین: ہائی کورٹ سے ہوا ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): چلیں، ہائی کورٹ سے ہوا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: دیکھیں، پہلے ہی اس پر کتنے ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: یہ بہت اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ایسا سوال ہے جو اہم نہ ہو؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال ہی بہت اہم ہے۔ انہوں نے ابھی کہا ہے کہ 6 بلاکس رہ گئے تھے جس کی ابھی کل ہی بولی ہوئی ہے۔ میں اِس حوالے سے ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ٹینڈر کے لئے اخبارات میں اشتہارات دیئے جاتے ہیں تو کون کون سے اخبارات میں اس ٹینڈر کے لئے اشتہارات دیئے گئے تھے؟ کیونکہ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے چھوٹے موٹے اخباروں میں ٹینڈر جاری کر دیئے جاتے ہیں اور عام لوگوں کو پتا ہی نہیں چلتا، مجھے صرف یہ بتا دیں کہ کن کن اخبارات میں انہوں نے ٹینڈر دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں تمام اخبارات کا سائز تو ایک ہی ہے۔ آپ چھوٹے بڑے اخبار کیسے بتا رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اُن اخبارات کے صرف نام جاننا چاہتی ہوں کہ کن کن اخبارات میں ٹینڈر دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ ابھی بتا دیتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ نے جو چیز point out کی ہے یہ بالکل بجا ہے۔ اگر کسی نے فراڈ کرنا ہو یا کسی کو oblige کرنا ہو تو لوکل اخباریں جن کے صرف دو صفحے چھپتے ہیں ان میں وہ اشتہار دے دیتے ہیں لیکن میرے محکمے کو پابند کیا گیا ہے کہ قومی اخبار میں ہی اشتہار دیا جائے اور یہ اشتہار بھی ”نوائے وقت“ اور ”خبریں“ میں آیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): سوال نمبر 563۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع فیصل آباد میں کمرشل کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*563 چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں اس وقت کتنے کمرشل کالج ہیں ان کے لئے اساتذہ کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں، اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) مذکورہ اسامیوں کو کب تک پر کیا جائے گا؟

(ج) ضلع بھر کے تمام کمرشل کالجوں میں کتنے طلباء زیر تعلیم ہیں؟

(د) کیا حکومت ضلع ہذا میں مزید کمرشل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو منصوبہ کی مکمل تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) فیصل آباد میں اس وقت کامرس ایجوکیشن کے چار ادارے ہیں:۔

1- گورنمنٹ کالج آف کامرس فیصل آباد

اس کالج میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 33 ہے اور خالی اسامیاں 2 ہیں۔

2- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس فیصل آباد

اس کالج میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 14 ہے اور خالی اسامی ایک ہے۔

3- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس جڑانوالہ

اس کالج میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد چودہ ہے اور خالی اسامی ایک ہے۔

4- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس سمندری

اس کالج میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 15 ہے اور خالی اسامیاں 4 ہیں۔

(ب) براہ راست بھرتی والی خالی اسامیوں پر محکمہ فنانس کی جانب سے تنخواہوں کی مد میں رقم مہیا کرنے پر بھرتی کی جا سکے گی جبکہ پروموشن کوٹا کی اسامیاں ترقی کے بعد پُر کی جائیں گی۔

(ج) ضلع بھر کے کامرس ایجوکیشن کے تمام اداروں میں ایک ہزار دس طلباء زیر تعلیم ہیں۔

(د) فی الحال نہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں جز (ب) منسٹر صاحب کے لئے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ صرف ضمنی سوال کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے میرے سوال کے جز(ب) میں تسلیم کیا ہے کہ اسامیاں خالی ہیں اور براہ راست بھرتی والی خالی اسامیوں پر محکمہ فنانس کی جانب سے تنخواہوں کی مد میں رقم مہیا کرنے پر بھرتی کی جا سکے گی۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا خزانے میں پیسا ہے جو اس مد میں جمع کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا خزانے میں اتنا پیسا ہے کیونکہ ان کو کوئی شک پڑ گیا ہے لہذا آپ اس کو ضرور چیک کریں۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس کے لئے ہم نے Finance Department کو لکھا ہے جس کا ابھی جواب آئے گا۔ اس حوالے سے Finance Department والے ہی بہتر طور پر بتا سکتے ہیں کہ اس کے لئے وہ ہمیں فنڈز مہیا کرتے ہیں یا نہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں چودھری صاحب خود بھی کوشش کرتے رہے ہیں اور لگتا یوں ہے کہ وہ بھی اس میں کامیاب نہیں ہو پائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری چھوٹی سی گزارش ہے کہ جب یہ جواب آ رہا تھا تو اُس وقت یہ اُن سے جواب نہیں لے پائے حالانکہ یہ تو telephonically پوچھا جا سکتا تھا کہ اس مد میں کوئی پیسا ہے؟ یہ فنانس سیکرٹری سے ابھی پتا کر کے بتا دیں۔ حالانکہ انہوں نے خالی اسامیاں بھی تسلیم کی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس مد میں رقم مہیا کئے جانے پر یہ بھرتی کی جا سکتی ہے۔ انتہا کی بے روزگاری ہے، لوگ بے روزگار پھر رہے ہیں، اسامیاں خالی ہیں اور کارکردگی متاثر ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ صرف سوال کے متعلق بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ صرف اتنا بتا دیں کہ خزانے میں پیسے ہیں یا نہیں؟ پھر میں دوسرا سوال کروں گا۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں محترم چودھری صاحب سے عرض کر چکا ہوں کہ اس کے لئے ہم نے محکمہ خزانہ کو لکھا ہے جونہی اس کا جواب آئے گا میں معزز ممبر کو بھی انشاء اللہ inform کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ یہ بتائیں کہ یہ سوال آپ کے متعلقہ ہے یا وزیر خزانہ کے متعلقہ ہے ؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس سوال کی تاریخ وصولی جواب 23۔اگست 2008 ہے اور 2008 سے اب تک یہ اس سوال کا جواب ہی نہیں لے پائے۔ صاف صاف بتادیں کہ خزانہ خالی ہے اگر ایسا ہے تو ایک سال میں اس کا جواب کیوں نہیں آیا؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم چودھری صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں ہم سے زیادہ بہتر پتا ہے کہ خزانے میں کیا ہے اور کیا نہیں ہے لیکن تعلیم ہماری priority پر ہے جس پر ہم نے ان چیزوں کو بڑی سنجیدگی سے take up کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد بھرتیاں بھی ہوں گی جس میں کوئی دورائے نہیں ہے۔ میں یہاں پر کسی چیز کو defend نہیں کرنا چاہتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ہماری قوم کی یہ ضرورت بھی ہے اور جیسے ہم نے تعلیم کو priority پر لیا ہے، انشاء اللہ بہت جلد ان اسامیوں کو پُر بھی کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایک چیز ریکارڈ پر لانا چاہتا تھا کہ ایک سال کے اندر ان سے محکمے سے چھوٹا سا جواب حاصل نہیں کیا جا سکا کہ اِن خالی اسامیوں پر بے روزگاروں کو بھرتی کرنے کے لئے پیسے ہیں یا نہیں ہیں؟ ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ پانچ سال تک رہیں اور شاید پانچ سال کے اندر جواب آجائے۔

جناب سپیکر: وہ الزام آپ پر لگا رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ پروموشن کوٹا کی اسامیاں ترقی کے بعد پُر کر دی جائیں گی۔ میرا سوال یہ ہے کہ محکمہ میں اِس وقت پروموشن کوٹا کی اسامیاں کتنی ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! پروموشن کے معاملات پر کچھ لوگ seniority base پر کورٹ میں گئے ہوئے ہیں جنہوں نے وہاں سے stay orders لئے ہوئے ہیں۔ ہم اِس کو بالکل take up کریں گے اور کورٹ سے بہت جلد decision کروا کر اس کو final کریں گے۔ چونکہ 18 اور 19 گریڈ والوں کی محکمے کے اندر ہی promotions ہوتی ہیں اس لئے اُن کا within department ہی seniority کا مسئلہ ہے جس پر کچھ لوگ کورٹ میں گئے ہوئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جو اسامیاں promotions کے ذریعے پُر ہونی ہیں، کیا وہ تمام کے تمام لوگ کورٹ میں چلے گئے ہیں یا اس کے علاوہ بھی کچھ باقی ہیں جو stay to court میں نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں چودھری صاحب کو پھر یہ یقین دہانی کرا رہا ہوں کہ تعلیم یقیناً ہماری priority پر ہے۔ اس مسئلے کو ہم نے take up بھی کیا ہے اور محکمے کو خط بھی لکھا ہے کہ یہ اتنی دیر سے delay کیوں ہے؟ یہاں پر 2007 اور 2008 سے ٹوٹل 6 اسامیاں خالی ہیں جن پر ہم بہت جلد action لے کر ان اسامیوں کو پُر کریں گے۔

جناب سپیکر: اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: On his behalf سوال نمبر 3857۔ (معزز رکن نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3857 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ریت کے ٹھیکہ جات پر عوامی تحفظات

*3857۔ سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر کان کنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے معدنیات کی نیلامی کے نئے قواعد کے تحت فی ٹرالی ریت کا ریٹ ٹھیکیدار کی منشا پر چھوڑ دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار اپنی منشا کے مطابق فی ٹرالی ریت ایک سے دو ہزار روپے وصول کر رہے ہیں جبکہ ضلع وہاڑی میں ریت کے ٹھیکیدار محکمہ کے ملازمین اور افسران سے ملی بھگت کر کے اس سے بھی زائد ریٹ وصول کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر کسی آدمی کی اپنی ملکیتی زمین میں ریت پائی جاتی ہے تو وہ معدنیات کے لاز کے تحت یہ ریت استعمال نہیں کر سکتا ہے جب تک کہ وہ سرکاری نیلامی میں اس کا ٹھیکہ حاصل نہ کرے؟

(د) کیا حکومت ریت کا ٹھیکہ دینے سے قبل فی ٹرالی ریت کا ریٹ فکس کرنے اور پرائیویٹ زمین مالکان کو ان کے رقبہ میں پائی جانے والی ریت کے استعمال کرنے کی اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):

(الف) عام ریت کا حکومت کی طرف سے کوئی شیڈول ریٹ مقرر نہ ہے کیونکہ عام ریت کے نرخ کا انحصار مالیت پٹا، ریت کی کوالٹی ذخیرہ ریت کی جگہ کا مارکیٹ سے فاصلہ و راستہ جات، ریت کی طلب و رسد اور دیگر کئی عوامل پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہذا انہیں عوامل کے مد نظر پٹادار عام ریت کی قیمت وصول کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ عام ریت کے ٹھیکیدار ضلع وہاڑی میں -/1300 روپے تک فی ٹرالی ریت کی قیمت وصول کر رہے ہیں جس میں محکمہ کے افسران اور ملازمین کا کوئی عمل دخل نہ ہے۔ ضلع وہاڑی میں عام ریت کی ایک ٹرالی کی قیمت -/1300 روپے سے زیادہ وصول نہ کی جا رہی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اگر کسی آدمی کی ملکیتی زمین میں ریت پائی جاتی ہے تو معدنیات کے قوانین کے تحت وہ یہ ریت استعمال نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ سرکاری نیلام عام میں اس کا ٹھیکہ حاصل نہ کرے کیونکہ صدارتی حکم نمبر 8 مجریہ 1961 اور سیکشن 49 لینڈ ریونیو ایکٹ مجریہ 1967 کے تحت عام ریت معدن کی تعریف میں آتی ہے اور حکومت کی ملکیت ہے تاہم مالک زمین ریت کی نکاسی کی صورت میں پنجاب معدنی مراعات قوانین مجریہ 2002 کے تحت مالکانہ وصول کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔

(د) ضمن (الف) میں وضاحت کی گئی ہے جہاں تک کسی شخص کے اپنی ملکیتی زمین سے ریت استعمال کرنے کا تعلق ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کہ وہ کسی شخص کو اپنی ملکیتی زمین میں سے ریت اٹھانے کی اجازت دے کیونکہ ریت بطور معدن حکومت کی ملکیت ہے اور معدنی قوانین میں اس کی کوئی اجازت نہیں ہے اگر مالک زمین اپنے استعمال کے لئے ریت نکالے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں نہیں لائی جاتی۔ ریت کے نرخنامہ کے لئے کوئی قانون موجود نہ ہے۔ حکومت صرف ضروری اشیاء کے ریٹ مقرر کرتی ہے اور ایسا Essential Commodities Act ضروری اشیاء ایکٹ

کے تحت کیا جاتا ہے اس میں ریت شامل نہ ہے۔ مگر عوام کی سہولت کے مدنظر محکمہ اپنی نیلامی کی شرائط میں اس شرط کو شامل کرلے گا کہ متعلقہ ضلع کا D.C.O ریت کے نرخ میں بے جا اضافہ کی صورت میں مداخلت کا مجاز ہوگا اور ریت کے نرخ کو مناسب حد سے تجاوز کرنے پر قانونی کارروائی کا اختیار رکھے گا، ان شرائط کو آئندہ نیلام ہونے والے تمام ٹھیکہ جات میں شامل کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں محکمہ معدنیات و معدنی ترقی نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو ایک ماہ کے اندر اپنی سفارشات وزیر صاحب کو پیش کرے گی تاکہ ریت کی نیلامی کو مزید شفاف بنایا جائے اور ریت کے نرخ کو کنٹرول کرنے کا طریق کار اختیار کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال کے جز (د) کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جہاں تک کسی شخص کے اپنی ملکیتی زمین سے ریت استعمال کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کہ وہ کسی شخص کو اپنی ملکیتی زمین میں سے ریت اٹھانے کی اجازت دے کیونکہ معدنی قوانین اس کی اجازت نہیں دیتے لیکن اگر زمین کا مالک اپنے استعمال کے لئے ریت نکالے تو اُس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں نہیں لائی جاتی۔ یہ تو دو متضاد سی باتیں ہو گئیں کہ ایک طرف قانون اجازت نہیں دیتا اور دوسری طرف زمین کا مالک ریت نکالے تو اسے کچھ نہیں کہا جاتا۔ حالانکہ ایسا ہو رہا ہے کہ جو مالکان عملے کی مُٹھی گرم کر دیتے ہیں تو اُن پر ان قوانین کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن جو نہیں دے پاتے اُن پر ان کا اطلاق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو میرے خیال میں ثبوت کے بغیر نہیں کرنی چاہئیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہ رہی ہوں کہ کیا حکومت ایسا کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ اِس قانون کا اطلاق تمام مالکان پر برابری کی بنیاد پر ہو؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر/وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے بالکل مناسب تجویز دی ہے۔ زمین کا مالک اگر ریت اپنے استعمال میں لانا چاہے تو لا سکتا ہے لیکن اسے فروخت نہیں کر سکتا۔ بعض جگہ یہ شکایات ضرور موصول ہوتی ہیں کہ مالک نے خود ہی اپنی ریت فروخت کرنا شروع کر دی ہے جس پر محکمہ کارروائی کرتا ہے۔ جب یہ شکایت موصول ہوتی ہے تو اُن لوگوں کے

خلاف action لیا جاتا ہے لیکن یہ 100 فیصد نہیں ہے۔ انہوں نے بہت اچھی تجویز دی ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ اس کو زیادہ مؤثر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: آپ مالک کو رائلٹی دیتے ہیں؟

سینئر وزیر/وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جی، جناب سپیکر! رائلٹی دیتے ہیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! آخری تین لائنیں ہیں کہ عوام کی سہولت کے مدنظر محکمہ اپنی نیلامی کی شرائط میں اس شرط کو شامل کرے گا کہ متعلقہ ضلع کا ڈی سی او ریٹ کے نرخ میں بے جا اضافہ کی صورت میں مداخلت کا مجاز ہوگا اور قانونی کارروائی کر سکے گا، میں یہ جاننا چاہ رہی ہوں کہ یہ تجویز تو بہت اچھی ہے کیا اس پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے یا ابھی ہونا باقی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ لیٹ آئی ہیں یا پہلے یہاں پر موجود تھیں جب یہ باتیں ہو رہی تھیں؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں بعد میں آئی تھی۔

سینئر وزیر/وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ان شرائط کو آئندہ نیلام ہونے والے تمام ٹھیکہ جات میں شامل کیا جائے گا لیکن یہ جواب پرانا ہے اب اس کو شامل کیا جا رہا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اسی سوال کے آخر میں دو لائنیں ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ علاوہ ازیں محکمہ معدنیات و معدنی ترقی نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو ایک ماہ کے اندر اپنی سفارشات وزیر صاحب کو پیش کرے گی۔ میں نے یہ پوچھنا ہے کہ کیا وہ سفارشات پیش کر دی گئی ہیں یا ان کا انتظار ہو رہا ہے؟

سینئر وزیر/وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم نے اس میں جو فائنل فیصلہ کیا ہے وہ یہی ہے کہ کمشنر صاحب اور ڈی سی او صاحب کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ڈی ڈی او (آر) کے ذریعے ایکشن لیں گے۔ یہی سفارشات آئی تھیں اور ان پر عملدرآمد ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترم اعجاز شفیع صاحب کا ہے، وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر پکاریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: سوال نمبر 565 (معزز رکن نے جناب محمد اعجاز شفیع کی ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 565 دریافت کیا) اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان میں 2003 سے 2007 تک لگنے والی انڈسٹریز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*565: جناب محمد اعجاز شفیع: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جنوری 2003 سے جنوری 2007 تک ضلع رحیم یار خان میں کتنی انڈسٹری لگی، نیو انڈسٹری کی تعداد، نام اور مالکان کے نام بیان کریں؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں جس جس انڈسٹری نے این او سی حاصل کیا اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت این او سی حاصل نہ کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) جنوری 2003 سے جنوری 2007 تک ضلع رحیم یار خان میں کل 32 کارخانے لگے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی موجودہ صنعتی پالیسی مورخہ 30۔ستمبر 2002 ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے کے تحت نئی انڈسٹری لگانے کے لئے محکمہ صنعت سے این او سی لینے کی ضرورت نہ ہے۔تاہم گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر مندرجہ ذیل صنعتیں لگانے پر پابندی ہے-

1- شوگر انڈسٹریز لگانے اور اس میں توسیع کرنے پر پابندی ہے۔نوٹیفکیشن نمبر AEA-III-2003/5/3 مورخہ 6۔دسمبر 2006 ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے-

2- ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے جاری کردہ نوٹیفکیشن میں منفی (نیگیٹو) ایریاز میں انڈسٹری لگانے پر پابندی ہے-

3- ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے کے شیڈول (سی) میں شامل مندرجہ ذیل انڈسٹریز لگانے پر پابندی ہے-

1- آرمز اینڈ ایمونیشن (Arms and Ammunition)

-2 سکیورٹی پرنٹنگ، کرنسی اینڈ منٹس (Security Printing Currency and Minuts)

-3 ہائی ایکسپلوسو (High Explosive)

-4 ریڈیوایکٹو سبسٹینسز (Radio Active Substances)

-5 الکوحلک بیوریج یا لیکرز (Alcoholic Beverages or Liquors)

مندرجہ ذیل شوگر ملز کو مذکورہ عرصہ میں اجازت نامہ جاری کیا گیا۔

-I اتحاد شوگر ملز کو ضلع ناظم رحیم یار خان نے مورخہ 19-نومبر 2005 کو این او سی جاری کیا۔ضمیمہ،(پ)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

-II پنجند شوگر ملز کو ڈسٹرکٹ آفیسر (ای اینڈ آئی پی) رحیم یار خان نے مورخہ 24-09-2005 کو این او سی جاری کیا۔
ضمیمہ (ت)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے تاہم گورنمنٹ نے ان کی درخواست برائے حصول قرضہ منظور نہ کی جس پر پارٹی نے عدالت عالیہ میں رجوع کر رکھا ہے۔

-III رحیم یار خان شوگر ملز کو محکمہ انڈسٹریز گورنمنٹ آف پنجاب نے مورخہ 04-07-2007 کو این او سی جاری کیا۔ضمیمہ (ٹ)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نوٹ: گورنمنٹ نے 15-07-2005 کو پنجاب میں 16000 ٹی سی ڈی تک شوگر ملز لگانے کی اجازت دے دی، ضمیمہ (ث)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے لیکن مورخہ 23-11-2005 کو بذریعہ چٹھی نمبری AEA-III-3-5/2003 شوگر ملز لگانے پر پابندی عائد کر دی ضمیمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے جس کا نوٹیفکیشن 6-12-2006 کو جاری کیا گیا۔ ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) حکومت کی مجوزہ صنعتی پالیسی کی خلاف ورزی کرنے کی کوئی شکایت اس وقت حکومت کے پاس زیر التوائ نہ ہے۔ایسی کسی شکایت کی صورت میں خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ یہ جو جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ "کیا حکومت این او سی حاصل نہ کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے۔"

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "حکومت کی مجوزہ صنعتی پالیسی کی خلاف ورزی کرنے کی کوئی شکایت اس وقت تک حکومت کے پاس زیر التواء نہ ہے۔ایسی کسی شکایت کی صورت میں خلاف ورزی

کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔" وزیر صاحب اس بات کی وضاحت کر دیں کہ اگر عوام میں سے کوئی بندہ بغیر این او سی کے لگنے والی صنعتوں کی شکایت نہ کرے تو کیا محکمے کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ جو صنعتیں لگی ہوئی ہیں ان کے خلاف suo motu action لے کر کارروائی کرے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! معزز ممبر کو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ 30۔ستمبر 2002 کی صنعتی پالیسی کے مطابق این او سی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی ایسی انڈسٹری لگائی جائے جس کی کوئی شکایت کرتا ہے یا محکمہ بھی اس ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دیکھے کہ خرابی کہاں پر ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر معزز ممبر کے علم میں کوئی ایسی چیز ہے جو خلاف ضابطہ ہوئی ہے تو یہ مجھے بتادیں یا ابھی ایوان میں عرض کر دیں۔ اس کو چیک بھی کریں گے اور ان کے خلاف کارروائی بھی ہوگی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے وزیر موصوف سے یہ پوچھا ہے کہ شوگر ملز انڈسٹری جو رحیم یار خان میں زیادہ لگائی گئی ہے یا اس میں توسیع کی گئی ہے جس نے پنجاب میں کاٹن کا بیڑہ غرق کر دیا ہے اور کاٹن نہ ہونے کی وجہ سے ہماری ساری ٹیکسٹائل انڈسٹری خسارے میں چلی جاتی ہے اور اس کو نقصان ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ شوگر ملز جو لگی ہوئی ہیں ان میں این او سی لئے بغیر extension بھی نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی مل این او سی لئے بغیر extension کرتی ہے تو کیا محکمہ کی اپنی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ کسی کی شکایت کے بغیر suo motu action لے سکے اگر محکمے کو suo motu action لینے کا اختیار ہے تو یہ بتادیں کہ گزشتہ آٹھ سالوں میں آج تک کتنی شوگر ملوں کے خلاف suo motu action لیا گیا ہے کہ انہوں نے این او سی کے بغیر extension کی ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اگر معزز ممبر جواب کی تفصیل پڑھیں تو اس میں بڑی تفصیل سے لکھا ہوا ہے کہ جو شوگر ملز وہاں پر لگی ہیں باقاعدہ طور پر ان کی permission ہوئی ہے اور جن کی extension ہوئی ہے ان کی پوری تفصیل دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اگر معزز ممبر کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ اگر آپ کے محکمے کے نوٹس میں کوئی بات از خود آتی ہے تو پھر آپ کیا کارروائی کرتے ہیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!ابھی محکمے کے علم میں کوئی ایسی چیز نہیں آئی جو کہیں خلاف ضابطہ ہوئی ہو،اگر آئی تو ہم اس کے خلاف ضرور کارروائی کریں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!میں تھوڑی سی وضاحت چاہتا ہوں۔اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ سب کو پتا ہے کہ کوئی نئی شوگر مل تو این او سی کے بغیر نہیں لگی لیکن تمام شوگر ملز نے اپنی capacity میں اضافہ کیا ہے اور extension کی ہے اور اس کے خلاف محکمے نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔ اب جہاں پر بغیر اجازت اور این او سی کے بغیر extension ہوگی تو پھر یہ problem تو آئیں گے۔وزیر صاحب اس بات کی وضاحت کریں کہ کیا آج کے بعد یہ جائزہ لیں کہ ضلع رحیم یار خان میں جتنی شوگر ملز کی بغیر اجازت کے extension ہوئی ہے ان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں،اگر رکھتے ہیں تو اس کے لئے time frame دے دیں کہ اتنے دنوں کے اندر ہم کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر:انہوں نے قانون کے مطابق ہی چلنا ہے۔قانون سے باہر تو کچھ نہیں کر سکیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!یہ دو باتوں کی وضاحت کر دیں کہ کیا آج کے بعد وہ جائزہ لیں گے کہ اتنی ملیں ہیں جنہوں نے بغیر این او سی کے extension کی ہے اور اگر وہ جائزہ لیں گے تو ان کے خلاف کتنے دنوں میں ایکشن لیں گے؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!جن ملز میں extension ہوئی ہے وہ قانون کے مطابق ہوئی ہے اگر کوئی بھی کام unlawful ہوا ہے تو ہم اس کو چیک کریں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!جب ہاؤس میں سوال آتا ہے تو وہ ہاؤس کی پراپرٹی بن جاتا ہے۔اب یہ کسی ضلع کا مسئلہ نہیں ہے،اب یہ سوال کسی فرد یا کسی ممبر کا نہیں ہے۔اب یہ پنجاب کے 8 کروڑ عوام کی ملکیت ہے۔وزیر صاحب اس بات کی وضاحت ضرور کریں کہ اتنے دنوں میں ہم ہاؤس کو رپورٹ کریں گے اور اتنے دنوں میں ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔یہ دو باتیں ہاؤس کو ensure کر دیں۔

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!میں معزز ممبر کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ اگلے اجلاس سے پہلے ہم پوری تفصیل فراہم کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلا سوال۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کی روایات یہ ہیں کہ جس دن جس محکمہ سے متعلق سوالات ہوں تو اس کے سیکرٹری صاحب یہاں تشریف لاتے ہیں۔ کیا آج سیکرٹری انڈسٹری تشریف لائے ہیں؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ ذمہ داری وزراء صاحبان کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ وزراء صاحبان کی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ اس ہاؤس کا تقدس ہے۔ میں اس ہاؤس کا ممبر ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو آنا چاہئے اور وزیر کو جواب دینا چاہئے وہ اس کے ذمہ دار ہیں اگر ان کے سیکرٹری نہیں آئے تو اس کا جواب وہ خود دیں گے کہ وہ کیوں نہیں آئے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سیکرٹری کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: کہاں پر لکھا ہوا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ روایات ہیں اور اچھی روایات کو برقرار رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کیا کرتے ہیں، یہ ان کا اندرونی معاملہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایک سیکرٹری کے لئے ضروری ہے کہ وہ آئے، یہ ایوان کا تقدس ہے۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! چینی کے معاملے پر سیکرٹری انڈسٹری اسلام آباد ایک ضروری میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں ۔ ہم نے جواب آپ سے لینا ہے۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3970 ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں نے floor سردار صاحب کو دیا ہے۔ براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ جی، سردار صاحب! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جی، جناب سپیکر! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع وہاڑی میں ریت کے بلاکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3970: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں ریت کے کتنے بلاک کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان بلاکوں کا موجودہ ٹھیکہ کب کتنی مالیت میں کس کس کو دیا گیا؟

(ج) کیا ٹھیکہ دینے سے قبل فی ٹرالی ریت کا ریٹ مقرر کیا گیا تھا اگر ہاں تو کتنا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس ضلع میں ریت کے ٹھیکیدار فی ٹرالی ریت کی قیمت ایک سے دوہزار وصول کر رہے ہیں یہ سب کچھ محکمہ معدنیات کے ذمہ دار افسران کی ملی بھگت سے ہو رہا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس سلسلہ میں ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع وہاڑی میں کل سات زون واقع ہیں جن کی تحصیل کی سطح پر تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تحصیل	تعداد الاٹ شدہ زون
1	بوریوالہ	بوریوالہ زون I بوریوالہ زون II لگوزون I
2	وہاڑی	وہاڑی زون I، وہاڑی زون II
3	میلسی	میلسی زون I، میلسی زون II

(ب) ضلع وہاڑی میں الاٹ شدہ عام ریت کے ٹھیکہ جات کی تفصیل بطور ضمیمہ الف ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نہیں۔

(د) درست نہیں ہے۔ تحصیل بوریوالہ میں پٹا دار فی ٹرالی۔/1000روپے، تحصیل وہاڑی میں۔/1500روپے اور تحصیل میلسی میں۔/400روپے قیمت وصول کر رہے ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے ریت پر کوئی شیڈول برائے ریٹ مقرر نہ ہے۔

(ہ) نہیں۔کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے ریت پر کوئی شیڈول برائے ریٹ مقرر نہ ہے کیونکہ ہر شہر کے زون / بلاک میں طلب و رسد، ریت کی کوالٹی، پٹا کی قیمت، زمین کا مالکانہ اور مارکیٹ سے بلاک کا فاصلہ مختلف ہوتا ہے اور محکمہ کے لئے ہر زون / بلاک کی قیمت مقرر کرنا

اور اس پر عملدر آمد کروانا انتظامی پیچیدگی پیدا کر سکتا ہے۔ لہذا محکمہ کی طرف سے کوئی شیڈول برائے ریٹ مقرر نہ ہے۔ محکمہ یا دفتر کا کوئی تعلق نہ ہے۔مزید یہ کہ اس ضمن میں پنجاب سینڈ بورڈ، لاہور ہائی کورٹ بہاولپور بنچ بہاولپور اور چیف سیکرٹری پنجاب کے فیصلہ جات جس میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ریت پر شیڈول برائے ریٹ مقرر نہ ہو سکتا ہے۔ فیصلہ جات کی کاپیاں بطور ضمیمہ (ب،ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔اگرچہ رولز میں ریت کا نرخ مقرر نہیں کیا جاتا مگر عوام کی سہولت کے مدنظر آئندہ تمام ٹھیکہ جات ریت میں متعلقہ ڈویژن کے کمشنر صاحب کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ ریت کے نرخ میں بے جا اضافہ کو کنٹرول کرنے کے لئے کارروائی کر سکیں اور کمشنر صاحب کے مقرر کردہ ریٹ کی پابندی ٹھیکہ دار پر لازمی قرار دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔اس میں ریت کے ٹھیکیدار کو اتنی کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے کہ وہ اس پر فی ٹرالی چاہے چار سو روپے وصول کرے، چاہے دو ہزار روپے وصول کرے۔اس سلسلے میں کوئی آدمی ان سے پوچھ گچھ نہیں کر سکتا، کوئی محکمہ اسے کنٹرول نہیں کر سکتا اور ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ میرا version یہ ہے کہ مہنگائی تو ہر جگہ اور ہر چیز پر بہت زیادہ ہے لیکن ریت کے ٹھیکیداروں کی ملی بھگت سے ضلع وہاڑی میں ایک ہی ٹھیکیدار کو سالہا سال سے بدستور ٹھیکہ دیا جا رہا ہے۔اگر کوئی آدمی ان کے محکمہ میں جا کر شیڈول کے بارے میں پوچھتا ہے کہ آپ ریت کس rate پر نیلام کرنا چاہتے ہیں تو یہ لوگ شیڈول نہیں بتاتے۔ میں خود بہاولپور ان کے دفتر میں گیا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! ضمنی سوال آنا چاہئے۔ یہ تو آپ نے لمبی چوڑی بات کر دی ہے۔ ضمنی سوال بتائیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں نے اس میں یہی عرض کی تھی۔۔۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: وہ نہیں کرنا چاہتے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جز(د) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ درست نہ ہے تحصیل بورے والا میں پٹہ دار فی ٹرالی ایک ہزار روپے، تحصیل وہاڑی میں -/1500 روپے اور تحصیل میلسی میں چار سو روپے قیمت وصول کر رہے ہیں کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے ریت پر کوئی شیڈول برائے rate مقرر نہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ نہ پڑھیں کیونکہ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ پڑھا ہوا تصور کریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے سوال نمبر 3857 میں محکمہ نے جواب دیا ہے کہ ضلع وہاڑی میں ٹھیکیدار -/1300 روپے تک فی ٹرالی ریت قیمت وصول کر رہے ہیں اور -/1300 روپے سے زائد قیمت نہ ہے اور میرے ضمنی سوال کا دوسرا portion یہ ہے کہ اسی سوال کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم نے یہ اختیارات کمشنر کو دے دیئے ہیں۔ سوال 3857 میں کہتے ہیں کہ ہم نے اختیارات ڈی سی او کو دے دیئے ہیں تو ان کا کون سا جواب درست مانا جائے؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر/وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! کمشنر، ڈی سی او، ڈی ڈی او (آر) اور ڈی او (آر) کا پورا ایک انتظامی سسٹم ہے اور ہم نے کمشنر کو خط لکھا لیکن کارروائی تو ڈی سی او اور ڈی ڈی او آر وغیرہ نے ہی کرنی ہے۔ خاص طور پر کمشنر ملتان نے پچھلے دنوں ملتان میں rate control کرنے سے متعلق کارروائی کرتے ہوئے مختلف اقدامات کئے۔ اس کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس ضلع میں ریت کے زیادہ ٹھیکیدار ہوں تو جب وہ competition میں جاتے ہیں تو rate کم ہوتا ہے لیکن بدقسمتی سے بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک ضلع یا ایک تحصیل میں ایک ٹھیکیدار بولی دے کر pool کر لیتا ہے اور جب ایسا ہو جاتا ہے تو پھر یہ مسئلہ آتا ہے لیکن ہمارے پاس کوئی ایسا سسٹم نہیں ہے کہ ہم انتظامیہ کو involve کئے بغیر اسے حل کریں۔ ہم نے انتظامیہ کو اس میں involve کر لیا ہے۔ ان کی بڑی اچھی تجویز ہے اور اس پر مزید موثر اقدامات کئے جائیں گے اور کوشش کی جائے گی کہ اس طرح کی مرضی کرنے والے ٹھیکیدار نہ ہوں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اختیارات کس کے پاس ہیں؟ کمشنر کے پاس ہیں، ڈی سی او کے پاس ہیں یا ڈی ڈی او (آر) کے پاس ہیں کیونکہ اختیارات تو ایک شخص کے پاس ہوتے ہیں اور سب کے پاس نہیں

ہوتے۔ دوسرا میرا portion یہ تھا کہ سوال نمبر 3857 میں جواب دیا گیا ہے کہ ضلع وہاڑی میں عام ریت کی ایک ٹرالی کی قیمت -/1300 روپے سے زائد وصول نہ کی جا رہی ہے جبکہ سوال نمبر 3970 میں کہا جا رہا ہے کہ تحصیل وہاڑی میں -/1500 روپے ریت کی ٹرالی کی قیمت وصول کی جا رہی ہے۔ یہ غلط جواب ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ نے ان کا پورا جواب نہیں پڑھا۔ اگر آپ ان کے دیئے گئے جواب کو اچھی طرح پڑھیں تو یہ ساری چیزیں آپ کے سامنے آ جائیں گی۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج بدھ 4۔نومبر 2009 ہے اور آج کی کارروائی میں دو documents برائے نشان زدہ یا غیر نشان زدہ سوالات اسمبلی کی طرف سے ایوان میں پیش کئے گئے ہیں جن میں سے ایک میں لکھا ہے بروز بدھ 4۔نومبر 2009 اور دوسرے میں لکھا ہے بروز جمعرات 4۔نومبر 2009 تو یہ پرنٹنگ کی بڑی سنگین غلطی ہے اس کا نوٹس لیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی نشاندہی کرنے اور درستی کروانے کا بہت بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت بہت مشکور ہوں کہ مجھے بولنے کا موقع عطا فرمایا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب جوئیل عامر سہوترا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (ج) میں سوال ہے کہ کیا ٹھیکہ دینے سے قبل فی ٹرالی ریت کا rate مقرر کیا گیا تھا؟ محکمہ نے جواب دیا ہے کہ نہیں۔ میرا آپ کی وساطت سے سوال وزیر موصوف سے یہ ہے کہ جب سرکاری طور پر ٹھیکہ دیا گیا اور ریت کی ٹرالی کا rate ہی مقرر نہیں کیا گیا تو جتنے ٹھیکے انہوں نے متعلقہ کمپنیوں کو دیئے ہیں کیا وہ قانونی تھے یا غیر قانونی؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا بھی اسی سے متعلقہ ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(ہ) میں انہوں نے کہا ہے کہ اس لئے کوئی rate مقرر نہیں کیا گیا کیونکہ ہر شہر کے زون اور بلاک میں طلب و رسد، ریت کی کوالٹی، پٹہ کی قیمت، زمین کا مالکان اور مارکیٹ سے بلاک کا فاصلہ مختلف ہوتا ہے۔ آگے یہ کہتے ہیں کہ Divisional Head یعنی کمشنر کو یہ اختیارات تفویض کئے گئے ہیں تو کیا ہر ڈویژن یا ہر ڈسٹرکٹ کی سطح پر Administration rate مقرر نہیں ہونے چاہئیں جن کی بنیاد پر عوام ٹھیکیداروں کی لوٹ مار سے بچ سکیں؟ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: یہ بڑا پیچیدہ سا مسئلہ تھا اور میں نے پہلے ان سے بات کر لی ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ اس وقت تشریف فرما نہیں تھے۔ وہ بات مکمل ہو گئی ہے۔ سو ترہ صاحب کی بات کا جواب دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بھی بالکل اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ریت کی ٹرالی میں مقدار کے حوالے سے بہت زیادہ شکایات ہوتی ہیں کیونکہ ٹرالی کی قیمت تو وہ اکثر پوری وصول کرتے ہیں لیکن وہ ریت کتنے فٹ دے رہے ہیں اسے ماپنے کا کوئی پیمانہ عام آدمی کے پاس نہیں ہوتا۔ ریت کو ماپنے اور اس کی مقدار چیک کرنے کے لئے کیا محکمے نے کوئی قانون وضع کیا ہے یا کوئی چیک اینڈ بیلنس ہے؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! تینوں ضمنی سوالوں کا جواب ایک ہی دفعہ دے دیں۔

سینئر وزیر/وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ بالکل ٹھیک فرمایا گیا ہے۔ اب میں مثال دیتا ہوں کہ چناب سے نکلنے والی ریت چنیوٹ میں سستی ہے لیکن جب فیصل آباد آتی ہے تو اس پر کیرج پڑنے سے وہ مہنگی ہو جاتی ہے اور اسی طرح جب سمندری پہنچتی ہے تو اور زیادہ مہنگی ہو جاتی ہے۔ ایک rate مقرر کرنا مشکل ہے۔ ہم نے کمشنر صاحبان کو یہی کہا ہے کہ آپ ہر تحصیل میں ڈی ڈی او (آر) اور ڈی او (آر) کے ذریعے محکمہ کو پابند کریں کہ اس پر competition کروائیں اور pool نہ ہونے دیں کیونکہ جب مختلف لوگ ہوں گے تو competition میں ریت کا rate نیچے آئے گا۔ دوسرا اقدام یہ ہے کہ لوٹ مار کرنے والے ٹھیکیدار پر انتظامیہ اور محکمہ نظر رکھے اور ایسے ٹھیکیداروں کے ٹھیکے منسوخ کر کے کمشنر کو رپورٹ دیں۔ یہ ایک بڑی جائز شکایت ہے اور اس پر اقدامات بھی کئے جا

رہے ہیں اور میں اس ایوان میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اس حوالے سے مزید اقدامات کئے جائیں گے۔ یہ ایک بڑا اچھا اور موثر سوال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! مقدار کے حوالے سے بات یہ ہے کہ وہ ٹرالیوں کو آگے سے نیچی اور پیچھے سے اونچی کر لیتے ہیں۔ ایک آدمی جب فراڈ کرنا چاہے تو وہ کوئی نہ کوئی راستہ نکال ہی لیتا ہے۔ چونکہ ہر جگہ محکمہ تو نہیں پہنچ سکتا لیکن کوشش کی جائے گی کہ اس پر کڑی نظر رکھی جائے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! انہوں نے بتایا ہے کہ بورے والا، میلسی اور وہاڑی میں کمپنیوں کو ٹھیکے دیتے وقت قانونی تقاضے پورے نہیں کئے گئے اور ریت کا rate مقرر نہیں کیا گیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ غیر قانونی ہیں اور اگر غیر قانونی ہیں تو ٹھیکہ دینے والے افسران کے خلاف محکمہ کیا کارروائی کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم ریت کے rate مقرر نہیں کر سکتے۔ ٹھیکے بالکل صحیح دیئے گئے ہیں اور کسی کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ supplementary کریں اور جلدی کریں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب ہمیں یہ ensure کر دیں کہ جب دوبارہ ٹھیکہ نیلام ہوگا تو باقاعدہ بتایا جائے گا کہ بورے والا، وہاڑی، شیخوپورہ میں اس سے زیادہ ٹیکس نہیں لیں گے۔ بس یہ بات ensure کر دیں اور نیلامی کے وقت یہ بات confirm کر دیں۔ وزیر صاحب اسمبلی کو یہ ensure کر دیں کہ جب آئندہ ٹھیکہ دیا جائے گا تو بتایا جائے گا کہ اس علاقے میں ریت کا یہ ریٹ مقرر ہوگا۔

جناب سپیکر: درست ہے، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ جی راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس پر ensure تو نہیں کر سکتا لیکن اگر آپ مجھے موقع دیں تو میں اس پر میٹنگ کر کے معلوم کر لوں کہ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے؟ اگر ممکن ہو سکتا ہوگا تو ضرور کریں گے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میٹنگ نہیں چاہئے، فیصلہ چاہئے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

سینئر وزیر/وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے تمام سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد میں پرائس کنٹرول کمیٹیوں کی تعداد و کارکردگی کی تفصیلات

*547: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا فیصل آباد میں پرائس کنٹرول کمیٹیاں موجود ہیں، ان کے آفس کہاں واقع ہیں عملہ کی تعداد، نام، گریڈ، عہدہ اور عرصہ تین سال سے زائد تعینات افسران/اہلکاران کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائے جائیں؟

(ب) کیا حکومت ان کمیٹیوں کی کارکردگی رپورٹ 2003 تا 2006 ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ عملہ دکانداروں سے رشوت لیکر انہیں اپنی من پسند قیمتوں پر اشیاً فروخت کرنے کی اجازت دیتا ہے؟

(د) 2002 سے 2006 تک کتنے افسران/اہلکاران کے خلاف لوگوں کی شکایت پر ایکشن لیا گیا، کتنے کیسوں میں سزادی گئی اور کتنے کیس انٹی کرپشن کو بھجوائے گئے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ہاں۔ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس کے سربراہ ڈی سی او فیصل آباد ہیں یہ کمیٹی ڈی سی او آفس میں ہر ماہ ڈی سی او فیصل آباد کی سربراہی میں اپنی میٹنگ کال کرتی ہے۔اس کمیٹی میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے ممبران لئے گئے ہیں جن کی تعداد تقریباً 75 ہے لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس کمیٹی کا کوئی باقاعدہ علیٰحدہ دفتر یا عملہ نہ ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کی مقرر کردہ قیمتوں کے کنٹرول کے لئے فیصل آباد میں سپیشل پرائس چیکنگ مجسٹریٹ کام کر رہے ہیں جن کی کارکردگی رپورٹ ایوان میں پیش کی جا سکتی ہے۔اس ضمن میں پچھلے چار ماہ کی رپورٹ تفصیلاً ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کے تمام امور ڈی سی او آفس کے افسران اور اہلکاران سرانجام دیتے ہیں جن کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

صوبہ پنجاب میں صنعتی یونٹوں کی تعداد اور تفصیلات

*1036:جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں قائم صنعتی یونٹوں (Large Medium) کی ضلع وار تعداد کیا ہے؟

(ب) پنجاب کے مختلف اضلاع میں صنعتی تفاوت کو ختم کرنے کیلئے کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

(ج) پنجاب کے پسماندہ ترین اضلاع مثلاً لیہ، بھکر وغیرہ اور دیگر جنوبی اضلاع میں صنعتی فروغ کیلئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں اگر ان اضلاع میں صنعتی فروغ کا کوئی جامع منصوبہ زیر غور نہیں تو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں قائم صنعتی یونٹوں (میڈیم اینڈ لارج) کی ضلع وار تعداد حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ضلع اٹک	میڈیم	لارج
1	اٹک	1	13
2	بہاولنگر	66	2
3	بہاولپور	74	8
4	بھکر	2	2
5	چکوال	1	9
6	ڈی جی خان	47	11
7	فیصل آباد	243	157

8	گوجرانوالہ	105	30
9	گجرات	30	13
10	حافظ آباد	3	1
11	جھنگ	22	22
12	جہلم	0	8
13	قصور	93	166
14	خانیوال	47	17
15	خوشاب	2	7
16	لاہور	383	198
17	لیہ	5	1
18	لودھراں	16	1
19	منڈی بہاوالدین	10	3
20	میانوالی	1	3
21	ملتان	47	35
22	مظفر گڑھ	58	28
23	ننکانہ صاحب	5	25
24	نارروال	13	1
25	اوکاڑہ	20	11
26	پاکپتن	13	1
27	رحیم یار خان	61	15
28	راجن پور	48	1
29	راولپنڈی	18	19
30	ساہیوال	20	10
31	سرگودھا	6	10
32	شیخوپورہ	118	137
33	سیالکوٹ	234	112
34	ٹوبہ ٹیک سنگھ	6	7
35	وہاڑی	66	4
میزان	کل	1884	1088

(ب) حکومت پنجاب نے مختلف اضلاع میں صنعتی تفاوت کو کم کرنے کے لئے تمام اضلاع کے لئے یکساں صنعتی پالیسی بنائی ہے تاہم ہر ضلع میں وسائل اور خام مال کی دستیابی کے مطابق مختلف

منصوبہ جات قائم کرنے کے لئے حکومت پنجاب لوگوں کو آسان شرائط پر قرضہ فراہم کر رہی ہے جس سے نہ صرف صنعتی تفاوت کم ہوگا بلکہ وہاں پر روزگار کے خاطر خواہ مواقع بھی فراہم ہوں گے۔

(ج) اس سلسلہ میں درج ذیل گزارشات پیش ہیں:۔

1- حکومت پنجاب نے تمام اضلاع میں نئی صنعتیں قائم کرنے کے لئے (NOC) کی پابندی ختم کر دی ہے۔تاہم حکومت کی اجازت کے بغیر شوگر ملز، آرمز اینڈ ایمونیشن، سیکورٹی پرنٹنگ، کرنسی اینڈ منٹ، ہائی ایکسپلوسو، ریڈیو ایکٹو سبسٹینسز اور الکوحل بیوریج یا لیکرز کی صنعتیں قائم کرنے پر پابندی ہے۔

2- حکومت پنجاب نے تمام اضلاع بشمول لیہ، بھکر اور دیگر جنوبی اضلاع کے لوگوں کی رہنمائی کے لئے Pre-investment Studies تیار کی ہیں جو محکمہ صنعت کے ضلع دفاتر سے عوام بلاقیمت حاصل کر سکتے ہیں تاکہ وہ اپنے ضلع میں خام مال کی دستیابی کے مطابق موزوں صنعتیں قائم کر سکیں۔

3- پنجاب کے تمام اضلاع میں چھوٹی صنعتوں کے قیام کے لئے پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے آسان شرائط پر قرضہ کی فراہمی کے لئے نئی سکیم بعنوان "مائیکرو فنانس فار ہاؤس ہولڈز" جاری کر رکھی ہے جس سے بالخصوص پسماندہ اضلاع کے خواہش مند لوگ مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس سکیم کے تحت نہایت ہی کم مارک اپ پر قرضہ دیا جاتا ہے۔

4- وفاقی حکومت نے امسال انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 میں ایک نئے سیکشن (23-اے) کا اضافہ کیا ہے، جس کے تحت مخصوص دیہی اور غیر ترقی یافتہ علاقوں میں قائم ہونے والی کمپنیوں کو فرسٹ ائیر الاؤنس دیا جائے گا تاکہ ان علاقوں کے لوگ اپنے گھر کے قریب ہی روزگار حاصل کر سکیں۔

صوبائی محکمہ صنعت نے پنجاب کے تمام اضلاع کے ڈی سی او صاحبان سے گزارش کی ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے اپنے اضلاع میں صنعتوں کے قیام کے لئے "specific positive areas" کی نشاندہی ضلعی حکومتوں کی مشاورت سے تیار کر کے بھجوائیں تاکہ فیڈرل گورنمنٹ ان کا نوٹیفکیشن جاری کر سکے اس سے ان علاقوں کے لوگ حکومت کی اس رعایت سے مستفید ہو سکیں گے۔انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 میں اضافہ کئے گئے سیکشن 23۔اے کی کاپی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

خدمت خلق کے لئے رجسٹرڈ سوسائٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1140: میاں شفیع محمد: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 1860 کے رجسٹریشن ایکٹ کے تحت خدمت خلق کے کام کے لئے رجسٹرڈ سوسائٹیز کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا 1- دستک، 2- عورت فاؤنڈیشن، 3- سیپ، 4- شیڈ 5- ایس پی او، 6- شرکت گاہ 7-سدھار، 8-کاوش ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن خدمت خلق کے لئے رجسٹرڈ سوسائٹیز ہیں، کیا ان کے حسابات کے سالانہ آڈٹ کرائے جاتے ہیں؟

(ج) کیا ان اداروں کے ڈائریکٹرز کے کبھی انتخابات ہوئے ہیں، ان اداروں کے ڈائریکٹرز اور ممبران کی تعداد کیا ہے، ان کے موجودہ ڈائریکٹرز کتنے عرصہ سے مسلسل ڈائریکٹر ہیں کیا یہ تاثر ان کے بارے میں درست ہے کہ یہ ادارے مخصوص بیرونی ممالک کے مفادات کے لئے کام کرتے ہیں ان کے خدمت خلق کے کام اور حسابات کی تحقیقات حکومت سپیشل آڈٹ ٹیم سے کروانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت سوسائٹیز ایکٹ میں ایسی ترامیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ مذکورہ سوسائٹیز کے حسابات کی جانچ پڑتال حکومت کر سکے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ خدمت خلق سوسائٹیز کی تعداد 14752 ہے۔

(ب) ڈائریکٹر انڈسٹریز، پنجاب، لاہور کے دفتر میں عورت فاؤنڈیشن، سیپ اور سدھار سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہیں جبکہ باقی سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ نہ ہیں۔ رجسٹرڈ سوسائٹیز اپنے میمورنڈم کی شق کے تحت سالانہ اکاؤنٹس کی پڑتال کرانے کی پابند ہیں۔ تاہم مذکورہ دفتر سے audit کروانے کی پابند نہ ہیں۔

(ج) جی ہاں! ان کے انتخاب ہوتے ہیں۔

عورت فاؤنڈیشن کے رجسٹرڈ قواعد و ضوابط کے مطابق پہلے بورڈ آف گورنرز کا انتخاب سال کے لئے تھا بعد ازاں ہر سال ان کا انتخاب ہوتا ہے۔ فہرست عہدیداران برائے سال 2008 کے مطابق عہدیداران کی تعداد تین ہے جبکہ ممبران کی تعداد سات ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	مدت
1	عارف حسین	صدر	6سال
2	بیگم نگار احمد	ایگزیکٹوڈائریکٹر	22سال
3	ثمینہ رحمٰن	سیکرٹری	8سال
4	شعیب سلطان خان	ممبر	16سال
5	ڈاکٹر ایس ایم نعیم	ممبر	16سال
6	انیس ہارون	ممبر	11سال
7	معصومہ حسن	ممبر	19سال
8	قاضی عظمت عیسیٰ	ممبر	13سال
9	آئی اے رحمن	ممبر	11سال
10	تسنیم صدیق	ممبر	11سال

سیپ نے برائے سال2008تک کے گوشوارے مع عہدیداروں کے نام وپتاجات کے ساتھ دفتر رجسٹرار جائنٹ سٹاک کمپنیز لاہور کو مہیا کئے ہیں۔ تفصیل مع عہدیداران وممبران مع مدت درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	مدت
1	بیگم نگار احمد	چیئرپرسن	3سال
2	زین الدین خلجی	خزانچی	3سال
3	نیلم حسین	ممبر	3سال
4	سلیمان جی ابرو	ممبر	3سال
5	مسرت قدیم	ممبر	3سال
6	بونی میڈیس	ممبر	3سال
7	نفیسہ شاہ	ممبر	3سال
8	سلمان اکرم راجہ	ممبر	6سال
9	بشریٰ گوہر	ممبر	6سال
10	پروین سکندر	ممبر	6سال
11	ایم بی نقوی	ممبر	6سال

جنرل باڈی ممبران کی تعداد12ہے۔

سدھار کے الیکشن تین سال بعد ہوتے ہیں۔ سدھار کو گوشوارے برائے سال 2008 کے مطابق تفصیل عہدیداران وممبران مع عہدہ مدت درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	مدت
1	فرعت ناغی	صدر	6سال
2	ریاض قصوری	نائب صدر	6سال
3	ظفراللہ گل	جنرل سیکرٹری	6سال
4	آصف منیر	جوائنٹ سیکرٹری	6سال
5	ندیم فصل اعجاز	خزانچی	13سال
6	فاروق احمد	سیکرٹری اطلاعات	2سال
7	تعظیم اعظم	ممبر	2سال
8	نسیم فاطمیہ	ممبر	2سال

جنرل باڈی ممبران کی تعداد 53 ہے۔

سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ سوسائٹیز بیرونی امداد یا ذریعہ آمدن مہیا کرنے کی پابند نہ ہیں تاہم زیر دفعہ 4۔ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت ہر سال ماہ جنوری میں مجلس عاملہ یا فہرست عہدیداران کے نام وپتاجات کے ساتھ فہرست عہدیداران جن کو انجمن کے معاملات کا انتظام تفویض کیا گیا ہو عہدیداران کے نام وایڈریس کے ساتھ فہرست رجسٹرار جائنٹ سٹاک کمپنیز کو پیش کرتی ہیں۔ اگر کسی رجسٹرڈ سوسائٹی کے خلاف فنڈ کی خورد برد کے متعلق شکایت موصول ہو تو حکومت پنجاب زیر دفعہ A-16 سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت تادیبی کارروائی کر سکتی ہے۔

(د) سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 میں ترامیم برائے مزید جانچ پڑتال حسابات حکومت پنجاب کے زیر غور ہیں۔

لاہور میں پی پی۔144 میں گورنمنٹ کمرشل انسٹیٹیوٹ کی تعمیر

*1146: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور پی پی۔144 یو سی 37 میں گورنمنٹ کمرشل انسٹیٹیوٹ فار بوائز تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ کالج اب فتح گڑھ منتقل ہو گیا ہے جبکہ پی پی۔144 میں اور کوئی بھی گورنمنٹ کمرشل انسٹیٹیوٹ نہ ہے؟

(ج) کیا حکومت پی پی۔144 میں گورنمنٹ کمرشل انسٹیٹیوٹ قائم / تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) اگر حکومت پنجاب پی پی۔144 میں زمین / یا کوئی سرکاری ادارہ فراہم / ٹرانسفر کر دے تو اسے اگلے سال کے اے ڈی پی میں شامل کر کے پی پی۔144 میں گورنمنٹ کامرس انسٹیٹیوٹ کا ادارہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

میاں چنوں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کو توسیع دینے کا مسئلہ

*1191: رانا بابر حسین: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میاں چنوں کب، کتنے رقبہ پر قائم ہوئی تھی؟

(ب) اس اسٹیٹ میں کتنے اور کس کس سائز کے پلاٹ بنائے گئے تھے؟

(ج) کتنے پلاٹوں پر فیکٹریاں قائم ہو چکی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس انڈسٹریل اسٹیٹ کو مزید توسیع دینے کی ضرورت ہے تاکہ مزید انڈسٹری لگائی جا سکے، کیا حکومت ایسا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میاں چنوں سال 93-1992 میں قائم ہوئی جس کا رقبہ 565 کنال دو مرلے ہے۔

(ب) اس اسٹیٹ میں کل 157 پلاٹ بنائے گئے تمام پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں تفصیل درج ذیل ہے:

اے کیٹگری (پلاٹ سائز 2 کنال)	60 عدد
بی کیٹگری (پلاٹ سائز ایک کنال)	63 عدد
سی کیٹگری (پلاٹ سائز 10 مرلے)	34 عدد

میزان 157 عدد

(ج) اس وقت تک 44 پلاٹوں پر 34 فیکٹریاں قائم ہو چکی ہیں۔

(د) جیسا کہ اوپر جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ 157 پلاٹس میں سے صرف 44 پلاٹوں پر ابھی تک فیکٹریاں قائم ہوئی ہیں۔ لہذا آبادکاری کی اس سست رفتار کی بنا پر سر دست سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میاں چنوں میں مزید توسیع کی ضرورت نہ ہے۔ بہر کیف آبادکاری کی بہتری کی صورت میں اس اسٹیٹ میں موجود 120 کنال غیر آباد رقبہ کو ڈویلپ کر لیا جائے گا تا کہ یہاں مزید انڈسٹری لگ سکے۔ اس اسٹیٹ کی آبادکاری میں اندازاً دو سال کا عرصہ لگ جائے گا۔

چنیوٹ شہر میں قائم صنعتوں کے مسائل

*1430: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ پورا شہر انڈسٹری کی شکل اختیار کر چکا ہے، ٹریفک کا ہجوم ہے خاص کر رکشاؤں کی بہتات کی وجہ سے بچوں، بوڑھوں اور خواتین کا سڑکوں سے گزرنا محال ہو چکا ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب لکڑی کی صعنت کیلئے علاقہ مختص کر کے وہاں فیکٹری ایریا قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اور اگر نفی میں ہے تو کیوں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ چنیوٹ شہر میں انڈسٹریل یونٹس کی بہتات ہے جو اس شہر / علاقہ کی ترقی اور خوشحالی کے لئے خوش آئندہ ہے۔ ایک سروے کے مطابق یہاں تین ہزار سے زائد چھوٹے بڑے اور گھریلو یونٹ لکڑی کی صنعت سے وابستہ ہیں۔ لکڑی کا فرنیچر اس شہر کی پہچان ہے اور زیادہ لوگوں کا روزگار بھی اسی صنعت سے وابستہ ہے۔ مقامی آبادی کے علاوہ صنعتی ترقی کے باعث نزدیکی گاؤں کے لوگ بھی اس شہر میں روزگار کمانے کے لئے آتے ہیں جس سے ٹریفک کے مسائل پیدا ہوتے ہیں جن کے حل کے لئے مقامی انتظامیہ کو موثر اقدامات کرنے چاہیں۔

(ب) چنیوٹ میں سمال انڈسٹریز اسٹیٹ قائم کرنے کی تجویز پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر غور رہی ہے لیکن فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہاں سمال انڈسٹریز اسٹیٹ قائم نہ ہو سکی۔

فوڈ سٹمپ سکیم کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1566: میاں شفیع محمد: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فوڈ سپورٹ سکیم کا طریق کار کیا ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) مذکورہ سکیم کے اجرائ کے وقت، طریق کار طے کرتے وقت اور اس پر عمل درآمد کے سلسلہ میں کیا متعلقہ اراکین اسمبلی کو کنسلٹ کیا جا رہا ہے تاکہ اس عمل کو شفاف بنایا جا سکے نیز تقسیم کا طریق کار اس طرح سے ہو کہ مستحقین کی عزت نفس مجروح نہ ہو؟

(ج) اگر اراکین اسمبلی کو کنسلٹ کیا گیا ہے یا کیا جا رہا ہے تو کیا پی پی۔288 کے رکن پنجاب اسمبلی کو کنسلٹ کیا گیا ہے، اگر نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ صوبے کے غریب اور نادار عوام کو مالی امداد دینے کے لئے حکومت پنجاب نے "پنجاب فوڈ سٹمپ سکیم" کا آغاز کیا ہے جس میں صوبہ پنجاب کے اٹھارہ لاکھ مستحق خاندانوں کو ایک ہزار روپے ماہوار کے حساب سے امداد ان کی گھر کی دہلیز پر بذریعہ منی آرڈر فراہم کی جا رہی ہے۔ طریق کار درج ذیل ہے:۔

1۔ پہلے مرحلے میں عوامی نمائندوں سے مستحق خاندانوں کی فہرستیں موصول ہونے کے بعد سرکاری ملازمین پر مشتمل لوکل ٹیمیں گھر گھر جا کر تصدیق کرتی ہیں۔

2۔ دوسرے مرحلے میں تصدیق کا کام سب ڈویژنل سطح پر تشکیل کردہ ٹیمیں کرتی ہیں جن کے سربراہ متعلقہ ڈی ڈی او (آر) ہیں۔

3۔ تیسرے مرحلے میں ضلعی سطح کی ٹیمیں متعلقہ ڈی سی او کی سربراہی میں دوبارہ تصدیق کرتی ہیں۔

4۔ چوتھے مرحلے میں اس وقت تصدیق کا عمل ہوتا ہے جب ڈیٹا انٹری کا کام ہو رہا ہوتا ہے۔ ڈیٹا انٹری کے لئے محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی نے ایسا پروگرام وضع کیا ہے جو ایک ہی نام کے شناختی کارڈ کی دہری انٹری نہیں ہونے دیتا نیز یہ پروگرام پرانے دہرے شناختی کارڈ رکھنے والے ناموں کا اندراج بھی نہیں ہونے دیتا۔

5۔ تصدیق کے پانچویں مرحلے میں سیکرٹری حضرات / ریجنل کوآرڈینیٹرز (اب ڈویژنل کمشنر) پر مشتمل ٹیمیں صوبے کی سطح پر فیلڈ میں جا کر تصدیق کرتی ہیں۔

6۔ چھٹے مرحلے میں محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے پاس اکٹھا ہونے والے آن لائن ڈیٹا میں دہری انٹری والے ناموں کو خارج کر دیا جاتا ہے۔

7- ساتویں مرحلے میں پاکستان پوسٹ مینوں اپنے ڈاکئے کے ذریعے نام اور ایڈریس کی مکمل تصدیق کے بعد مستحق خاندان کو اس کے گھر پر منی آرڈر فراہم کر دیتا ہے جس سے اس کی عزت نفس مجروح نہیں ہوتی۔

اس طرح حقداروں کی نشاندہی کے لئے تصدیق اور رقوم کی تقسیم کے لئے الگ الگ محکموں /اداروں کو استعمال کیا جارہا ہے تاکہ اس سکیم سے صرف مستحق افراد فائدہ اٹھائیں۔

(ب) مذکورہ سکیم کے اجرا کے وقت اور طریق کار طے کرتے وقت اور اس پر عملدرآمد کے سلسلہ میں متعلقہ اراکین اسمبلی کو کنسلٹ کیا گیا ہے۔ مستحقین کی عزت نفس کو مجروح ہونے سے بچانے کے لئے مذکورہ سکیم کے تحت ان کو ادائیگی بذریعہ منی آرڈر کی جارہی ہے۔

(ج) جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ عوامی نمائندوں سے ان کے حلقہ سے متعلقہ مستحق افراد کی لسٹیں لینے کے لئے کنسلٹ کیا جاتا ہے۔یہ ذمہ داری متعلقہ ضلع کے ڈی سی او صاحبان کو تفویض کی گئی ہے۔

تحصیل بھلوال میں واقع ٹیکنیکل اداروں کی تفصیلات

*1687: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں واقع ٹیکنیکل اداروں اور ان کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(ب) ان ادارہ جات میں طلبا کو جو تعلیم دی جارہی ہے، اس کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان ادارہ جات سے تعلیم حاصل کرنے والے طلبا کو کوئی مالی امداد دی جاتی ہے تو کس شرح سے دی جاتی ہے؟

(د) ان ادارہ جات کو حکومت مالی سال 09-2008 میں کیا کیا سہولیات اور فنڈز فراہم کر رہی ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) تحصیل بھلوال میں واقع اداروں اور ان کے سربراہوں کے نام عہدہ گریڈ اور تعلیمی قابلیت مندرجہ ذیل ہے:۔

1- گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال فقیر علی BS-18|ایم اے انگلش
پرنسپل کی سیٹ خالی ہے مذکورہ اہلکار عارضی طور پر بحیثیت انچارج کام کر رہا ہے

2- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین بھلوال
فیض بتول جونیئر ٹریڈ انسٹرکٹر BS -08
تین سالہ ڈپلومہ مع ایک سالہ ٹیچر ٹریننگ کورس

پرنسپل کی سیٹ خالی ہے سابقہ پرنسپل کو مورخہ 28-08-2008 کو سنٹرل زون ٹیوٹا لاہور کیلئے ریلیو کیا گیا۔

(ب) گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال
ڈپلومہ ان کامرس (ڈی۔کام)
بیچلر ان کامرس (بی۔کام)
کمپیوٹر شارٹ کورس (سی۔سی۔اے)

2- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین بھلوال دوسالہ ڈپلومہ ووکیشنل شارٹ کورسز (بیوٹیشن کمپیوٹر ٹیلرنگ مشین ایمبرائیڈری

(ج) دس طلباء کو سیدہ مبارکہ بابر فاؤنڈیشن کی طرف سے مبلغ -/3600 روپے فی کس سالانہ وظیفہ دیا جاتا ہے

2- پوزیشن ہولڈرز طلباء کو کوزمہ ٹرسٹ اسلام آباد کی طرف سے مبلغ -/6000 روپے فی کس سالانہ وظیفہ دیا جاتا ہے

(د) گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال میں طلبا کی سہولت کیلئے کمپیوٹر لیب بنائی گئی اور لائبریری کو اپ گریڈ کیا گیا ادارہ میں سی سی ٹی وی کیمرہ لگایا گیا

1- گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال (بجٹ برائے متفرق اخراجات)
پہلی سہ ماہی =-/28415 روپے

2- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین بھلوال
(بجٹ برائے متفرق اخراجات)
(پہلی سہ ماہی) =-/40127 روپے

تحصیل بھلوال میں ٹیوٹا کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1694: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں ٹیوٹا کے کون کون سے ادارے کس کس جگہ کام کر رہے ہیں، ان اداروں کے نام بتائیں؟

(ب) ان اداروں میں طلباء کو کون کون سی ٹیکنیکل تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) ان اداروں میں زیر تعلیم طلبا کی تعداد ادارہ وائز بتائیں؟

(د) ان ادارہ جات کے سال 07-2006 اور 08-2007 کے اخراجات بتائیں؟

(ہ) حکومت اس تحصیل میں مزید ٹیکنیکل تعلیم کے ادارے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) تحصیل بھلوال میں ٹیوٹا کے مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں:-

1- گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس کوٹ مومن روڈ بھلوال

2- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین نور حیات کالونی بھلوال

(ب)

1- گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس کوٹ مومن روڈ بھلوال ڈپلومہ ان کامرس (ڈی کام) بیچلر ان کامرس (بی کام) کمپیوٹر شارٹ کورس (سی سی اے)

2- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین بھلوال دو سالہ ڈپلومہ ووکیشنل شارٹ کورس (بیوٹیشن، کمپیوٹر، ٹیلرنگ، مشین ایمبرائیڈری)

(ج)

گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال طلبا کی تعداد 503

2- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین بھلوال طلبا کی تعداد 104

(د)

1- گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال

اخراجات سال 07-2006 Rs, 1,11,500/-

اخراجات سال 08-2007 Rs. 7,27,651/-

2- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین بھلوال

اخراجات سال 07-2006 Rs. 4,035,00/-

اخراجات سال 08-2007 Rs. 12,71,650/-

(ہ) تحصیل بھلوال میں ٹیوٹا مندرجہ ذیل نئے ٹیکنیکل ادارے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

1- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بھیرہ جس میں اگلے تعلیمی سیشن سے انشاءاللہ کلاسز شروع ہو جائیں گی۔

2- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بھلوال جس کی بلڈنگ زیر تعمیر ہے اور اس کی تکمیل پر انشاءاللہ 2010 میں کلاسز شروع ہونے کا قوی امکان ہے۔

پی پی۔143 تا 146 میں کارخانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1702: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔145,144,143 اور 146 لاہور میں کون کون سی فیکٹریاں اور کارخانے کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے کارخانوں / فیکٹریوں کی تنصیب کے وقت (NOC) حاصل کیا گیا تھا ان کے نام اور مالکان کے نام بتائیں؟

(ج) کتنے کارخانوں / فیکٹریوں کے تنصیب کے وقت این او سی نہیں لیا گیا تھا؟

(د) اس وقت ان فیکٹریوں / کارخانوں میں کتنے افراد کام کر رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان سے جو فیکٹریاں / کارخانے آبادیوں کے درمیان میں واقع ہیں ان کو آبادیوں سے باہر شفٹ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) پی پی۔145، 144، 143 اور 146 لاہور میں قائم فیکٹریوں کی تعداد 536 ہے جن کے نام و پتاجات کی فہرست ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں صنعتی ترقی کے لئے سازگار حالات پیدا کرنے کے لئے 1986 سے حکومت نے صنعتوں کے قیام کو NOC سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا۔ کاپی ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ گورنمنٹ کی موجودہ صنعتی پالیسی (30۔ ستمبر 2002 کاپی ضمیمہ (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کے تحت بھی صنعتوں کے قیام کے لئے ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز پنجاب سے کسی قسم کے این او سی لینے کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) چونکہ ابتدائی طور پر صنعتوں کے قیام کے لئے این او سی لینے کی ضرورت ہی نہ تھی اس لئے مالکان نے کارخانے لگانے سے پہلے ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز پنجاب سے کسی قسم کا رابطہ کیا اور نہ ہی صنعتیں لگانے کے بعد اطلاع دی گئی۔

(د) اس وقت ان فیکٹریوں / کارخانوں میں تقریباً 10678 افراد کام کر رہے ہیں۔

(ہ) فی الحال محکمہ صنعت میں ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے کیونکہ محکمہ کے پاس ایسا کوئی اختیار نہ ہے جس کی بنا پر ان صنعتوں کو آبادیوں کے باہر شفٹ کیا جا سکے۔البتہ ماحولیاتی آلودگی کا باعث بننے والے کارخانوں کے خلاف محکمہ ماحولیات پنجاب کارروائی کرنے کا مجاز ہے۔

ننکانہ شہر میں سی این جی سٹیشن لگانے کے طریق کار کی تفصیلات

*2010: جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ننکانہ شہر اور گردونواح میں سی این جی سٹیشن لگانے کی پالیسی کیا ہے؟

(ب) سی این جی سٹیشن لگانے کی اجازت کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) ننکانہ صاحب میں سی این جی سٹیشن کی تعداد کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ صنعت نے صوبہ پنجاب میں پٹرول پمپ / سی این جی فلنگ سٹیشن لگانے کے لئے چٹھی نمبر STO(PSB 3-4/2005 مورخہ 28۔جون 2006 ضمیمہ (الف) کے تحت درج ذیل پالیسی جاری کی ہے جو ضلع ننکانہ کے لئے بھی قابل عمل ہے۔

1- درخواست دہندہ NOC کے لئے ضلعی رابطہ افسر ننکانہ صاحب کو درخواست دیتا ہے جس کے ساتھ درج ذیل دستاویزات پیش کرتا ہے۔

(a) commitment from Oil Marketing Company

(b) Title /lease of land /site.

(c) Site /Layout plan duly authenticated by the Oil Marketing Company

(d) Application for grant of NOC shall be accompanied by third party certification from HDP and an affidavit to the effect that standard safety regulations will be adhered to which the inspector of Explosives can verify and enforce once the CNG Filling Station becomes operational.

2- سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے کم از کم ایک کنال کا پلاٹ ہونا چاہئے جس کا فرنٹ 57 فٹ ہو۔

3- میٹروپولیٹن، میونسپل اور ٹاؤنز میں سڑک کے درمیان سے سی این جی سٹیشن کی جگہ 60 فٹ جبکہ دیہاتی علاقہ میں 50 فٹ ہونی چاہئے تاکہ مستقبل میں سڑکوں کی توسیع کی ضرورت پوری ہو سکے۔

4۔ ضلع ننکانہ میں ضلعی رابطہ آفیسر کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس میں متعلقہ یوٹیلٹی کمپنیوں کا نمائندہ، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) اور سول ڈیفنس آفیسر شامل ہیں۔یہ کمیٹی درخواست پر غور و خوض کرنے کے بعد اپنی سفارشات ضلع ناظم کو پیش کرتی ہے۔

5۔ ضلع ناظم ان سفارشات کی روشنی میں این او سی جاری کرتا ہے۔

(ب) NOC سٹیشن لگانے کے لئے درخواست گزار آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی اسلام آباد سے سی این جی (پروڈکشن اینڈ مارکیٹنگ) رولز مجریہ 1992 کے تحت پروویژنل لائسنس حاصل کر کے ضلعی رابطہ آفیسر ننکانہ صاحب کو درخواست کرتا ہے کہ اسے سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے این او سی جاری کیا جائے۔

2۔ دفتر ضلعی رابطہ افسر ننکانہ صاحب سے درخواست کی کاپیاں ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو، ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈویژن، واپڈا اور سوئی گیس کے محکمہ جات کو ارسال کی جاتی ہیں کہ وہ موقع ملاحظہ کر کے اپنی رپورٹس ارسال کریں۔

3۔ مندرجہ بالا محکمہ جات سے عدم اعتراض کی رپورٹس موصول ہونے پر کیس کو ڈسٹرکٹ پٹرول پمپ / سی این جی سٹیشن کمیٹی کی میٹنگ میں برائے منظوری پیش کیا جاتا ہے۔

4۔ کمیٹی اپنی سفارشات ضلعی ناظم کو پیش کرتی ہے۔

5۔ ضلعی ناظم پٹرولیم رولز مجریہ 1937 کے تحت سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے NOC جاری کرتے ہیں۔

(ج) 01-07-2005 سے ضلع ننکانہ صاحب قائم ہونے کے بعد درج ذیل 12 سی این جی سٹیشن کو این او سی جاری کئے گئے ہیں۔

1۔ النافع سی این جی سٹیشن چک نمبر 175 ر۔ب 97.5 کلو میٹر شیخوپورہ، فیصل آباد روڈ صفدر آباد ضلع ننکانہ صاحب

2۔ المدینہ فلنگ سٹیشن خانقاہ ڈوگراں روڈ منڈی صفدر آباد ضلع ننکانہ صاحب

3۔ بابا سی این جی سٹیشن فیصل آباد روڈ شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب

4۔ مراد فلنگ سٹیشن ولی پور بوڑا تحصیل شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب

5۔ نگینہ سی این جی سٹیشن چک نمبر 99 ر۔ب تحصیل شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب

6۔ ہائی سپر سی این جی سٹیشن ننکانہ روڈ شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب

7۔ حاجی ایوب سی این جی سٹیشن شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب

8۔ طفیل برادرز سی این جی سٹیشن شاہ کوٹ، روڈ سانگلہ ہل ضلع ننکانہ صاحب

9۔ حسین سی این جی سٹیشن نزد ٹول پلازہ مانانوالہ فیصل آباد، شیخوپورہ روڈ ضلع ننکانہ صاحب

-10 آئی بیر سی این جی سٹیشن شیخوپورہ فیصل آباد روڈ مانانوالہ تحصیل شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب
-11 ایس ڈبلیو سی این جی سٹیشن چک نمبر99ر۔ب پنواں تحصیل شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب
-12 کلاس سی این جی سٹیشن چک نمبر176ر۔ب پنواں تحصیل شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب

پنجاب ٹیکنیکل بورڈ میں خالی اسامیاں پر کرنے کا مسئلہ

*2064: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چیئرمین پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن بورڈ کی اسامی 14-4-2008 سے خالی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بورڈ ہی کے کنٹرولر امتحانات کی اسامی بھی 23-8-2008 سے خالی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی ہاں چیئرمین بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کی اسامی مورخہ 14-04-2008 سے خالی ہے تاہم بورڈ کے دفتری معاملات کو جاری و ساری رکھنے کے لئے مذکورہ اسامی پر عارضی بنیادوں پر ایک گورنمنٹ آفیسر کام کر رہا ہے۔

(ب) جی نہیں، کنٹرولر امتحانات PBTE کی اسامی خالی نہ ہے اور اس سیٹ پر قوانین کے مطابق ایک سرکاری ملازم تعینات کیا ہوا ہے۔

(ج) جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تاہم اسامی کو پر کرنے کے لئے باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیا جا چکا ہے اور دفتری کارروائی جاری ہے۔مزید برآں جز (ب) کا جواب نفی میں ہے۔

پی بی ٹی ای سے پرائیویٹ ٹیکنیکل اداروں کی رجسٹریشن سے متعلقہ تفصیل

*2407: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کو پرائیویٹ اداروں کی رجسٹریشن کا اختیار مل گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈ کی رجسٹریشن کے لئے قواعد و ضوابط بتائے گئے ہیں، کیا جو ادارے رجسٹرڈ کئے جارہے ہیں ان کو قواعد و ضوابط کے مطابق رجسٹرڈ کیا گیا ہے اگر نہیں تو قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرنے والے افسران اور اہلکاران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) مذکورہ پنجاب بورڈ کو رجسٹریشن کا اختیار ملنے کے بعد جن اداروں کو رجسٹرڈ کیا گیا ہے، ان کے نام اور ٹیکنالوجی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) درست ہے۔ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور کو بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر TEVTA/F&A/1-182 مورخہ 14-04-2005 پرائیویٹ فنی، کامرس اور ووکیشنل اداروں کی رجسٹریشن کے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔ (Annex "A") ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) درست ہے کہ رجسٹریشن کے لئے قواعد و ضوابط بنائے گئے ہیں اور تمام اداروں کو انہی قواعد و ضوابط کے مطابق رجسٹر کیا جارہا ہے۔ کسی بھی ادارے کو قواعد و ضوابط سے ہٹ کر رجسٹرڈ نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) رجسٹریشن کا اختیار ملنے کے بعد 293 اداروں کو رجسٹرڈ کیا گیا۔ ادارے کا نام اور ٹیکنالوجی کی تفصیل (Annex "B") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی ایس آئی سی کے قرضہ جات کی سکیموں کی تفصیلات

*2410: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نئے منصوبہ جات کے لئے قرض دیتی ہے، اگر ہاں تو کس شرح سے؟

(ب) کیا مذکورہ کارپوریشن قرض دیتے وقت مروجہ قوانین کے تحت جائیداد وغیرہ رہن رکھتی ہے اور ڈیفالٹر ہونے کی صورت میں مذکورہ جائیداد کو نیلام کرکے قرض کی رقم حاصل کی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کوئی قرض دار مسلسل دو اقساط کی ادائیگی نہیں کرتا تو اس کو ڈیفالٹر قرار دے کر گرفتاری عمل میں لائی جاتی ہے، اگر ہاں تو کس قانون کے تحت؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی ہاں- پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن درج ذیل قرضہ کی سکیموں کے تحت نئے منصوبہ جات کے لئے قرضہ فراہم کر رہی ہے، شرح مارک اپ ہر سکیم کے سامنے درج ہے:-

قرضہ سکیم کا نام	حد قرضہ	شرح مارک اپ
1-مائیکرو فنانس	-/50000	11فیصد سالانہ
2-کسٹومائیزلینڈنگ فار کرافٹس بیسڈ ٹیکسٹائل	-/100000	بغیر سود
3-کسٹومائیزلینڈنگ فار فرنیچر سیکٹران چنیوٹ	-/100000	بغیر سود
4-فنانسنگ آف مینوفیکچرنگ / سروس پراجیکٹس (200 ملین)	i) 500000 برائے سروس پرووائڈر	12فیصد سالانہ
	ii) 2000000 برائے سمال انڈسٹری	12فیصد سالانہ
5-فنانسنگ آف کاٹیج / مائیکرو آرٹیزن	-/50000	12فیصد سالانہ
6-قرضہ سکیم برائے گرین رکشہ (آٹو) سی این جی	-/109000	5.5فیصد سالانہ (فلیٹ ریٹ)

(ب) سکیم نمبر 1، 5 اور 6 کے تحت قرض شخصی ضمانت پر دیا جاتا ہے اور اس کی جائیداد رہن نہیں رکھی جاتی البتہ سکیم نمبر 2 تا 4 کا قرض زمین رہن رکھ کر دیا جاتا ہے اور ڈیفالٹر ہونے کی صورت میں جائیداد نیلام کر کے قرض کی رقم وصول کی جاتی ہے-

(ج) یہ درست ہے کہ اگر قرض دار مسلسل دو اقساط کی ادائیگی نہیں کرتا تو اسے ڈیفالٹر قرار دیا جاتا ہے اور قرضہ کے معاہدہ کے مطابق اور لینڈ ریونیو ایکٹ اور فنانشل انسٹیٹیوشن (ریکوری آف فنانس) 2001 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے- علاوہ ازیں سکیم نمبر 6 کے تحت لئے گئے چیک فسخ ہونے کی صورت میں بھی کارروائی ممکن ہے-

دی پنجاب کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ 2005 میں ترمیم کا معاملہ

*2705: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ The Punjab Consumer Protection Act 2005 صارفین اور manufacturer دونوں کے مفاد اور تحفظ کے لئے بنایا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایکٹ کے تحت Consumer Courts قائم کی گئی ہیں جو صارفین کی شکایات سن کر فیصلہ صادر کرتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسے صارفین جن کو productکے ساتھ warrantyدی جاتی ہے وہ وارنٹی کے پیریڈ میں کسی defectکی نشاندہی کے لئے manufacturerکے پاس نہیں جاتے اور براہ راست عدالت سے رجوع کرتے ہیں جس سے غیر ضروری مقدمہ بازی شروع ہو جاتی ہے کیونکہ اگر صارف اپنی شکایت لے کر manufacturerکے پاس جائے تو اس کی شکایت کا ازالہ ہو سکتا ہے، اگر manufacturerلیت ولعل یا وارنٹی پر من وعن عمل درآمد سے انکار کرے تو عدالت سے رجوع کیا جا سکتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانون ہذا میں ایسی کوئی شق نہیں جیسا کہ جز(ج) میں وضاحت کی گئی؟

(ہ) کیا حکومت غیر ضروری مقدمہ بازی کو روکنے کے لئے صارفین اور manufacturer دونوں کے تحفظ کے لئے قانون میں مجوزہ ترمیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جی نہیں، صارف عدالت سے براہ راست رجوع نہیں کر سکتا، کیونکہ Punjab Consumer Protection Act 2005کی دفعہ 28کے تحت صارف پر لازم ہے کہ وہ شکایت کے ازالہ کے لئے مینوفیکچرر / خدمات فراہم کرنے والے کو پندرہ یوم کا تحریری نوٹس جاری کرے۔البتہ شکایت کا ازالہ نہ ہونے کی صورت میں صارف کنزیومر کورٹس سے رجوع کر سکتا ہے جس کے لئے کنزیومر کورٹس کو جاری کردہ تحریری نوٹس کی کاپی اور اس کی رسید فراہم کرنا لازم ہے کیونکہ ان کے بغیر کنزیومر کورٹ میں مقدمہ دائر نہیں کیا جا سکتا۔یہ انتظام اس لئے کیا گیا ہے تاکہ غیر ضروری مقدمہ بازی کو کنٹرول کیا جا سکے۔

(د) جی نہیں، جز(ج) میں اس کی تفصیل دے دی گئی ہے۔البتہ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 28کا متن فاضل رکن پنجاب اسمبلی کی اطلاع کے لئے درج ذیل ہے:-

"No claim shall be entertained by a Consumer Court unless the consumer or the Authority has given

notice under sub-section (1) and provides proof that the notice was duly delivered but the manufacturer or service provider has not responded thereto"

(ہ) چونکہ مذکورہ ایکٹ کے تحت صارف پر پہلے ہی لازم ہے کہ کنزیومر کورٹ جانے سے پہلے وہ اپنی شکایت کے ازالہ کے لئے مینوفیکچرر / خدمات فراہم کرنے والے کو پندرہ یوم کا تحریری نوٹس جاری کرے۔اس لئے اس سلسلہ میں قانون ہذا میں مزید ترمیم کی ضرورت نہ ہے۔

کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ کی تفصیلات

*2732: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کنزیومر کورٹس صارفین کی شکایات کے ازالہ کیلئے کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ کے تحت بنائی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ پراڈکٹ جن کے اوپر وارنٹی ہو تو مینوفیکچررز وارنٹی کی معیاد کے اندر، صارفین کی نشاندہی پر پراڈکٹ کو تبدیل یا درست کرنے کا پابند ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض صارفین وارنٹی کی مینوفیکچررز کو نشاندہی کئے بغیر ہی سیدھے کنزیومر کورٹ میں چلے گئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسے صارفین جو بغیر کسی زائد ادائیگی قیمت ثبوت کے سیدھے کنزیومر کورٹ میں چلے گئے اور کورٹس نے ان کے کلیمر پر کارروائی عمل میں لائی ہو؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسے وارنٹی والے صارفین کو کنزیومر کورٹ میں جانے سے قبل مینوفیکچررز کے پاس وارنٹی کی نشاندہی کا پابند بنانے کیلئے متعلقہ ایکٹ میں کوئی واضح قانون یا شق موجود نہ ہے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متعلقہ ایکٹ میں ترمیم کرکے وارنٹی والے صارفین کو پہلے مینوفیکچرر کے پاس جانے کا پابند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی ہاں، کنزیومر کورٹس کا قیام پنجاب تحفظ صارفین ایکٹ 2005 کے تحت عمل میں لایا گیا ہے تاکہ صارفین کی شکایات کا فوری ازالہ ہو سکے۔

(ب) ایکٹ ہذا کے تحت وہ مصنوعات جن کے اوپر وارنٹی ہو اور وارنٹی کی میعاد کے دوران صارفین کی نشاندہی پر خامی والی پراڈکٹ تبدیل یا درست کرنے کے لئے مینوفیکچرر پابند ہے۔

(ج) جی نہیں، قانون میں ایسی کوئی گنجائش نہ ہے کہ صارف مینوفیکچرز کو نشاندہی کئے بغیر عدالت سے رجوع کر سکے۔

(د) جی نہیں۔کوئی صارف بغیر زائد ادائیگی قیمت ثبوت کے سیدھا کنزیومر کورٹ نہیں گیا اور نہ ہی کورٹس نے ایسے کلیم پر کوئی کارروائی کی ہے۔

(ہ) کنزیومر کورٹ میں جانے سے قبل صارف کو مینوفیکچرر / خدمات فراہم کرنے والے کو اپنی شکایت کے لئے پندرہ یوم کا تحریری نوٹس جاری کرنا لازم ہے۔

(و) چونکہ مذکورہ ایکٹ کے تحت صارف پر پہلے ہی لازم ہے کہ کنزیومر کورٹ جانے سے پہلے وہ اپنی شکایت کے ازالہ کے لئے مینوفیکچرر / خدمات فراہم کرنے والے کو پندرہ یوم کا تحریری نوٹس جاری کرے۔اس لئے اس سلسلہ میں قانون ہذا میں مزید ترمیم کی ضرورت نہ ہے۔

سندر انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور میں مساجد کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*2822: خواجہ عمران نذیر: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور میں مساجد کی تعمیر کے لئے کتنے پلاٹ مختص ہیں ان کے رقبہ اور نمبر کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کتنے پلاٹوں پر مساجد کی تعمیر کے ٹینڈر ہو چکے ہیں؟

(ج) ان مساجد کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہو گی اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

(د) ان کی تعمیر کی مدت تکمیل کیا ہے؟

(ہ) آج تک ان پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے موقع پر کتنے فیصد کام ہوا ہے اور کتنا بقایا ہے؟

(و) کیا حکومت ان نامکمل مساجد کی تعمیر جلد از جلد مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور میں مساجد کے لئے چار پلاٹ مختص کئے گئے ہیں۔ہر مسجد کے لئے تقریباً 2.88 کنال (13,000 SFT) جگہ مختص کی گئی ہے۔ان کے لئے کوئی پلاٹ نمبر نہ

ہے بہر کیف تمام مساجد کی لوکیشن کا ماسٹر پلان سندر انڈسٹریل اسٹیٹ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایک پلاٹ پر مسجد کی تعمیر کا ٹینڈر ہو چکا ہے۔

(ج) انشاءاللہ ایک مسجد اکتوبر 2009 میں مکمل ہو جائیگی، اس پر تقریباً دو کروڑ بہتر لاکھ رقم خرچ ہو گی جبکہ تمام چار مساجد پر کل رقم کا تخمینہ 12 کروڑ روپے ہے۔ باقی تین مساجد 2012 میں مکمل ہوں گی۔

(د) انشاءاللہ ایک مسجد اکتوبر 2009 میں مکمل ہو گی۔ باقی تین مساجد 2012 سے پہلے مکمل ہونے کی منصوبہ بندی ہے۔

(ہ) آج تک اس مسجد پر تقریباً ایک کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور موقع پر تقریباً 45 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور 55 فیصد باقی ہے۔

(و) باقی تین مساجد کے ٹینڈر ابھی نہیں ہوئے کیونکہ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں فی الحال انڈسٹری کی تعداد 15 فیصد ہے۔ جیسے جیسے انڈسٹری اسٹیٹ میں لگتی جائیگی ویسے ویسے مساجد کی تعمیر کی جائے گی۔

ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز میں سکلڈ ورکرز آٹو کی ترقی میں بے قاعدگیاں

*2953: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 30-8-2008 کو پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن دیہی مزدور ٹریننگ اینڈ ووکیشنل ٹریننگ سنٹر میں سکلڈ ورکر آٹو کو بی پی ایس۔8 سے بی پی ایس۔11 میں بطور آٹو فورمین ترقی دی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سنیارٹی پر پورے نہ اترنے والے سکلڈ ورکر آٹو کو ترقی دی گئی جبکہ بہت سے سکلڈ ورکر آٹو سنیارٹی کے معیار پر پورے اترتے تھے انہیں ترقی نہ دی گئی؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ترقی سے رہ جانے والے سکلڈ ورکر آٹو کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن ٹیوٹا میں ٹرانسفر کئے گئے دیہی مزدور ٹریننگ اینڈ ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز میں سکلڈ ورکر آٹو کو بی پی ایس۔8 بی پی ایس۔11 میں بطور آٹو فورمین ترقی دی گئی مزید یہ کہ پروموشن کے لئے ڈی پی سی کی میٹنگ 30-08-2008 کو نہیں بلکہ 17-10-2008 کو منعقد ہوئی تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ سنیارٹی پر پورے نہ اترنے والے سکلڈ ورکر آٹو کو ترقی دی گئی سنیارٹی کے معیار پر پورے اترنے والے سکلڈ ورکرز کو ترقی نہ دی گئی ہے۔اس سلسلہ میں عرض ہے کہ 15 سکلڈ ورکرز آٹو بی پی ایس۔8 کو فورمین آٹو بی پی ایس۔11 میں ترقی دی گئی ہے جو کہ مکمل طور پر سنیارٹی فٹنس اور تعلیمی قابلیت کو مدنظر رکھ کر پروموٹ کیا گیا ہے۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے نوٹیفکیشن مورخہ 08-11-1995 منسلکہ (الف) کے تحت سکلڈ ورکرز کو بنیاد بنا کر ہی سکلڈ ورکرز کو فورمین آٹو کی پوسٹ پر ترقی دی ہے۔کیونکہ سکلڈ ورکر آٹو کی سنیارٹی میں کل 12 سکلڈ ورکرز میٹرک پاس تھے اور انہیں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے سروس اینڈ ریکروٹمنٹ رولز مورخہ 08-03-1979 کے سیریل نمبر 15 کے مطابق اسامیوں کو پر کرنے کے طریق کار منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، جس کی کلاز (i) کے مطابق ترقی دی گئی ہے۔مزید 3 اسامیاں باقی بچنے والی کی رولز کی کلاز (iii) کے مطابق سنیارٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے میٹرک سے کم تعلیم رکھنے والے سکلڈ ورکر آٹوز کو فورمین آٹو ترقی دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں حکومت /ادارہ باقی رہ جانے والے سکلڈ ورکرز آٹو کو فورمین آٹو کی خالی اسامیوں کی دستیابی کی صورت میں ترقی دی جائے گی اور اب چونکہ سکلڈ ورکر آٹو کی سنیارٹی میں کوئی بھی مطلوبہ تعلیمی قابلیت نہ رکھتا ہے اس لئے رولز کی شق نمبر 15 کی کلاز (iii) کے مطابق کم تعلیم رکھنے والے سکلڈ ورکرز آٹو کو ہی سنیارٹی کے لحاظ سے ترقی دی جائے گی۔

ضلع سیالکوٹ میں انڈسٹریل اسٹیٹ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3236: رانا آصف محمود: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کس کس جگہ انڈسٹریل اسٹیٹ ہیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبہ پر کب بنائی گئی؟

(ج) کتنے پلاٹ کس کس انڈسٹریل اسٹیٹ میں کب سے خالی پڑے ہیں؟

(د) انڈسٹریل اسٹیٹ میں کس کس قسم کی فیکٹری کارخانہ جات ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں درج ذیل چار جگہوں پر انڈسٹریل اسٹیٹ ہیں:۔

1- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ اگوکی (شہاب پورہ) روڈ سیالکوٹ

2- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 1 ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیر آباد روڈ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ

3- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 2 ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیر آباد روڈ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ

4- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ڈسکہ

(ب)

1- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ اگوکی (شہاب پورہ) روڈ، سیالکوٹ 62_1961 میں 98.50 ایکڑ رقبہ پر بنائی گئی ہے۔

2- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 1 ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیر آباد روڈ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ 1993 میں 109 ایکڑ 3 کنال اور 14 مرلے پر بنائی گئی ہے۔

3- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 2 ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیر آباد روڈ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ 1995 میں 128 ایکڑ 4 کنال اور 13 مرلے پر بنائی گئی ہے۔

4- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ڈسکہ 1984 میں 52.00 ایکڑ رقبہ پر بنائی گئی ہے۔

(ج) مندرجہ بالا تمام انڈسٹریل اسٹیٹوں میں تمام پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کوئی پلاٹ خالی نہ ہے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راجن پور میں کمرشل کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3297: سردار عاطف حسین خان مزاری: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راجن پور میں اس وقت کتنے کمرشل کالج ہیں، ان میں اساتذہ کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں اور اس وقت کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں، مذکورہ اسامیوں کو کب تک پر کیا جائے گا؟

(ب) کیا حکومت حلقہ پی پی۔250 راجن پور کے علاقے عمر کوٹ اور بنگلہ اچھا میں نئے کمرشل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو ایوان کو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع راجن پور میں ٹیوٹا کے زیر انتظام اس وقت تین انسٹیٹیوٹس دی گئی (جو کالج نہ ہیں) کام کر رہے ہیں جن میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ فی الحال محکمہ کے پاس ان خالی اسامیوں کا منظور شدہ بجٹ موجود نہ ہے تاہم محکمہ خزانہ کی ہدایت کے مطابق ایک تجویز بعد از rationalization of posts مرتب کر کے سمری مورخہ 08-10-2009 کو برائے منظوری مجاز اتھارٹی بغرض حصول بجٹ بھیج دی گئی ہے۔ بجٹ موصول ہونے پر یہ اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔ تاہم وہ پوسٹیں جو پروموشن کوٹہ کی ہیں ان کے لئے الگ کارروائی کی جارہی ہے جو عنقریب ڈی پی سی میں رکھ دی جائیں گی۔

1۔ تفصیل خالی اسامیاں گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس راجن پور

منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں	تفصیل
11	01	سینئر انسٹرکٹر کامرس بی ایس 18
	01	انسٹرکٹر کامرس بی ایس 17
	01	انسٹرکٹر انگلش لینگویج بی ایس 17
	01	انسٹرکٹر سیکرٹریل پریکٹس بی ایس 17
	01	انسٹرکٹر انفرمیشن ٹیکنالوجی بی ایس 17

2- تفصیل خالی اسامیاں گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس جام پور

منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں	تفصیل
11	01	انسٹرکٹر کامرس بی ایس 17

3- تفصیل خالی اسامیاں گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس، روجھان

منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں	تفصیل
10	02	سینئر انسٹرکٹر کامرس بی ایس 18
	02	انسٹرکٹر کامرس بی ایس 17
	01	انسٹرکٹر انگلش لینگویج بی ایس 17
	02	انسٹرکٹر سیکرٹریل پریکٹس بی ایس 17

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ فی الحال ٹیوٹا کو حکومت پنجاب کی جانب سے کوئی ہدایات موصول نہیں ہوئیں کہ حلقہ پی پی۔250 راجن پور کے علاقے عمر کوٹ اور بنگلہ اچھا میں نئے

کمرشل کالج کھولے جائیں جب بھی اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کی جانب سے کوئی ہدایت جاری ہو گی تو متعلقہ Zonal Manager/District Manager سے feasibility report منگوائی جائے گی اور اس کی بنیاد پر حکومت پنجاب سے رہنمائی لے لی جائے گی۔

گوجرانوالہ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی کا درجہ بڑھانے کا مسئلہ

*3963: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ کی آبادی اس وقت 25 لاکھ افراد پر مشتمل ہے اور مذکورہ شہر ایک صنعتی شہر کے طور پر جانا اور مانا جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی کا درجہ بڑھا کر اسے گورنمنٹ کالج آف لیدر ٹیکنالوجی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے انسٹی ٹیوٹ کا پلان برائے Up gradation (Balancing, Modernization and Rehabilitation of Institute of Leather Technology, (ADP Scheme 4143/12) Gujranwala) برائے سال 10-2009 منظور ہو چکا ہے۔ اس سکیم میں انسٹی ٹیوٹ کی نئی عمارت کی تعمیر، پرانی عمارت کی تزئین و آرائش، موجودہ مشینری کو جدید بنانے اور نئے کورسز (چمڑے کی مصنوعات سے متعلق) شامل ہیں۔ اس سکیم کی کل لاگت -/123.996 ملین روپے ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر، بھئی! اب دل تھام کے بیٹھیں۔ جی، مستی خیل صاحب! میں speech نہیں سنوں گا اگر speech ہو گی تو میں مائیک اسی وقت بند کروا دوں گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ انتہائی اہم point کی جانب دلانا چاہتا ہوں جس کی coverage آج کے "نوائے وقت" نے کی ہے۔ وہ اہم point یہ ہے کہ آج کل NRO کا دور دورہ ہے اور کل ہماری پارلیمنٹ اور پرائم منسٹر صاحب نے یہ announce کیا ہے کہ ہم اس کو پارلیمنٹ میں نہیں لا رہے ہیں۔ میں اسے اسی contest میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انڈیا کے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے اپنے assets کو سرکاری ویب سائٹ پر disclose کیا ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر انڈیا کے سپریم کورٹ کے جج اپنے اثاثوں کو اپنی سرکاری ویب سائٹ پر لا سکتے ہیں تو ہمیں آزاد عدلیہ سے بڑی توقعات ہیں، جس ملک کے لئے قائداعظم اور علامہ اقبال نے خواب دیکھا تھا کہ یہ خوشحال پاکستان ہو گا۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہو گی کہ جیسا کہ چیف منسٹر پنجاب آج اسلام آباد میں میٹنگ attend کرنے گئے ہیں جس میں 200-ارب روپے کی savings ہوں گی۔ خاص طور پر وہ منسٹرز کے پٹرولیم کے بل half کر رہے ہیں اور دو چھٹیاں کر رہے ہیں۔ کیا اچھا نہیں ہو گا کہ اگر پارلیمنٹرین اپنے اثاثے شائع کر سکتے ہیں تو کیا یہاں ججز، جرنیل اور بڑے بڑے سٹاک ایکسچینج کے billionaires اپنے اثاثے شائع نہیں کر سکتے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

پاکستان میں آزاد عدلیہ ہے ان کے لئے میں یہ کہوں گا کہ جب انڈیا کے چیف جسٹس جی بالا کرشنر اور ان کے 20 ججوں نے اپنے اثاثے شائع کئے ہیں۔ آپ سن کر بہت خوش ہوں گے کہ اکثر ججوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس کار تک نہیں ہے۔ جب انڈیا کے اندر جو ہمارے ساتھ آزاد ہوا تھا اگر وہاں ایک سیکنڈ کے لئے مارشل لاء نہیں لگ سکتا، ایک جرنیل ایک آمر نے اس پاکستان کو بدنام کیا اور انڈیا کے جرنیل یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ پاکستان کے جرنیل یہاں فیتے کاٹ رہے ہیں۔۔۔

تحریک التوائے کار

جناب سپیکر: بس، اب بات ختم کریں، ان کا مائیک بند کر دیں۔ شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کے بھی اثاثے show کئے جائیں جو ڈیفنس میں فیتے کاٹ رہے ہیں اور ان کے اثاثے بھی show کریں جو باوردی اسمبلی میں خطاب کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! خدا کے لئے مجھے کام کرنے دیں۔ میں فضولیات میں آپ کے قیمتی وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بہت اہم معاملے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کیا ہم اسمبلی میں صرف بل پاس کرنے کے لئے آتے ہیں، کیا ہم اپنی عوام کی بات نہیں کر سکتے؟ آج ہمارے پنجاب میں لوگوں کو چینی نہیں مل رہی ہے---

جناب سپیکر: اس پر بعد میں بحث کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔ ہماری ملیں نہیں چل رہی ہیں اور گنے کا کاشتکار اس وقت رو رہا ہے، وہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھا ہوا ہے، اس کے پاس اپنے بچوں کے لئے دوائی کے پیسے نہیں ہیں۔ سردیاں آ گئی ہیں اس کے پاس کپڑے نہیں ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ بات نہ کرو۔ Paddy پڑی ہوئی ہے اور کاشتکار سستے داموں فروخت کرنے پر مجبور ہے---

جناب سپیکر: اس پر proper time دیا جائے گا آپ اس پر بحث کر لینا۔ میں آپ کو بات کرنے سے کب روکتا ہوں؟ آپ کو proper time مل جائے گا، آپ فکر نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کب ٹائم ملے گا؟ نومبر چڑھ گیا ہے--

جناب سپیکر: آج کمیٹی کا اجلاس ہونا تھا لیکن وہ دیری کی وجہ سے نہیں ہو سکا۔ لاء منسٹر صاحب! آپ بتائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب بھی کوئی مسئلہ بنتا ہے آپ ہمیں بات بھی نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر: کریں کریں، آپ بات ضرور کریں اور کریں---

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ custodian ہیں، آپ نے ہماری آواز حکومت تک پہنچانی ہے۔ اگر آپ ہمیں یہ کہیں گے کہ اور کریں اور کریں، تو ہماری آواز اور کون سنے گا؟

جناب سپیکر: حکومت والے بہرے نہیں ہیں، وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں چینی ڈھونڈ تا رہا ہوں مجھے چینی نہیں ملی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کی 62 سالہ سیاست---

جناب سپیکر: آپ کو بات کرنے کی کس نے اجازت دی؟ آپ تشریف رکھیں۔ This is not good میں اب اپنے ایجنڈے کے مطابق چل رہا ہوں۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی، آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! آپ اپنی ٹیموں سے مت ڈریں، آپ ملک کو بچائیں۔

جناب سپیکر: میری اکیلے کی ذمہ داری نہیں ہے، ملک کو بچانا آپ سب کی ذمہ داری ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! disobedient کو سزا ملنی چاہئے۔ یہ جلدی جلدی بولتے چلے جاتے ہیں، یہ آپ سے کنٹرول کیوں نہیں ہوتے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری بات شاہ صاحب والی بات سے متعلقہ ہے اور شاہ صاحب اگر آپ میرے ساتھ ہو جائیں گے تو یہ وہی issue ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات سن لیں اور اس کے بعد اگر آپ بات کرنا چاہیں گے تو بعد میں کر لینا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے مجھ سے floor واپس لے لیا ہے؟

جناب سپیکر: اب آپ کتنی اور بات کریں گے، آپ تشریف رکھیں، اب کافی بات ہو گئی ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں نے پرسوں اخبار میں پڑھا تھا کہ شاہ صاحب کا نام وزارت کے لئے لیا جا رہا ہے۔ شاہ صاحب کا اگر نام آ رہا ہے۔۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ جی، اللہ کرے آپ کی بات بھی صحیح ہو اور ان کی خواہش بھی پوری ہو اور مجھے پتا نہیں، آپ بتا رہے ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! اگر شاہ صاحب کا نام آ رہا ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے اور میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں محسن خان لغاری صاحب کچھ کہنا چاہ رہے ہیں، ان کی بات سن لی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس اخبار میں آیا ہے؟ میں وہ اخبار لے لوں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: یہ لغاری صاحب نے بات نہیں کی، یہ چودھری صاحب نے بات کی ہے۔ لغاری صاحب! ایک منٹ، ابھی آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 360 ہے۔ اس کو pending کر دیا جائے یہ آج کے لئے تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! pending کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ pending کی جاتی ہے۔ جی، ولایت شاہ کھگہ کی تحریک التوائے کار نمبر 612/09 ہے یہ pending کی تھی۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس پر لاء منسٹر صاحب نے جواب دینا تھا اگر اجازت ہو تو میں اس پر تھوڑا سا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ پہلے پڑھی گئی ہے؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! جی! میں یہ پڑھ چکا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پڑھ چکے ہیں بس ٹھیک ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا تو اس کو کل تک کے لئے pending کر دیں۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! کافی دنوں سے ایسا سلسلہ چل رہا ہے اور میں اس میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں ویسے تو ٹھیک ہے جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے جو کچھ کہہ دیا ہے وہ ہم نے سن لیا ہے لیکن اس پر بحث نہیں ہو سکے گی۔ آپ مہربانی فرمائیں۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، کل تک اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو کل تک کے لئے pending کیا جائے۔ اگلی تحریک التوائے کار شاہان ملک صاحب کی ہے وہ بھی آج تک pending کی تھی، اس کو مزید pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، pending کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو بھی کل تک pending کیا جاتا ہے، next ہے اقبال سندھو صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس کو بھی pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو بھی pending کیا جاتا ہے، جی، next شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک ہے یہ بھی آج تک pending تھی کیا اس کو مزید pending کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہاؤس کا ماحول خراب ہو جائے گا اس کو بھی pending کر دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار بھی شیخ صاحب کی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا غصہ بہتر ہو گیا ہے اور آپ کی طبیعت بہتر ہو گئی ہے، آپ اچھے لگ رہے ہیں جو مرضی pending کرتے جائیں۔ اب آپ مجھے اچھے لگ رہے ہیں۔ (قہقہے)
میں آج اس لئے نہیں بولا کہ آپ کو پہلے ہی اللہ خیر کرے، کیا ہوا ہے، اگر آپ خوش ہیں تو میرا سب pending کر دیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ آگے بھی آپ کی تحریک التوائے کار ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! pending کرتے جائیں؟

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب نے کہہ دیا ہے اب شیخ صاحب کی سب کل کے لئے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب سپیکر! جو میری تحریک آگے پڑھی نہیں گئی وہ تو نہ pending کی جائیں۔ دیکھیں! لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ابھی جواب نہیں آئے، ٹھیک ہے جواب نہیں آئے لیکن جو تحریک نمبر 629 ہے وہ تو میں نے پڑھنی ہے۔ child abuses کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: کس کا مسئلہ ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اجازت دیں گے تو میں بتاؤں گا۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! خواجہ اسلام صاحب کو لاء منسٹر صاحب کے پاس سے اٹھا دیں، کچھ مسئلے ایسے ہی ہیں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! تھوڑا سا آپ درمیان میں فاصلہ کر لیں کیونکہ آپ لاء منسٹر کو disturb کرتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔ اللہ کے فضل سے فیصل آباد میں جو basic humour ہے میں ان سے ڈرتا ہوں اور میں ان کو برداشت نہیں کر سکتا۔ میں تحریک پڑھ دوں اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، پڑھیں!

صوبہ میں بچوں کے خلاف جنسی جرائم میں اضافہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ بھر میں بڑھتے ہوئے بچوں کے خلاف جنسی جرائم (child abuse cases) پر نہ صرف فوری توجہ دی جائے بلکہ اس میں مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان cases کو انتہائی سنگین جرائم کی حیثیت سے علیحدہ جنگی حکمت عملی سے نمٹا جائے کیونکہ "Justice delayed is justice denied" ان ماں باپ کی کیفیت کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہے جن کے بچے پر یا جس خاندان پر یہ قیامت ٹوٹتی ہے اور انہیں پولیس فوراً compromise اور صلح کا درس دینا شروع کر دیتی ہے۔ بہت سے cases میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ بچی یا بچے کی عمر کو دانستہ confusion میں ڈال کر مجرموں کو فائدہ پہنچایا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ زیادہ تر متاثرہ بچے مجرم سے جان پہچان رکھتے ہیں اور یہ المیہ ہے کہ بہت سے قریبی رشتہ دار اس مکروہ فعل میں ملوث پائے گئے ہیں۔ والدین کے سخت رویہ اور ڈانٹ ڈپٹ کی وجہ سے معصوم بچے اپنا حال بھی بیان نہ کر سکتے ہیں۔ عطائی ڈاکٹروں کے کلینک جہاں زنانہ مردانہ پوشیدہ امراض کے علاج کے لبادہ میں جو کچھ ہو رہا ہے اس معزز ایوان کا ہر رکن اس کا جواب دہ ہے بہت سے ایسے شرمناک cases میرے ذاتی علم میں ہیں۔ گلی محلوں میں مشکوک جگہوں اور روڈ سائیڈ ہوٹلوں میں sexy movies کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ کیفوں پر کھلے عام pornography کا مہیا ہونا بھی ایک بڑی وجہ

ہے۔یہی وجہ ہے کہ 2002اور 2007کے درمیان ہزاروں کی تعداد میںcases رجسٹرڈ ہو چکے ہیں اور ہزار ہاcase ایسے ہیں جو والدین اپنی شرم اور عزت کی وجہ سے برداشت کرنے پر مجبور ہو گئے اور معصوم بچے نفسیاتی مریض بن گئے۔بچوں کے خلاف ان سنگین جرائم سے نمٹنے کے لئے میڈیا کو بھی بھر پور کردار ادا کرنا ہوگا اور اس کام کے لئے انہیں حکومتی support کا حاصل ہونا بہت ضروری ہے اور وہ اس طرح سے ادا کیا جانا چاہئے کہ جس سے بچے کے والدین اور اس کے خاندان کی ذرا بھر بھی تضحیک نہ ہو اور ایسے تمام cases میں حکومت تمام اخراجات بھی خود برداشت کرے۔لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار میں محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے جس مسئلہ کو discuss کیا ہے اس کی پوری تفصیل اس تحریک میں موجود ہے اب اس کے بعد اس پر اگر وہ ایوان میں دو گھنٹے ٹائم کے لئے discussion کروانا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ اور تفصیل میں جا کر اس کو کیا discuss کیا جائے گا؟ یہ ایک بالکل معاشرتی مسئلہ ہے لیکن اس کو اس طرح سے oppose کرنا کہ جیسے سارا معاشرہ اس میں involve ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی درست نہیں ہے جو لوگ اس میں involve ہیں ان کے خلاف خود شیخ صاحب کی تحریک میں یہ بات موجود ہے کہ ان کے خلاف ہزاروں مقدمات درج ہوئے ہیں اس قسم کی برائیوں کے لئے قانون جو طریق کار فراہم کرتا ہے اس کے مطابق ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی ہوتی رہتی ہے۔اگر specifically کسی جگہ پر کوئی کوتاہی ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بہتر حل یہ ہے کہ شیخ صاحب متعلقہ حکام کو مجھے یا گورنمنٹ کو جس level پر وہ مناسب سمجھیں اس کی نشاندہی کریں تاکہ ان لوگوں کا محاسبہ کیا جا سکے نہ کہ اس چیز کو اس طرح سے discuss کر کے اس کو اچھالا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بھی کوئی مثبت اثرات معاشرے پر مرتب نہیں ہوتے اس لئے کہ انہوں نے اس جانب توجہ دلائی ہے، اس معاملے کو میں نے نوٹ کر لیا ہے اس سے متعلق اگر کوئی specific information ہے وہ بھی فرما دیں اور باقی اس معاملے کو اس سے زیادہ discuss کرنا مناسب نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملہ کو discuss کر لیں اور جہاں کہیں وہ specific cases بتائیں گے تو پھر آپ نے اس کے بارے میں لائحہ عمل طے کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): بالکل ٹھیک ہے میرے ساتھ یہ بیٹھ کر discuss کریں اور مجھے ان جگہوں کے متعلق پوری صورتحال سے آگاہ کریں اور اگر یہ مناسب سمجھیں تو ایک دفعہ دکھا بھی دیں کہ جہاں جہاں پر یہ سارا معاملہ ہو رہا ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس پر بھرپور اور مؤثر کارروائی کروانے کی کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر: اس بات کی میری طرف سے اجازت نہیں ہے اگر آپ اپنے طور پر کوئی بات کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پہلے تو آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس جج کی طرح جو کسی وکیل کو باقاعدہ ایک اتھارٹی بتا دیتا ہے کہ یار وہ فلاں فلاں اتھارٹی میں یہ تھا، آپ نے راناثناء اللہ خان کو یہ کہہ دیا کہ آپ بات ٹھیک کہہ رہے ہیں تو میں نے اب کیا بات کرنی ہے؟

جناب سپیکر: چلیں! آپ کا بہت بہت شکریہ۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، نہیں۔ وہ تو میں نے صرف آپ کو appreciate کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میرا یہ فرض ہے کہ جو بھی قوم کا مسئلہ ہو میں اسے یہاں floor پر لے آؤں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ even British Parliament میں بھی اس قسم کے معاملات لائے گئے، میڈیا نے لوگوں کو educate کیا۔

جناب سپیکر: ان کی مثال آپ نہ دیں، بہتر ہوگا کہ آپ اپنی بات کریں۔ ان کی مثالیں کسی اور طرف جاتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ میری بات سن لیں۔ میں پھر پاکستان کی مثال دوں گا جس پر مجھے فخر ہے۔ صوبہ سرحد کی اسمبلی میں خواتین نے یہ مسئلہ اٹھایا۔ میرے پاس اس کا پورا ریکارڈ ہے اور انہوں نے male members کو شرمندہ کیا کہ ہم نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے اور ہم اس کو floor پر لا رہی ہیں۔ وزیر قانون صاحب کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو نہ اچھالا جائے لیکن میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں اور ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ خدارا! اس مسئلے کو دیکھیں اور سب کو پتا ہے کہ یہ معاملہ خطرناک ہے اس میں بہت سے لوگ involve ہیں۔ میں یہاں پر کہنا نہیں چاہتا کہ اس میں کیسے کیسے عجیب لوگ involve ہیں۔ حکومت تو صرف قانون کو دیکھ رہی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ لوگوں کو educate کریں اس میں رشتہ دار involve ہیں، اس میں اساتذہ involve ہیں۔ میں تو اس مسئلہ کو یہاں floor پر لے آیا ہوں۔ آپ

وزیر قانون صاحب کو صرف یہ کہیں کہ آپ اسے ان ماں باپ کے point of view سے سوچیں جن کے بچے کے ساتھ یہ مسئلہ ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ ہر قسم کی ہمدردی رکھتے ہیں۔ آپ ایسی بات نہ کریں وہ ایسا ہی کریں گے جس طرح سے آپ نے کہا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ شیخ صاحب ایک مسئلہ on the floor of the House لے آئے ہیں۔ وزیر قانون صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں یا تو ہم اس کو deny کریں اور اگر ہم اس کو accept کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ ہے تو پھر اس کا وزیر قانون صاحب جواب دیں کہ وہ اس کا کیا سدباب کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ "Justice delayed is justice denied" والی بات ہے، اس پر کوئی time limit مقرر کریں۔ ایسے heinous crime تین ماہ کے اندر یا چھ ماہ کے اندر It should be decided. جب تک آپ exemplary سزا نہیں دیں گے اس وقت تک crimes ختم نہیں ہوں گے۔ علاؤالدین خلجی کے زمانے میں یہ ہوا کرتا تھا کہ لوگ کم تولا کرتے تھے تو اس نے کہا ٹھیک ہے اس نے ایک بچے کو مارکیٹ میں بھیجا کہ کوئی چیز لے آؤ۔ میں آپ کو historical fact بیان کر رہا ہوں۔ وہ جب سودا لے کر آیا تو وہ واقعی کم تھا۔ سو کوڑے تو اس نے پہلے کوتوال کو لگوائے جس کو اس نے اس مارکیٹ کمیٹی کا سربراہ بنایا ہوا تھا اور اتنا ہی اس کے hunch سے گوشت کاٹ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کم تولنے کی رسم ختم ہو گئی۔ وقتاً فوقتاً معاشرے میں یہ برائیاں ہوتی رہی ہیں اور اس کا سدباب ہوتا رہا ہے۔ شیخ صاحب کی مہربانی ہے کہ وہ ایک برائی کو سب کے سامنے میڈیا کے سامنے، آپ کے سامنے اور تمام ممبران کے سامنے لے آئے ہیں۔ اس کا کوئی نہ کوئی حل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: حل تو اس کا موجود ہے، وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم پوری طرح سے اس معاملے کو دیکھیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: دیکھیں، وزیر قانون صاحب کا یہ جواب دینا کہ وہ مجھے بتا دیں کہاں پر ہوتا ہے۔ کیا ہمیں پتا نہیں ہے، آپ کو پتا نہیں ہے، کون سے ممبر کو نہیں پتا؟ اس کا سب کو پتا ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے متعلق کوئی کمیٹی بنا دیں اور اس کا کوئی سدباب کرنا چاہئے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے کب اس معاملے کو deny کیا ہے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جس مسئلے کی طرف اس تحریک التوائے کار میں نشاندہی کی گئی ہے اس کے موجود ہونے سے متعلق میں نے قطعی طور پر انکار نہیں کیا اور میں نے کہا ہے کہ اس قسم کی برائیوں کے خلاف پولیس اور متعلقہ Law Enforcing Agencies گاہے بگاہے اپنی کارروائی کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی محرک ایک specific matter کو ایک تحریک التوائے کار کے ذریعے یہاں پر لے کر آتا ہے تو اس کے پاس بھی ایک specific information ہوتی ہے جس کی بنیاد پر وہ یہ تحریک التوائے کار لاتا ہے تو میں نے کہا وہ یہ میرے ساتھ share کر لیں، میں جو متعلقہ authorities ہیں ان کے ساتھ بات کر کے اس مسئلے کا کوئی حل نکال لیتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ بالکل یہ برائی موجود ہے اس کا سدباب بھی ہو رہا ہے مزید سدباب کرنے کی بھی بھرپور کوشش کریں گے۔ شاید میں اپنے فاضل رکن سید ناظم حسین شاہ کو اپنی بات پوری طرح سے سمجھا نہیں سکا۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ اس برائی کو یہاں discuss کرنے کا کیا فائدہ؟ یہ بات بھی درست ہے کہ بعض اوقات انسان عمر کے اس حصے میں پہنچ جاتا ہے جس میں اس کو پھر اس قسم کی چیزیں discuss کرنے میں ہی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کا interest ہوتا ہے تو اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب نے اگر اس کو discuss بھی کرنا ہے تو اسے علیحدہ بیٹھ کر discuss کر لیں۔ یہ discuss کرنے کے لئے مناسب forum نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے محترم وزیر قانون صاحب دھیمی آواز میں مطمئن کر دیتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میرے سامنے معاملہ لایا جائے مجھے جگہ بتائی جائے یا دوسرے معاملات بتائے جائیں نشاندہی کی جائے تو میں خود اس پر action لوں گا۔ میں یہ کہتی ہوں کہ چار دن پہلے ایک ماں پر تیزاب پھینکا گیا۔ اس کے ساتھ ہی تین سالہ بچی پر بھی تیزاب پھینکا گیا۔ یہ بات "ایکسپریس"، "جیو" اور چینل فائیو میرے خیال میں چینل ایک سے لے کر 99 چینلز نے یہ خبر چلائی۔ وزیر قانون صاحب اپنوں کے لئے تو پہنچ جاتے ہیں اور دوسرے کے لئے سوئے رہتے ہیں۔ یہ ٹی وی پر کیوں نہیں دیکھتے کہ یہ کیا نظر آ رہا ہے۔ سامنے ہر چیز نظر آ رہی ہے بچے پر تیزاب پھینکا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ علیحدہ بات ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی information کے لئے یہ عرض کر دوں کہ ابھی پچھلے دنوں ایک دو واقعات جس کا ذکر محترمہ ڈار صاحبہ نے کیا ہے۔ یہ معاملات ہمارے علم میں آئے تھے تو وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب نے اس بارے میں categorically یہ فیصلہ کیا ہے کہ تیزاب سے متعلقہ جتنے بھی معاملات ہیں یہ سارے کے سارے cases under Terrorist law 7ATA کے تحت درج ہوں گے اور ان کا چالان دہشت گردی کی عدالت میں پیش ہوگا اور جس جگہ پر یہ وقوعہ ہوگا within reasonable time جو کہ ایک ہفتہ ہو سکتا ہے اگر اس میں ملزم گرفتار نہیں کیا جائے گا تو متعلقہ ایس ایچ او کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔آپ لوگ کیا کرتے ہیں، مجھے کام تو کرنے دیں۔ آپ کا ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو گئی ہے اب میں اس پر کسی کی بات نہیں سنوں گا۔(قطع کلامیاں)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میں اس مسئلے پر ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے جو cases ہوتے ہیں جس طرح شیخ صاحب نے point out کیا ہے کہ بچوں کے والدین کو صلح پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ شرعی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: صلح پر آپ بھی کئی باتوں پر کبھی کبھی آمادہ ہو جاتے ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں اور میں یہ واضح کر رہا ہوں کہ جو حدود اللہ کے کیس ہیں ان میں قطعاً صلح کی گنجائش نہیں ہے جس میں عدالت کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اس میں decision لے۔ اسی کے مطابق فیصلہ ہونا چاہئے۔ صلح کر کے ان غلط اور اوباش قسم کے لوگوں کے حوصلے بڑھائے جاتے ہیں۔ کم از کم تھانے والوں کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! اب اس کو میرے خیال میں dispose of کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! صرف ایک بات کا جواب دے لینے دیں۔ آپ جیسے فرما رہے ہیں میں وہی کروں گا۔ آپ نے کہہ دیا کہ اس مسئلے پر بات نہیں کرنی، میں نہیں کروں گا اور آپ کا یہ حکم میرے لئے other than Speaker بھی بہت ہے۔ آپ نے مجھے کہہ دیا میں نے سن لیا لیکن ایک بات کا مجھے جواب دینے کا حق دیں۔ ہمارے محترم وزیر قانون صاحب نے یہ کہا ہے کہ شاید شیخ صاحب کو اس قسم کے issue discuss کرنے میں لطف آتا ہے۔ اس کا تو مجھے جواب دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: انہوں نے کہا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے نہیں سنا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ باقی سب سے پوچھ لیں۔ اب ایک بات آج مجھے کر لینے دیں۔ میرا ان سے بھی بڑا تعلق ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ serious matter ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری بات تو سنیں۔ وزیر قانون صاحب یا کچھ اور لوگ بھی ہاؤس میں ایسے ہیں جن کو خدا کے لئے declare کر دیں کہ وہ ابھی کل ہی 25 سال کے ہوئے ہیں، کچھ ایسے ہیں کہ آپ انہیں 16 سال میں ہی رکھیں لیکن ان کی پھر ایم پی اے شپ نہیں رہے گی۔ نمبر 2 یہ ہے کہ اگر آپ یہ بات مان لیتے ہیں اور یہ بات آپ کو سمجھ نہیں آئی لیکن باقی سب کو آئی ہے- میرے خیال میں میرے اور لاء منسٹر صاحب میں پانچ چھ سال کا فرق ہے- انھوں نے تیسری دفعہ کہا ہے کہ شاید مجھے عمر کی وجہ سے اس قسم کے cases discuss کرنے کا مزہ آتا ہے-

جناب سپیکر: نہیں، نہیں-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تعویز دینے والا بابا نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تو قومی فریضہ ادا کر رہے ہیں اور ہم آپ کو appreciate کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: یہ اتنی اہم بات تھی لیکن آپ کو سنائی نہیں دی۔

جناب سپیکر: I couldn't listen really میں نے نہیں سنا۔

شیخ علاؤالدین: اب میں اس پر discuss نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم legislation کی طرف آتے ہیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں پورے اجلاس میں پہلی دفعہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہوئی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نے کہا ہے کہ وہ پہلی دفعہ پوائنٹ آف آرڈر لے رہی ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایس ایس پی اور ڈی سی او، لاہور کی جانب سے کینٹ کے تمام سکول بند کرنے کے بارے میں متضاد سٹیٹمنٹ سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ انھوں نے بتایا کہ بچوں پر زیادتی کرنا ہمارا معمول بن گیا ہے۔ میں ایک اہم مسئلے پر ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! کل سے لاہور کے ایک مقامی ٹی وی چینل پر ایس ایس پی لاہور کی جانب سے ایک پٹی چل رہی ہے کہ لاہور کینٹ کے تمام سکول 4 تاریخ سے ایک ہفتے کے لئے بند رہیں گے، ساتھ ہی ساتھ دوسری پٹی ڈی سی او لاہور کی جانب سے چل رہی ہے کہ کل سے تمام تعلیمی ادارے کھلے رہیں گے۔ آج جب کینٹ ایریا کے بچے اپنے سکولوں میں گئے تو سکول بند تھے۔ کیا ایس ایس پی اور ڈی سی او لاہور کی سٹیٹمنٹ علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے،؟ صبح بچوں اور والدین کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا

اس کا ازالہ کس طرح ممکن ہے لہذا میں سمجھتی ہوں کہ ذمہ دار افسران کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے اور دیکھا جائے کہ کمی کہاں پر رہ گئی ہے؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ اس کا جواب دیں اور ہاؤس کو مطمئن کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ واضح کر دوں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو حوالہ دیا ہے کہ کسی چینل پر پٹی چل رہی تھی مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس چینل کا کیا source تھا لیکن میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے علاوہ کسی کو اختیار نہیں کہ وہ کسی سکول کے بند کرنے نہ کرنے کے متعلق فیصلہ کر سکے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس مقصد کے لئے ایک ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشن سکیورٹی کمیشن بنایا ہے اب وہی competent ہے کہ اس بارے میں فیصلہ کرے اور اس کا اجلاس روزانہ صبح ہو رہا ہے۔ آج صبح بھی میں نے وہ اجلاس کیا ہے۔ اس سطح پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا کہ کینٹ کے سکول بند رہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خبر مصدقہ source کی بنیاد پر نہیں تھی لہذا اس کی انکوائری کروا لیتے ہیں اور اگر اس میں کوئی اتھارٹی ذمہ دار پائی گئی تو اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چونکہ اب یہ بات شروع ہو گئی ہے اسی لئے میں بھی عرض کروں گا چونکہ ابھی ہم سب کے بچے school going age میں ہیں اور اس بارے میں ذہن میں ایک مستقل پریشانی اور confusion ہے۔ لہذا لاء منسٹر صاحب اس پر حکومت کی official policy واضح کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ سکول بند نہ کئے جائیں اور usual life disturb نہ کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے سکولوں کو حفاظتی اقدام کے لئے جو 6 point SOP بنا کر دیئے ہیں وہ ان کو improve کرتے رہیں اور ان کو perfect بھی کرتے رہیں۔ اب اس دوران اگر کوئی سکول اپنے طور پر کوئی دقت محسوس کرے کہ انھوں نے وہاں کوئی construction کروانی ہے یا کسی اور مسئلے کے لئے انہیں اپنا سکول ایک یا دو دن کے لئے close رکھنا ضروری ہے تو وہ اپنے طور پر ایسا فیصلہ کر سکتے ہیں لیکن حکومت کی طرف سے یہ ایک واضح پالیسی ہے کہ

کوشش کریں کہ آپ کے institutions open رہیں اور جو security measures بتائے گئے ہیں انہیں پوری طرح strengthen رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب اس پر بات نہیں ہو گی۔منڈا صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں۔اب ہم قانون سازی کی طرف جا رہے ہیں اور سرکاری کارروائی شروع ہوتی ہے۔

The Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009 (Bill No 19 of 2009)

کورم کی نشاندہی

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بڑی اہم کارروائی چل رہی ہے لیکن کورم پورا نہیں لہذا پہلے کورم پورا کریں۔

جناب سپیکر: جی کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔جی، محترمہ نجمی سلیم صاحبہ!

پوائنٹ آف آرڈر

محکمہ تعلیم کا ایجوکیٹرز کی بھرتی میں 5 فیصد مختص اقلیتی کوٹا پر عملدرآمد نہ کرنا

محترمہ نجمی سلیم: شکریہ۔ میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس floor پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ پنجاب حکومت نے minorities کے لئے صوبائی ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹا دینے کے حوالے سے 23 اکتوبر کو ایک notification جاری کیا تھا۔ جب 23۔اکتوبر کو یہ notification جاری ہو گیا تو اس کی implementation بھی یقینی طور پر اسی دن سے ہونی چاہئے تھی لیکن جب 30 اور 31 اکتوبر کو ایجوکیٹرز کی بھرتیاں کی گئیں تو اس میں اقلیتوں کے پانچ فیصد کوٹا کو مکمل طور پر نظرانداز

کر دیا گیا۔ سیکرٹری ایجوکیشن نے نہ صرف اس notification کو نظر انداز کیا بلکہ ہائی کورٹ کے فیصلے کی negation بھی کی ہے۔ میں وزیر قانون سے پوچھنا چاہوں گی کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ official business take up کر لیں میں اتنی دیر میں سیکرٹری ایجوکیشن سے اس بارے میں ساری معلومات لے لیتا ہوں اور پھر House میں عرض کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، House adjourn ہونے سے پہلے یہ information آپ کے پاس آجانی چاہئے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری business شروع کرتے ہیں۔

The Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009 (Bill.No.19 of 2009). First reading starts.

مسودہ قانون (پہلی ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009

MR. SPEAKER: Now we take up The Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009. Minister for Law and Parliamentary Affairs!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.''

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.''

There are two amendments in this motion. First amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

DR. SAMIA AMJAD: I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be circulated for the purposes of eliciting opinion thereon by November 25, 2009.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the

Standing Committee on Home Affairs, be circulated for the purposes of eliciting opinion thereon by November 25, 2009.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it

جناب سپیکر: وزیر قانون نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ جب یہ Bill مجلس قائمہ میں گیا تو 20۔اکتوبر کو ہونے والی صرف ایک میٹنگ میں اس کی تمام سفارشات کو طے کر لیا گیا۔ اگر ایک آرڈیننس کو Bill میں تبدیل کرنا تھا، لفظ ہی کو change کرنا تھا تو پھر شاید اس کے لئے ایک ہی میٹنگ کافی تھی۔ آرڈیننس کو جب Bill کی شکل دی جاتی ہے تو پھر اس میں Provincial Assembly کی inputs ضرور شامل ہوتی ہیں۔ یہ ایک important Bill ہے لیکن اس کی سفارشات ایک ہی میٹنگ میں مکمل کر لی گئیں جو کہ بڑی عجیب بات ہے۔ اس کے section-90 میں amendment تجویز کی گئی ہے کہ Driving License and Certificate of Registration دکھانے کے لئے "or a person authorized by the Government" کے الفاظ کا اضافہ کیا جائے جبکہ "a person authorized" کی وضاحت نہیں کی گئی۔ section-90 کے تحت police officer in uniform یا محکمہ کے سب انسپکٹر کو یہ اختیار تھا کہ وہ اس کو check کرے۔ اب اگر کوئی police officer in uniform یا محکمہ ٹرانسپورٹ کا کوئی سب انسپکٹر ہے تو اس کی identity کرنا آسان تھی۔ اب دہشت گردی کا زمانہ ہے تو اس میں a person یا any vague person سے کیا مراد ہے؟ اس کے اندر ایک بہت بڑا lacuna ہے لہذا ہمارا یہ خیال ہے کہ اس کو دوبارہ دیکھا جائے اور اس کو دوبارہ opinion کے لئے circulate کیا جائے۔ جب تک یہ opinion کے لئے دوبارہ circulate نہیں ہوگا تو اس وقت تک یہ سب باتیں سامنے نہیں آئیں گی۔ اس amendment میں جب تک ہم public opinion elicit نہیں کریں گے تو یہ خامیاں نظر نہیں آسکیں گی۔ آپ اخبارات میں دیں گے اور civil society کے پاس جائیں گے تو اس میں بہت سے lacunas سامنے آئیں گے۔ اس بڑھتی ہوئی تشویش کی وجہ سے public opinion حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اب حالات بہت مختلف ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ایک ہفتے میں دہشت گردی کے چار چار گھناؤنے

واقعات بھی ہوئے ہیں جن میں دہشت گرد بھیس بدل کر آتے رہے ہیں۔ اب اگر اس میں یہ vague term بھی آتی ہے تو پھر اس بات کی رائے زنی کرنا، اس کو پوچھنا اور اس بارے میں public opinion حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ کافی نہ ہے۔ Terrorists نے جو planned کیا ہے وہ ہمارے انہی lacunas کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ اتنا بڑا point ہے کہ اس کو reasses & recirculate کرنے کی ضرورت ہے۔ محض ایک میٹنگ میں آرڈیننس کو بل میں change کیا گیا، bulldozing کا جو concept آرہا ہے اس کو دوبارہ سوچنے میں کوئی حرج نہیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ اس کو نیک نیتی سے یا thoroughly نہیں کیا گیا ہوگا۔ بے شک سٹینڈنگ کمیٹی بہت فعال اور سمجھ دار ممبران پر مشتمل تھی مگر میرا اب بھی یہ خیال ہے کہ اس کو دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ایک lacuna تو میں point out کر رہی ہوں، اس کو میڈیا، جرنلسٹ اور جن لوگوں کی جانیں جاتی ہیں ان کی بھی public opinion elicit کرنے کے لئے اس کو lay کیا جائے۔ میری اپیل رہے گی کہ خدارا! اس زمانے میں جب terrorism جیسے sensitive issues موجود ہیں تو اس قسم کی vague legislation کے لئے گنجائش نہ ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے بات کی ہے کہ اس کو public opinion کے لئے مشتہر کروایا جائے تو ہم اس بل کے ذریعے جو amendment لا رہے ہیں یہ بڑی simple ہے۔ اس میں دوران ڈرائیونگ موبائل فون کے استعمال کی ممانعت ہو رہی ہے اور دوسرا سیٹ بیلٹ کے استعمال کو ضروری قرار دیا جا رہا ہے، اس کے علاوہ کوئی اور amendment نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنی simple اور واضح ضرورت کی باتیں تھیں کہ کمیٹی کے ممبران نے پورے غور و خوض کے بعد ان کو recommend کیا ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by November 25, 2009.''

(The motion was lost.)

MR. SPEAKER: The second amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Who is to move it?

MRS AMNA ULFAT: I move:

> "That the Punjab Rented Premises Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report by November 30, 2009:-
>
> 1. Mr. Shahid Mehmood Khan
> 2. Malik Muhammad Aamir Dogar
> 3. Dr. Farukh Javed
> 4. Malik Muhammad Nawaz
> 5. Malik Khurram Ali Khan
> 6. Mr. Shahan Malik
> 7. Qazi Ahmed Saeed

8. Ms. Fouzia Behram
9. Mrs. Amna Ulfat
10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari

MR. SPEAKER: The motion is moved:

"That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be referred to a Select Committee, consisting of the Following members with the instructions to report by November 30, 2009:-

1. Mr. Shahid Mehmood Khan
2. Malik Muhammad Aamir Dogar
3. Dr. Farukh Javed
4. Malik Muhammad Nawaz
5. Malik Khuram Ali Khan
6. Mr. Shahan Malik
7. Qazi Ahmed Saeed
8. Ms. Fouzia Behram
9. Mrs. Amna Ulfat
10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari''

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! I oppose. لیکن میں یہ نشاندہی کر دوں کہ محترمہ نے یہ rented premises amendment کی پیش کر دی ہے جب کہ انہیں دوسری پڑھنی چاہئے تھی۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر! sorry یہ page change ہو گیا تھا، میں اسے دوبارہ پیش کر دیتی ہوں۔

I move:

> “That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 20 December 2009:-
>
> 1. Mr. Shahid Mehmood Khan
> 2. Malik Muhammad Aamir Dogar
> 3. Dr. Farukh Javed
> 4. Malik Muhammad Nawaz
> 5. Malik Khuram Ali Khan
> 6. Mr. Shahan Malik
> 7. Qazi Ahmed Saeed
> 8. Ms. Fouzia Behram
> 9. Mrs. Amna Ulfat
> 10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari’’

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے یہ بھی غلط پڑھی ہے۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! ان کو ایوان کے پارلیمانی اصول سمجھائے جائیں۔ ان کی طرف سے کسی ایسے شخص کو کھڑا کیا جائے جس کو پارلیمان اور قوانین کے بارے میں پتا ہو۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب سے request ہے کہ وہ اس amendment کو ویسے ہی withdraw کر لیں، یہ ان سے پیش ہو ہی نہیں رہی۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پہلے جو mistake ہوئی ہے، میں نے اس کو مان کر دوبارہ پڑھا ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے، اس کو تو یہ غلط نہیں کہہ سکتے۔ میں نے اب موٹر وہیکل کا ہی پڑھا ہے۔

جناب سپیکر: آپ دوبارہ پڑھ دیں۔

MRS. AMNA ULFAT: Sir, I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by November 30, 2009:-

1. Mr. Shahid Mehmood Khan
2. Malik Muhammad Aamir Dogar
3. Dr. Farukh Javed
4. Malik Muhammad Nawaz
5. Malik Khuram Ali Khan
6. Mr. Shahan Malik
7. Qazi Ahmed Saeed
8. Ms. Fouzia Behram
9. Mrs. Amna Ulfat
10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by November 30, 2009:-

1. Mr. Shahid Mehmood Khan
2. Malik Muhammad Aamir Dogar
3. Dr. Farukh Javed
4. Malik Muhammad Nawaz

5. Malik Khuram Ali Khan
6. Mr. Shahan Malik
7. Qazi Ahmed Saeed
8. Ms. Fouzia Behram
9. Mrs. Amna Ulfat
10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ جب کمیٹی بنائی جاتی ہے تو اس میں اپوزیشن کے ممبران کم ہوتے ہیں۔ ان کی بات کو کمیٹی میں bulldoze کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے کہا ہے کہ ان ممبران پر مشتمل ایک Select Committee بنا کر Bill کو اس کے زیر غور لایا جائے اور بحث کی جائے۔ ہم لوگ بہت جلدی میں رہتے ہیں۔ جب بھی کوئی Bill آتا ہے تو حکومتی ممبران کی کمیٹی میں اکثریت ہوتی ہے تو بہت سے مفاد عامہ سے متعلقہ مسائل کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ہم جب تک ان ترامیم کو مناسب طریقے سے شامل نہیں کریں گے اور check نہیں کریں گے تو اس وقت تک بہتر قانون سازی نہیں ہوگی۔ اس لئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ ایک Select Committee بنا کر اس Bill پر دوبارہ غور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس محکمے کی Standing Committee میں بھی اتنے ہی معزز اور محترم ممبران ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے Select Committee میں ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اس Bill کو پوری طرح سے جانچنے کے بعد clear کیا ہے۔ میں نے جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے کہ اس میں دو چیزیں ہیں اور ان کے علاوہ کوئی ایسا خاص معاملہ نہیں ہے کہ جس پر مزید بحث کی ضرورت ہو۔ اس میں موبائل فون استعمال نہ کرنے اور سیٹ بیلٹ کے استعمال کو ترمیم کے ذریعے لازمی قرار دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی اچھی بات کو پسند کیا کریں۔

The amendment moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by November 30, 2009:-
>
> 1. Mr. Shahid Mehmood Khan
> 2. Malik Muhammad Aamir Dogar
> 3. Dr. Farukh Javed
> 4. Malik Muhammad Nawaz
> 5. Malik Khuram Ali Khan
> 6. Mr. Shahan Malik
> 7. Qazi Ahmed Saeed
> 8. Ms. Fouzia Behram
> 9. Mrs. Amna Ulfat
> 10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari''

(The motion was lost.)

MR. SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be taken into consideration at once.''

(The motion was carried.)

MR. SPEAKER: The second reading starts. Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR. SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR. SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR. SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR. SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR. SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR. SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR. SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR. SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR. SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR. SPEAKER: Now, clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR. SPEAKER: Now, clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That clause 13 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR. SPEAKER: Now, clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR. SPEAKER: Now, clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR. SPEAKER: Now, clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

MR. SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009 be passed.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009 be passed.''

The motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009 be passed.''

(The motion was carried.)

(The Bill was passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون کرایہ پر دی گئی املاک پنجاب مصدرہ2009

MR. SPEAKER: Now, we take up the Punjab Rented Premises Bill, 2009 (Bill No. 23 of 2009). First reading starts. Minister for Law and Parliamentary Affairs!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Rented Premises Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.''

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> "That the Punjab Rented Premises Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.''

There are two amendments in this motion. The first amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir

Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Who is to move it?

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I wish to withdraw this amendment.

جناب سپیکر: جی،انہوں نے withdraw کر لی ہے۔

The second amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I wish to withdraw this amendment.

MR. SPEAKER: Thank you very much, my dear. Now, the motion is moved and the question is:

> "That the Punjab Rented Premises Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.''

(The motion was unanimously carried.)

MR. SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-3

MR. SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-4

MR. SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-5

MR. SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-6

MR. SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-7

MR. SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-8

MR. SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-9

MR. SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-10

MR. SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-11

MR. SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-12

MR. SPEAKER: Now, clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-13

MR. SPEAKER: Now, clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 13 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-14

MR. SPEAKER: Now, clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-15

MR. SPEAKER: Now, clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-16

MR. SPEAKER: Now, clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-17

MR. SPEAKER: Now, clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 17 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-18

MR. SPEAKER: Now, clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-19

MR. SPEAKER: Now, clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-20

MR. SPEAKER: Now, clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-21

MR. SPEAKER: Now, clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 21 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-22

MR. SPEAKER: Now, clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 22 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-23

MR. SPEAKER: Now, clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 23 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-24

MR. SPEAKER: Now, clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 24 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-25

MR. SPEAKER: Now, clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 25 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-26

MR. SPEAKER: Now, clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 26 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-27

MR. SPEAKER: Now, clause 27 of the Bill is under consideration. Since there in no amendment in it, the question is:

"That clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-28

MR. SPEAKER: Now, clause 28 of the Bill is under consideration. Since there in no amendment in it, the question is:

"That clause 28 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-29

MR. SPEAKER: Now, clause 29 of the Bill is under consideration. Since there in no amendment in it, the question is:

"That clause 29 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-30

MR. SPEAKER: Now, clause 30 of the Bill is under consideration. Since there in no amendment in it, the question is:

"That clause 30 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-31

MR. SPEAKER: Now, clause 31 of the Bill is under consideration. Since there in no amendment in it, the question is:

"That clause 31 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-32

MR. SPEAKER: Now, clause 32 of the Bill is under consideration. Since there in no amendment in it, the question is:

"That clause 32 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-33

MR. SPEAKER: Now comes an important clause 33 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Who is to move it?

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> "That in clause 33 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, after sub-clause (2) the following be added as sub-clause (3):-
>
> "(3) The Rules shall be made within a period of three months and shall be laid before the Assembly after notification.''

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> "That in clause 33 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, after sub-clause (2) the following be added as sub-clause (3):-
>
> "(3) The Rules shall be made within a period of three months and shall be laid before the Assembly after notification.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک تو میں حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمارے 2007 کے آرڈیننس کو بل بنایا جا رہا ہے اور اسے ہم regularize کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری پالیسی اور یہ قانون بالکل صحیح تھا اور سوائے آرڈیننس کے لفظ کو Act میں تبدیل کرتے ہوئے اسے adopt کر لیا ہے اور ہم سے بھی چھوٹی سی oversight ہو گئی تھی اور اس کمیٹی نے بھی اس کو oversight کر دیا ہے۔ اس کے rules بنانے کے حوالے سے ہماری گزارش ہے کہ اسے جلدی بنایا جائے کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پانچ پانچ، سات سات سال تک rules نہیں بنائے جاتے اور اگر ہم مہربانی کر کے ان rules کے اندر ایک provision رکھ دیں کہ eviction کی clause میں کہ جیسے

کوئی بیوہ، پنشنر یا یتیم بچوں کی پراپرٹی ہے تو ان کے مفاد کو safeguard کرنے کی ایک clause rules میں رکھ دی جائے اور rules کو جلدی بنایا جائے۔ یہی ایک simple سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں پہلی بات یہ ہے کہ یہ Bill اسمبلی سے پاس ہونے کے بعد اب Act بن جائے گا تو اس کے لئے اس میں as such rules کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم جو legislation کرنے جا رہے ہیں اس میں کرایہ دار اور مالک نے آپس میں ایک معاہدہ کرنا ہے جسے Rent Controller سے رجسٹرڈ کروانا ہے اور اس کے بعد اگر کوئی ان کا مسئلہ arise ہوتا ہے تو Rent Controller will decide accordingly جو کہ اس قانون میں درج ہے۔ اس میں rules بنانے کی as such تو ضرورت نہیں ہے اور اگر ہوئی تو اس میں تین ماہ کی پابندی کے حوالے سے اس سے پہلے کسی بھی Act میں مثال نہیں ملتی۔ یہ ایک ہفتہ کے اندر بھی بن سکتے ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ ان کو lay down کیا جائے before the Assembly after notification تو اس کی بھی اس سے پہلے اس قسم کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اسمبلی legislation organ Act پاس کرتی ہے اور اس Act کو اس کی روح کے مطابق عملدرآمد کرنے کے لئے rules frame کرتے ہیں اور اس پر عمل ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اب ذرا دھیان سے سننا پھر نہ کہنا، میں آپ کو بتا دوں۔

The amendment moved and the question is:

> "That in clause 33 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, after sub-clause (2) the following be added as sub-clause (3):-
>
> "(3) The Rules shall be made within a period of three months and shall be laid before the Assembly after notification.'

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 33 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-34

MR. SPEAKER: Now, clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 34 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-35

MR. SPEAKER: Now, clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 35 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-36

MR. SPEAKER: Now, clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 36 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ کتنا important کام ہو رہا ہے۔ اگر آپ نے گپ شپ لگانی ہے تو پلیز آپ کے لئے باہر لابی میں جگہ موجود ہے۔

SCHEDULE

MR. SPEAKER: Now, the schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That schedule of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the long title the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

MR. SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Rented Premises Bill 2009, be passed.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Rented Premises Bill 2009, be passed.''

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Rented Premises Bill 2009 be passed.''

(The motion was unanimously carried)

(The Bill is passed)

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS Rana Sana Ullah Khan): Thank you Mr. Speaker. I move:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill, 2009.''

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill, 2009.''

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: جی محترمہ! سنائیں آپ اس میں کیا سناتی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ انہوں نے 2 rules relax کرنے کے لئے quote کئے ہیں۔ اس میں اگر آپ Rules of Procedure کی کتاب میں rule 95 دیکھیں تو نمبر 3 پر واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ:

> "The day on which a motion under rule 96 has been included in the List of Business, shall be such that at least three clear days shall intervene between the issue of copies of the Bill to members and the consideration of a motion under rule 96.''

جناب والا! بات یہ ہے کہ میری information کے مطابق اس کی رپورٹ 2 تاریخ کو آئی تھی۔ جب 3 clear days کی بات کی جاتی ہے تو اس کو present کس طرح کیا جائے گا، یہ کیسے rules relax کی بات کر رہے ہیں؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ اور اس سے اگلے 3,4,5,6,7 ان سب کے لئے rules relax کرنے کے لئے پوچھ رہے ہیں اور غلط کام کرنے کے لئے اجازت مانگ رہے ہیں۔ یہ کام ویسے ہی Rules of Procedure کے بارے میں admissible نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس کی میں بھی اجازت نہیں دیتا، آپ کو ویسے بھی پتا ہے کہ میں غلط کام کی اجازت نہیں دیتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ تین دن تو گزرے نہیں ہیں اور یہ اس چیز کی اجازت مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات مکمل کریں پھر میں ان کو floor دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! rule 234 بھی پڑھیں کہ اگر آپ suspension of rules ہی کی request کر رہے ہیں تو آخر کون سی ایسی قیامت ہے کہ ایک دن اور انتظار نہیں کیا جا سکتا؟ یہ three clear days کی بات ہے میں نے پہلی بات اسی لئے آپ سے کی ہے کہ یہ تمام ممبران پر واضح رہے کہ ہم اپنے objection کو کس لئے base کر رہے ہیں۔ ہماری objection کی basis ہی یہی ہے کہ

اگلے جو تین چار بل ہیں وہ in order ہی نہیں ہیں اور rules کو suspend کرنے کی اجازت مانگی جا رہی ہے جبکہ clearly 234 suspension of rules میں لکھا ہے کہ:

> "Whenever any inconsistency or difficulty arises in the application of these rules, a member may, with the consent of the Speaker, move that any rule may be suspended in its application to a particular motion before the Assembly, and if the motion is carried, the rule in question shall stand so suspended.''

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کون سی inconsistency، کونسی قیامت آگئی ہے اور کون سی difficulty آگئی ہے کہ آج ہی اس کو کرنا ہے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں ، اللہ خیر کرے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: انشاء اللہ تعالیٰ اللہ میاں خیر ہی رکھے گا لیکن مجھے ایک آخری بات یہ ضرور کرنی ہے کہ rules apply کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ یہاں پر تو رواج بن گیا ہے چاہے Private Members Day ہو، چاہے کچھ بھی ہو، چاہے resolution out of turn ہو rules relax کر کرکے، خدارا! اگر ہم خود ہی اپنے rules کو abide کرنے کے لئے نہیں بنائیں گے اور انہیں relax ہی کرتے رہنا ہے تو یہ ہماری psychology کی ایک سیدھی سیدھی مثال ہے۔ ایک دن کے صبر سے کیا ہو جاتا ہے، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! کیا Constitution rigid ہونا چاہئے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کوئی ایمرجنسی بتائیں؟ یہ irregular بات ہے۔ 2 تاریخ کو رپورٹ lay ہوئی ہے، three clear days گزرے نہیں ہیں۔ یہ آخر کیا اتنی جلدی ہے، مجھے تو سمجھ نہیں آتی؟ ہم rules apply کرنے کا رواج پیدا کریں نہ کہ rules suspend کرنے کی بات کریں تو یہ بات ہم بہتر طور پر کر سکتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں رانا مشہود صاحب کو chair پر welcome کرتی ہوں چونکہ چیمبر سے یہاں تک آتے ہوئے آپ کو T.V نظر نہ آیا ہوگا میں اپنی بات کو repeat کر دیتی ہوں کہ اس وقت لاء منسٹر صاحب نے rules relax کرنے کے لئے move کیا ہے اور میں نے اس کو صرف اس لئے oppose کیا ہے کہ جس وجہ سے یا جن Bills کو یہ لوگ consideration of Assembly کے لئے لارہے ہیں، ان Bills کی رپورٹ کو آئے ہوئے ابھی تک صرف دو دن ہوئے ہیں اور Rules of Procedure کے مطابق Three clear days must pass before presentation on the floor and lay before تاکہ ممبر بھی اس کو پڑھ لے ، کچھ سمجھ لے اور کچھ اس پر کر لے۔ اتنی جلدی میں اس کو کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ مجھے اس میں ایمرجنسی نظر نہیں آئی اور rule 234 کے مطابق اگر آپ rules suspend کرنے کی بات کرتے ہیں تو اس میں آپ reason بھی بیان کریں کہ غلط کام کے لئے اب کیا ایمرجنسی ہے؟ وہ Bills valid بھی نہیں اور اس کے لئے وہ suspend کرنے کی اجازت بھی لے رہے ہیں۔ میں نے یہ rule 234 پڑھا ہے اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس کو repeat کر دیتی ہوں کہ اس میں کہا ہے کہ deliver of any inconsistency or difficulty arises in the application of these rules. inconsistency اور difficulty کیا ہے اور کون سی قیامت آ گئی ہے کہ آج چار یا پانچ جو کہ ویسے ہی out of order ہیں ان کو present کرنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ نمبر 1 اور 2 میرا خیال ہے کہ یہاں پر اگر اسمبلی میں ہم rules obey کرنے کا رواج ڈالیں تو وہ بہتر ہے کہ بجائے relax کرنے کے، آپ دیکھیں کہ لگاتار چاہے Non Members' Day ہے یا چاہے out of turn of resolution پیش کرنی ہے اور چاہے کوئی بھی کام ہے ہر ایک کو اپنی باری لینے کی یا اپنی بات کرنے کی جلدی پڑی ہوئی ہے۔ یہ جلدی کی کیا وجہ ہے؟ ایک دن اور انتظار کیا جا سکتا تھا۔ یہ Bills اور legislation ہے اور یہ law ہے اور اس اسمبلی کا ویسے یہ کام ہے کہ اس کو deliberate کرے اور سحر انگیز گفتگو ہو، سٹینڈنگ کمیٹی میں سحر انگیز گفتگو ہوتی ہے اور نہ floor پر سحر انگیز گفتگو ہوتی ہے۔ ہر چیز کو سمجھنے سے پہلے پیش کیا جاتا ہے، دن پورے نہیں ہو رہے اسمبلی کے اجلاس کے سارے اس سال میں 23 دن ہوئے ہیں اگر آپ بجٹ سیشن اور چھ سات دن پچھلے ملائیں آ گے تو دن ہی بڑے slow رفتار سے چل رہے ہیں۔ دنوں کو بڑھانے کی بجائے .again relax, relax, relax اور آج پھر relaxation of rules ہیں اور چونکہ یہ لوگ زیادہ ہیں وہ relaxation of rules by vote bulldoze ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی فراست، آپ کی زیرک اور personality کو دیکھتے ہوئے آپ سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ آخر ان کو ایک دن آگے لے جانے میں کیا حرج ہے، کیا آپ ایک ممبر کی بات کو اہمیت دیں گے؟ میرا خیال ہے کہ آپ میں بہت ذوق و ظرف ہے اور آپ اس کو bulldoze نہیں ہونے دیں گے، suspension of rules ہر چیز کو suspend کر دینے کی اور delay کرنے کی کیا ضرورت ہے، لاء منسٹر صاحب بیان کریں کہ کونسی ایسی قیامت آرہی ہے کہ out of order Bills کو پیش کرنے کے لئے suspension of rules کی اجازت لی جارہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے ایک تو محترمہ کے ان الفاظ پر سخت اعتراض ہے جو انہوں نے Chair کے ذوق اور ظرف کو ہدف تنقید بنایا ہے، Chair کو تو ہاؤس کی will کے مطابق چلنا ہوتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں تک انہوں نے ادھر ادھر کی باتیں کی ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ابھی تک 23 دن ہوئے ہیں اور میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ 30 دن تقریباً ہو چکے ہیں کیونکہ پورے سال میں 70 دن کی requirement ہے تو 35 دن پورے کرنے تھے اور .We are short of only five days جو کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس اجلاس میں پورے ہو جائیں گے تو باقی انہوں نے rules کو relax کرنے کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر! جب rules بنائے جاتے ہیں تو اس میں یہ بات طے ہوتی ہے کہ rules کو بنانے والی اتھارٹی ہے یعنی جو ہاؤس ہے وہ ان کو جب inconsistency ہو تو ان کو relax کر سکتا ہے۔ صرف ایک law of land ہے جسے Constitution of Pakistan کہا جاتا ہے اس کو عام حالات میں یا عام طریق کار کے مطابق amend کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی کسی شق کو relax کیا جا سکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بدقسمتی ہے کہ rules کو relax کرنے پر تو شور مچاتے ہیں لیکن ایسا شخص جو اس ملک پر آٹھ نو سال تک مسلط رہا اور اس نے اس ملک کے آئین کو دو مرتبہ توڑا (شیم، شیم)

تو ان کے یہ لوگ گیت گاتے رہے ہیں اور ہر روز اسے کہتے رہے کہ آپ نے ایک سال کیا، پانچ سال کیا، ہم آپ کو دس بار بھی elect کروائیں گے۔ انہوں نے یہ بار بار کہا کہ کونسی قیامت آگئی اور کونسی قیامت آگئی ہے۔ اس میں inconsistency موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ ان ordinances کو سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق ہاؤس میں lay کیا گیا ہے اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق 30۔اکتوبر کو یہ سارے laws cease ہو گئے ہیں اور کیونکہ اس وقت یہ موجود نہیں اور 30۔اکتوبر تک موجود تھے تو

اس لئے وہ کہتی ہیں ایک دن تو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں ہمیں 30-اکتوبر سے پہلے تک پاس کروانا چاہئے تھا اسی مقصد کے لئے اجلاس convene تھا لیکن پھر جو سکیورٹی حالات کی وجہ سے ہمیں اجلاس کو prorogue کرنا پڑا اور اس کے بعد ہم نے یہ ضروری سمجھا کہ جتنی جلد اس چیز کو cover کر لیں ٹھیک ہو گا اور اس کے لئے ہم نے یہ اجلاس بلایا اور اس میں ہمیں ایک ایک دن کی واقعی اس میں inconsistency ہے کیونکہ یہ rules 30-اکتوبر کے بعد موجود نہیں ہیں تو جب تک ان کو ہاؤس پاس نہیں کرے گا اس وقت تک یہ revive نہیں ہو سکتے۔ This was the inconsistency. جس کے لئے ہم نے یہ motion move کی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! رانا صاحب نے inconsistency کی ایک بڑی مثال دی ہے۔ طعنے دینے سے پہلے جب ہمیں یہ طعنے دیتے ہیں تو اس وقت یہ 7-جولائی 1977 کو بھی یاد کر لیا کریں، میں اس بحث میں، اس وقت نہیں جاؤں گی کہ انہیں اپنی 7-جولائی 1977 کیوں یاد نہیں اور اس وقت کی باتیں کیوں یاد نہیں ہیں؟ ہاں البتہ اگر 30-اکتوبر ہی وہ ایمرجنسی ہے یا وہ urgency ہے تو پھر آج تاریخ کیا ہے، کیا یہ چار پانچ دن contempt of court میں آتے ہیں؟ میں تو وکیل نہیں ہوں شاید رانا صاحب وکیل ہیں اور مجھے یہ چیز سمجھا دیں کہ پھر 30-اکتوبر تک انہوں نے کیوں نہیں کیا؟ اور جب انہیں سپریم کورٹ کا آرڈر تھا اور سپریم کورٹ کا آرڈر آج تو نہیں آیا 30-اکتوبر تک کرنا تھا تو چار دن پہلے اجلاس بلا لیتے یا چار دن پہلے یہ سارا کچھ لے آتے، ایک دن میں ایک rules توڑنے کی اجازت کیا سپریم کورٹ دے رہی ہے؟ کیا سپریم کورٹ نے یہ بھی لکھا تھا کہ جب یہ چیز mature نہیں ہوئی ممبروں کو سمجھ آئے نہ آئے آپ اپنے تمام supremacy یا اپنی discussion کا یا آپ کی اپنی اور ہماری موجودگی کا پھر کیا فائدہ ہے؟ سپریم کورٹ کا آرڈر سر آنکھوں پر لیکن سپریم کورٹ کی تاریخ 30-اکتوبر تو انہوں نے ویسے ہی گزار دی، اپنے منہ سے مان رہے ہیں کہ میں نے 30-اکتوبر گزار دی جب ان لوگوں نے 30-اکتوبر گزار دی اس وقت ان کو یاد نہیں آیا کہ یہ ہمیں ایمرجنسی ہے چلیں ٹھیک ہے آج میں ان کی یہ بات مان لیتی ہوں۔ کیا یہ contempt of court میں آئے گا، مجھے ruling دیجئے اور آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ ایوان کس طرح چل رہا ہے؟ یہی ہماری سمجھ کے مطابق ہو سکتا ہے کہ آپ ہمیں بہتر سمجھا سکیں کہ یہ اگر خود ہی contempt of court کر رہے ہیں اور اس کے بعد آج یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک

ایک لمحہ پہلے انہوں نے چار مہینے اجلاس نہیں بلایا اتنا لمبا gap دینے کے بعد آج یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے مشکل سے 32 دن مکمل کئے، چلیں مجھ سے غلطی ہوئی۔ یہ طریقہ بہت painful ہے۔ کیا باقی اسمبلیاں نہیں چل رہیں؟ یہ باتیں نہ کریں۔ یہ اگر inconsistency ہے تو مجھے بتائیں اور صرف ایک ruling دیں کہ 30-اکتوبر کو گزارے ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں، ایک دن اور ہو جائے گا تو کونسی قیامت آ جائے گی پھر ایک بات اور کہ اسمبلی کے rules کی بات ہو رہی ہے versus the court اور کورٹ کا آرڈر تو آپ نے پہلے ہی نہیں مانا۔ جب آپ نے پہلے ہی آرڈر نہیں مانا تو مجھے آپ بتائیں کہ یہ پانچ دن کس کھاتے میں جائیں گے؟ اگر rules کے بغیر یہ پنجاب کی حکومت چلا رہے ہیں۔ یہ باتیں بڑی series ہیں، یہ irresponsibilities اور bad governance کی مثال ہے اس لئے میں رانا صاحب کے تجربے کی وجہ سے بہت اعتماد کرتی ہوں کہ یہ پوری پنجاب اسمبلی کو ایک طریقے سے لے کر چلیں لیکن اگر وکیل ہوتے ہوئے بھی انہوں نے اس کو overlook کیا اور چار دن پہلے اجلاس کیوں نہیں بلا لیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ اس میں بار بار قیامت کا ذکر کر رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا مناسب argument نہیں ہے۔ اس ہاؤس کی ہمیشہ سے یہ روایات ہیں کہ ایک بہتر کام کے لئے اور for more working rules relax کئے جاتے ہیں۔ آج ابھی میرا خیال ہے کہ کوئی ایک گھنٹہ پہلے کی بات ہے کہ لغاری صاحب میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ چاول سے متعلقہ جو معاملہ در پیش ہے میں اس پر resolution لانا چاہتا ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ جمع کروا دیں انہوں نے کہا کہ جمع کروانے سے تو دیر ہو جائے گی آپ اگر rules relax کر دیں تو بہتر ہوگا کیونکہ یہ ایک بہتر کام ہے۔ وہ ایک اچھا کام کرنے جا رہے ہیں تو میں نے ان کے ساتھ agree کیا اور غالباً انہوں نے وہ جمع کروا دی اور آج اس official business کے بعد resolution پاس کرنے کے لئے لغاری صاحب ایوان میں پیش کریں گے اور rules relax کر کے ہی پیش کریں گے۔ اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ باقی جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ اس میں کوئی توہین عدالت ہو گئی ہے۔ سپریم کورٹ نے یہ کہا تھا کہ آپ اس کو 90 دن کے اندر اندر اسمبلی میں lay کر دیں ہم نے وہ condition پوری کر دی اور اس کو lay کر دیا۔ اب یہ ہے کہ 90 دن کے بعد جب تک یہ ایکٹ نہیں بنے گا وہ جو gap ہے اس میں اس کا وجود نہیں ہوگا اس دوران جو acts ہونگے

ان کی legal coverage نہیں ہوگی ماسوائے اس کے کہ ہم اس میں کوئی saving clause دیں اس لئے ہم اس gap کو کم از کم کرنا چاہتے ہیں خواہ اس میں ایک دن کی کمی لائیں، چار دن کی کمی لائیں لیکن ہماری good intention یہ ہونی چاہئے کہ جہاں تک possible ہو اس gap کو کم کیا جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: آپ ابھی اور بل بھی لائے ہیں، یہ 2007 کے ہیں۔آپ کی حکومت ماشاءاللہ 18 ماہ سے چل رہی ہے جیسے بھی چل رہی ہے۔مجھے یہ بتائیں کہ 18 ماہ میں ان کو ان چیزوں کا خیال نہیں آیا تھا کہ یہ عوام کے لئے کتنے important ہیں اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم زیادہ کام کرنے کے لئے رواج کا سہارا لیں گے۔اگر ان Bills پر three clear days والی شرط لگتی ہے یا نہیں لگتی ہم بہت اچھے ہیں اور ہم بہت زیادہ کام کرنا چاہتے ہیں، 18 مہینے میں انہیں جلدی اور زیادہ کام کرنے کا خیال نہیں آیا Rules معطل کرنے کا ایک رواج جو کہ انتہائی misuse ہوتا چلا جا رہا ہے بلکہ frequently use ہوتا چلا جا رہا ہے اور بغیر کسی وجہ کے for convenience of few people, I Won't take anybody's name لیکن یہ طریقہ نہیں ہے۔اسمبلی کو regular طریقے سے چلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بار بار آپ کی طرف سے repetition آ رہی ہے۔آپ نے اپنے points بتا دیئے ہیں وزیر قانون صاحب نے ان کا جواب دے دیا ہے۔اب اس پر Chair کی بھی بات سن لیں۔دیکھیں! جب کوئی بل present کیا جاتا ہے تو اس پر rule 95 بڑا clear ہے جس میں آپ three clear days کی بات کر رہی ہیں۔انہی rules کے لئے پھر rule 234 ہے اور کل بھی میں نے ایک point of explanation پر explain کیا تھا کہ اس پر precedents بھی موجود ہیں اور قانون بھی موجود ہے اور سارا کچھ ہے اب آپ کا point of view بھی آ گیا ہے۔اس کا جو طریق کار ہے براہ مہربانی! مجھے adopt کر لینے دیں۔

The motion moved and the question is:

> "That the requirements of rule 95(3)of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule ibid, for consideration and passage of the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill, 2009.''

(The motion was carried.)

مسودہ قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration be taken into consideration at once.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration be taken into consideration at once.''

There are two amendments in this motion. The first amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Ch. Zahir-ud-Din Khan or any other mover may move it.

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I would like to withdraw this amendment.

MR. DEPUTY SPEAKER: As this amendment stands withdrawan, therefore the second amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I wish to withdraw this amendment.

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the second amendment has also been withdrawn.

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration be taken into consideration at once.''

(The motion was unanimously carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: There is an amendment in it. The amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir

Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any member may move it. Leghari Sahib!

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEHGARI: Sir, I move:

> "That in clause 6 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, in sub-clause (g), for the expression "three members of the Provincial Assembly of the Punjab nominated by the government,'' the expression "three members of Provincial Assembly of the Punjab, one each to be nominated by the government, the Speaker and Leader of the Opposition,'' be substituted.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 6 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, in sub-clause (g), for the expression "three members of the Provincial Assembly of the Punjab nominated by the government,'' the expression "three members of Provincial Assembly of the Punjab, one each to be nominated by the government, the Speaker and Leader of the Opposition,'' be substituted.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس ترمیم کو لانے کا ہمارا مقصد یہ تھا کہ جو گورنمنٹ ہے وہ تو گورنمنٹ ہے، ہم چاہتے یہ ہیں کہ اس اسمبلی کے پاس powers ہوں۔ اسمبلی کی نمائندگی اپوزیشن اور گورنمنٹ دونوں سے مل کر ہوتی ہے۔ ہماری توقع یہ ہوتی ہے کہ اپوزیشن بھی جمہوریت کے حسن کے اندر اتنی ہی ایک لازمی چیز ہے جتنی کہ گورنمنٹ ہے۔ میرا Chair سے گلہ یہ ہے کہ جب delegation وغیرہ کہیں جاتے ہیں تو اپوزیشن کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ ایک غلط بات ہے۔ جہاں پر بھی پنجاب اسمبلی کی نمائندگی ہو وہاں جناب سپیکر، قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف مل کر اس نمائندگی کے لئے فیصلہ کریں۔ اس ہاؤس اور Chair کی عزت بڑھانے کے لئے اسمبلی کو empower کریں۔ حکومت میں جو بھی حاکم وقت ہو گا جو اس کی مرضی ہو گی وہ کرے گا لیکن جب جمہوری حسن کے مطابق وہاں حکومت اور اپوزیشن کی نمائندگی ہو گی اور ایک ممبر سپیکر کی discretion پر ہو گا تو ہمارے خیال میں اس بورڈ میں زیادہ بہتر نمائندگی ہو گی۔ اس میں صوبائی اسمبلی کے ممبران نے ہی نمائندگی کرنی ہے three members of the Provincial Assembly of the Punjab نے ہی جانا ہے لیکن ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ بجائے اس کے کہ پنجاب اسمبلی کا فیصلہ بھی حکومت کرے، اسمبلی خود کرے۔ حکومت اس بڑے set کا subset ہے۔ ایوان میں جو لوگ اکثریت میں ہوتے ہیں وہ حکومت بناتے ہیں اور جو اقلیت میں ہوتے ہیں وہ اپوزیشن بناتے ہیں۔ لہذا جہاں پنجاب اسمبلی کی نمائندگی ہونی ہے وہاں سب کا ہونا ضروری ہے۔ ہمارے خیال میں تو یہ وجہ تھی اس لئے ہم نے یہ ترمیم دی ہے لیکن اگر آپ کے خیال میں اپوزیشن کی ضرورت نہیں ہے تو پھر جیسے مناسب سمجھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سرکاری محکمے جو خدمات اور اشیاء کی خریداری کرتے ہیں اسے regulate کرنے کے لئے یہ بل لایا گیا ہے۔ جس دور میں یہ آرڈیننس کی صورت میں نافذ ہوا اس وقت انہیں اتنی توفیق بھی نہ ہوئی کہ وہ اس میں اسمبلی ممبر کی نامزدگی کر سکتے۔ یہ اس مرتبہ ہوا ہے کہ جب سٹینڈنگ کمیٹی نے اس بل کو consider کیا تو انھوں نے متعلقہ محکموں سے ساری debate کر کے یہ چیز ڈالی کہ اس میں ہاؤس سے تین ممبر نامزد کئے جائیں۔ چونکہ گورنمنٹ نے

خریداری کرنی ہے اور ڈیپارٹمنٹ ہی ذمہ دار ہے اس لئے یہ گورنمنٹ کا ہی اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اس بورڈ کے لئے اسمبلی کے تین ممبران نامزد کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے پرانے دور کی کمیوں کوتاہیوں کی مثال دی لیکن اب تو جمہوری دور ہے اور ہم کہتے ہیں کہ 18۔فروری کو بہت انقلاب اور تبدیلی آئی تو میری استدعا ہے کہ اسی تبدیلی اور انقلاب کے اندر ہم اپوزیشن کو بھی برداشت کرنے اور جمہوریت کے اندر اپوزیشن کا جو due مقام ہے وہ دینے کے لئے ذرا اپنے دل بڑے کریں۔جو سپیکر کا nominee ہو گا وہ بھی سپیکر کی discretion ہے probably وہ گورنمنٹ کا ہی نامزد کرے گا جیسا کہ ہم باقی روایات میں دیکھ رہے ہیں لیکن ایک ممبر تو اپوزیشن کی طرف سے بھی ہو تا کہ اسمبلی کی نمائندگی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ہاؤس کی proceedings نکال کر دیکھ لیں کہ اپوزیشن کو کتنا ٹائم دیا جاتا ہے۔ سپیکر تو custodian of the House ہے آپ اس طرح اس کی loyalty پر شک نہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ ٹائم دیتے ہیں۔ بہت مہربانی لیکن جہاں اسمبلی کی نمائندگی کرنی ہوتی ہے Common Wealth کے کافی سارے delegations گئے ہیں اور جگہوں پر بھی گئے ہیں، کہیں اپوزیشن سے بھی کسی کو لے کر گئے ہیں؟ اس لئے نہیں لے کر گئے شاید آپ سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن کی ضرورت ہی نہیں ہے۔اسی اسمبلی کی روایات traditions اور rules یہ ہیں اسمبلی کی کمیٹی ایک sample ہوتا ہے اس میں ممبران اس ratio کے ساتھ ہوتے ہیں جس ratio کے ساتھ اسمبلی میں سیٹیں ہوتی ہیں۔مثال کے طور پر جس طرح دس ممبران پر کمیٹی مشتمل ہوتی ہے۔اس میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے پانچ ممبران ہوتے ہیں چونکہ ان کی تعداد زیادہ ہے، پاکستان پیپلز پارٹی سے تین ممبران ہوتے ہیں اور دو ممبر ہماری پاکستان مسلم لیگ سے ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ کمیٹی اسمبلی کا flavour دیتی ہے کہ اسمبلی میں یہ یہ لوگ موجود ہیں۔اسی طرح جب ہم نے اسمبلی کو کہیں بھی represent کرنا ہے تو جیسے میں بار بار گزارش کر رہا ہوں کہ اپوزیشن بھی اتنی ہی ضروری ہے جتنی حکومت۔لہذا یہی گزارش ہے کہ اس بورڈ میں اگر قائد حزب اختلاف کی مرضی سے اپوزیشن کا ایک ممبر شامل ہو جائے گا تو میرے خیال میں بہتر working ہو گی اور ہم ایک اچھا اور بہتر precedent set کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ ان کا دور حکومت غیر جمہوری تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم لغاری صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ کہتے ہیں کہ جمہوری انقلاب آیا۔ جمہوری انقلاب آیا ہے تب ہی تو ہم نے اس معزز ہاؤس کے لوگوں کو اس میں شامل کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ There is a line between government working and between opposition working اب اگر اپوزیشن ان tools کے ذریعے government working شروع کر دے گی تو اپوزیشن کا جو بنیادی role ہے کہ اس نے حکومت کے کاموں پر تنقید کرنی ہے اور اس تنقید کے ذریعے اصلاح کرنی ہے تو پھر وہ کام کون کرے گا؟ یہ purely ڈیپارٹمنٹ کا اختیار ہے اور حکومت کا یہ کام ہے کہ وہ خدمات اور اشیاء خریدے۔ اب اگر اپوزیشن بھی اس میں شامل ہو جائے گی تو پھر اپوزیشن اس working پر تنقید کس طرح کرے گی ؟ اپوزیشن کی اہمیت ہے لیکن اس کی ایک اپنی working ہے اور government working علیحدہ ہے۔ اگر ہم اپوزیشن کو government working میں شامل کر لیں گے تو پھر اپوزیشن کا کردار ادھورا رہ جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! دنیا کی developed democracies میں روایت ہے کہ public interest کے watch dog کے لئے اپوزیشن ہوتی ہے چونکہ حکومت نے تو ایک خاص طریقے سے چلنا ہے اور اسی spirit کو لیتے ہوئے Charter of Democracy میں لکھا گیا تھا کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین قائد حزب اختلاف کی recommendation پر ہو گا تاکہ اپوزیشن اسے دیکھے۔ اسی طرح جب اس میں بھی اپوزیشن کا ایک نمائندہ ہو گا تو public at large کی نمائندگی کرے گا اس لئے میرے خیال میں تو ہماری ایک بڑی logical سی ترمیم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلئے، یہ بات دوبارہ ہو گئی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی point out کیا اور جب ہم جمہوری حکومت کی بات کرتے ہیں اور آپ نے بھی Charter of Democracy کی بات کی ہے تو اسی تناظر میں قائد حزب اختلاف کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنایا

گیااور اس کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ اپوزیشن جو point out کرنا چاہتی ہے وہ کرے اور آپ نے جو point of view لے کر آنا تھا وہ لے آئے ہیں۔اب ہم اس کو آگے لے کر چلتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بعد۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس وقت کی ہماری حکومت نے اس رواج کو قائم کرنے کے لئے کہ We trusted Opposition to an extent آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ اپوزیشن کی ایک ممبر کو Chair کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔وہ پینل آف چیئر مین میں تھی She was allowed to sit on the Chair

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دیکھیں کہ ہمیشہ پینل آف چیئر مین میں اپوزیشن کا ایک نمائندہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: لیکن Chair پر کبھی نہیں بٹھایا۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Let the time come.

ڈاکٹر سامیہ امجد: شوکت مزاری صاحب اتنے بہادر انسان تھے اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور آپ لوگ تو کہتے ہیں کہ

MR. DEPUTY SPEAKER: Let the time come.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ بخاری): جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ میرا نام پینل آف چیئر مین میں تھا

But I was never allowed to sit on this Chair. So that was wrong.

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، یہ clarification ہاؤس میں آ گئی ہے:

The amendment moved and the question is:

> "That in clause 6 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, in sub-clause (g), for the expression"
>
> Three members of the Provincial Assembly of the Punjab nominated by the government;'' the expression"three members of Provincial Assembly

of the Punjab, one each to be nominated by the government, the Speaker and Leader of the Opposition;'' be substituted.''

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

کورم کی نشاندہی

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کریں۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے، کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009

(---جاری)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 13 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-17

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 17 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-18

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 18 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi Ch. Zahir-ud-Din Khan or any other mover may it.

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I move:

> "That in clause 18 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, in sub-clause (3), the full stop at the end shall be omitted and the expression "by 31st December each year.'' be added.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 18 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, in sub-clause (3), the full stop at the end shall be omitted and the expression "by 31st December each year.'' be added.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ہم نے recommend کیا ہے کہ اس کی رپورٹ 31۔دسمبر تک دی جائے۔Normally یہ دیکھا گیا ہے اور اس اجلاس میں بھی ایک تحریک استحقاق آئی تھی کہ کئی reports lay ہوتی ہی نہیں ہیں، کئی کئی سال تک reports lay نہیں ہوتیں۔ اگر اس بارے میں پابند کر دیا جائے کہ ہر سال یہ رپورٹ 31۔دسمبر تک lay کی جائے تو بہتر ہوگا۔ آپ نے خود ہی فرمایا ہے کہ اس House کا تقدس تبھی ہوگا کہ جو rules بنائے جاتے ہیں ان پر عمل درآمد بھی ہو۔ لہذا میرا خیال ہے کہ اس کے لئے cut off date دینا ضروری ہے۔ اس amendment کو incorporate کرنے سے اس law میں شاید کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن حکومت اس کی report کو lay کرنے کے لئے پابند ہو جائے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ شق originally تو اس Bill میں موجود ہی نہیں تھی۔ ہماری Standing Committee نے نوٹس لیا اور اس Bill میں یہ شق شامل کی گئی ہے۔ یہ اس طرح سے ہے کہ:

18 (2). The Authority shall, submit to the Government its annual audit report and the annual performance report

(3). The Government shall lay the annual audit report and the annual performance report in the Provincial Assembly of the Punjab.

یعنی پہلے تو یہ شق اس Bill میں موجود ہی نہیں تھی، اس مرتبہ یہ شق ڈالی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے cut off date دینا مناسب نہیں ہے۔ جب رپورٹ گورنمنٹ کو موصول ہو جائے گی، اس میں تھوڑی بہت، دو ہفتے یا ایک ماہ کی تاخیر ہو سکتی ہے لیکن جب رپورٹ گورنمنٹ کو پیش ہو گی تو Government is bound to lay that report in the Provincial Assembly.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اسی ambiguity کو دور کرنے کے لئے cut off date کے لئے کہا جا رہا ہے۔ یہ procurement کی رپورٹ ہے، پنجاب میں جو procurement ہو گی اگر اس کی رپورٹ کئی سالوں تک نہیں آتی تو پھر یہ پنجاب اسمبلی میں بھی lay نہیں ہو گی اور اس ambiguity

کا فائدہ ہمیشہ اٹھایا جاتا رہے گا۔ اگر اس میں cut off date دے دی جائے کہ اس تاریخ تک report lay ہو گی تو پھر متعلقہ محکمہ حکومت کو رپورٹ دینے کا پابند ہوگا اور حکومت بھی پنجاب اسمبلی میں یہ رپورٹ lay کرنے کے لئے پابند ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ کو رپورٹ کرنے کا پابند ہوگا تو اس کے لئے تو اس چیز کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ڈیپارٹمنٹ تو بالکل پابند ہے۔

> "The Authority shall before the end of October, prepare its Annual Performance Report of the preceding financial year, shall include inquiries and investigations made by the authority during the financial year.''

تو اب اس میں inquiries ہوں گی، investigations ہوں گی تو ان سارے معاملات پر actions ہونے ہوں گے تو ان تمام چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے گورنمنٹ کے پاس تھوڑا سا space ہونا چاہئے کہ وہ جب مناسب سمجھے اس رپورٹ کو lay ہونے کے بعد ایوان میں پیش کر دے۔ اس میں صرف cut off date پر ہے، باقی گورنمنٹ کو جونہی رپورٹ ملے گی وہ اسے پیش کر دے گی۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 18 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, in sub-clause (3), the full stop at the end shall be omitted and the expression "by 31st December each year,'' be added.''

(The motion was lost.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

> "That clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-19

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-20

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-21

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 21 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-22

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 22 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-23

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 23 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-24

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 24 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-25

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 25 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-26

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 26 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-27

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 27 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-28

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 28 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That preamble of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That long title of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill 2009 be passed.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill 2009 be passed.''

As there is no opposition to it. The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill, 2009 be passed.''

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 24 of 2009). Minister for Law!

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009.''

As there is no amendment, the motion moved and the question is:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009.''

(The motion was carried).

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفیئر فنڈ مصدرہ 2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009, as recommended by

the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once.''

There are two amendments in this motion. The first amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi Ch. Zahir-ud-Din Khan or any other mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I wish to withdraw this amendment but with a very heavy heart. Hasty legislation is a very bad legislation and still with a great heart burnt to cooperate with you. We want to talk but we respect the decision. So we have withdrawn.

MR. DEPUTY SPEAKER: Thank you. The amendment has been withdrawn. The second amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural,

Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Mr. Muhammad Yar Hiraj may move it or any other mover.

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I wish to withdraw this amendment.

MR. DEPUTY SPEAKER: I thank you for that. As second amendment has also been withdrawn therefore, now, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009, recommended by the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

> "That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

”That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

”That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

”That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

“That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

“That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009 be passed.'' As there

is no opposition to that, the motion moved and the question is

"That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

The motion moved and the question is:

(The Bill is passed)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 25 of 2009). Minister for Law!

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے
قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009.''

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! For record, I am opposing it again and I hope that the Chair realizes کہ premature unripe ایک دن پہلے کے یہ Bills valid ہوں گے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے پہلے والے arguments اس میں تصور کر کے اور ان پر جو counter arguments کئے گئے ان کو بھی تصور کر لیتے ہیں۔

The motion moved and the question is:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) ماہی پروری پنجاب مصدرہ 2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Forestry and Fisheries be taken into consideration at once.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on

Forestry and Fisheries be taken into consideration at once.''

There are two amendments in this motion. First amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Ch. Zahir-ud-Din Khan or any other mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I wish to withdraw this amendment. Sir, I wish to withdraw this Bill.

آپ صرف ایک شعر سن لیں۔

خزاں کی دھوپ سے شکوہ فضول ہے محسن
میں آخر پھول تھا یونہی مجھے بکھرنا تھا

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, as first amendment has been withdrawn. The second amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab,

Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer.Shahzad Elahi. Mr. Muhammad Yar Hiraj or any other mover may move it.

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I wish to withdraw this amendment.

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بھی کوئی شعر سنادیں۔

جناب شیر علی خان: میں خود ہی شیر ہوں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The second amendment has also been withdrawn. Therefore, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Forestry and Fisheries be taken into consideration at once.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

(The Bill was passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 26 of 2009). Minister for Law!

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules *ibid* may

be dispensed with under Rule 234 *ibid*, for consideration and passage of the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion is moved:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules *ibid* may be dispensed with under Rule 234 *ibid*, for consideration and passage of the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009.''

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے پھر وہی arguments ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ایک اور شعر سناؤں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل سنائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے کہنا صرف یہ ہے کہ ہم نے efforts بہت کی ہیں۔

مالی دا کم پانی دینا بھر بھر مشقاں پاوے
مالک دا کم پھل پُھل لانا، لاوے یا نہ لاوے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کے جواب میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ اب مالک کا کوئی ارادہ نہیں ہے، ان کے لئے پھل اور پھول لانے کا۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules *ibid* may

be dispensed with under Rule 234 *ibid*, for consideration and passage of the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, be taken into consideration at once.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion is moved:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, be taken into consideration at once.''

There are two amendments in this motion. The first amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra

Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.Ch. Zahir-ud- Din Khan or any other mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I wish to withdraw this amendment.

آواز: شعر بھی ہونا چاہیئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شعر سمجھنے کی بات ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے شعر اپنی تقریر کو مختلف کرنے کے لئے I oppose کے ساتھ لگایا تھا تاکہ آپ کو پتا ہو کہ ہر مرتبہ میرا احتجاج on record ہے کہ یہ قانون سازی unwrite ہے اور اس کی validity اور ذمہ داری آنے والے وقتوں میں Chair کی ہوگی۔

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talks please. As first amendment has been withdrawn therefore the second amendment is from:-

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Mr. Muhammad Yar Hiraj or any other mover may move it.

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I wish to withdraw this amendment.

MR. DEPUTY SPEAKER: Thank you. As the second amendment has also been withdrawn therefore now the motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, be taken into consideration at once.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009 be passed.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009 be passed.''

The motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009 be passed.''

(The Bill is passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مجھے بالکل پتا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! قرارداد کے حوالے سے کوئی بات ہوئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری لغاری صاحب سے بات ہوئی ہے۔ وہ rules کو suspend کر کے قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میری ایک ہی condition ہے اور وہ یہ کہ اگر ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ یہ تحریک پیش کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ہمیشہ سے رانا ثناء اللہ صاحب کو بہادر سمجھتی ہوں۔ میں اپنی بات پر ابھی بھی قائم ہوں کہ judiciary اور اسمبلی کے rules کو powers at لا کر کہیں یہ نہ ہوا ہو [***********]

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جنوبی پنجاب کے اضلاع میں دھان کی فصل کی خرید کے مراکز کے قیام کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ نے جو الفاظ کہے ہیں یہ اپنے الفاظ پر معذرت کریں اور ان الفاظ کو حذف بھی کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

MR.DEPUTY SPEAKER: Order please, order please, order in the House.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ کی بات آ گئی ہے، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)
محترمہ نے اپنے الفاظ واپس لے لئے اور یہ الفاظ کارروائی سے بھی حذف کئے جاتے ہیں۔ اب میں محرک سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جنوبی پنجاب کے اضلاع میں دھان کی فصل کی خرید کے مراکز کے قیام کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ لغاری صاحب اس میں سے جنوبی پنجاب کا لفظ نکال لیں یہ پورے پنجاب کی بات کریں۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے کہ جب بھی یہ بات کرتے ہیں جنوبی پنجاب، جنوبی پنجاب، یہ زیادتی ہے۔ سارے پنجاب کی بات کریں ورنہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ یہ معاملہ سارے پنجاب کا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! appose کرنے کا وقت آئے گا تو آپ اس کو oppose کریں۔ آپ تشریف تو رکھیں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جنوبی پنجاب کے اضلاع میں دھان کی فصل کی خرید کے مراکز کے قیام کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

اب یہاں پر اگر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو کرلے۔

(اس مرحلہ پر بہت سے معزز اراکین اپنی اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معاملہ اس طرح سے ہے اور میں معزز ممبران کی خدمت میں بھی یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رولز کو معطل کر کے ایسا بزنس جو کہ اس ہاؤس، اس صوبے اور ملک کے عوام کی بہتری کے لئے ہو، وہ ہمیشہ سے لیا جاتا رہا ہے اور لیا جاتا ہے۔ آج بھی جو انہوں نے باتیں کی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انہیں شاید یہ معلوم نہیں ہے کہ ان میں کچھ ایسے بل بھی تھے جیسا کہ ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن کا بل تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایک ایک لمحہ بھی cover کیا جاتا یا کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس پورے صوبے میں ریٹائرڈ ملازمین جن کی انشورنس کے مسئلے ہیں، ان کی خدمت کی ہے۔

جناب سپیکر! یہ معاملہ کیونکہ پورے صوبے کے کسانوں سے متعلق ہے اس لئے ہم out of turn انہیں پیش کرنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن جب یہ قرار داد پڑھیں گے تو اس میں سے جن الفاظ پر

محترم شیخ صاحب نے بھی یا دوسرے لوگوں نے اعتراض کیا ہے وہ قرارداد کو oppose کریں گے اور اگر اس میں سے یہ ان الفاظ کو منہا کر دیں گے تو ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اور طریقے سے اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ہمارے اضلاع خوشاب، میانوالی، بھکر جنوبی پنجاب میں consider ہوتے ہیں، اور نہ ہی وسطی پنجاب میں consider ہوتے ہیں اس لئے میری درخواست ہے کہ اس بات کو issue بنانے کی بجائے پورے پنجاب کا لفظ عائد کریں تو اس میں ہم بھی cover ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر شیر علی صاحب کدھر جائیں گے۔ (قہقہے)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے جنوبی پنجاب کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ اخباری خبروں کے مطابق پاسکو والے ایک سو خریداری کے مراکز قائم کر رہے ہیں جن میں 60 گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور نارووال جیسے rice growing areas میں قائم کر رہے ہیں اور 40 سنٹرز سندھ میں قائم کر رہے ہیں اس طرح ہمارے علاقہ کو ignore ہو رہا ہے اس لئے اس کو highlight کر رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! مجھے آئین کے اندر جنوبی پنجاب کا لفظ دکھا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جب محترم لغاری صاحب قرارداد پیش کریں گے تو اس حوالے سے جو کام ہوا ہے، جو پنجاب حکومت نے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس بارے میں جس طرح سے توجہ دی ہے اور انہوں نے جو آج سے دو تین دن پہلے جو کچھ کیا ہے اور آج وہ اس مسئلے کو اٹھانے کے لئے اسلام آباد میں موجود ہیں۔ میں وہ ساری تفصیل بیان کروں گا۔ میری اپنے بھائی لغاری صاحب سے گزارش ہے کہ آپ پنجاب کا نام لیں، پنجاب میں جنوبی پنجاب بھی شامل ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس طرح سے ہم نے آپ کو allow کیا۔ آپ جنوبی پنجاب کے بجائے پنجاب کا کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پاسکو والے already یہاں پر 60 مراکز قائم کر رہے ہیں۔ ہمارے علاقے کو inquire کر رہے ہیں اس لئے وہ ان کی نظر میں لانا ہے کہ جس علاقے کو تم چھوڑ رہے ہو اس علاقے کے اندر بھی قائم کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ اگر آپ آئین کو بھی پڑھیں تو یہ introductory ہے۔ اس کے آرٹیکل 1 میں ہے کہ:

(1) Pakistan shall be the Federal Republic to be known as the Islamic Republic of Pakistan, hereinafter referred to as Pakistan.

(2) The territories of Pakistan shall comprise-

(a) the Provinces of Baluchistan, the North-West Frontier, the Punjab and the Sind;

اب اگر یہاں پر جو مسئلہ آ رہا ہے اس میں آپ ضلعوں کا یا ڈویژنوں کا نام لے لیں تو بہتر ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ یہ amendments کر لیں تو ان کے مطابق یہ لے کر آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس مسئلہ پر خوامخواہ اتنی زیادہ high stivity ہو رہی ہے ورنہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ جنوبی پنجاب ایک الگ صوبہ ہے اور اس کا یہاں پر ریفرنس ہونا چاہئے تھا۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ پنجاب کے دھان اگانے والے وہ اضلاع جو geographically نیچے آ جاتے ہیں ان میں بھی دھان کی خریداری کے لئے مراکز قائم کرنے چاہئیں۔ آپ نے سب کا کرنا ہے تو سب کا کریں کیونکہ یہ مسئلہ سب کا ہے اوپر والے اضلاع کے لئے تو پہلے سے ہی 60 مراکز قائم کئے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں دو چیزیں ہیں۔ اس میں ایک ہی فقرہ ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ابھی تک جنوبی پنجاب میں پاسکو کی طرف سے اور نہ ہی حکومت پنجاب کی طرف سے خریداری شروع ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! قرارداد پر تو تب آئیں گے جب وہ پڑھی جائے گی۔ ابھی تحریک کے اندر تبدیلی کر کے اس کو لے آئیں اور جب قرارداد آئے گی تب اس میں بھی تبدیلی کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر وہ اس پر agree کرتے ہیں تو ہم ان کو allow کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں، ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس میں یہ دونوں چیزیں ہیں، ایک تو یہ کہ پورے پنجاب میں پاسکو کی طرف سے خریداری شروع نہیں ہوئی اس لئے یہاں پر جنوبی پنجاب، سنٹرل پنجاب یا شمالی پنجاب کی بات نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نہ ہی حکومت پنجاب کی طرف سے یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ شاید میرے بھائی کو اس چیز کا علم نہیں ہے کہ پنجاب حکومت کبھی بھی دھان یا چاول کی فصل نہیں خریدتی۔ یہ ساری ذمہ داری پاسکو کی ہے۔ اس سے پہلے پچھلے سالوں میں پانچ سال آپ کی حکومت رہی ہے۔ کبھی بھی حکومت پنجاب یہ نہیں خریدتی اس لئے اس مرتبہ بھی حکومت پنجاب پاسکو کو یا وفاقی حکومت کو ہی کہہ رہی ہے کہ آپ خریداری کے ٹارگٹ کو ڈبل کر دیں اس لئے یہ دونوں لفظ جنوبی پنجاب اور حکومت پنجاب کے منہا کر دیں تو یہ بڑی comprehensive resolution ہے اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں جنوبی پنجاب کو ہٹا کر اس طرح کر دیتے ہیں کہ دھان اگانے والے ہر ضلع میں،

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ پورا پنجاب رہنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پورے پنجاب کے تمام اضلاع میں، اس طرح کر دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ یہ لکھ دیں کہ ابھی تک پنجاب میں پاسکو کی طرف سے خریداری شروع نہ ہوئی ہے، That's all

جناب محمد محسن خان لغاری: چلیں، ٹھیک ہے۔ اس طرح کر دیتے ہیں کہ پنجاب میں پاسکو کی طرف سے خریداری شروع نہ ہوئی ہے اور قیمت وغیرہ کا جو difference ہے وہ رکھ دیتے ہیں اور جنوبی پنجاب سے اگر لوگوں کی hurt sensitivities ہو رہی ہیں تو ہر چاول اگانے والے ضلع کے اندر چاہے وہ جنوبی ہے، وسطی ہے یا کوئی اور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہاں پر پنجاب کر دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر یہ سنٹرز شیخوپورہ میں ہیں تو مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان اور رحیم یار خان والے تو یہاں آ کر نہیں فروخت نہیں کریں گے۔ ڈیرہ غازی خان میں بھی مرکز خریداری ہونا چاہئے، راجن پور میں بھی ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب! اپنے arguments میں اپنے علاقے کو stress کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں! آپ اپنے arguments میں بات کر لیں، یہاں پر صرف پنجاب کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! دھان اگانے والے ہر ضلع میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ان کا یہ کہنا ہے کہ پنجاب کے ہر دھان اگانے والے ضلع میں،

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ جناب! اس طرح confusion create ہو گا۔ آپ صرف پنجاب کا نام لیں اور میں آج آپ کو ایک اور بات بتاتا ہوں۔ بہت سے ایسے اضلاع ہیں جن کے اندر کم دھان اگایا جاتا ہے لیکن وہاں بھی کسان تنگ ہیں۔ میرے حلقہ کے اندر دھان کا بہت بڑا علاقہ ہے۔ آپ صرف پنجاب کا نام لیں کیونکہ میں آپ کو اس کی وجہ بتاتا ہوں کہ جب یہ جنوبی پنجاب یا کوئی ایسی بات کرتے ہیں تو اس سے ایک یہ جو gist نکالنا اور محرومیوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو کہ ایک لمبی بات ہے کہ محرومی ہے یا نہیں؟ اگر میں ذکر کرنے لگوں کہ میرے حلقے میں یہ نہیں ہے تو پھر بات لمبی ہو جائے گی۔ یہ پورے پنجاب کی بات کیوں نہیں کرتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: قرارداد میں یہ کہہ رہے ہیں کہ پنجاب کے ہر دھان اگانے والے ضلع کے اندر جو جہاں جہاں پر اگتا ہے وہ تو automatic آ جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ صرف پنجاب کا نام لیں کیونکہ پورے پنجاب میں کہیں کم اور کہیں زیادہ دھان اگ رہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ تو بحث ہی نہیں جو ہم نے چھیڑ دی ہے۔ بے شک پورے پاکستان کا کر لیں۔ اس وقت بحث کی ضرورت ہے کہ پنجاب میں کسان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ہم وہ بات نہیں کر رہے بلکہ پاکستان پنجاب اور جنوبی پنجاب کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ تو clerical mistake ہو سکتی ہے یا دانستہ انہوں نے کی ہو اور وہ دس دفعہ کہہ بھی چکے ہیں کہ میرا یہ مقصد نہیں ہے۔ ہمیں بحث تو کرنی چاہئے کہ ہمیں کرنا کیا ہے، اس کا حل کیا ہے؟ ادھر لوگوں کی دھان پڑی ہے اور اسے کوئی خرید نہیں رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! بہتر یہ ہے کہ اس میں پنجاب کر لیں تو سارا ہی cover ہو جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! دھان والا ضلع کر لیں کیونکہ اخباری خبروں کے مطابق انہیں وفاقی حکومت کی طرف سے ہدایت ہے کہ پنجاب میں 60 خریداری سنٹر بنائیں اور وہ اس علاقے میں تو بنا رہے ہیں لیکن ہمارے علاقے میں نہیں بنا رہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ سنٹر ہمارے علاقے میں بھی ہوں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں پرسوں بھی اس کے بارے میں بحث ہوئی تھی اور اس کے بعد میں نے وفاقی وزیر زراعت نذر محمد گوندل صاحب سے بات کی۔ وزیر اعظم صاحب سے آج اسی سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب وہاں میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں۔ نذر محمد گوندل صاحب نے مجھے کہا تھا کہ آپ ایوان میں یہ کہیں کہ ہر ضلع میں پاسکو کے دفاتر میں رابطہ کریں اور ہر ضلع میں خریداری شروع ہو گئی ہے (نعرہ ہائے تحسین)

ممبران یہاں پر بات general کر دیتے ہیں، مجھے کوئی دوست بتائے کہ انہوں نے پاسکو سے رابطہ کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنٹر نہیں بنانا۔ اس کے بعد میرے علم میں یہ لائیں۔ ہر ضلع میں سنٹر ضرور بنے گا اور اگر کہیں نہیں بنایا جاتا تو میرے علم میں لائیں میں انشاءاللہ تعالیٰ بنوا کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! میرا خیال ہے کہ اس کے بعد قرارداد لانے کی ضرورت نہیں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے ایک سینئر وزیر یہ commitment کر رہے ہیں کہ ہر ضلع میں خریداری سنٹر بنے گا تو پھر اس قرارداد کو لانے کی بالکل ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر یہ اپنی اس commitment پر قائم رہیں گے تو میں withdraw کر لوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ کہ لغاری صاحب نے سینئر وزیر صاحب کی یقین دہانی کو کافی سمجھا تو میں آپ کو یہ بھی inform کر دوں کہ آج سے تین چار روز قبل وزیر اعلیٰ صاحب فیصل آباد تشریف لے گئے تھے اور وہاں پر زرعی یونیورسٹی میں تمام کسان اور خاص طور پر وہاں نمائندے موجود تھے اور تقریباً ایک گھنٹہ ان کے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب نے session کیا اور انہوں نے بڑی detail میں جس طرح سے آپ نے جو باتیں کی ہیں، انہوں نے اس سے بھی زیادہ detail میں جا کر انہیں بتایا اور انہوں نے اسی دن ان سے یہ کہا تھا کہ ابھی میں واپس جا کر وزیر اعظم صاحب سے وقت لے کر اس بارے میں بات کروں گا کہ پاسکو خریداری کے ہدف کو دگنا یا تین گنا کر دیں جب تک کہ کسان کا سارا دھان اٹھا نہیں لیا جاتا۔ اس کے بعد انہوں نے باقاعدہ کہا کہ ان نمائندوں کو ہم ساتھ لے کر جائیں گے تو چاول کے کاشتکاروں نے اپنے دو نمائندوں کو نامزد کیا تھا جنہیں آج وزیر اعلیٰ صاحب ساتھ لے کر اسلام آباد گئے ہیں اور اس مسئلے کا انشا اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی بہتر حل نکل آئے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ لغاری صاحب نے بڑی grace کا مظاہرہ کیا ہے اور سینئر وزیر نے on the floor of the House یہاں پر assurance دی ہے، اس کی بنیاد پر کہا ہے کہ میں اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ House کی sanctity جس کی ہم بات کرتے ہیں اور اس کی بنیاد پر میں سمجھتا ہوں کہ سینئر وزیر صاحب نے کہا ہے کہ جو ممبران آپ کے سامنے لے کر آئیں گے تو وہ اس کو ensure کروائیں گے اور آپ اسے دیکھیں گے اور اس کا حل بھی نکالیں گے۔

سینئر وزیر/ وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں لغاری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری اس assurance پر اپنی قرار داد واپس لی اور میں ایک بار پھر انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر چاول نہ ہونے والے اضلاع مثلاً چکوال یا اٹک میں بھی کہیں گے تو ہم وہاں بھی سنٹر بنا دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا تعلق چونکہ دیہاتی علاقے سے ہے اور ایک کاشت کار ہونے کے ناتے یہ بات بخوبی ہمارے علم میں ہے کہ ابھی تک 65 فیصد دھان کی فصل، میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں جان بوجھ کر آپ کی توجہ نہیں لے رہا کیونکہ آپ اس سیٹ پر بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے اور یہ سیٹیں مخصوص ہیں اور جب rules کی بات کرتے ہیں تو پچھلی نشست پر آ جائیں کیونکہ یہ وزراء کی سیٹیں ہیں اور اگر آپ نے بات کرنی ہے تو پچھلی سیٹ پر آ جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ) وزراء کے نشستوں سے اٹھ کر پچھلی نشست پر چلے گئے)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت 50 فیصد سے زیادہ دھان کی فصل کی کٹائی ہو چکی ہے بلکہ 65 فیصد سے بھی زیادہ کی کٹائی ہو چکی ہے اور ابھی تک ہمیں پنجاب میں ایک بھی پاسکو کا خریداری سنٹر نظر نہیں آیا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ کی بات میں نے بالکل نہیں سننی کیونکہ سینئر وزیر نے on the floor of the House یقین دہانی کروائی ہے اور اپوزیشن نے بھی اپنی قرار داد واپس لے لی ہے تو یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! Rule 223 ہے کہ Rules to be observed while the Member present in Assembly اور اس کی clause ہے کہ "shall keep to his usual seat while addressing the Assembly" تو آپ usual seat پر آجائیں۔ اس سیٹ سے آپ بات نہیں کر سکتے۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ خواتین کے لئے مخصوص نشستوں سے اٹھ کر اگلی سیٹوں پر تشریف لے آئے)

پوائنٹ آف آرڈر

محکمہ تعلیم کا ایجوکیٹرز کی بھرتی میں 5 فیصد مختص اقلیتی کوٹا پر عملدرآمد نہ کرنا

(۔۔۔جاری)

محترمہ نجمی سلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نجمی سلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے جناب سپیکر سے وقت لے کر باقاعدہ رانا صاحب سے گزارش کی تھی کہ جس طرح سے 5 فیصد کوٹا minorities کے لئے مخصوص کیا گیا ہے تو 23۔ اکتوبر کو ایجوکیٹرز کی ہونے والی بھرتیوں پر عملدرآمد ہونا چاہئے تھا لیکن افسوس کہ 30 اور 31۔ اکتوبر تک بھرتیاں کی گئیں جس میں اس نوٹیفکیشن یا order پر کوئی implementation نہیں کی گئی۔ میرے پاس یہ عدالتی حکم بھی ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ میں اس کا باقاعدہ طور پر جواب دوں گا تو میں ان سے جواب لینا چاہتی ہوں کہ پنجاب حکومت کے order کی negation کیوں کی اور اس کے ساتھ ساتھ عدالتی حکم کی بھی کیوں negation کی گئی کیونکہ میرے پاس یہ دونوں orders اس لئے میں لاء منسٹر صاحب سے یہ request کروں گی کہ آپ kindly اس کا جواب دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے جو ان کے expressions ہیں آپ کو جواب ہی لگ رہا ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معاملے کا جائزہ گورنمنٹ level پر لیا جا رہا ہے۔ اس میں دراصل complication یہ ہے کہ 41 ہزار Educators کی merit base پر بھرتی کی گئی ہے۔ اس بھرتی کو میرٹ پر ensure کرنے کے لئے تیسری مرتبہ اس پوری لسٹ کو different agencies کے حساب سے چیک کروایا جا رہا ہے۔ اب اگر اس مرحلے پر ہم دوبارہ zero سے start کریں تو میرا خیال ہے کہ another one year require ہوگا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ 5 فیصد کوٹا اقلیتوں کے لئے اس level پر insert کیا جائے تو اس میں legal lacuna یہ آتا ہے کہ جب آپ کسی post کے لئے advertise کرتے ہیں تو at the time of advertisement آپ کو دینا پڑتا ہے کہ اس میں کتنا کتنا کوٹا کس کس کا ہے۔ یعنی معذوروں کا ہے، اقلیتوں وغیرہ کا ہے۔ ہم اس وقت legal معاملے کا جائزہ لے رہے ہیں اور ہماری کوشش تو یہ ہے کہ ہم ان کو accommodate کریں۔ اگر اس میں دوبارہ نئی exercise کرنی پڑے تو پھر اس صورت میں ہم اپنے minority کے جو members ہیں ان کو اور ڈیپارٹمنٹ کو ساتھ بٹھا کر ان سے request کریں گے کہ اس معاملے کو دیکھ لیں۔ ہماری تجویز یہ ہوگی کہ اس کو اتنا lengthy نہ کیا جائے۔ اس بارے میں جو بھی فیصلہ ہوگا اور ایک دو دنوں میں چیف منسٹر صاحب بھی اس معاملے کو اپنے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ پھر جو بھی فیصلہ ہوگا ان تمام معزز ممبران کو بٹھا کر ان کو اعتماد میں لے کر کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں نے بھی اسی سے متعلق بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں۔ ان کے بعد محترمہ طیبہ ضمیر کو میں floor دوں گا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے فرمایا کہ 41 ہزار Educators کے میرٹ کو یقینی بنانے کے لئے تیسرے مرحلے پر جانچ پڑتال کی جا رہی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ چونکہ حکومت پنجاب نے minorities کے حوالے سے ایک احسن قدم اٹھایا ہے اور میں نے کل بھی یہ گزارش کی تھی اور ہم شکریہ ادا کرتے ہیں قائد محترم میاں شہباز شریف صاحب کا کہ جنہوں نے پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ jobs میں minorities کے لئے 5 فیصد کوٹا مقرر کیا۔ چونکہ میری بہن نے specific Educators کے حوالے سے یہاں پر بات کی تھی اور ہائی کورٹ کا ایک آرڈر بھی اس سلسلے میں آیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ بقول لاء منسٹر صاحب کے جیسا انہوں نے فرمایا ہے کہ

ابھی educators کے مراحل چل رہے ہیں۔ اگر میرٹ کو ہی بنیاد بنا کر minorities کے جتنے candidates ہیں ان کو وہاں scrutinized کر لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ جتنے بھی minorities سے تعلق رکھنے والے candidates ہیں ان کو adjust کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! یہ very important matter on a very important curtail issue ہے۔

تیرے صوفے ہیں فرنگی تیرے قالین ہیں ایرانی
لہو مجھے رلاتی ہے یہ جوانوں کی تن آسانی
سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کاغذ کے پھولوں سے

آج دو چھٹیوں کی بات ہو رہی ہے کہ Saturday اور Sunday کو چھٹی کر دی جائے۔ یہ ہماری تن آسانی پچھلے دس سالوں سے جس طریقے سے کاہلی اور سست روی کا شکار ہے، دفتروں میں لوگ بیٹھنا پسند نہیں کرتے اور چند ایک لوگ 24 گھنٹے کام کرتے ہیں، میں مثال دوں گی کہ ہمارے وزیر اعلیٰ شہباز شریف کی جو ٹیم ہے اس میں لاء منسٹر آپ خود اور دوسرے چند لوگ کتنا کام کرتے ہیں۔ اگر دو دن کی چھٹی ہو جاتی ہے being a Muslim Friday ہمارا مقدس دن ہے۔ صبح 9 بجے سے ہی تیاری کر لی جاتی ہے کہ آج جمعہ پڑھنا ہے اور مسجد کی طرف جانا ہے۔ یہ تین دن ہو گئے اور Thursday کو لوگ کہیں گے کہ بھاگو، اس طرح سے چار چھٹیاں ہو گئیں۔ یہ قوم کہاں جائے گی؟ ادھر کہا جاتا ہے کہ ہم international level پر مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سعودی عربیہ میں کام کیسے ہوتا ہے؟ وہ بھی تو international level پر اپنا business کرتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جمعہ کو ہی چھٹی کی جائے اور باقی دو دن کی چھٹی نہیں ہونی چاہئے بلکہ چار بجے تک دفتروں میں break time ہو، سکولوں میں اور ہر جگہ پر۔ ہم لوگ جمعہ والے دن، بلکہ مخصوص کریں نماز توبہ کے دو نفل ادا کریں۔ جو قوم سے دس سال جھوٹ بولے گئے، بناوٹ کی گئی، بددیانتی کی گئی اور قوم کا پیسا لوٹا گیا۔ اللہ ہماری توبہ قبول کرلے otherwise یہ زلزلے اور یہ دہشت گردی عذاب بن کر قوم پر آئیں گے۔

شوگر ملوں کی کرشنگ شروع نہ کرنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سید حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں گزارش کروں گا کہ اقلیتوں کا مسئلہ ختم ہونا چاہئے۔ ہر جگہ پر ان کو احساس محرومی کا۔۔۔(قہقہے)

جناب سپیکر! راجہ صاحب کا بڑا non serious attitude ہے میں اتنی serious گفتگو کر رہا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ ان کا مسئلہ حل ہونا چاہئے۔ ہمیشہ یہاں پر یہ لوگ کھڑے ہو کر اعتراض کرتے ہیں کہ ہمیں ہماری نوکریوں میں بڑا خراب کیا جاتا ہے۔ ایک تو ان کے لئے مخصوص قسم کی نوکریاں رکھ دی جاتی ہیں۔ اگر ان کا کوئی آدمی پڑھ لکھ جاتا ہے تو اسے بالکل مسلمانوں کی طرح treat کیا جانا چاہئے۔ جیسے مسلمانوں کو treat کیا جاتا ہے ان کے برابر ان کا کوٹا بھی ہونا چاہئے۔ دوسری میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ جیسے راجہ صاحب نے بات کی ہے تو انہوں نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے اور ان کی بڑی جامع بات تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بہت بڑا کام کیا ہے تو اسی طرح گنے کے بارے میں بھی کچھ سوچ لیا جائے اور اس پر بھی بات کر لی جائے کیونکہ ملیں اب late ہوتی جا رہی ہیں جن کی وجہ سے ہماری گندم کی کاشت پر بہت اثر پڑے گا۔ ایک گندم ہی ایسی ہے جس میں غریب زمیندار اور کسان کو کچھ بچتا ہے۔ یہ مل مالکان اور شوگر مافیا باقاعدہ planning کے ساتھ کسان کو crush کرتا ہے۔ اس وقت ہمارا sugarcane mature ہو چکا ہے وہ جان بوجھ کر نہیں خریدا جا رہا ہے، جان بوجھ کر ملیں نہیں چلائی جا رہی ہیں۔ جب ہمارا بیجائی کا وقت آئے گا تو اس وقت sugarcane کو store کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہم کہیں رکھ سکتے ہیں مجبوراً ہمیں اونے پونے داموں اس مل مالک کو دینا پڑے گا۔ سب سے بڑی زیادتی جو پنجاب کے کسان کے ساتھ ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ ہماری product کی قیمت بھی مل مالک لگاتا ہے، raw material کی قیمت بھی وہی تعین کرتا ہے اور اپنی product کی قیمت کا تعین بھی وہی کرتا ہے جس پر میں شدید احتجاج کرتا ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ جب بھی کوئی ایسی کمیٹی بنے تو اس میں پنجاب کے کسان کو بھی شامل کیا جائے کیونکہ کسان ہی اپنی مشکلات بتا سکتا ہے کہ وہ کن حالات سے گزر رہا ہے۔ ان لمبی راتوں میں جاگ کر وہ کس طرح پانی لگاتا ہے، وہ کس طرح اپنی فصل کو چوروں سے بچاتا ہے، وہ کس طرح اپنی فصل کے لئے اپنے بچوں سے اپنے گھر سے دور ہو کر رات کے اندھیروں میں پنجاب کی معیشت کو مضبوط کرنے کے لئے کام کرتا ہے اور اس کو اس کا

معاوضہ نہیں مل رہا ہے۔ ہمارا یہ بہت اہم issue ہے، یہ اس legislation سے بھی اہم ہے جو اس سے پہلے ہو رہی تھی۔ kindly اس پر ہمیں ٹائم دیا جائے، اس پر بحث کرائی جائے اور فی الفور بغیر کسی نوٹس کے ملوں کو چلایا جائے۔ جو مالک اپنی مل نہیں چلاتا اس کی مل ضبط کی جائے اور حکومت اپنی نگرانی میں چلوائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر منسٹر!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ وفاقی حکومت نے گندم کا جتنا ریٹ بڑھایا ہے پاکستان کی تاریخ میں اتنا ریٹ کبھی نہیں بڑھا گیا۔ گندم کا ریٹ -/950 روپے مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد کسان کے لئے پچھلی جو گندم کی خریداری تھی اس کے لئے پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت نے جتنی گندم تھی ایک ایک دانہ خریدا اور اس کے بعد چاول کے لئے بھی حکومت پوری طرح سے اس میں working کر رہی ہے میں نے پہلے بھی بات کی ہے اور اسی طرح گنے کے لئے بھی انشاء اللہ ہو گی۔ یہ زمیندار ہمارے بھائی ہیں اور ہم میں سے 90 فیصد لوگ زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، ہم خود سارے زمیندار ہیں تو یہ ہمارے بھائی بڑی جائز بات کر رہے ہیں کہ وہ بڑی محنت سے کام کرتے ہیں اور ان کا اس سارے زراعت سسٹم میں حصہ ہے اور زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں ہونے دی جائے گی اگر کسی نے کوشش کی تو ہم ہرگز ایسا نہیں ہونے دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری دوسری بات یہ ہے کہ جو محترمہ نے minorities کے کوٹا کی بات کی ہے تو میں اور رانا ثناء اللہ صاحب وزیر اعلیٰ صاحب سے اس سلسلے میں بات کریں گے اور انشاء اللہ کوشش کریں گے اور یہ بالکل انہوں نے جائز بات کی ہے کیونکہ یہ minorities والے ہمارے بھائی ہیں اور جب پاکستان بنا تھا تو اس وقت بھی یہ کہا گیا تھا کہ ان کے ساتھ برابر کا سلوک ہو گا اور آج بھی ہمارا یہ وعدہ ہے کہ ان کے ساتھ برابر کا سلوک ہو گا اور انشاء اللہ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب سے بات کر کے ان کو کوٹا لے کر دیں گے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! میں سب کو ٹائم دوں گا اور میں نے کافی دیر سے چودھری جاوید صاحب کو کہا ہوا ہے۔ میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں ۔ please آپ تشریف رکھیں ۔ جی، چودھری جاوید صاحب!۔۔۔ دس منٹ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شاہ صاحب نے جو زراعت کے بارے میں فرمایا ہے اور راجہ صاحب نے بھی ابھی فرمایا ہے کہ ہماری اسمبلی کے more than 80 percent زراعت پیشہ لوگ ہیں۔ میں یہ آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ زراعت کے لئے ایک پورا ہفتہ مختص کیا جائے، جس میں تمام پالیسیوں کو discuss کر کے پھر اپنی گورنمنٹ کی رہنمائی کی جائے (نعرہ ہائے تحسین)

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جو دھان کے کسانوں کے ساتھ ہو رہا ہے تو راجہ صاحب نے ابھی جو assurance دی ہے کہ بن جائیں گے۔ ہمارے علاقوں سے more than 50 percent crop کسانوں کے ہاتھ سے جا چکی ہے۔ جب تک وہ بنیں گے تو سوائے آڑھتی کے کسی کے پاس کچھ نہیں ہو گا تو میرا یہ مطالبہ ہے کہ ہم ہر چیز وفاقی گورنمنٹ پر کیوں چھوڑتے ہیں اگر گندم ہماری پنجاب حکومت اور پاسکو بھی خریدتی ہے تو چاول کیوں نہیں خریدا جا سکتا؟

تیسری بات جو میں سب سے اہم کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارے چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی وہ آپ سے ملے تھے اور کمیٹی کو مضبوط کرنے کے لئے آپ سے درخواست کی تھی کمیٹی کو مضبوط کرنا اس پارلیمنٹ کو مضبوط کرنا ہے اور اس کی مضبوطی عوام اور آپ کی مضبوطی ہو گی لیکن بد قسمتی سے پچھلی حکومت نے اور نہ ابھی تک ہمارے اس دور میں ان چیزوں کو مضبوط کیا، اختیارات نہیں دیئے، ان کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا اور کوئی پالیسی ان سٹینڈنگ کمیٹیز کے پاس نہیں جا رہی جو کہ ان سے thrash out ہو کر اس ہاؤس میں پیش ہو گی اس ہاؤس کے ہر ممبر کی رائے لے کر اس کو آگے پھر implement کیا جائے گا تو میری یہ گزارش ہے کہ اس کو expedite کیا جائے اور ہمارے وزیر اعلیٰ بڑے genius ہیں وہ ضرور اس سلسلے میں ہماری رہنمائی بھی کریں گے اور مدد بھی کریں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر!۔۔۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب! سب دوستوں کو میں باری باری ٹائم دوں گا، میاں صاحب میں آپ کی طرف بھی آؤں گا، بے فکر رہیں۔ اصل میں، میں نے یہاں بیٹھ کر سب کو adjust کرنا ہے اور میں کر لوں گا، آپ لوگ بے فکر رہیں۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں حسن مرتضیٰ صاحب کی سب باتوں سے اتفاق کرتا ہوا ایک بات کہوں گا کہ ایک تو انہوں نے کہا ہے کہ راجہ صاحب نے آج اس بات کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ چاول تھے جو راجہ صاحب نے کوزے میں بند کر دیئے، اب گنے کو وہ کوزے میں کیسے بند کریں گے؟ اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب minorities کے لئے پانچ فیصد کوٹا منظور کر رہے ہیں اور اب یہ in process ہے اور یہ انشاء اللہ ہو جائے گا۔ minorities والے ہمارے بھائی ہیں اور ان کے حقوق کے ہم ذمہ دار ہیں اور انشاء اللہ آج بھی ہیں اور کل بھی ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کو آپ کا وعدہ یاد کرانا چاہتا ہوں۔ آپ نے جناح باغ کے بارے میں وعدہ کیا تھا اور لاء منسٹر صاحب کو کہا تھا۔ آپ نے ایک بہت بڑی مہربانی کی تھی جس کو آپ نے دیکھا ہو کہ وہ کلب جو ختم ہو گیا تھا اور اب وہاں کیا صورتحال ہے؟ لیکن آج تک اس پر further کچھ نہیں ہو سکا تو میں نے آپ کو آخری ٹائم بھی گزارش کی تھی اور آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ہم اس کے اوپر ان سے ایک میٹنگ کروادیں گے تاکہ مسئلہ کو حل کیا جائے۔ آج میں منسٹر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر British time کا ایک لیڈیز کلب بھی ہے اور وہ لیڈیز کلب بھی جس بری طرح استعمال ہو رہا ہے وہاں کچھ نہیں ہو رہا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس ایوان کی تین چار خواتین کو اس کا رکن بنوائیں اور وہاں خواتین کی کوئی activities ہوں آپ حیران ہوں گے کہ آج کل اس کو پارکنگ بنادیا گیا ہے اور جناح باغ کا بیڑہ غرق ہو رہا ہے۔ یہ ہمارا اور آپ کا ایک اثاثہ ہے میں نے آپ سے پہلے بھی گزارش کی تھی اور آپ نے بڑی مہربانی فرمائی تھی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر اب بغیر وقت ضائع کئے آپ ایک میٹنگ بلائیں، خود بھی اس میں بیٹھیں اور لاء منسٹر صاحب بھی اس میں بیٹھیں اور ان لوگوں کو بلائیں اور جناح باغ کے معاملے پر آپ فوری طور پر کچھ کر لیں کیونکہ اس پر کافی دفعہ بات ہوئی ہے لیکن پچھلی دفعہ بھی لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ میں ان کو بلاتا ہوں لیکن ابھی تک وہ لوگ نہیں آئے تو یہ کچھ دو چار اس کے burning issues ہیں، یہ ایک قومی اثاثہ ہے اگر آپ لوگ اس کو بچالیں تو آپ لوگوں کی مہربانی ہو گی۔ آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ لیں پھر میں شروع کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ بات کافی عرصے سے چل رہی ہے۔ جناح باغ ہمارا قومی ورثہ بھی ہے اور لاہور کے شہریوں کے لئے بڑی اہم جگہ ہے اس کے اندر جس طرح پارکنگ بڑھتی جا رہی ہے اور

جس طرح شیخ صاحب بتا رہے ہیں اور ایک وہ جو health club issue تھا میرے خیال میں اب تک اس کو ختم ہو جانا چاہئے تھا۔ kindly اس پر ایک کمیٹی بنا دیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کروں کہ آپ بھی بچپن سے دیکھ رہے ہیں۔ پہلے آپ کو یاد ہے کہ کنکریٹ کے بیریئرز لگے ہوتے تھے۔ آج یقین کریں کہ جب صبح میں وہاں جاتا ہوں تو اندر ایگریکلچر کی گاڑیاں پھر رہی ہوتی ہیں اور دھواں دار رکشے اور موٹر سائیکل اندر پھر رہے ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گاڑیوں کی باغ کے اندر پابندی ہونی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صبح روز دیکھتا ہوں۔ میری صرف آپ سے گزارش یہ ہے کہ دیکھیں کسی نے تو یہ باغ بنایا تھا اور وہاں پر اینٹوں کے بھٹے تھے اور اینٹوں کے ٹیلے تھے اور جس نے یہ باغ بنایا وہ پوری دنیا سے درخت لایا۔ جب صرف کھوتا ریڑھا ہوتا تھا۔ آج ہم صرف اس کو بچا بھی نہیں رہے۔ وہاں لیڈیز کلب اتنا خوبصورت بنا ہوا ہے کہ ہماری کسی خاتون رکن نے آج تک یہ take up نہیں کیا کہ وہاں ایک gymnasium بنا دیں اور وہاں ladies کی activities بنا دیں۔ وہاں کیا ہو رہا ہے؟ وہ میں آپ سے علیحدگی میں عرض کروں گا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے لئے specially کچھ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ علیحدگی میں آپ رانا ثناء اللہ صاحب سے عرض کر لیجئے گا؟ (قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا بھی یہ پرزور مطالبہ ہے کہ جب تک علیحدگی میں میرے ساتھ عرض نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کے ساتھ یہ نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! اس معاملے کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ہی یہ اہم معاملہ ہے کیونکہ اگر یہ اہم معاملہ ہوتا تو شیخ صاحب اس پر Adjournment Motion لے کر آتے کیونکہ ہر معاملے پر وہ Adjournment Motion لے کر آتے ہیں اور اگر یہ اہم معاملہ ہے تو اس پر وہ Adjournment Motion لے کر آئیں، اس کا جواب بھی ڈیپارٹمنٹ سے حاصل کریں گے اور اس مسئلہ کو حل بھی کریں گے۔ یہ تو صرف انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے پچھلے سیشن میں بھی مہربانی کی اور وہ صرف خالی فیصل آباد سے نہ پیار کریں ان کا لاہور میں بھی بہت کچھ ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! فیصل آباد سے کوئی پیار نہیں کرتا۔ (قہقہے)

شیخ علاؤالدین: تسیں بدل لو، تسیں لاء منسٹر سانوں دے دیو۔ (قہقہے)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہاں تو صرف یہ کچھ ہوتا ہے، وہاں پر تو دھوبی گھاٹ گراؤنڈ میں مری بلیاں پھینکی جاتی ہیں اور جب وزیراعلیٰ وہاں پر آتے ہیں، بڑے بڑے جلسے کرتے ہیں ایک گراؤنڈ کے حصہ کو صاف کر دیا جاتا ہے اور باقی میں بلیاں پھینک دی جاتی ہیں۔ ہم لوگ صبح کو walk کرتے ہیں اور بڑی مشکل سے walk کرتے ہیں اور بیمار ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلیاں مارتا کون ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! پتا نہیں کون سے لوگ مارتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے معاملے کی gravities کو سمجھا ہے۔ آپ لاء منسٹر صاحب کو کہہ دیں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کو بتاتا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب! اس پر already بھی کمیٹی کی بات ہوئی تھی اور جو ذمہ داران ہیں ان کو بلا کر ان کے ساتھ meeting رکھوائیں جس میں شیخ صاحب بھی ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ایک چیز اگر documented ہو جائے تو اس میں بڑی سہولت رہتی ہے۔ محترم شیخ صاحب نے کئی aspects کے متعلق بات کی ہے۔ اس کو تحریری طور پر صبح لے آئیں اور اس کو out of turn لے کر، اس پر ڈیپارٹمنٹ باقاعدہ طور پر جواب دے گا اور پھر اس جواب کا کل کو پابند بھی ہوگا۔ اس سے پہلے ان کو یہاں پر بلایا تھا اور بات بھی ہوئی لیکن زبانی کلامی بات تھی اس کا آج میرے پاس یا ان کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے اس وقت بھی مہربانی کی تھی اور ایک Assurance committee کے اندر یہ کیس چلا گیا۔ Assurance Committee میں، میں نے move کیا سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں پوچھ لیجئے۔ لاء منسٹر صاحب کو دو تین لیٹرز جا چکے ہیں، copies مجھے آئی ہیں کہ اس کو آپ Assurance Committee میں لے آئیں۔ اگر لاء منسٹر صاحب اس کو

Assurance Committee میں ڈال دیں تو میں سارے issues وہاں دیکھ لوں گا مگر وہ تو already فائل پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر جناح ہسپتال کے متعلق کوئی Assurance Motion چل رہی ہے تو ٹھیک ہے اس کو accept کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ سیکرٹری صاحب! آپ اس کو فوری طور پر Assurance Committee میں شامل کریں اور take up کروائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری دوسری بات سن لیں۔ میں ایک اہم بات آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ ایک حافظ ایاز صاحب ہیں وہ اپنے آپ کو پرائم منسٹر کے سیکرٹری بتاتے ہیں اور انہوں نے میرے حلقے کا کام پکڑا ہے اور پورے پنجاب میں پچیس، پچیس ہزار روپے لے کر امن کمیٹیوں کے چیئرمین بنا دیئے ہیں۔ ایک شخص جو اقبال سکندر نامی ہے اس کو ڈسٹرکٹ قصور کا چیئرمین بنایا اُس نے آگے اور لوگ چیئرمین بنا دیئے اور آپ حیران ہوں گے کہ اس نے گورنمنٹ آف پاکستان کے بورڈ issue کئے، گورنمنٹ آف پاکستان کے INSIGNIA والے بورڈ اور گورنمنٹ آف پاکستان کے letter head issue کئے اس کے خلاف پرنسپل گرلز کالج چونیاں نے پرچہ درج کروایا۔ آج سے دس دن پہلے اس کے خلاف تھانہ چونیاں میں پرچہ درج ہوا اس نے لوگوں سے پچیس ہزار، تیس ہزار، اٹھارہ ہزار لے کر ان کو چیئرمین بنا دیا اور وہ امن کمیٹیاں کیا کر رہی ہیں؟ وہ جا کر تھانوں کے اندر tout کا کام کر رہی ہیں اور لوگوں کو لوٹ رہی ہیں۔ آپ یقین کریں کہ لوگ بھینسیں فروخت کر کے ان کو پیسے دے رہے ہیں۔ اب ایک شخص پکڑا گیا ہے۔ مجھے علامہ ایاز کا فون آیا کہ میں اسلام آباد سے بول رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ کون ہیں؟ کہنے لگا کہ میں یہ ہوں، آپ نے اقبال سکندر کو پکڑوا دیا، ہاں مجھ سے غلطی ہو گئی مجھے معاف کر دیں تو میں یہ بات ایوان اور آپ کی گورنمنٹ کے علم میں لانا چاہ رہا ہوں کہ میرے حلقے میں بے شمار گورنمنٹ آف پاکستان کے INSIGNIA والے بورڈ لگ گئے ہیں اور وہ صرف لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔ اس پر گورنمنٹ آف پنجاب کو فوری ایکشن لینا چاہئے کہ یہ علامہ ایاز کون ہے، یہ کیسے بندے بنا رہا ہے؟ اور یہ چیئرمین صرف tout کا کام کر رہے ہیں اور سارا دن لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، کلو صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب کو مل لیں، بے شک ابھی مل لیں۔ لاء منسٹر صاحب! یہ ابھی آپ سے مل لیتے ہیں آپ حافظ ایاز والا جو issue ہے اس کو دیکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ زیادہ مناسب ہوگا کہ سینئر منسٹر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے پرائم منسٹر کے حوالے سے بات کی ہے تو ہم ان سے پہلے یہ بات discuss کرتے ہیں تاکہ وہ دیکھ لیں کہ اس کا کیا کرنا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے صوبہ میں زراعت کی جو اہمیت ہے اس پر یہاں جو لوگ بیٹھے ہیں ان میں سے کسی کی دورائے نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کی کارروائی کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں زراعت کے حوالے سے کچھ چیزیں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم کس طرح چل رہے ہیں؟ میرے دوست رفیق صاحب بیٹھے ہیں پچھلی wheat sowing پر انہوں نے اسی ہاؤس میں یہ کہا تھا کہ آنے والے season میں آپ کو گندم کے لئے کھاد میسر نہیں ہوگی اس کے لئے کوئی بندوبست کر دینا چاہئے۔ اس پر بحث بھی ہوئی تھی لیکن well in time arrangement نہ ہو سکا اور well in time arrangement نہ ہونے کی وجہ سے جتنے زمیندار لوگ بیٹھے ہیں سب کو پتا ہے کہ پچھلی wheat sowing پر کسانوں کو ایک بوری کھاد خریدنے کے لئے کتنی ذلالت اٹھانا پڑی اور جہاں چار بوری کی requirement تھی وہاں دو بوری ملی اور وہ دو بوری ڈال کر اس نے wheat sowing کی۔ یہ صرف decision کی بات تھی، decision late ہونے کی وجہ سے mismanagement ہوئی۔

جناب سپیکر! دوسری بات آپ paddy کی لے لیں، ماشاء اللہ ابھی سینئر منسٹر صاحب نے وعدہ فرما لیا ہے۔ اللہ کرے کہ وعدہ وفا ہو جائے۔ لغاری صاحب چونکہ mover تھے اور انہوں نے accept کر لیا ہے۔ میں اس پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اب جو original کسان ہے وہ بے چارہ تو

فصل کے سہارے جی رہا ہوتا ہے اس میں سے تقریباً نصف سے زیادہ middleman لے جائے گا اور یہ جو ہے عراق سے تریاق آنے تک وہ جو مار گزیدہ ہے وہ اگلے جہاں چلا جائے گا۔ جب تک پاسکو اپنے ادارے کو establish کرے گا اس وقت تک یہ حشر ہو گا کہ middleman منافع کماتا رہے گا۔ پاسکو اور middleman پہلے بھی ملے ہوئے ہیں وہ جس چیز پر آتے ہیں دونوں کی آپس میں منافع کے لئے بندر بانٹ ہوتی ہے اور وہ بندر بانٹ ہو گی۔ میں یہ چاہ رہا تھا کہ اس میں کوئی time frame ہونا چاہئے تھا آپ نے اس وقت مجھے بولنے نہیں دیا۔ کوئی time frame ہو یہ نذر محمد گوندل صاحب کی بات تو انہوں نے کر دی لیکن اس میں time frame کوئی نہیں ہے کہ کب ہو گا، کیسے ہو گا؟ ابھی تک فیلڈ میں کوئی نہیں گیا جتنے زمیندار بیٹھے ہیں مجھے بتادیں کسی جگہ پر پاسکو والے گئے ہوں۔ انہوں نے جواب دے رکھا ہے کہ ہم نے paddy نہیں خریدنی جبکہ لوگ اپنی فصلوں کو آگ لگا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات میں یہاں شاہ صاحب کی کروں گا کہ اب حال یہ ہے کہ شوگر مافیا اتنا توانا ہو چکا ہے کہ انہوں نے ملیں نہیں چلائیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ سٹیٹ نے ان لوگوں سے ملیں بنوائی ہیں۔ ریاست نے ان کو پوری طرح سپورٹ کیا ہے اور جتنی ایلیٹ کلاس تھی انہوں نے اپنی ملیں بنائیں، ایک مافیا create ہو گیا ہے اور وہ مافیا جو ہے اب وہ گورنمنٹ کو، چاہے وہ پنجاب گورنمنٹ ہو، چاہے وہ مرکزی گورنمنٹ ہو، دونوں کو exploit کر رہا ہے تو اب اس سلسلے میں چینی کا جو حشر اس مافیا نے کر رکھا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ چینی نہیں ہے لیکن manage کر کے شوگر مافیا پورے تسلط کے ساتھ وہ شوگر نہیں آنے دیتے اسی طرح اب آگے آنے والے وقت کو دیکھیں آج نو مبر ہے اور نومبر تک کوئی مل نہیں چلی۔ بتائیں شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: کوئی مل نہیں چلی۔

ملک محمد وارث کلو: لوگ بے چارے مارے مارے پھر رہے ہیں کئی جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں پر لوگوں نے اب گنا ہٹا کر گندم لگائی ہے تو شوگر مل مافیا گورنمنٹ کی neck کے ارد گرد tight rope کر کے گورنمنٹ کو flop کرنے کے موڈ میں ہے تو اس سلسلے میں، میں صرف یہ عرض کروں گا کہ مرکزی گورنمنٹ یا پنجاب گورنمنٹ دونوں مل کر جس طرح coalition میں ہیں تو اس میں مرکزی گورنمنٹ اپنا role ادا کرے اور پنجاب گورنمنٹ اپنا role ادا کرے اور کسانوں کے بارے میں ملز کو چلوانے کے لئے کوئی modus operandi جاری کریں یا پھر ساری ملیں nationalize کر لیں یہ ان کے پیسے نہیں ہیں جن سے یہ ملیں بنی ہیں۔ میں آج آپ کو prove کر سکتا ہوں کہ یہ سٹیٹ کا پیسا ہے جس سے

یہ ساری شوگر ملزestablishہوئی ہیں۔اگر یہimmediatelyملز نہیں چلاتے تو یہnationalizeکر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بہت بات ہو گئی ہے۔ بہت مہربانی، شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ میں کوشش کروں گا کہ میں بھی ایسی باتیں کروں کہ آپ کو پسند آ جائیں تاکہ آپ اتنا وقت ہمیں بھی دے دیں۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ سینئر منسٹر صاحب چلے گئے ہیں میں ان کی موجودگی میں کہنا چاہتا تھا کہ انہوں نےassuranceدی ہے کہ ہم کاشتکاروں کو ان کا حق دلوائیں گے اور کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہو گی۔ زیادتی تو ہمارے ساتھ ہو رہی ہے کیونکہ شوگر کےnetکے مطابق ملیں اکتوبر کے آخری ہفتے میں چلنی چاہئیں وہ ابھی تک نہیں چلیں۔ اس پر بات بہت ہو چکی۔ میری گزارش یہ ہے کہ کیا یہ ہاؤس آج کوئی قرارداد پاس کرے گا یا لاء منسٹر صاحب ملوں کے لئے کوئیdateدیتے ہیں کہ وہ اس تاریخ تک چلائیں کیونکہ قانون کی تو alreadyخلاف ورزی ہو چکی ہے اب ہم کیا کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ اکتوبر تک شوگر ملیں چلنی تھیں جواب تک نہیں چلی ہیں تو اس وقت گورنمنٹ کیا کر رہی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شوگر کا جوcrises ہے اگر اس کا پورا پس منظر نہ لیا جائے تو یہ بات مناسب نہیں ہو گی۔ بات یہ ہے کہ جو مارکیٹ فورسز ہیں ان کیinterventionاور ان کےconsensusسے ہی معاملات طے ہوتے ہیں اگر ہم یہاں بیٹھ کر ایکResolutionپاس کر دیں کہ فلاں چیز کو اس طرح کر دیں یا کسی اور جگہ سے فیصلہ ہو جائے تو اس پر مارکیٹ میں اس طرح سے عمل درآمد نہیں ہوتا۔ اب ہوا یہ ہے کہ جب شوگر کاcrisisآیا اور انہوں نے قیمتیں -/38روپے سے بڑھانی شروع کیں اور -/55، -/60روپے تک لے گئے تو اس کے بعد گورنمنٹ نے اس بنیاد پرinterventionکی تھی کہ جو ہماراconsumerہے وہrepresentative نہیں ہے باقی دنیا میں یہ ہے کہconsumer societiesبنی ہوئی ہیں اور کوئی کسیcommodity کی ایک روپیہ قیمت بھی نہیں بڑھا سکتا اور اگر کوئی بڑھائے تو وہ اسی وقت بائیکاٹ کر دیتی ہیں پھر اسے

اپنے level پر آنا پڑتا ہے لیکن ہماری بد قسمتی ہے کہ یہاں پر consumer societies نہیں ہیں اور اگر کہیں ہیں بھی تو وہ پوری طرح سے active نہیں- گورنمنٹ نے intervention کی پھر تمام stake holders کا بیٹھ کر ایک consensus ہو گیا اور طے ہوا کہ مل سے چینی -/45 روپے میں لی جائے گی اور بازار سے -/47 روپے فی کلو ملے گی- میں پورے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہم نے پورے پنجاب میں دس دن اس بات کو ensure کیا -/45 روپے کلو ex-mill rate اور -/47 روپے فی کلو retail میں فراہم کی گئی- اس کے بعد عدلیہ کی طرف سے فیصلہ آیا کہ مل سے -/36 روپے میں لیں اور بازار میں -/40 روپے میں فروخت کریں- جب ہم نے اس فیصلہ کو implement کرنا چاہا تو سب سے بڑا problem یہ آیا کہ بڑے ڈیلروں نے کہا کہ حکومت نے معاہدہ کیا ہے، حکومت نے ہی طے کیا اور ہم نے تو -/45 روپے کے حساب سے مل والوں سے چینی خریدی ہے- اس وقت دو سے اڑھائی لاکھ ٹن چینی pipeline میں تھی انھوں نے کہا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم حکومت کے معاہدے کے مطابق چینی -/45 روپے میں خریدیں لیکن آپ کہیں کہ ہم اسے -/40 روپے میں فروخت کریں؟ ہم نے ان سے کہا کہ آپ عدالت میں جا کر اس پر وضاحت لیں لیکن وہ وضاحت نہ ہو سکی تو انھوں نے چینی روک لی اور کہا کہ چونکہ ہم نے -/45 روپے میں خریدی ہے اس لئے -/40 روپے میں نہیں بیچیں گے- یہ معاملہ اس بات کا سبب بنا کہ وہ لوگ جن کے سالہا سال سے ملوں کے ساتھ، ٹرانسپورٹروں کے ساتھ، retailers کے ساتھ اور اس سے پہلے جو subdealer کے ساتھ chain بنا ہوا تھا وہ پورے کا پورا chain غائب ہو گیا- اس کے بعد ہم نے عدلیہ کے احترام اور اس کے فیصلہ پر عملدرآمد کے لئے کوشش کی کہ ہم ایک نیا chain develop کریں جب ہم نے develop کرنے کی کوشش کی پھر وہ dealers and subdealers آڑے آئے اور اس وجہ سے مشکلات پیدا ہوئیں- پھر ہم انتظامیہ کو آگے لائے کہ وہ مل سے چینی اٹھا کر سیدھی مارکیٹ میں لائے اور دکاندار فروخت کریں- یہاں مجھے یہ بات تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے چونکہ جو حقیقت ہے وہ حقیقت ہے اور تمام دنیا کو پتا ہے اور ہم صرف اس لئے اس بات کو تسلیم نہ کریں We are in government تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا- آپ یقین جانیں کہ پورے پنجاب میں 6 ہزار ٹن روزانہ کی requirement تھی ہم نے اسے پوری capacity میں اٹھایا اور کہا کہ ہر شہر میں دکانداروں کو دیں- اب دکاندار جو پانچ توڑے لے کر گیا اس نے دو توڑے تو -/40 روپے کے حساب سے بیچ دیئے اور تین پیچھے رکھ لئے اور دوسرے ریٹ پر دینا شروع کر دیئے- جب بہت detail میں جا کر ان معاملات کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی تو اس

میں بھی مشکلات آئیں۔ابھی فوری طور پر ڈپو نہیں بنائے جا سکتے کہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے دکاندار جو پانچ دس بوریاں لے کر جائیں اور پوری دیانتداری سے دیں۔اس میں ایک اور بہت بڑا معاملہ تھا کہ پہلے یکم تاریخ تھی پھر 16 ہو گئی اور سب کو یہ پتا تھا کہ 16 تاریخ کو ریٹ مختلف ہو جائے گا اور پھر 16 کے بعد 22 ہو گئی۔جب لوگوں کو یہ نظر آ رہا ہو کہ دس دن بعد یہ فیصلہ تبدیل ہو جائے گا۔آپ دیکھیں کہ ایک کلو پر -/15 سے -/20 روپے منافع ہے اور یہ ایک ٹرک پر کم از کم چھ سات لاکھ روپے بنتا ہے پھر لوگ اتنے heavy profit کے لئے انتظار کرنے لگتے ہیں کہ 16 تاریخ کو مسئلہ حل ہو جائے گا اور ہمارے پیسے double ہو جائیں گے 16 کے بعد 22 تاریخ ہو گئی اور پھر 29 تاریخ ہو گئی اور اس میں certainty نہیں تھی تو اس چیز نے بھی اسے بڑا feed کیا اسے بہت strengthen کیا جو ہمارے لئے manage کرنا مشکل ہوا۔اب ultimate یہ فیصلہ ہوا ہے کہ 6 ہزار ٹن میں سے one third گھریلو کچن کی ضرورت ہے اور two third بیوریج، بڑے ہوٹلوں اور دوسروں کی ضرورت ہے۔اب یہ کہا گیا ہے کہ 70 فیصد چینی مارکیٹ ریٹ پر فروخت کی جائے اور 30 فیصد -/40 روپے فی کلو کے حساب سے فروخت کی جائے۔

جناب سپیکر!آپ ایک ہی مارکیٹ میں وہی چیز رکھ کر کہیں کہ اس کا ریٹ -/40 روپے ہے اور ساتھ ہی رکھ کر کہیں کہ اس کا ریٹ -/50، -/55 اور -/60 روپے بھی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ پوری دنیا میں کسی جگہ بھی اس قسم کی مارکیٹ کو manage کیا جا سکے لیکن چونکہ عدلیہ کا فیصلہ ہے اور ہمیں اس کا احترام ہے اس لئے ہم اپنے طور پر کوشش کر رہے ہیں کہ اس معاملے کو کسی نہ کسی طرح سے حل کیا جائے۔اب اس میں یہ معاملہ آیا کہ جب ہم نے مل مالکان کا مال زبردستی اٹھایا اور forcedly ان کا مال روکا تو یقیناً ان کے ساتھ ہمارے تعلقات کشیدہ ہوئے اور وہ dispossess ہو گئے۔یہ مہینے ڈیڑھ مہینے کا جو عرصہ بنتا ہے یہ بات درست ہے کہ عدالت کے حکم کی تعمیل کی پاداش میں انتظامیہ وہاں بیٹھی رہی اور ان کا جو overhaul کے لئے مہینے کا پیریڈ ہوتا ہے کہ انھوں نے overhaul کر کے 15۔نومبر سے crushing season شروع کرنا تھا چونکہ وہ اس صورتحال میں نہیں رہے اس لئے وہ شروع نہیں ہو سکا۔اب ہم نے ان سے بات کی ہے اور اس وقت ان کی ملوں کی overhauling کا کام چل رہا ہے۔یہ ایک یا دو ہفتے لیٹ تو ہو گا لیکن ہماری یہ کوشش ہے کہ اگر 15۔نومبر کو نہیں تو within November یہ کام شروع ہو جائے۔یہ وہ سارا پس منظر ہے، یہ وہ ساری مشکلات ہیں جن کی وجہ سے یہ حالات پیدا ہوئے۔آپ اس میں صرف یہ کہیں کہ حکومت کی ذمہ داری ہے تو یہ بھی مناسب نہیں ہے

بلکہ میں تو کہوں گا کہ اگر آپ صرف یہ کہیں کہ مل مالکان کی غلطی ہے تو جو ساری صورتحال میں نے بیان کی ہے اس sense میں ان کی بھی غلطی نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سبھی کا تھوڑا تھوڑا fault ہے۔ مل مالکان نے بھی out of the way جا کر منافع کمانے کی کوشش کی۔ اگر وہ تھوڑے سے ہوش کے ناخن لیتے اور -/38 سے آگے -/42 یا -/45 روپے پر رک جاتے تو شاید ان کے خلاف یہ فیصلہ نہ آتا اور اگر یہ فیصلہ اس طرح سے نہ آتا تو شاید اس طرح سے mismanage نہ ہوتا۔ میں کسی کو blame نہیں دینا چاہتا لیکن میں کہتا ہوں کہ اس میں جو mismanagement ہوئی ہے اس میں سب کا تھوڑا تھوڑا fault بنتا ہے لیکن ہم کوشش کریں گے کہ کسان پر کم سے کم impact ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ان کا موقف تو آ گیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں ادب کو ملحوظ خاطر رکھ کر یہی کہوں گا کہ میں نالائق ہوں کہ میں اپنی بات نہیں سمجھا سکا کیونکہ جب میں بات کر رہا تھا تو اس وقت وزیر موصوف کسی سے باتیں کر رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا ٹائم مزید 20 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! بات چینی یا کسی اور کی نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مل والوں کی mismanagement ہو گئی یا ہم نے انہیں dispossess کر دیا۔ سندھ میں تو کسی نے چینی نہیں اٹھائی۔ سندھ میں ہم سے ایک ماہ پہلے ملیں چلاتے تھے لیکن ابھی تک نہیں چلائیں اس لئے وہی cartelization یہاں بھی چل رہی ہے۔ اس سال تو یہ ہو گیا کہ سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا اور حکومت نے چینی اٹھائی اس لئے ملیں لیٹ ہو گئیں لیکن پہلے سالوں میں کیا ہوتا رہا ہے؟ پہلے وہ ہمیشہ 20 یا 26 نومبر کو ملیں چلاتے تھے۔ وزیر موصوف نے مل والوں کی بہت اچھی وکالت کی اور کہا کہ وہ ستم زدہ ہیں، ان پر ظلم ہو گیا ہے۔ ہمیں تو تاریخ چاہئے چاہے دسمبر کی دے دیں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ ہم نے گنے کو آگ لگانی ہے یا کیا کرنا ہے، بیلنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم نے تو کہا تھا کہ ہمیں صرف تاریخ دے دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاید آپ نے سنا نہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر 15۔ نومبر نہیں تو اسی نومبر کے مہینے میں شوگر ملیں چل جائیں گی۔ بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اسانوں وی موقع دے دیو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی طرف سے ہو کر ہی ادھر جاؤں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے علاقے میں شوگر کین ہماری major crop ہے اور ٹوبہ والے تو پانی بھی ہمارا لگاتے ہیں ان کی تو زمین بھی اس قابل نہیں کہ وہاں شوگر کین اگایا جائے۔ ہمارے بزرگ رفیق صاحب ایسے ہی پریشان ہو رہے ہیں۔ رانا صاحب نے بڑا تفصیلاً جواب دیا ہے اور انھوں نے حکومت میں ہوتے ہوئے ایک بڑی مثبت بات کی ہے لیکن لمحہ فکریہ یہ ہے کہ اگر پالیسیاں بھی عدلیہ نے بنانی ہیں تو کیا اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہم لوگوں کی ضرورت نہیں ہے؟ ہمیں criticize کیا جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارا پورا press ہم پر تنقید کرتا ہے۔ میں ان کا مشکور ہوں کہ وہ ہماری کوتاہیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ آپ بے شک رات کو ٹیلیویژن چلا لیں تو وہاں پر ہر اینکر بیٹھا ہوا اُچھال رہا ہو گا کہ فلاں کے یہ گوشوارے ہیں، فلاں کی یہ جائیدادیں ہیں اور فلاں کے یہ کاروبار ہیں۔ ہمیں تو چوبیس گھنٹے check اور watch کیا جاتا ہے۔ عدلیہ بھی ہمیں ہی دیکھ رہی ہے اور عدلیہ پالیسیاں بھی خود بنا رہی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہماری بھنڈی اور ٹینڈے کے rates بھی عدلیہ fix کر رہی ہے۔ اگر یہ سب کچھ عدلیہ نے کرنا ہے تو پھر ہمارے یہاں بیٹھنے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک کسان ہونے کے ناتے اپنی عدلیہ سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ میں اپنا گنا کہاں اور کس rate پر فروخت کروں؟ عدلیہ کو چاہئے کہ وہ اس کا بھی تعین کرے۔ اگر وہ شوگر مافیا کو چھیڑتے ہیں، بڑی اچھی بات ہے یہ check and balance ہونا چاہئے، وہ انھیں ضرور check کریں لیکن میرا sugarcane بھی تو فروخت کروائیں۔ میری paddy پڑی ہوئی ہے، عدلیہ کہاں ہے؟ وہ میری paddy بھی اٹھا کر لے جائیں، ہائی کورٹ کے باہر رکھیں اور اس کی بولی لگوائیں۔ منڈیاں بند کر دیں اور ہائی کورٹ watch کرے، ہمیں خوشی ہے لیکن جناب! کریں تو سہی۔

جناب سپیکر! اگر آج شوگر ملیں نہیں چلیں گی تو ہم اپنا شوگر کین کہاں لے کر جائیں گے؟ ہمارے پاس اس کی storage کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ہماری paddy middle man خرید رہا ہے۔ اس طرح تو ساری کمائی middle man لے جائے گا۔ یہاں ہاؤس میں تشریف رکھنے والے ممبران صرف نام کے زمیندار ہیں، حقیقت میں یہ کسان ہیں۔ اب وہ پہلے والی holdings نہیں رہیں

کہ 200,200 مربعوں کے مالک ہوں گے۔ان کی اب تھوڑی تھوڑی،چھوٹی چھوٹی holdings ہیں۔ جن زمینداروں کا کوئی side business یا کاروبار نہیں تو وہ اپنا چولھا گرم نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں پوچھتا ہوں کہ ہم زمیندار آج اپنے بچوں کے سکولوں کی فیسیں کہاں سے دیں، کیا ہمارے بچوں کا حق نہیں ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں؟ میں حلفاً کہتا ہوں کہ ہم کسانوں میں اگر اب کوئی بیمار ہو جائے تو ہمارے پاس فوری طور پر اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم اپنا کا علاج کروا سکیں۔ان سردیوں میں ہم غریبوں کے پاس کپڑے خریدنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ جن 80 فیصد لوگوں کی ہم نمائندگی کرتے ہیں آپ ان کے حالات جا کر دیکھیں، آج بھی ان کے بچے ننگے پاؤں ہیں، ان کے سکولوں پر آج بھی چھت نہیں ہے۔آپ جا کر دیکھیں کہ ہماری بیٹیاں جہیز کے لئے ترس رہی ہیں کیونکہ جہیز نہ ہونے کی وجہ سے ان کے رشتے نہیں آ رہے۔

جناب سپیکر! صرف چار یا پانچ خاندان ہیں جن کو promote کرنے کے لئے، جن کے کاروبار کو ترقی دینے کے لئے یہ سارے mafias بنے ہوئے ہیں، یہی لوگ پیسے لوٹ رہے ہیں۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ہماری عدلیہ بھی انہی لوگوں کو تحفظ دے رہی ہے، ہماری عدلیہ بھی ان ہی لوگوں کا ساتھ دے رہی ہے جو کہ ہمارا خون نچوڑ رہے ہیں۔اگر عدلیہ شوگر کی قیمت مقرر کر سکتی ہے تو میرے شوگر کین کی قیمت کیوں نہیں مقرر کرتی؟ میں potato grower ہوں، میرے potatoes کا اس کو کیا پتا کہ میں کہاں پر store کرتا ہوں اور ایک bag کی کتنی storage دیتا ہوں، میں بجلی کا بل کہاں سے ادا کرتا ہوں، میں آبیانہ کہاں سے دیتا ہوں، میں زرعی ٹیکس کہاں سے دیتا ہوں؟ ہماری کتنی دہری پالیسیاں ہیں کہ ہم زمین کاشت کریں یا نہ کریں لیکن ہمارے اوپر پٹواری نے فی ایکڑ کے حساب سے زرعی ٹیکس لگا دینا ہے کہ یہ تو نے pay کرنا ہے۔ایک کاروباری آدمی اپنے assets declare کرتا ہے، چاہے غلط کرے یا صحیح کرے۔اس کی assessment میں وہ partner ہوتا ہے اور وہ جو کہتا ہے اس کی مانی جاتی ہے۔اس کو کوئی بندہ نہیں پکڑتا جبکہ سو مربعے کے مالک کو تحصیلدار کان سے پکڑتا ہے اور حوالات میں بند کر دیتا ہے۔ ان mills والوں کو، اربوں روپے کے defaulters کو کوئی نہیں پکڑتا، ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔وہ sick unit چھوڑ کر آرام سے باہر جا کر اپنی موجیں کرتا ہے۔

جناب سپیکر! اگر آج وانا اور باجوڑ میں فسادات ہو رہے ہیں، دہشت گرد پیدا ہو رہے ہیں تو وہ صرف اس لئے ہو رہے ہیں کہ انہیں 62 سالوں کی محرومیاں یاد آ رہی ہیں۔ادھر کوئی

development نہیں ہوئی، ادھر کوئی سکول یا کالج نہیں ہیں۔ وہاں معیشت تباہ ہو چکی ہے، وہاں کوئی صنعت نہیں ہے، کوئی نوکری نہیں ہے۔ اگر ہمارے ساتھ بھی یہی ہوا تو پھر میں کہتا ہوں کہ ہر گاؤں میں دہشت گرد پیدا ہوں گے کیونکہ کوئی بندہ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کا بچہ علاج کے بغیر مر جائے۔ اس کے بیٹے کو تعلیم میسر نہ ہو۔ ان سب چیزوں کو مدنظر رکھیں۔ ہمیں آج ایک deadline دیں کہ فلاں تاریخ تک شوگر ملیں چلیں گی۔ یہ ہماری حکومت ہے اس لئے یہ ہمارا احساس کرے۔ یہ تاریخ دیں اگر مالکان ملیں نہیں چلائیں گے تو پھر French revolution کو یاد رکھیں۔ جب ان امیروں کے منہ سے لوگوں نے نوالے چھین لئے تھے۔ میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ ہماری حکومت تاریخ دے، اگر ملیں نہیں چلیں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایم۔ پی۔ اے جا کر خود وہ ملیں چلائیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، یاسین سوہل صاحب!

جناب محمد یاسین سوہل: شکریہ۔ جناب سپیکر! جب چینی کی بات چلی ہے تو میں بھی اپنے حلقے کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا حلقہ کنٹونمنٹ بورڈ میں آتا ہے۔ لاہور میں 9 ٹاؤنز ہیں۔ ڈی۔ سی۔ او صاحب نے ان تمام ٹاؤنز کے ٹی۔ ایم۔ او کو کہا ہے کہ آپ اپنے اپنے علاقے میں چینی کی supply دیں۔ میرا حلقہ کسی ٹاؤن میں نہیں آتا اور میرے حلقے کے لوگ چینی کو ترس رہے ہیں، وہاں پر کسی کو بھی چینی نہیں مل رہی۔ جب ہم ذمہ دار لوگوں سے بات کرتے ہیں تو وہ آگے سے کہتے ہیں کہ یہ علاقہ ٹاؤن میں نہیں آتا، یہ کنٹونمنٹ بورڈ کا ایریا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم لاہور میں رہنے والے نہیں ہیں، کیا ہم لاہور کا حصہ نہیں ہیں، ہمارے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیوں کیا جاتا ہے اور ہمارے اوپر ہمیشہ مارشل لاء کیوں مسلط رہتا ہے؟ حکومت کی طرف سے جب بھی کوئی facility مہیا کی جاتی ہے تو وہ ہمیں نہیں ملتی۔ میری آپ اور وزیر قانون سے گزارش ہے کہ D.C.O اور کمشنر لاہور کو ہدایت فرمائی جائے کہ کنٹونمنٹ بورڈ ایریا کے لوگوں کے لئے بھی چینی کا بندوبست کیا جائے کیونکہ وہاں بسنے والے لوگوں کو بھی چینی کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا point بڑا valid ہے۔ وزیر قانون صاحب! یاسین سوہل صاحب آپ سے مل لیں گے اور آپ ذرا اس معاملے کو دیکھ لیجئے گا۔

جناب قیصر اقبال سندھو: پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قیصر سندھو صاحب!

مونجی کی خریداری کے لئے ایک خاص معیار مقرر کرنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

جناب قیصر اقبال سندھو: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پاسکو جو paddy خرید رہی ہے اس میں انہوں نے پنجاب حکومت کو involve کیا ہے۔ پنجاب حکومت نے جو criteria fix کیا ہے اس حوالے سے میرے پاس ایک لیٹر ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ five acres or less زمین رکھنے والے زمینداروں سے یہ paddy خریدی جائے گی۔ میں پوچھتا ہوں کہ زمینداروں کو اس سے کس طرح فائدہ پہنچے گا؟ پچاس یا چالیس ایکڑ تک کا criteria fix ہونا چاہئے۔ اگر پانچ ایکڑ کا criteria رکھنا ہے تو پھر میرے خیال میں پنجاب حکومت یہ چاہتی ہے کہ وفاقی حکومت کسانوں سے یہ paddy نہ خریدے۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے پیارے وزیر اعلیٰ صاحب نے پورے پنجاب میں اربوں روپے کا آٹا تقسیم کیا ہے۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ پنجاب حکومت بھی paddy کی خریداری کرے۔ یہ اتنا سخت criteria مناسب نہیں ہے، یہ تو ناممکن نظر آتا ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس criteria کو revise کیا جائے اور کم از کم پچاس ایکڑ کا criteria fix کیا جائے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ہمارے وفاقی وزراء کا تعلق ہے تو ان بے چاروں کے پاس تو time ہی نہیں ہے۔ ان وزیروں نے تو اپنی خوراک کا بھی بندوبست کرنا ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی چینی کا بھی بندوبست کرنا ہے۔ وہ عوام کے لئے چینی یا خوراک کا کیا بندوبست کریں گے؟۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت 20 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! لغاری صاحب باہر تشریف لے گئے ہیں، میں چاہتا تھا کہ وہ یہاں پر بیٹھے ہوتے اور میں یہ کہتا کہ کسان جنوبی پنجاب کا ہو، وسطی پنجاب کا ہو یا شمالی پنجاب کا ہو یہ ایک ہی طبقہ ہے، اس کا ایک ہی خون ہے، اس کے خون کا ایک ہی رنگ ہے اور اس کے خون کا ایک ہی group "لٹ جانے والا، استحصال زدہ کسان" ہے۔ پنجاب اور دوسرے صوبوں کے کسان سب استحصال زدہ ہیں۔ کسان کھیت مزدور ہے۔ اور 75/80 فیصد وہ لوگ ہیں کہ جن کی زندگی کی ڈور چند

ایکڑوں سے بندھی ہوئی ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس استحصال زدہ طبقے کا استحصال کون کرتا ہے ؟یہاں پر کہا گیا کہ مل والے مرکزی حکومت یا صوبائی حکومت کو exploit کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ exploit نہیں کرتے بلکہ یہ تو مرکزی حکومت کے اندر بیٹھے ہیں، صوبائی حکومت کے اندر بیٹھے ہیں۔یہ استحصال کرنے والے لوگ دونوں حکومتوں میں بیٹھے ہوئے ہیں،ان کی پہچان کرنا ہوگی۔ یہ کمیشن مافیا اور استحصال کرنے والا مافیا ہے۔ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ 80 فیصد لوگوں، کسانوں اور مزدوروں کے نمائندے ہوں۔ استحصال سب لوگوں کا ہوتا ہے، چاہے وہ صارفین ہیں چاہے وہ پیدا کرنے والے ہیں۔آپ دیکھیں کہ grower اپنی فصل کا خالق ہے لیکن وہ اپنی مرضی سے اپنی فصل کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔اس کے بچے، بیوی اور بہنیں، تمام لوگ کھیتوں میں کام کرتے ہیں لیکن ان کی مزدوری بھی انہیں نہیں ملتی۔ استحصال کرنے والے لوگ مرضی کی قیمت پر اس کی فصلیں خریدتے ہیں۔جب وہ اپنی فصل فروخت کر دیتا ہے تو اسے اپنی وہی چیز کئی گنا مہنگے داموں ملتی ہے یعنی وہ روئی کس بھاؤ فروخت کرتا ہے اور کپڑے کس بھاؤ خرید تا ہے، گنا کس بھاؤ فروخت کرتا ہے اور چینی کس بھاؤ خرید تا ہے ؟

جناب سپیکر! اب میں inputs کی بات کرتا ہوں۔یہ حکومتیں اور خاص طور پر مرکزی حکومت اس میں ملوث ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ وقت پر decision نہیں کئے جاتے، وقت پر decision نہ ہونے کی وجہ سے اس استحصال زدہ طبقے کو پانی، کھادیں، سپرے وغیرہ وقت پر نہیں ملتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بہت بہت شکریہ، ٹائم ختم ہو رہا ہے، آپ نے بڑی اچھی input دی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت ضروری بات کرنے والی ہے، آپ مجھے تھوڑا سا موقع اور دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں point of order پر اس سے زیادہ کیا ٹائم دوں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہاں پر لوگ دو دو بار تقریریں کر کے چلے گئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب اور press کے نوٹس میں inputs کے حوالے سے یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کھادیں وقت پر کیوں نہیں ملتیں ؟ کھادیں وقت پر اس لئے نہیں ملتیں کہ کھادیں import کرنے والا کمیشن مافیا بھی دونوں حکومتوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ یہ import کرتا ہے، وقت پر مارکیٹ میں نہیں لاتا، بلیک فروخت کر کے کسان کا خون چوستا ہے۔ میں آپ کو انڈیا کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ وہاں پر 6 ایکڑ والے کسان پر تمام ٹیکس معاف ہیں، اسے پانی، بجلی، آبیانہ معاف ہے اور کھادیں سستی ملتی ہیں جس کی وجہ سے وہاں چینی -/32 روپے کلو ہے۔ ہندوستان میں اگر کوئی ملٹی نیشنل کمپنی سپرے یا زرعی inputs کی

فیکٹری لگاتی ہے تو اس پر یہ پابندی لگائی جاتی ہے کہ وہ تین سال تک اپنی production ہندوستان میں کرے گا جبکہ پاکستان میں ان پر اس طرح کی کوئی پابندی نہیں لگائی جاتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان سے کمیشن لیتے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان میں وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں لیکن انسانی ادویات اور زرعی inputs کے ریٹ پاکستان کے مقابلے میں ہندوستان میں 10 گنا کم ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر استحصال کرنے والا مافیا ہے۔ مجھے دکھ کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت میں ان کے 80 فیصد نمائندے نہیں آتے، جب وہ حکومت میں نہیں آ سکتے تو ظاہر ہے ان کا استحصال ہی ہوگا۔ اگر اس طبقے سے میرے جیسا ایک آدھ ممبر آئے گا تو اس کی صدا بہ صحرا ثابت ہوگی اور میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ:

ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے
انجامِ گلستاں کیا ہوگا

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ اور میاں صاحب کا بھی بہت بہت شکریہ۔ میں کچھ گزارشات کرنا چاہتی ہوں۔ جب بھی اجلاس ہوتا ہے تو بہت سے بحرانوں کی بات ہوتی ہے۔ کبھی گندم کا دانہ دانہ خریدنے کی بات ہوتی ہے، کبھی ٹیلوں تک پانی پہنچانے کی بات ہوتی ہے۔ On the other hand ہو یہ رہا ہے کہ بارانی علاقوں میں چونکہ بارشیں نہیں ہوئیں اس لئے گندم کی کاشت بہت زیادہ affect ہوئی ہے۔ نہری علاقوں میں نہر کا پانی دوبارہ بند کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے پھر گندم affect ہو رہی ہے۔ ہم کچھ عرصے کے بعد پھر یہی بات کریں گے کہ اِس نے کر دیا، اُس نے کر دیا۔ سب جانتے اور سوچتے ہوئے ہم آج بھی اُسی ڈگر پر چل رہے ہیں اور عدلیہ کے ایک اور فیصلے کا انتظار کر رہے ہیں۔ جس طرح چینی کے بحرانوں کی بات ہو رہی ہے، اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ شوگر مافیا نے cartel بنا کر جو بحران پیدا کیا ہے اس میں بھی اگر ہم کہیں کہ ہمارے اس مقدس ایوان کی supremacy کہاں جاتی ہے؟ جب ہم ہر چیز کو bureaucracy پر ڈال دیتے ہیں، ہم کسی بھی issue کے بارے میں پہلے سے نہیں سوچتے، ہمیں ہمیشہ after thoughts آتی ہیں اور پھر جب عدلیہ intervene کرتی ہے تو ہمیں وہ چیز بھی اچھی نہیں لگتی تو ہم عدلیہ کو اس نہج پر کیوں آنے دیتے ہیں کہ وہ ہمارے معاملات میں مداخلت کریں۔

جناب سپیکر! مجھے آج یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی، جب میرے بھائی حسن مرتضیٰ نے فرمایا کہ میں دو دن سے اجلاس اس لئے attend نہیں کر سکا کہ میں اپنے گھر والوں اور بچوں کے لئے چینی ڈھونڈ رہا تھا۔ پرسوں ایک اخبار پڑھ کر بھی مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ پورا پنجاب چینی کے لئے شور مچا رہا ہے لیکن اسی پنجاب میں ایک علاقہ ایسا بھی ہے جہاں پر چینی اتنی وافر مقدار میں موجود ہے کہ وہاں پر اگر محلے میں لڑائی ہوتی ہے تو صلح کرانے کے لئے چینی سے منہ میٹھا کرایا جا رہا ہے۔ پنجاب بلکہ اس پورے ملک سے discrimination کو ختم کر کے چینی اور چین سب کے لئے ہونا چاہئے۔ اس طرح سے ہم ان بحرانوں کو تو address نہیں کر سکے یعنی کوئی precaution نہیں لے سکے، اسی طرح سے اب پولٹری کا بحران جنم لینے والا ہے۔ اس وقت کہیں سات روپے، کہیں آٹھ روپے اور کہیں دس روپے کا انڈا available ہے اور ہیچری والے -/70 روپے سے -/85 روپے کا چوزہ فروخت کر رہے ہیں جس کی وجہ سے برائلر کا ریٹ -/70 روپے سے -/110 روپے تک پہنچ گیا ہے۔ اس مسئلے کو seriously take up کرنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ یہ wedding season ہے، مہنگائی نے پہلے ہی لوگوں کی کمر توڑ دی ہے اور اب برائلر کے ریٹ میں اتنا اضافہ ہو گیا ہے۔ میں ایک آرٹیکل پڑھ رہی تھی اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہیچری مالکان ایک مہینے میں 70 سے 80 لاکھ روپے کا profit کما رہے ہیں، وہ 50 فیصد سے زیادہ profit لے رہے ہیں اس issue کو کیوں نہیں address کیا جا رہا۔ ہم عدلیہ کے ایک اور فیصلے کا کیوں انتظار کر رہے ہیں؟ گورنمنٹ کوئی ایسے adopt measures کرے کہ ہیچری مالکان جو از خود قیمتیں مقرر کر رہے ہیں ان کو روکا جائے۔ ہماری اس supreme parliament اور اس کے منسٹرز کو use کریں۔ کل کو ایک نئی ٹاسک فورس بن جائے گی جو چوزوں کی قیمتیں مقرر کرے گی اور جب وہ بحران پیدا ہو جائے گا، پھر عدلیہ ایک اور فیصلہ سنائے گی اور ہم پھر احتجاج کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ جی۔ جی، شیر علی خان۔ 4 بجے تک ٹائم بڑھایا جاتا ہے اور اس کے بعد ٹائم بالکل نہیں بڑھایا جائے گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ میں مختصراً عرض کروں گا۔ آپ نے اُس ٹائم مجھے point of order دیا نہیں جب شیخ علاؤالدین صاحب لارنس گارڈن کا ذکر کر رہے تھے، آپ کہیں گے یہ چینی سے پھر لارنس گارڈن پر چلا گیا۔ میں نے بجٹ کی بحث میں یہ اعتراض کیا تھا کہ Agriculture department میں گورنمنٹ گارڈن کیوں رکھے گئے ہیں اور Agriculture کی مد کے پیسے گارڈن اور specially لاہور کے باغات پر لگائے جا رہے ہیں۔ اس بات کا نوٹس لیتے ہوئے چیف منسٹر پنجاب نے

لارنس گارڈن کو Parks and Horticulture Authority کو دے دیا، یہ اتھارٹی بنائی ہی parks کے لئے گئی ہے۔ میں نے بھی اپنے سکول کے زمانے میں لارنس گارڈن کی بہت سیر کی ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ ہمارا national heritage ہے، اس کو save کرنا ہم سب لوگوں کا فرض ہے۔ رانا صاحب نے صحیح کہا ہے کہ وہ اس پر Resolution لائیں، شیخ صاحب کہیں اس پر دوبارہ نہ بضد ہوں کہ یہ دوبارہ Agricultural department کو دے دیا جائے۔ اس میں میری گزارش صرف اتنی ہے کہ Parks and Horticulture Authority کے پاس رہتے ہوئے بہتر management کی جائے۔ یہاں زمینداروں کا بہت اچھا موقف حسن مرتضیٰ صاحب نے پیش کر دیا ہے۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ جہاں تک گندم کا تعلق ہے تو بارانی علاقوں میں تو شاید گندم کاشت ہی نہ ہو۔ ہماری دعا ہے کہ بارش ہو جائے، پچھلے تین مہینے سے بارش نہیں ہوئی اور وہاں پر وتر ہی نہیں ہے۔ اس لئے شاید گندم کی کاشت نہ ہو سکے۔ میری تمام لوگوں سے درخواست ہے کہ نماز استسقاء ادا کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ رحمت کی بارش نازل کرے اور ہم بارانی علاقوں کے زمیندار بھی دوسرے زمینداروں کی طرح فصل کاشت کر کے بہتر perform کر سکیں۔

جناب سپیکر! چینی کے متعلق رانا صاحب نے حکومت کا موقف بہت اچھے طریقے سے پیش کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے میجر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ان کو اعتراض ہے کہ ملیں وقت پر نہیں چل رہیں، میرا گنے کے علاقے سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن میری بطور عام زمینداران سے یہ گزارش ہو گی کہ یہ بھی سپریم کورٹ میں ایک writ کر دیں کہ وہاں سے ان کو بھی relief ملے اور وہ ملیں چلوا دیں۔ شکریہ

اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کو فعال بنانے کا مطالبہ

جناب آصف بشیر بھاگٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، بھاگٹ صاحب!

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج جو burning issue چل رہا تھا میں اس سے ہٹ کر تھوڑی سی گزارش کرنا چاہوں گا کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر پر گزارشات نہیں کی جا سکتیں۔

جناب سپیکر! ہمارے دوست حسن مرتضیٰ صاحب نے ایک بات کی ہے۔ اگر اس وقت ہاؤس میں تعداد زیادہ نہیں بھی ہے لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے 371 ممبران کے لئے یہ لمحہ

فکر یہ ہے کہ انھوں نے یہ بات کی ہے۔ اگر بھنڈی، ٹینڈے یا چینی کا جتنا بھی rate ہے اور اس کے rate کو balance کرنا یا مقرر کرنا عدلیہ کا کام ہے تو پھر یہ ہاؤس کس لئے ہے اور یہ گورنمنٹ کس لئے ہے اور یہ سارے معاملات کس لئے ہیں؟

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ گزارش کروں گا کہ پچھلے سے پچھلے اجلاس میں جتنے بھی چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی تھے وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔ ہم سب نے آپ سے گزارش کی تھی اور مجھے یہ بات کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی کہ پچھلے ڈیڑھ پونے دو سال سے ہمارے انتہائی محنتی چیف منسٹر اور ان کی بڑی اچھی ٹیم، کابینہ اور ہم سب مل کر یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اس پنجاب کو وہ good governance دیں اور اس کو بہتر طریقے سے چلائیں۔ پنجاب کی پسی ہوئی عوام کو زیادہ سے زیادہ relief دے سکیں کہ جو کبھی دہشت گردی کے بحران میں ہے، کبھی paddy کے بحران میں ہے کبھی یوریا کے بحران میں ہے اور کبھی وہ کسی مسئلے میں پھنسی ہوئی ہے تو میرے خیال میں مجھے یہ کہنے میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہو گی کہ ہم اس طریقے سے اس پنجاب کے عوام کو deliver نہیں کر پا رہے کہ جس طریقے سے ہم سے توقع کی جا رہی تھی۔ آج سے دو اڑھائی سال پہلے پورے پنجاب کی عوام یہ راہ دیکھ رہی تھی کہ یہاں پر خالصتاً کوئی ایسی جمہوری حکومت آئے گی یہاں پر خالصتاً ایسے جمہوری لوگ آئیں گے جو اس پنجاب کو جمہوری طریقے سے چلائیں گے۔ یہاں پر بات کی جاتی ہے، ہمارا کوئی بھی پارلیمانی لیڈر جب بات کرتا ہے تو بات Charter of Democracy کی ہوتی ہے۔ یہاں پر بات پارلیمنٹ کو supreme کرنے کی ہوتی ہے۔ یہاں پر بات اس ہاؤس کو supreme کرنے کی ہوتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی شرمناک بات ہے۔ مجھے چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی سپورٹس بنے ہوئے تقریباً ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔ ہماری کمیٹی کا پہلا اجلاس ہوا تھا جس میں مجھے منتخب کیا گیا تھا۔ اس کے بعد سے آج تک ہمارا کوئی اجلاس نہیں ہوا۔ ہمارے پاس کوئی ایسا اختیار نہیں ہے کہ ہم public کی کوئی petition لے سکیں، کم از کم جو questions اسمبلی میں آتے ہیں، ایک سال پہلے جو question آتا ہے اس کا چھ مہینے کے بعد جواب تیار ہوتا ہے اور یہاں پر پہنچتا ہے۔ ہمیں کم از کم کوئی ایسا بزنس دے دیا جائے کہ ہم اپنی کمیٹیوں کو فعال کر سکیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ ان کمیٹیوں کو ایک طرف رکھ کر میں ہاؤس کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ سپورٹس کے ڈیپارٹمنٹ میں چار ٹاسک فورسز بنائی گئی ہیں۔ یہ بات میرے علم میں اس وقت آئی جب ایک ہفتہ پہلے میں پہلی دفعہ اور شاید آخری دفعہ اپنے سیکرٹری سپورٹس کے پاس

گیا تو وہاں سے میں نے کچھ informationلیں کہ چار ٹاسک فورسز سپورٹس ڈیپارٹمنٹ میں کام کر رہی ہیں۔ میں سٹینڈنگ کمیٹی سپورٹس کا چیئر مین ہوں۔ مجھے نہ آج تک کوئی petitionدی گئی ہے اور نہ ہی مجھے کوئی بزنس دیا گیا ہے۔ جب اس طرح کے معاملات ہوں گے کہ جس صوبے میں کابینہ کی میٹنگ پونے دو سال میں چار یا پانچ ہوں گی، جس صوبے میں آٹے کی سبسڈی 10۔ارب یا 15۔ارب روپے دینے کے لئے کابینہ سے منظوری نہیں لی جائے گی، جس صوبے میں اس قسم کے جتنے اہم معاملات ہیں ان پر اس ہاؤس کے ممبران کو on board نہیں لیا جائے گا تو وہاں پر یہ شکوہ ہر بندہ کرے گا کہ ہم اپنا ہر مسئلہ لے کر عدلیہ کے پاس چلے جائیں گے اور ہم اپنا ہر مسئلہ لے کر ہائیکورٹ میں چلے جائیں گے۔ میں بھی یہ سوچ رہا ہوں کہ میں بھی اس مسئلے کو لے کر being a Chairman Standing Committee ہائیکورٹ میں چلا جاؤں کہ کم از کم ہمارے چیف منسٹر صاحب کو یہ آرڈر کیا جائے کہ وہ ہمیں ہمارے اختیارات واپس کریں۔ وہ چار بندے جو چیئر مین ٹاسک فورسز بن کے بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ شاید آپ کو پتا نہیں ہو گا کہ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ میں ایک خاتون چیئر پرسن ٹاسک فورس ہیں۔ ان کا privilege ہے کہ ان کو گاڑی دی گئی ہے، دفتر دیا گیا ہے اور وہ منسٹر کے برابر مراعات لے رہی ہیں۔ چلیں ایک ٹاسک فورس کافی تھی۔ وہ خاتون زندگی میں کونسلر بھی نہیں بنی، ان کا سیاست سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اس کے ساتھ وہاں پر ایک بودی پہلوان صاحب ہیں جن کا میں نے نام سنا۔ میں نے پوچھا کہ یہ بودی پہلوان کون ہیں اور یہ کس ٹاسک فورس کے چیئر مین ہیں تو انھوں نے کہا کہ ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ انھیں 30/25ہزار روپے بھی دینے ہیں، انھیں گاڑی بھی دینی ہے اور بودی پہلوان نے اپنے دفتر کو سجانے کے لئے 10لاکھ روپے کی demand کی کہ میرے دفتر کو اس طریقے سے سجایا جائے۔ اس کے بعد ایک اعجاز گل صاحب ہیں۔ یہ کس ٹاسک فورس کے چیئر مین ہیں تو انھوں نے کہا کہ یہ چیف منسٹر صاحب کی اس ٹاسک فورس کے چیئر مین ہیں جو شہری علاقوں سے متعلقہ ہے۔ اس سے بڑھ کر ہمارے ایک ریٹائرڈ آئی جی چودھری یعقوب صاحب ہیں وہ چوتھی ٹاسک فورس کے چیئر مین ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس ٹاسک فورس کے چیئر مین ہیں تو انھوں نے بتایا کہ یہ دیہاتی علاقوں کی ٹاسک فورس سپورٹس کے چیئر مین ہیں۔ آپ اندازہ لگالیں اس کفایت شعاری کا کہ جس میں ان چار ٹاسک فورسز کے دفاتر کے اخراجات، گاڑیوں کے اخراجات ہیں۔ میں چیئر مین سٹینڈنگ کمیٹی ہوں میرے پاس گاڑی نہیں ہے۔ میرے پاس دفتر نہیں

ہے۔ ہم آپ سے بارہا یہ کہہ چکے ہیں کہ کم از کم ہمیں گاڑیاں ہی دے دی جائیں، چلیں گاڑیاں نہ دی جائیں ہمیں اختیار دے دیا جائے۔ ان 4 ٹاسک فورسز پر جو ماہانہ اخراجات اٹھ رہے ہیں وہ کم از کم 30/35 لاکھ روپے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں سپورٹس سے متعلقہ ہوں تو مجھے پتا ہے، لگتا ہے کہ جتنے بھی departments ہیں ان سب میں چار چار اور non elected بندے ہیں۔ اب ایک ریٹائرڈ آئی جی کا کیا مطلب ہے، ایک ریٹائرڈ آئی جی کو کیا پتا ہو سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کا point of view آ گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے چونکہ 4 بجے کا کہا تھا۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب اس پر کچھ نہ کچھ assurance دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کریں۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! میں نے آج چھ مہینے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے اور آج بھی آپ کی وجہ سے مجھے موقع مل سکا ہے۔ اگر سپیکر صاحب یہاں پر ہوتے تو شاید یہ موقع نہ مل سکتا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ یقین کریں کہ یہاں پر کسی پارٹی کے فورم سے ہٹ کر گورنمنٹ میں ہوتے ہوئے یا گورنمنٹ میں نہ ہوتے ہوئے اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کی، سارے ہاؤس کی یہ ذمہ داری بنتی ہے۔ میں وزیر قانون سے لے کر چودھری ظہیر الدین صاحب تک سب سے یہ گزارش کروں گا کہ خدارا! سارے اٹھ کر اس ہاؤس کو مضبوط کرنے کے لئے کام کریں۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ ہماری تذلیل کی جاتی ہے، ہماری سرکاری دفاتر میں تذلیل کی جاتی ہے، ہماری DPO,DCO سے تذلیل کروائی جاتی ہے۔ ہم اس ساری تذلیل کو برداشت کر رہے ہیں اور پونے دو سال سے برداشت کر رہے ہیں لیکن خدارا! کم از کم ہم پانچ سال بعد بھی انہی مسائل میں رہیں گے کہ ہم اپنی عدلیہ کے پاس مسئلے لے کر جائیں گے۔ اگر آپ نے اس پنجاب میں deliver کرنا ہے، اس پنجاب کو بہتر طریقے سے چلانا ہے اور اگر چیف منسٹر صاحب نے یہ reward لینا ہے کہ پنجاب اچھے طریقے سے چل رہا ہے تو 30/25۔ ارب روپے تندوروں میں یا آٹے میں سبسڈی دینے سے reward کبھی نہیں ملے گا، reward اسی وجہ سے ملے گا جب یہ ہاؤس مضبوط ہو گا، اس ہاؤس کا ہر ممبر مضبوط ہو گا، یہاں کی سٹینڈنگ کمیٹیاں مضبوط ہوں گی اور یہاں پر منسٹر مضبوط ہوں گے۔ یہاں پر تو لمحہ فکریہ یہ ہے کہ منسٹرز بے چارے اپنے اختیارات کے لئے بھاگے پھر رہے ہیں۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ہم سب کو چاہئے کہ ہم نہ ڈریں اور خوف میں نہ آئیں اور سارے اس کام کے لئے اٹھیں۔ اس پر آپ کوئی رولنگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھیں اور مجھے بھی بات کرنے دیں۔ لاء منسٹر صاحب! انھوں نے جو بات کی ہے اس میں سٹینڈنگ کمیٹیوں کے حوالے سے already amendments بھی آ رہی ہیں، اس حوالے سے یہ empowerment کی بات کر رہے ہیں۔ اس پر ہاؤس کو تھوڑا سا apprise کر دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ نے پچھلی دفعہ وعدہ کیا تھا کہ کمیٹی بنے گی اور اس کی ہم announcement کر دیں گے۔ اب اُس کا notification ہو جائے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کون سی کمیٹی کی بات کر رہے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ جو amendments کے حوالے سے تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ already amendment move کی ہوئی ہے۔ منسٹر صاحب اسی کے متعلق بتانے لگے ہیں، آپ ذرا ان کی بات سن لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی، ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے allegations یا اپنا جو مؤقف بیان کیا ہے میں اس سے بالکل اتفاق نہیں کرتا لیکن یہ اس معاملے کو کسی بھی انداز میں تحریک التوائے کار، قرارداد یا سوال کے ذریعے بے شک ابھی لے آئیں، task forces دس، پندرہ، چالیس یا جتنی بھی ہیں ان کے متعلق یہ سوال لے آئیں اس کا پورا جواب دیا جائے گا۔ شاید ایک صاحب کا سوال بھی ہے جس کا جواب میرے خیال میں اگر اجلاس جاری رہا تو اگلے ہفتے میں آ جائے گا۔ جتنا پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اور محسوس ایسے کیا جا رہا ہے کہ جیسے سارا بجٹ ٹاسک فورسوں پر لگ گیا ہے۔ اُس سوال کا جواب جب اس ہاؤس میں پیش ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ ٹھیک ہے کہ ایک elected member کا اپنا role ہوتا ہے لیکن جن لوگوں نے دس دس، گیارہ گیارہ سال ماریں کھائی ہیں، جن workers نے ہمارے ساتھ سڑکوں پر جدوجہد کی ہے، اگر انہیں ایک political government کسی نہ کسی dispensation کے ساتھ accommodate نہیں کرے گی تو اُن کے ساتھ بھی زیادتی ہو گی۔ اُن لوگوں کے لئے بھی تو جمہوریت آئی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اُن لوگوں کو بھی اس میں خدمت کرنے اور حصہ لینے کا موقع ملنا چاہئے۔ اس بات سے پہلے انہوں نے فرمایا کہ لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دیں تو اگر انہوں نے زبانی طور پر بھی مجھے اس بات سے آگاہ کیا ہوتا کہ میرے محکمے کی طرف سے اِن کے ساتھ اس قسم کا سلوک روا رکھا جا رہا ہے تو میں ضرور

action لیتا۔ مجھے تو صرف اتنا پتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کا اپنا کوئی مسئلہ پیدا ہوا تھا تو آپ کو پتا ہے کہ انہوں نے یہاں آ کر کس طرح سے پورے ہاؤس کو pressurize کیا تھا۔ بعد میں ان کی وزیر اعلیٰ صاحب سے ملاقات ہوئی تو وہاں پر جس طرح سے انہوں نے کہا تو وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کی satisfaction کے مطابق there and then عمل کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم ہر جگہ پر چٹیں لے کر جائیں اور وہاں پر چار پانچ چٹیں تھما کر اپنا کام کروا لیں لیکن وہ policy matters جن سے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس اور اراکین کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے اُن کے اوپر بات کرنے کے لئے ہم کوئی اور جگہ تلاش کریں۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کو کوئی role ملنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ بالکل ملنا چاہئے۔ غالباً پرائیویٹ ممبرز ڈے پر ایک motion آئی تھی جس کو میں نے accept کر کے کہا کہ اسے آپ Law and Parliamentary Affairs کی کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ کمیٹی میں اگر کوئی اور دوست بھی amendment لانا چاہے گا تو میں اسے بھی accept کر کے بھیجنے کے لئے تیار ہوں۔ کمیٹی میں سارے دوست بیٹھیں اور legislation کے طریق کار کے مطابق جو بھی وہ line draw کریں گے میں انہیں اس بات سے پوری طرح یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم انہیں accept کریں گے۔ ہم خود یہ چاہتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹیاں empowered ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر! سٹینڈنگ کمیٹیاں حکومت کی help کرنے کے لئے نہیں بنائی جاتیں۔ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے rules بعد میں تبدیل ہو جائیں اُس کا میں نہیں کہتا البتہ اس وقت موجودہ rules کے مطابق سٹینڈنگ کمیٹیاں اس ہاؤس کے work کو آگے چلانے کے لئے ہیں لیکن گورنمنٹ کا نظام چلانے کے لئے نہیں ہیں۔ اگر کل آپ اِن کو executive role دیں تو علیحدہ بات ہے لیکن وہ کمیٹیاں اس وقت صرف ہاؤس کے بزنس کو چلانے کے لئے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ ہاؤس جب کسی بھی سٹینڈنگ کمیٹی کو کوئی بزنس refer کرے گا تو اُس پر سٹینڈنگ کمیٹی اپنا اجلاس بلائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام محکموں میں ایسے بے شمار مسئلے ہیں جن میں ہاؤس کی intervention ہو سکتی ہے لیکن یہ تب ہو سکتی ہے جب ایک رکن کوئی تحریک وغیرہ لائے اور اسے متعلقہ کمیٹی کو refer کیا جائے۔ جتنی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے اجلاس ہوئے ہیں، میں نے وہاں پر چیئرمین کے انتخاب کے بعد تمام ممبران سے مؤدبانہ request کی کہ آپ اب بھی اپنی سٹینڈنگ کمیٹی کو functional کر سکتے ہیں لیکن اُس کے لئے آپ فلاں فلاں طریقے سے ہاؤس میں Bill لے کر آئیں۔ اب تمام محکموں کے جتنے بھی fines ہیں اُن کی رقم

بھی ابھی 1906 والی ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ فلاں طریقے سے تحاریک التوائے کار، پرائیویٹ ممبرز بل یا کوئی قرارداد لائیں اور اپنے معاملات کو سامنے لائیں، ہاؤس ان معاملات کو جب آپ کی کمیٹی کو refer کرے گا تب آپ کی کمیٹی کو کام بھی سونپ دیا جائے گا اور ہو functional بھی ہو جائے گی۔ میں یہ بھی بتادوں کہ بالفرض میں ایک کمیٹی کا ممبر ہوں تو اُس کمیٹی کے لئے اگر میں ہاؤس میں کوئی چیز لانا چاہتا ہوں تو rules میں ایسی کوئی قدغن نہیں ہے کہ میں اس کمیٹی کے لئے کوئی چیز نہیں لا سکتا۔ میں کوئی بھی معاملہ ہاؤس میں لا سکتا ہوں اور اگر وہ معاملہ کمیٹی کو refer ہو جائے گا تو کمیٹی اُس پر غور کرے گی۔ کمیٹیوں کو بالکل functional ہونا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ rules کے اندر رہ کر بھی ہمیں کام کرنا چاہئے۔ باقی جہاں تک اِس میں amendments کی بات ہے تو میں اس مطالبے اور understanding سے پوری طرح سے committed ہوں کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کو کوئی role سونپا جائے۔ اس کے لئے یہ جو بھی amendments لائیں گے ہم انشاء اللہ تعالیٰ حکومت سے agree کرواکر اس ہاؤس سے approve کروائیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ 5-نومبر 2009 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2009

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2009

جمعرات، 5-نومبر 2009

(یوم الخمیس، 16-ذیقعد 1430ھ)

پندرہویں اسمبلی: پندرہواں اجلاس

جلد 15: شمارہ 4

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

پندرہواں اجلاس

جمعرات، 5-نومبر 2009

جلد15: شمارہ 4

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1-	ایجنڈا ------------	419
2-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	421
3-	نعت رسول مقبولﷺ ------------	422
4-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	423
5-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	447
6-	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	481
	توجہ دلاؤ نوٹس	
7-	تحصیل کبیر والا میں باراتیوں کی فائرنگ سے تین شہریوں کی ہلاکت ------------	484
8-	میانوالی میں درج اغواء برائے تاوان کے مقدمہ کی تفصیلات ------------	489

سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز

تحاریک التوائے کار

9۔ ایل ڈی اے کی جوہر ٹاؤن سکیم فیز۔I اور۔II کی فائلوں کی گمشدگی (۔۔۔جاری) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 498

10۔ قادر آباد فارم ضلع ساہیوال میں نایاب اور قیمتی جانوروں کی چوری (۔۔۔جاری) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 500

11۔ ایل ڈی اے کا عوامی نمائندوں کی بجائے عام لوگوں سے لاہور کی بڑی سڑکوں پر تجارتی سرگرمیوں کے لئے تجاویز طلب کرنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 505

12۔ شراب بلیک میں فروخت ہونے سے محکمہ کو کروڑوں روپے کا نقصان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 511

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

13۔ مسودہ قانون دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ 2009 ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 516

مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)

14۔ مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2009 ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 517

15۔ مسودہ قانون علی انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008 ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 519

16۔ مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 526

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

17۔ مسودہ قانون ہائی ٹیک یونیورسٹی آف ٹیکسلا مصدرہ 2009 ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 529

پوائنٹ آف آرڈر

18۔ سنٹرل ماڈل سکول لاہور میں خلاف قواعد ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 538

19۔ PADDY کی خریداری کے لئے ڈیرہ غازی خان میں خریداری سنٹر کے قیام اور واٹر ایوارڈ 1991 پر پنجاب کا واضح مؤقف سامنے لانے کا مطالبہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 543

20۔ سکیورٹی کے بارے میں حکومتی ہدایات پر عملدرآمد کرنے کے لئے کم وسائل کے حامل سکولوں کی انتظامیہ کا حکومت سے مالی امداد کا مطالبہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 549

21۔ فیصل آباد کے علی پور بازار میں قائم ہائی سکول کو گرانے کی انکوائری کروانے کا مطالبہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 553

419

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 5-نومبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیحدہ فہرست میں شامل توجہ دلاؤ نوٹسز میں درج سوالات پوچھے جائیں گے
اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

1- مسودہ قانون دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009
(مسودہ قانون نمبر 30 بابت 2009)

ایک وزیر مسودہ قانون دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

2- مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2009 (مسودہ قانون نمبر 8 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2009، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خزانہ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کوفی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

420

3- مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008 (مسودہ قانون نمبر 12 بابت 2008)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008 کے تسلسل کو جاری رکھنے کے لئے قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خزانہ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008 منظور کیا جائے۔

4- مسودہ قانون ہائی ٹیک یونیورسٹی ٹیکسلا مصدرہ 2009 (مسودہ قانون نمبر 18 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ہائی ٹیک یونیورسٹی ٹیکسلا مصدرہ 2009 کو زیر غور لانے منظور کرنے کی غرض سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ 95(3) اور دیگر متعلقہ احکام کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ہائی ٹیک یونیورسٹی ٹیکسلا مصدرہ 2009، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ہائی ٹیک یونیورسٹی ٹیکسلا مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

421

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پندرھواں اجلاس

جمعرات،5۔نومبر2009

(یوم الخمیس،16۔ذیقعد1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح10بج کر22منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانامحمداقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

أَفَحَسِبۡتُمۡ أَنَّمَا خَلَقۡنَـٰكُمۡ عَبَثً۬ا وَأَنَّكُمۡ إِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُونَo فَتَعَـٰلَى ٱللَّهُ ٱلۡمَلِكُ ٱلۡحَقُّ‌ۖ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ ٱلۡعَرۡشِ ٱلۡكَرِيمِ o وَمَن يَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَـٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرۡهَـٰنَ لَهُ ۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ ۥ عِندَ رَبِّهِۦۤ‌ۚ إِنَّهُ ۥ لَا يُفۡلِحُ ٱلۡكَـٰفِرُونَo وَقُل رَّبِّ ٱغۡفِرۡ وَٱرۡحَمۡ وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلرَّٲحِمِينَ o

سُوۡرَةُ المؤمنون آيات 115 تا 118

سوتم کیاخیال رکھتے ہو کہ ہم نے تمھیں کھیلنے کے لئے بنایا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹ کے نہیں آؤ گےo سو بہت برتر ہے اللہ وہ سچا بادشاہ ہے،کوئی حاکم نہیں اس کے سوا،وہ خاص تخت کا مالک ہےoاور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی کوئی سند نہیں اس کے پاس۔سو اس کا حساب ہے اس کے رب کے پاس۔بے شک منکر فلاح نہیں پائیں گےoاور تو کہہ اے رب معاف فرما اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہےo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئی لمحہ بھی تیرے ذکر سے خالی نہ ہوا
میں تیرے بعد کسی در کا سوالی نہ ہوا
تو ہے یثرب کو مدینے میں بدلنے والا
تیرے جیسا تو کسی شہر کا والی نہ ہوا
کوئی پیدا نہ ہوا تیرے مؤذن جیسا
پھر اذانوں میں کبھی سوز بلالی نہ ہوا
تیری اُمت کے سوا اور کسی اُمت میں
کوئی رومی نہ ہوا کوئی غزالی نہ ہوا
میں نے ہر دور کی تاریخ میں جھانکا فخری
ایک بھی شخص محمد ﷺ سا مثالی نہ ہوا

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ مال اور کالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

میں اپنے تمام بھائیوں اور بہنوں سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات بڑا ضروری ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ House کی ساری کارروائی ضروری ہوتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دو ضمنی سوالات سے زیادہ نہ کئے جائیں۔ تمام دوست یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا سوال take up ہو جائے اور سوالات کی تعداد 35 ہوتی ہے۔ جن کے سوالات take up نہیں ہو سکتے وہ پریشان ہوتے ہیں اور پھر مجھ سے بات بھی کرتے ہیں کہ ہماری باری نہیں آئی۔ میں آپ سے پُر زور appeal کرتا ہوں کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر سے اجتناب کیا جائے اور دو سے زیادہ ضمنی سوالات نہ پوچھے جائیں۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں اور میرے خیال میں آپ کو یہ بات سمجھنی چاہئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ حکم دیا کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ حکم نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے بجا فرمایا ہے کہ یہاں پر آپ کا کہا ہوا حکم ہوتا ہے کیونکہ آپ Custodian of the House ہیں۔ ہم سب پر لازم ہے کہ آپ کی کہی ہوئی بات کو احترام کی نظر سے دیکھیں لیکن اس House کی تمام باتیں ہم نے آپ سے ہی کہنی ہوتی ہیں اور وقت کی لگام بھی آپ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ آپ کسی بھی rule کو suspend اور time کو extend کر سکتے ہیں۔ یہاں پر interested لوگوں کو بیٹھنے میں بھی کوئی عار نہیں۔ میری یہ استدعا ہے کہ جس معزز ممبر نے سوال دیا ہوتا ہے اسے کم از کم تین ضمنی سوالات کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے بعد اگر دوسرے کسی ممبر کے ذہن میں کوئی ضمنی سوال آتا ہے اور وہ اسے پوچھنا چاہتا ہے تو یہ آپ کی صوابدید ہے کہ آپ اسے allow کرتے ہیں یا نہیں۔ سوال کرنے والے ممبر کے علاوہ اگر کوئی معزز رکن ضمنی سوال پوچھنا چاہے تو ایک سوال کی اجازت ہونی چاہئے۔ آپ نے پچھلی دفعہ Business Advisory Committee کی میٹنگ میں ارشاد فرمایا

تھا کہ اگر کوئی ممبر خود سوال نہیں دیتا تو دوسرے ممبر کے right پر کیوں encroach upon کرتا ہے، وہ خود سوال لے آئے۔ اس حوالے سے میری استدعا ہو گی کہ خود سوال کرنے کی بجائے ان سوالات پر ضمنی سوالات کئے جاتے ہیں جن کو آپ کا سیکرٹریٹ قبول کر چکا ہوتا ہے کیونکہ ہمیں اب یہ احساس ہو رہا ہے کہ آپ کے سیکرٹریٹ میں liking and disliking ہو رہی ہے۔ ہمارے بے شمار سوالات اور تحاریک التوائے کار kill کر دی جاتی ہیں اور بالکل rules کے against سوالات accept کر لئے جاتے ہیں جس کے میرے پاس ثبوت موجود ہیں۔ ہمارے پاس سوالات اور تحاریک التوائے کار کے پلندے موجود ہیں جو کہ reject کئے گئے ہیں۔ یہ بھی ثبوت موجود ہیں کہ اسمبلی کے rules کے مطابق clear cut, black and white میں سوال کا admit کرنا نہیں بنتا جبکہ آپ کا سیکرٹریٹ اس کو بھی admit کرتا ہے۔ میں نے اپنی یہ گزارشات آپ کو پیش کی ہیں، ویسے آپ جو حکم کریں گے ہم اس کے مطابق ہی عمل کریں گے۔ اگر آپ کہیں گے کہ ایک ضمنی سوال کیا جائے تو ایک ہی کر لیں گے اور اگر آپ فرمائیں گے کہ دو ضمنی سوال کئے جائیں تو دو کر لیا کریں گے لیکن میری اور میرے ساتھیوں کی استدعا ہے، میں ان کی consent سے یہ بات کر رہا ہوں کہ سوال دینے والے معزز ممبر کو کم از کم تین ضمنی سوال کرنے کی اجازت دی جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو پھر ایک سوال میں اکٹھے ہی دو دو، تین تین سوال پوچھ لئے جائیں گے۔ ایک سوال کے اندر ہی پھر جز (الف)، (ب) اور (ج) بنا کر ضمنی سوال کر لیا جائے گا۔ لہذا آپ تین ضمنی سوال کرنے کی اجازت فرما دیں۔ ہم نے گزارش کر دی، آگے آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: I will be grateful. جہاں تک میرے آفس کا تعلق ہے اگر کوئی اس قسم کی حرکت میرے نوٹس میں آ گئی تو میں اس بارے میں سختی کے ساتھ، قانون اور قاعدہ کے مطابق action لوں گا۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میرا دفتر انشاء اللہ ایسے معاملات میں قطعاً کسی کے ساتھ کوئی ناروا سلوک نہیں کرے گا۔ اگر کوئی ایسا معاملہ پایا گیا تو میں اس کا سختی سے نوٹس لوں گا۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ اجلاس کے بعد چند منٹ مجھے دیجئے، مجھے اس بارے میں بتائیں، guide کریں۔ میں یقیناً اس کا نوٹس لوں گا۔ اب سوالات شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا سوال ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! On her behalf. سوال نمبر 61-اے۔ (معزز رکن نے محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 61 دریافت کیا)

رحیم یار خان، رابرٹ زرعی فارم کی ہزاروں ایکڑ اراضی سے مزارعین کو بے دخل کرنے کی تفصیلات

*61-اے محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رحیم یار خان میں واقع رابرٹ زرعی فارم کی ہزاروں ایکڑ اراضی جو سینکڑوں مزارعین میں منقسم تھی اور وہ اس پر محنت مشقت کر کے اپنے بچوں کو پال رہے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2006 میں وہاں کے لوکل لینڈ مافیا نے پنجاب کی ایک سیاسی شخصیت کا سہارا لے کر ہزاروں ایکڑ اراضی سے سینکڑوں مزارعین کو بے دخل کر دیا اس واقعہ کو حکومت کے نوٹس میں لایا گیا مگر کوئی عمل نہ ہوا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کی انکوائری ایوان کی کمیٹی سے کرانے اور اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں رابرٹ زرعی فارم کا کل رقبہ 1638 ایکڑ ہے جو دو چکوک پر مشتمل ہے۔ چک نمبر 95/پی میں رقبہ 1154 ایکڑ ہے اور اس میں مزارعین کی تعداد 110 ہے۔ چک نمبر 98/پی میں 484 ایکڑ رقبہ ہے اور 38 مزارعین ہیں۔

(ب) رابرٹ زرعی فارم جو کہ رابرٹ فیملی "مسٹر مائیکل ون رابرٹس" وغیرہ کی ذاتی ملکیت تھا۔ پرائیویٹ اشخاص نے خرید لی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1-محمد ابراہیم ولد تاج دین	328 کنال	مورخہ 9-4-05
2-مونس الہیٰ ولد پرویز الہیٰ	24456 کنال 2 مرلہ	مورخہ 9-4-05
3-بریگیڈئر مختار احمد	3643 کنال 2 مرلہ	مورخہ 9-4-05
4-محمد ابراہیم ولد تاج دین وغیرہ	1221 کنال 19 مرلہ	مورخہ 20-7-05
5-محمد ابراہیم ولد تاجدین	228 کنال صفر مرلہ	مورخہ 23-11-05
6-امتیاز احمد ولد تاجدین	1000 کنال صفر مرلہ	مورخہ 23-11-05
7-مونس الہیٰ ولد پرویز الہیٰ	1554 کنال 3 مرلہ	مورخہ 9-4-05
8-بریگیڈئر مختار احمد	2315 کنال 15 مرلہ	مورخہ 9-4-05

رابرٹ زرعی فارم کو رابرٹ خاندان سے پرائیویٹ اشخاص نے خرید لیا ہے۔ بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کسی مزارع کو بے دخل نہ کیا گیا ہے۔

(ج) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) رحیم یار خان کسی مزارع کو بے دخل نہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا موجودہ مالک پہلے اس زمین پر مزارع تھے اور ان لوگوں کے نام اس زمین کی transfer کر سچیئن وراثتی ایکٹ کے تحت ہوئی ہے، رابرٹ کے قانونی ورثاء کتنے تھے اور ان کے کیا کیا نام تھے اور انہوں نے کس عدالت میں آکر یہ زمین transfer کروائی یا وہ کس سب رجسٹرار کے پاس پیش ہوئے یا کوئی اہل کمیشن نامزد ہوا تھا جس میں یہ زمین منتقل کرنے کے بیان لئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! رابرٹ کے وارثان نے وہاں سے مختار نامہ دیا تھا اور جواب میں مذکور اشخاص کے نام یہ زمین منتقل ہوئی ہے، انہوں نے خریدی ہے۔ یہ دو پرائیویٹ فرموں کا باہمی لین دین تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ معزز وزیر صاحب نے شاید میرا سوال سنا نہیں ہے۔ میں نے ان سے بڑا تفصیل سے پوچھا ہے کہ یہ زمین کر سچیئن وراثتی ایکٹ کے تحت منتقل ہوئی ہے؟ موجودہ مالک کون کون ہیں اور کیا وہ پہلے اس زمین کے مزارع تھے؟ معزز وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس زمین کی رجسٹری ہوئی ہے، یہ رجسٹری اہل کمیشن کے ذریعے ہوئی ہے یا کسی کورٹ میں پیش ہو کر بیان دیئے گئے ہیں۔ رابرٹ زندہ ہے، مر گیا ہے اور اگر وہ مر گیا ہے تو اس کے جائز وارثان کون کون تھے، کہاں کہاں رہتے ہیں، اتنی بڑی پراپرٹی منتقل ہو رہی ہے اور انہوں نے دو لفظوں میں جواب دے دیا ہے، ذرا تفصیل سے اس کا جواب دیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! رابرٹ فیملی نے یہ پراپرٹی 1950 میں تقریباً 10 لاکھ روپے میں پنجاب گورنمنٹ سے خریدی تھی۔ اس کے بعد اس کے وارثان یہاں سے لندن منتقل ہو گئے، زرعی اصلاحات میں تقریباً 380 ایکڑ رقبہ کاٹا گیا۔ میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ سوال پہلے تین مرتبہ یہاں پر پیش ہو چکا ہے۔ 2005 میں یہ رقبہ سابق چیف منسٹر چودھری پرویز الٰہی سکنہ

31-گلبرگ لاہور اور اس کے عزیز واقارب نے خرید کیا تھا اور 2006 میں انہوں نے یہ رقبہ اپنے ہی عزیز بریگیڈئر مختار احمد قوم ارائیں، سکنہ شادمان کے نام منتقل کروادیا ہے۔

قائدِ حزبِ اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ سوال ایک دو ضمنی سوالات پر ہی exhaust نہ ہو جائے، میں اس میں گزارش کر رہا تھا کہ تین ضمنی سوالوں کی اجازت دی جائے کیونکہ اس میں، میں بھی ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! معزز وزیر صاحب نے کہا ہے کہ 380 ایکڑ زمین 10 لاکھ روپے میں فروخت ہوئی تھی۔ وزیر صاحب مجھے 10 لاکھ روپے میں ایک ایکڑ دے دیں اور 379 ایکڑ خود رکھ لیں۔ میں سوال کچھ پوچھتا ہوں، وہ جواب کچھ دیتے ہیں۔ یہ رجسٹری اہل کمیشن کے ذریعے ہوئی ہے یا کسی کورٹ میں پیش ہو کر بیان دیئے گئے ہیں، رابرٹ کے جائز وارثان کون کون تھے، کہاں کہاں رہتے ہیں، میں ان سے کچھ پوچھتا ہوں، وہ مونس الٰہی کا کہہ دیتے ہیں۔ بتائیں، مونس الٰہی اس زمین کا مزارع تھا؟ وہ بات کو جھگڑے میں ڈالنے کے لئے مونس الٰہی صاحب کا نام لے دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، Honourable Member کے متعلق بات نہیں ہو رہی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! چودھری صاحب صحیح کہہ رہے ہیں۔ میرا ضمنی سوال زمین لینے والوں سے متعلق نہیں ہے، میں تو زمین دینے والوں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ زمین لینے والوں کا نام تو اس لئے لیا جا رہا ہے کہ ایوان کا ماحول خراب ہو جائے اور یہ بات ختم ہو جائے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مجھے پہلے وارثان کے بارے میں بتائیں؟

قائدِ حزبِ اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شاہ صاحب نے یہ بجا فرمایا کہ ماحول خراب کرنے کے لئے سوال نمبر کے ساتھ کبھی (اے) لگا کر اور کبھی (بی) لگا کر سوالات کرائے جاتے ہیں۔ میں پہلے گزارش کر چکا ہوں اور اس وقت اس سوال کا کوئی تعلق نہیں تھا، میں کہہ رہا تھا کہ میرے پاس ثبوت ہیں اور میں ایک ثبوت آج پیش کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر! G-48 میں ہے کہ:

> It shall not relate to the matter which is not preliminary concern of the government.

اس کے آگے ہے کہ private transaction کے بارے میں question کیا ہی نہیں جا سکتا۔ میرے پاس ثبوت ہے کہ آپ کے rules یہ کہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں معزز لیڈر آف دی اپوزیشن سے بھی پرزور گزارش کروں گا کہ آپ بھی اپنے عہدے کے لحاظ سے ذرا دھیان سے بات کریں کیونکہ اگر آپ کو بار بار اٹھنا پڑے تو مناسب نہیں سمجھا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ضروری ہو، یقیناً آپ کو وہاں اٹھنا بھی چاہئے اور بات بھی کرنی چاہئے۔ جی، میں rules کی بات سننا چاہوں گا لیکن آپ بھی یہاں بیٹھے ہیں، rules کی بات آپ بھی بتا سکتے ہیں وہ اکیلے تو بتانے والے نہیں ہیں۔(قطع کلامیاں)

قائدِ حزبِ اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آئندہ آپ کے حکم کی تعمیل میں میرے ساتھی بھی بات کیا کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اپوزیشن جو مرضی کرلے لیکن "ایس لڑائی وچ میرا بقایا نہ بُھل جانا جی۔"(قہقہے)

قائدِ حزبِ اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال آپ سے بھی ہے اور آپ کے سیکرٹریٹ سے بھی ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھ لیں، clearly لکھا ہوا ہے کہ ایک رابرٹ آدمی تھا یا کوئی بھی اس کا نام تھا اس نے یہ زمین فروخت کی اور کسی نے خریدی۔ G-48 میں ہے کہ:

> It shall not relate to the matter which is not preliminary concern of the government.

یہ سوال بالکل آ ہی نہیں سکتا، جو میں نے کہا کہ ثبوت موجود ہیں یہ ہے ایک ثبوت۔ آپ اپنے سیکرٹریٹ سے پوچھئے گا کہ یہ سوال کس طریقے سے approve ہو گیا، کیا محکمہ مال نے ان کو لکھا تھا اگر لکھا تھا تو انھوں نے اس کا کیا جواب دیا تھا؟ میرا سوال وزیر مال محترم حاجی اسحاق صاحب سے ہے کہ اگر جواب میں نام غلط لکھے ہوئے ہوں تو کیا آپ محکمہ مال کے سیکرٹری اور اس کے عملے کے خلاف کوئی کارروائی کرنا پسند فرمائیں گے۔ اس وقت ملکیت میں نام غلط لکھے ہوئے ہیں تو میں اپنی تحریک استحقاق آپ کے اور آپ کے محکمے کے خلاف پیش کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ یہ میرا ضمنی سوال ہے۔ اگر جواب غلط ہوا، نام غلط لکھے ہوئے تو اس صورت میں، میں جناب سپیکر سے استدعا کروں گا کہ آپ نے پہلے بھی ruling دی ہے کہ جواب اگر غلط ہوا تو آپ کی تحریک استحقاق بنتی ہے۔ اس سوال کا جواب printed ہے اور مالکان کے نام بھی printed ہیں۔ میں یہ پوچھوں گا کہ کیا آپ محکمہ مال کے خلاف کوئی کارروائی کرنا پسند فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: یہ غلط information دینے کی بات کر رہے ہیں کہ اگر آپ کے محکمے کی طرف سے غلط information آئی ہے تو اس کا notice لیا جائے۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جواب محکمے کی طرف سے لکھا آتا ہے۔ منسٹر اسے پڑھ کر سناتا ہے اور ایوان میں پیش کرتا ہے لیکن جہاں تک کسی وضاحتی یا ضمنی سوال کا تعلق ہے تو وہ منسٹر کی ذمہ داری ہے کہ اس کا جواب دے۔ آپ نے کہا ہے کہ قدغن دو سوالوں کی لگائی گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جس معزز رکن نے سوال کیا ہے تو اسے دو ضمنی سوالات کا حق حاصل ہے اور باقی ایوان کو بھی حق ہے کہ وہ اپنے ضمنی سوالات کرے۔ مجھے جواب دینے میں کوئی عار نہیں ہے۔ میرے پاس جو معلومات ہیں اور مجھے جو feedback دیا گیا ہو گا تو میں نے اس کے مطابق جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک رابرٹ کے خاندان کے انتقال کا تعلق ہے جیسے ہمارے معزز رکن حسن مرتضیٰ صاحب نے پوچھا ہے کہ کون ہیں؟ میں نے پہلے بھی بتایا ہے شاید انھوں نے جواب نہ سنا ہو کہ وہاں سے مختار عام مقرر کیا گیا، وہ Embassy کے through آئے ہیں۔ ان کی وراثت private land deed ہوئی ہے۔ یہ 10 لاکھ روپے ایکٹر کی بات کرتے ہیں تو یہ -/103288 روپے میں خانیوال کی ایک B.C.G لمیٹڈ فرم کو فروخت کیا گیا تھا۔ ان کے بعد وہ زمین اس family نے خرید لی ہے جن کے نام اس میں موجود ہیں۔ یہ 2005 میں خریدی گئی تو وہاں پر صورتحال یہ ہو گئی کہ ان لوگوں کے خلاف جلوس نکلے پھر شاید پچھلے آمر نے انھیں منع کیا کہ آپ اس میں نہ پڑیں۔ اس family نے 2006 میں یہ زمین 4 کروڑ روپے میں فروخت کر دی اور اپنے اسی مختار کو فروخت کی ہے۔ اس کا documentary ثبوت ہے اور اس میں ایسی کوئی بات بھی نہیں ہے کہ یہ کسی کو بری لگے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال شاید وزیر صاحب کو سمجھ نہیں آیا۔ میں اب آخری دفعہ سوال کر رہا ہوں۔ میں سوال کچھ کرتا ہوں اور یہ جواب کچھ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے یہ پوچھا ہے کہ وراثت کس طرح سے منتقل ہوئی ہے۔ ان میں سے کوئی زندہ ہے یا نہیں ہے، اس کے بعد بھی کوئی ہے یا نہیں ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے سوال کا جواب پہلے دیا جائے۔ کیا یہاں پر private treaty discuss ہو سکتی ہے اور question approve ہو سکتا ہے، اس کا جواب مجھے دیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نہ بھول جائیے گا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ابھی قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ یہ نام جو لکھے گئے ہیں، اگر یہ غلط ہیں تو محکمے کے خلاف کارروائی ہو گی لیکن میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس سوال پر آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں جو ساری انکوائری کرے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! رہنے دیں۔ اس پر کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کو اس پر اعتراض ہے، میں تو ان کی بات کی تائید کر رہا ہوں کہ اس سوال پر ایک کمیٹی بنائیں جو دیکھے کہ کس نے خریدی ہے، کس نے فروخت کی ہے۔ وہ سارے حقائق اس ایوان کے سامنے پیش ہو جائیں گے۔ اس میں اپوزیشن کا نمائندہ بھی رکھ لیں اور حزب اقتدار کے نمائندوں کو بھی رکھ لیں۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اس کے حل کے لئے ایک کمیٹی بنائیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو اور کچھ سیاہ چہرے سامنے آئیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ اس کا (h)48 پڑھیں۔ میرے خیال میں یہ بات ہو چکی ہے اور انھوں نے کہہ دیا ہے کہ اگر کوئی غلط information فراہم کی ہے تو ہم اس کا notice لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔ وزیر موصوف سے مجھے اپنے ضمنی سوال کا جواب چاہئے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میرے ضمنی سوال کا جواب کوئی نہیں دیتا اور یہ اپنی تحاریک استحقاق بھی دیئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ relevant ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے ساتھ طاہر خلیل سندھو بیٹھے ہیں، یہ کرسچئن بھی ہیں اور وکیل بھی ہیں۔ ان سے پوچھ لیں کہ کرسچئن وراثتی ایکٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر: ہمیں آپ پر پورا اعتماد ہے، ایسی بات نہیں ہے، آپ جو بات کر رہے ہیں، وہ صحیح کر رہے ہوں گے۔ آپ ان کو ملوث کیوں کر رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: میں ایکٹ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کہ ایکٹ کیا ہے؟ اس میں ہمیں خریداروں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ وہ میرے لئے محترم ہیں۔ میں ان کے بارے میں کوئی سوال نہیں کر رہا۔ معلوم نہیں یہ کس پریشانی میں پڑے ہوئے ہیں؟ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ کیا رابرٹ سے کسی کو کوئی دلچسپی ہے، یہ رابرٹ کا وارث ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر مال!

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس جواب کے سلسلے میں اس کی وراثت ہوئی ہے۔ مختار نامہ ان کے نام تھا، بیعہ انتقال ہوا، کوئی کرسچئن ایکٹ یا کسی اور ایکٹ کے تحت زمین منتقل نہیں ہوئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا رابرٹ فوت ہو گیا تھا؟

جناب سپیکر: یہ مجھے نہیں پتا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اب وہ ایسے نہیں سمجھتے۔ میں نے تو انھیں ایک ایک چیز سمجھانی ہے کہ رابرٹ فوت ہو گیا۔ اس کے بچوں کو وراثت منتقل ہونی تھی تب زمین آگے جانی تھی۔ اس کے بچوں کی کیا تعداد تھی، اس کے جائز وارث کون تھے اور یہ بھی ایک وارث ہے جسے وراثت نہیں ملی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کا ماحول خراب کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! Cross talk نہ کیا کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ جان بوجھ کر ہاؤس کا ماحول خراب کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں جو بات سامنے آئے گی وہ آپ بھی سن لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پوچھتا ہوں کہ رابرٹ کے جائز وارث کون تھے؟

جناب سپیکر: رابرٹ کے جائز وارثان کے نام کیا ہیں؟ جی، حاجی محمد اسحاق صاحب!

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جن لوگوں کے نام ان کا رقبہ مختار نامے سے انتقال کے ذریعے منتقل ہوا ہے، ان کے نام موجود ہیں، ان کے مختار نامے مل گئے ہیں اور مختار نامہ سید محمد اکرم علی ولد سید ممتاز عالم کے نام ہے۔ Mr. Richard Thomas, Mr. Brown Elizabeth, Mr. Dean

Legan, Mr. Jaleel E Robbert, Mr. Robbert Jhon Leag کے نام ہیں جو وارثان ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ابھی کرسچئن پراپرٹی ایکٹ کی بات ہوئی ہے۔ وزیر صاحب نے ابھی جواب دیا ہے۔ PLD 1992 سپریم کورٹ صفحہ 387 میں کرسچئن پراپرٹی ایکٹ کے تحت اس کے جتنے وارثان ہیں، ان کے بچے بچیاں سب کو برابر کا share جائے گا۔ اس سلسلے میں بتانا پڑے گا کہ کیا ان کے بچے اور بچیوں نے آکر بیان دیئے ہیں یا نہیں دیئے کیونکہ یہ کرسچئن پراپرٹی پر بات ہو رہی ہے۔ اس کو legal prospect میں دیکھنا چاہئے۔ ہمیں باہر لوگ دیکھ رہے ہیں، press دیکھ رہا ہے کہ یہ پراپرٹی کس طرح سے چلی گئی، کیا یہ لوگ اب وہاں پر گئے، کیا کوئی کمیشن مقرر ہوا، یا کسی عدالت نے وہاں پر جا کر کوئی بیان لئے ہیں؟ کیونکہ کرسچئن پراپرٹی ایکٹ کے تحت جتنے بیٹے بیٹیاں ہیں، یہ سپریم کورٹ کے فل بنچ کا جسٹس افضل ظلہ صاحب کی سربراہی میں فیصلہ ہے کہ ان کو برابر کا share جائے گا۔ اس لحاظ سے یہ جاننا ضروری ہے کہ کس طرح سے یہ پراپرٹی ان کے نام پر ٹرانسفر کی گئی؟ یہ کسی کے بھی نام ہوئی ہو ہمیں اس سے غرض نہیں ہے۔ مجھے نہ اپوزیشن کی بہنوں اور بھائیوں سے غرض ہے، جو بھی لے گیا ہے کیا وہ اقدام legal ہوا ہے یا نہیں، اس سلسلے میں وضاحت ضرور چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ دو سوالوں تک محدود رہا جائے گا۔ میں یہاں پر ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وراثت کے معاملات ہیں، یہ عدالت میں جائیں۔ اگر جو نام لکھے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): یہ جس کو مرضی دے دیں۔ ان کے وارثوں کو دے دیں، کوئی نئے وارث پیدا ہو جائیں تو ان کو دے دیں۔ یہ خود قبضہ کر لیں، قبضہ کلچر چل پڑے تو ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہاں on the floor of the House پہلے بھی یہ سوال آ چکا ہے جو بدنیتی کی بنیاد پر یہ کرتے ہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کو کہا جائے کہ اس طرح نہ کرے، یہ بالکل اپنے rules کے خلاف کام کرتا ہے، گورنمنٹ کو embarrass کرنے کے لئے بھی کرتا ہے، لوگوں کو blackmail

کرنے اور لوگوں کو pill down کرنے کے لئے بھی کہا جاتا ہے لہذا اس کے لئے اسمبلی سیکرٹریٹ کو استعمال نہیں ہونا چاہئے، خاص طور پر میں سیکرٹری اسمبلی سے کہتا ہوں کیونکہ سیکرٹری صاحب اس میں partial بن رہے ہیں اور اس میں پارٹی بن رہے ہیں۔ سیکرٹری صاحب ہمارے لئے بڑے محترم ہیں لہذا آپ ایسے کام نہ کیا کریں، پٹواریوں کی طرح مختلف قسم کی توجیہات نکال کر نہ سمجھایا کریں کہ میں اِس طرح آپ کا مسئلہ حل کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ ایک privately transaction ہے۔ یہ پراپرٹی کسی کو بھی دے دی جائے ہمارا اُس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سوال یہاں پر آ ہی نہیں سکتا۔ ہمارے اقلیتی منسٹر صاحب کھڑے ہوئے تھے جو ہمارے لئے بڑے محترم ہیں، یہ کورٹ میں جا کر فیصلہ لے لیں اور فیصلہ لے کر بے شک کسی کو یا اپنے کسی عزیزوں کو دلوا دیں لیکن اس پراپرٹی سے ہمارے کسی بندے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نام غلط لکھا گیا ہے اُس کے لئے ہر قسم کی کارروائی کرنا ہم اپنا حق سمجھتے ہیں۔ میں نے اپنی یہ گزارشات پیش کر دی ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میرے خیال میں آپ اس بارے میں بہت زیادہ conscious ہو گئے ہیں۔ در حقیقت وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آیا اُس کے جائز وارثان۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ کورٹ کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! [***********]

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ وہ prepared ہیں۔ چودھری صاحب نے منسٹر صاحب کے بارے میں جو comments دیئے ہیں وہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ میں چودھری صاحب سے کہوں گا کہ ایسی بات میرے خیال میں Parliamentarian کو نہیں کرنی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! حذف کئے جانے پر مجھے کافی دکھ ہوتا ہے۔ میں نے جو اہل کا لفظ استعمال کیا ہے اُس کا مطلب ہے کہ ان کی responsibility ہی نہیں ہے۔ میں نے "اہل" سے مراد اُن کی اہلیت اور قابلیت کا نہیں کہا۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ یہ اُن کی responsibility ہی نہیں ہے جو اُن سے پوچھا جا رہا ہے۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، یہ بات آپ کر سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں دل میں اِن کا بہت احترام رکھتا ہوں۔ "اہل" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں اُن سے related ہی نہیں ہیں اور اِن سے پوچھا ہی نہیں جانا چاہئے تھا۔ ایک private transaction کے بارے میں اتنا stretch کیا جا رہا ہے۔ یہ پراپرٹی جس کو مرضی دے دی جائے اور وزیر مال سے کہہ دیا جائے کہ وہ اُس کو تقسیم کر دیں۔ اگر وہ کورٹ میں نہیں جانا چاہتے تو آپ حکم صادر فرما سکتے ہیں لیکن میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ "Rules are not for the fools". یہ صرف دانش مندوں اور عقل مندوں کے لئے ہوتے ہیں اور ہمیشہ rules کا خیال رکھا جائے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ قائد حزب اختلاف غصہ کیوں منا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: سمجھ تو آپ کو سب آ رہی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پہلے تو میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ نام جو لکھے گئے ہیں یہ 100 فیصد درست ہیں اور اگر قائد حزب اختلاف اِن کو غلط ثابت کریں گے تو ہم اس پر ضرور کارروائی کریں گے۔ بڑی مختصر سی بات ہے اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اِس سارے سوال پر ایک کمیٹی تشکیل دے دیں جو پورے ہاؤس کو اس سے آگاہ کرے، اس میں کون سا حرج ہے؟ اگر آپ اُن کو favour دینا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جواب 100 فیصد درست ہے۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری صرف عرض سن لیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ نام حکومت نے زبردستی ریونیو بورڈ سے لکھوائے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ہم نے نہیں لکھوائے اور یہ نام حقائق پر مبنی ہیں۔ کمیٹی کی رپورٹ اس ہاؤس کے سامنے آئے گی اور اگر کسی نے یہ نام

غلط لکھے ہیں تو میں اس ہاؤس کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اُن افسران کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے گی۔ اگر یہ نام صحیح ثابت ہوئے تو کیا قائد حزب اختلاف اِس پر استعفیٰ دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس پر قائد حزب اختلاف نے کافی بات کر لی ہے اب ذرا میری بات بھی سن لیں اور اُس کے بعد اکٹھا ہی جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بہت بڑا فراڈ ہے اور لینڈ مافیا کا نام تو ہم صرف اخباروں میں پڑھتے ہیں۔ اگر آپ اس معاملے کو دیکھیں گے تو آپ کو پتا چلے گا کہ لینڈ مافیا ہے کون اور کس طرح سے یہ کام کرتے ہیں؟ رابرٹ زرعی فارم کے حوالے سے میں بتاتا ہوں کہ رابرٹ نامی آدمی کسی زمانے میں جب زرعی کالج تھا جو آج زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ہے تو یہ اُس زرعی کالج میں پرنسپل تھا۔ رابرٹ زرعی فارم کی تقریباً 100 مربع کے قریب قریب زمین بنتی ہے جو رابرٹ کو 1940 میں الاٹ ہوئی تھی۔ رابرٹ ایک زرعی کالج کا پرنسپل بھی تھا اور اُس وقت under the possession of United Kingdom جو گورنمنٹ تھی اُس میں اُس کا اپنا ایک status بھی تھا۔ گورنمنٹ نے سوچا کہ وہ زرعی کالج کا ایک پرنسپل ہے اس لئے وہ اس زمین کو آباد کرے گا، آباد کرنے کے بعد آدھی زمین خود retain کرے گا اور آدھی زمین گورنمنٹ کو واپس کر دے گا، اس طرح 1940 میں اُس کو یہ زمین الاٹ ہو گئی۔ اب اُس نے وہاں پر تین گاؤں آباد کئے اور اُن گاؤں میں مزارعین کو بٹھا کر کہا کہ آپ اس زمین کو آباد کریں۔ جب یہ سلسلہ شروع ہوا تو 1947 میں رابرٹ واپس چلا گیا، اُس کے بعد یہ زمین بھی وہیں رہی اور مزارع بھی وہیں پر بیٹھے رہے۔ اب مزارع محنت کرتے رہے کہ یہ تو سرکاری زمین ہے اور رابرٹ صاحب واپس چلے گئے ہیں۔ مزارع سوچتے رہے کہ کبھی ایک زمانہ آئے گا اور یہ سرکاری زمین ہمیں مل جائے گی۔ اُس کے بعد اس جگہ پر تین مرتبہ سیلاب آئے، وہ گاؤں بھی دریا برد ہو گئے اور زمین بھی دوبارہ غیر آباد ہو گئی لیکن اُن مزارعین نے پچھلے تقریباً 58/60 سال اُس زمین کو اپنا خون پسینہ دیا اور محنت کرتے رہے۔ اب اُس کے بعد پچھلی حکومت میں چودھری صاحب کے لیڈر وزیر اعلیٰ تھے اور یہ بریگیڈئر مختار احمد، ابراہیم، امتیاز احمد ولد تاج دین وغیرہ یہ سارے لوگ (ق) لیگ کے عہدیدار ہیں۔ اب اس کے بعد یہ ہوا کہ انہوں نے بتایا کہ یہ سرکاری زمین ہے اور اِس پر مزارعین اور بھوکے ننگے لوگ قابض ہیں جو محنت کر رہے ہیں تو کیوں نہ ایسا ہو کہ ہم اس کو قابو کر لیں۔ انہوں نے لندن یا برمنگھم جا کر اُس رابرٹ کی باقیات کو تلاش کیا، اُس کی باقیات کو تلاش

کرنے کے بعد پھر پٹواریوں سے کہا گیا کہ تم بستے اٹھا کر اِدھر گلبرگ کے علاقے میں آ جاؤ۔ وہ سارے پٹواری بھی اپنے بستے اٹھا کر آ گئے۔۔۔(قطع کلامیاں)

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بالکل غلط کہہ رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اب آپ یہ بات سنیں اور اُس کے بعد جواب دیں۔ آپ سے ہم نے حساب لینا ہے۔ ہم نے [*****] حساب لینا ہے اور آج ہم آپ کو جانے نہیں دیں گے۔ میری بات سنیں اور سننے کے بعد اس کا جواب دیں۔ اس طرح سے شور کرنے سے کام نہیں چلے گا۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز آپ بات سنیں۔ میں آپ کو بھی floor دوں گا اور آپ بھی اپنی بات کیجئے گا۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رابرٹ کی باقیات کو جنرل مشرف کی باقیات نے سیدھا کر دیا کہ وہاں پر رابرٹ کے بعد رابرٹ کا بیٹا، رابرٹ کے بیٹے کے بعد اُس کی بیوی پھر اُس کا پوتا پھر اُس کی پوتی آ گئی یعنی انہوں نے وہ سارے بستے سیدھے کروائے۔ اِن [***] (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اِن کو یہ نہیں پتا کہ جب اِن کے پاس فوج بھی تھی، ان کے پاس آئی ایس آئی بھی تھی اور اِن کے پاس حکومت بھی تھی تو اُس وقت بھی ہم حق بات کہنے سے نہیں ڈرتے تھے۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No cross talk, no cross talk please.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اِن کا شور ہمیں یہ بات کہنے سے نہیں روک سکتا۔ رابرٹ اور جنرل مشرف کی باقیات نے یہ بستے پٹواریوں سے سیدھے کروائے اور یہ سب کچھ کروانے کے بعد انہوں نے اُن مزارعین کو بے دخل کرنے کے لئے پولیس بھیجی۔(قطع کلامیاں، شور وغل)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ دیکھیں! پھر آپ کی بات بھی کوئی نہیں سنے گا۔آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سمجھتے ہیں کہ یہ باتیں شور سے دب جائیں گی۔ جب وہاں پر پولیس گئی اور پولیس نے مزارعین کو بے دخل کرنے کے لئے ایکشن شروع کیا تو مزارعین نے اپنے بیوی بچے لئے اور پولیس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں یہاں پر مار دیں اور اس کے بعد آپ ان زمینوں پر قابض ہو سکتے ہیں۔ ان مزارعین کا ایک وفد میرے پاس لاہور آیا۔اس وقت میں اپوزیشن میں تھا، میں نے اس حوالے سے ایک adjournment motion اس ہاؤس میں file کی (قطع کلامیاں، شور وغل)

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ سنیں، بار بار کہتے ہوئے اچھا نہیں لگتا۔آپ بات سنیں اور اس کا جواب دیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ adjournment motion میں نے ہاؤس میں پیش کی اور باقاعدہ طور پر یہ رجسٹری چودھری مونس الٰہی ولد چودھری پرویز الٰہی کے نام تین کروڑ 78 لاکھ روپے میں ہوئی ہے اور اس رجسٹری کی کاپی میرے پاس پڑی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مقامی لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہمیں پٹواریوں سے بستے سیدھے کروا دیں، آدھی زمین ہم آپ کے نام لگوا دیں گے اور آدھی اپنے نام لگوالیں گے اور خرچ سارا ہم برداشت کریں گے۔ چودھری مونس الٰہی ولد چودھری پرویز الٰہی نے ایک دمڑی نہیں دی، ایک پیسا نہیں دیا اور وہ جگہ اپنے نام رجسٹری کروائی اور رجسٹری کروانے کے بعد جب میں نے adjournment motion پیش کی تو اس وقت کے وزیر قانون راجہ بشارت صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ اس کو withdraw کر لیں۔ میں نے کہا کہ میں کسی قیمت پر اس کو withdraw نہیں کروں گا یہ آپ کی رجسٹری ہے۔ یہ ان مزدوروں کا، یہ ان مزارعوں کا حق ہے۔ پتا نہیں آپ نے رابرٹ کی باقیات کہاں سے تلاش کی ہیں۔ رابرٹ کی باقیات کو تلاش کر کے انہوں نے ایک مختار نامہ لیا۔ بریگیڈئر مختار احمد بھی بڑی پہنچی ہوئی چیز ہے۔ اس بریگیڈئر مختار احمد کو رابرٹ کی باقیات کا مختار عام بنایا اور وہ مختار نامہ بھی دو نمبر ہے۔ اس میں رابرٹ کی باقیات کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ انہوں نے اس کے نام مختار نامہ بنوایا اس کے بعد پٹواریوں سے بستے سیدھے کروائے اور پھر اس مختار نامے کی بنیاد پر چودھری مونس الٰہی ولد چودھری پرویز الٰہی۔۔۔

جناب سپیکر: بار بار نام نہ لیں تو بہتر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): نہیں۔ جناب! نام تو ان کے لکھے ہوئے ہیں اور رجسٹری میرے پاس پڑی ہے۔ (قطع کلامیاں)

میں کل آپ کو اس [**] کے نام کی رجسٹری اس ہاؤس میں پیش کر دوں گا یہ میرے ساتھ اس بات کی condition لگا لیں۔ یا یہ کل ہاؤس سے باہر ہو جائیں یا میں ہو جاؤں گا اگر اس [******] کے خلاف میں آپ کو ثبوت نہ دے دوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: رانا صاحب! میری بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ابھی ختم کرنے لگا ہوں، بس آخری بات ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کیا کیا۔ میں نے ان سے کہا۔۔۔ (قطع کلامیاں، شور و غل)

یہ بے صبرے کیوں ہو رہے ہیں؟ بے صبرے نہ ہوں اور بیٹھیں۔ یہ تو آپ کا ایک کارنامہ ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کیا کیا۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ اس adjournment motion کو واپس لے لیں۔ میں نے کہا کہ میں کسی قیمت پر واپس نہیں لوں گا۔ میں نے کہا کہ ایک ہی بات ہے کہ آپ اس رجسٹری کو withdraw کر لیں اور یہ زمین ان غریب مزارعوں کے لئے جنہوں نے 60 سال تک اپنا خون پسینہ زمین کو دیا ہے ان کے حق میں withdraw کر لیں۔۔۔ (قطع کلامیاں، شور و غل)

جناب سپیکر: آپ جس طرح کر رہے ہیں کیا اس طرح بات چھپ جائے گی؟ ان کو بات کرنے دیں اور پھر آپ اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 22 تاریخ کو adjournment motion پر بحث ہونی تھی اور 21 تاریخ کو انہوں نے مجھے ایک رجسٹری پیش کی کہ یہ دیکھیں کہ ہم نے زمین withdraw کر لی ہے۔ بعد میں ثابت ہوا کہ انہوں نے وہ رجسٹری جعلی بنا کر مجھے دکھائی۔ یہ ان [**] کا حال ہے اور قائد حزب اختلاف کو میں یہ کہوں گا کہ اس بات پر وہ جس طرح بھی condition لگائیں، اگلی بات ایک اور سن لیں۔ یہ تو ان [******] کا ایک کارنامہ ہے (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف کا اب حال یہ ہے کہ ان کے اپنے ممبر نہیں بیٹھ رہے۔ اب یہ سمجھتے ہیں کہ شور مچا کر اس بات کو دبا سکتے ہیں۔ اب ان [**] کا وقت حساب آ گیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بنک آف پنجاب میں 11۔ارب روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے۔ فراڈ نہیں ہوا ڈکیتی ہوئی ہے۔ ہمیش خان اور حارث سٹیل ملز کے ڈائریکٹر کا بیان میرے پاس موجود ہے اس نے یہ کہا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order in the House. I say order in the House.

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 11۔ارب روپے میں سے ساڑھے پانچ ارب روپیہ چودھری مونس الٰہی ولد چودھری پرویز الٰہی نے وصول کیا ہے۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! میں یہ بات on the floor of the House دعوے سے کہتا ہوں کہ جس دن ہمیش خان پکڑا گیا اگلا آدمی جو پکڑا جائے گا، جو گرفتار ہو گا وہ چودھری مونس الٰہی ہو گا۔ قائد حزب اختلاف سے کہیں کہ اب وہ میری باتوں کا جواب دیں۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, Order in the House

دیکھیں! میں دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! نہیں۔ پہلے میری گزارشات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے میرے ساتھیوں کو کہا کہ آپ بعد میں باری باری جواب دے لیجئے گا لیکن میں وزیر قانون کی باتوں کے حوالے سے چند ایک باتوں کا جواب دینا چاہوں گا۔ سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا۔ راجہ ریاض صاحب نے کہا ہے کہ یہ آج تک جو نام لکھے ہیں، ٹھیک ہے آج پانچ تاریخ کو جو نام لکھے گئے ہیں اسی کو لیا جائے گا۔ میں وزیر قانون کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دوسروں کی قیادت کے بارے میں جس طرح یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور بعد میں توقع رکھتے ہیں کہ ان کی قیادت جن کی ہم سب عزت کرتے ہیں میں آج اپنی بات کرنے سے پہلے یہ کہہ رہا ہوں کہ ان کے ان الفاظ کے وقت تک ہم ان کے لئے اچھے الفاظ استعمال کرتے تھے۔ میں اس زمین کے بارے میں کہتا ہوں کہ جن مزارعین کے بارے میں ان کے کلیجے میں اتنا درد اٹھ رہا ہے میں یہاں on the floor of the House کہتا ہوں کہ یہ ساری کی ساری زمین ان مزارعوں میں تقسیم کر دیں۔

جناب سپیکر: کون سی زمین؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! جو بھی زمین ہے ہمارا اس زمین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ قیمتوں کی بات کرتے ہیں اور آج اس بات کو انہوں نے خود چھیڑا ہے اور اپنی قیادت کی یہ ساری عزت افزائی یہ وزیر قانون کرواتے ہیں۔ انہوں نے جو جاتی عمرہ کی خریداری جس قیمت پر کی ہے ہم اس سے دگنی قیمت دینے کے لئے تیار ہیں۔ کیا وہ ڈکیتی نہیں تھی جب جاتی عمرہ کی 1600 ایکڑ زمین خریدنے کے لئے اور محل بنانے کے لئے زمینوں کے مالکان کو جیلوں میں لایا جاتا تھا کیا وہ ڈکیتی نہیں تھی؟ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No comment's please, no comments.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): اپنے لیڈروں کو [**] کہلوانے کے لئے دوسروں کو [**] کہتے ہیں۔ کیا یہ اپنے لیڈروں کے محسن ہیں؟ اس لئے ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ دونوں سے میری گزارش ہے کہ تحمل سے بات کیجئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جو الفاظ انہوں نے میری قیادت کے بارے میں کہے ہیں میں نے وہی الفاظ ان کی قیادت کے بارے میں کہے ہیں۔ لاء منسٹر نے دعوت دی ہے اور میں کہتا ہوں کہ جاتی عمرہ کی 1600 ایکڑ زمین کی خریداری جس قیمت پر ہے وہ لے آؤ اور گوجرہ شوگر ملز کو اس کی قیمت پر لے آؤ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں آپ سے پھر کہہ رہا ہوں کہ ذرا تحمل سے بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ آپ دوسروں کی قیادت کا احترام کریں تاکہ آپ کی قیادت کا احترام کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جتنی بات کی ہے وہ specific اور categorically کی ہے اور محترم قائد حزب اختلاف نے ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا بلکہ وہ جاتی عمرہ پر چلے گئے ہیں۔ اگر جاتی عمرہ کی زمین میرے قائدین نے خریدی تھی تو آٹھ سال تک جنرل مشرف اس ملک پر قابض رہا اور اس نے میری قیادت اور قائدین کا احتساب کیا۔ اس نے ان کے ایک ایک

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

معاملے کو نیب میں پرکھا۔ اگر اس وقت کوئی معاملہ تھا تو یہ اسے نیب میں لے جاتے، عدالت میں لے جاتے لیکن اگر اس وقت کوئی بات ثابت نہیں ہو سکی تو اب ہم سے یہ رعایت کی توقع نہ کریں۔ پنجاب بنک میں [**] کرنے والوں نے رابرٹ زرعی فارم میں بھی [**] کی ہے، ہم نے ان [**] کو نہیں چھوڑنا اور اب ان [**] کو ہماری معزز بہنوں کا شور اور ان عورتوں کو آگے کرنے سے انہیں نہیں بچا سکے گا۔ ان کو ہر قیمت پر انصاف دینا ہوگا۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے نعرہ بازی)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! وقفہ سوالات کے دوران ان کی تقریریں مناسب نہیں لگتیں اور آپ انہیں چپ کروائیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وہ نہیں سن رہے لیکن میں تو سن رہا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہیں بھی آپ نے چپ کروانا ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

(حزب اختلاف کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے نعرہ بازی)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ floor مجھے دیا ہے لیکن وہ خواتین مسلسل بولے جا رہی ہیں۔ انہیں چپ کروایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ وقفہ سوالات ہے اور میں نے floor بھی انہیں ضمنی سوال کرنے کے لئے دیا ہوا ہے اس لئے آپ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "چور مچائے شور" کی نعرہ بازی)

یہ کوئی جلسہ گاہ نہیں کہ اس طرح سے نعرے بازی کی جائے۔ آرڈر پلیز، تمام معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

ہم آپ کو بولنے کا موقع دیں گے اور چودھری ظہیر صاحب کو موقع دیا بھی گیا ہے اور کیا آپ تشریف رکھیں گی؟ کہیں مجھے پھر کوئی اور extreme پر نہ چلنا پڑے۔ اس طرح بیک وقت آپ سب کے کھڑے

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہو کر بات کرنے سے مجھے کچھ سمجھ نہیں آئے گی اس لئے مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان عورتوں کو آگے کرنے سے یہ [**] نہیں بچ سکتے۔ ان [**] سے ہم نے حساب لینا ہی لینا ہے۔ قائد حزب اختلاف خود بیٹھ گئے ہیں اور انہیں کھڑا کر دیا ہے۔ [**] انہوں نے باقاعدہ طور پر اپنے (ق) لیگ کے سیکرٹریٹ میں ایک سیل بنایا۔ ان [**] کا سیاست کرنے کا سٹائل ہی یہ ہے کہ انہوں نے عائشہ جاوید ایم پی اے کے letter head pad پر میرے خلاف ایک کھلا خط جاری کیا جسے سارے ممبران اور اخبارات کو بھیجا۔ اس خط میں میرے اوپر الزام لگایا گیا ہے کہ میں نے ایک دس مرلے کے پلاٹ پر قبضہ کر لیا ہے اور میں قبضہ مافیا ہوں۔ اس letter کو عائشہ جاوید ایم پی اے نے disown کیا ہے۔ اس نے مجھے خود بتایا کہ یہ سارا کچھ وہاں پر آپ کے خلاف ایک سیل قائم ہے اس سیل سے یہ سارے بیانات جاری ہوتے ہیں۔ مجھے چودھری پرویز الٰہی نے فون کر کے کہا کہ ہم آپ کے نام پر ایک کھلا خط جاری کر رہے ہیں تو آپ اس کو own کر لیں تو اس نے کہا کہ میں اس کو own نہیں کرتی۔ چودھری ظہیر الدین نے بھی ایک پریس کانفرنس کی۔ میں on the floor of the House کہتا ہوں۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں، ان کی بات سنیں۔ آپ بیٹھیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں، میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ یہ [**] جو ہیں خود 24456 مرلے پر قبضہ کریں اور میرے اوپر 10 مرلے کا الزام لگائیں۔ میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ ان کے کھلے خط کی انکوائری کروالیں اور ان کی [**] انکوائری کروالیں۔ اگر 10 مرلے کا الزام میرے اوپر ثابت ہو گیا تو میں ساری زندگی سیاست سے دستبردار ہو جاؤں گا اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ 24456 مرلے پر انہوں نے قبضہ کیا ہے تو پھر کم از کم ان [**] کو آئندہ سے سیاست سے دستبردار ہو کر پنجاب کے عوام پر کوئی رحم کرنا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ چونکہ آپ نے میرے ساتھیوں سے بات کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں لاء منسٹر کی تمام دھمکیوں کو قبول کرتا ہوں اور ان کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ جو دھمکیاں انہوں نے مجھے floor پر دی ہیں اور جو یہ باہر سے دیا کرتے ہیں میں ان تمام دھمکیوں کو اسی طرح encounter کروں گا جس طرح انہوں نے کیا ہے۔ اب میرے ساتھیوں کو اجازت دیں، جس طرح انہوں نے کہا کہ G-14 کے [**]، اب حاجی عمرہ کے [**] کے نمائندے کو جواب دینے کے لئے میرے ساتھیوں کو ٹائم دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے ان کو کوئی دھمکی نہیں دی۔ میں نے ان کو کہا ہے کہ تم اپنا کھلا خط 10 مرلے کو ثابت کرو میں [**] ثابت کروں گا۔ جو جھوٹا ہو گا وہ سیاست سے باہر نکل جائے۔ میں نے ان کو کوئی دھمکی نہیں دی، میں تو چیلنج کرتا ہوں کہ آؤ ثابت کرو۔ آپ ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں اور اس میں اپوزیشن کی بھی membership رکھیں۔ وہ کمیٹی انکوائری کرکے ہاؤس کو بتائے کہ کون قبضہ گروپ ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں مشورہ لیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Business Advisory Committee میں قائد حزب اختلاف کی تجویز تھی کہ question hour میں خدارا! questions ہونے دیا کریں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس ایوان کا وقت ضائع مت کریں۔ یہ ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں، میری ان سے گزارش ہے کہ مونس الٰہی سے ان کی وفاداری ثابت ہو چکی ہے اب یہ چپ ہو کر، خاموش ہو کر بیٹھیں۔ (قطع کلامیاں)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرا ایک ضمنی سوال تھا جو درمیان میں kill ہو رہا ہے۔ یہ question hour ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: پھر آپ مجھ پر ہی افسوس کر لیں، یہی ہو سکتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان دونوں گھروں کی لڑائی میں اس ہاؤس کا نقصان ہو رہا ہے۔

MR. SPEAKER: Order in the House, order in the House.

محترمہ! میں بار بار آپ کو کہہ رہا ہوں۔ Order in the House, I say order in the House کیا زبردستی آپ مجھ سے floor لینا چاہتے ہیں؟ No، آپ بیٹھیں یہ question hour ہے، آپ اس طرح نہ کریں۔۔(قطع کلامیاں)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں، جو رانا صاحب نے بات کی ہے ان کا ایک آدمی اٹھ کر اس کا جواب دے دے۔ اس طرح شور مچانے سے کسی پر [**] پردہ تو نہیں پڑ سکتا۔ (قطع کلامیاں) جب question ہو رہا تھا تو میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ مجھے خریداروں سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن اس وقت بھی انہوں نے شور مچایا۔ اب وہ بات بھی نہیں کرنے دے رہی ہیں۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اب آپ بیٹھ جائیں، پہلے لیڈر آف دی اپوزیشن کو بات کرنے دیں۔ چودھری صاحب! پہلے تو آپ محترمہ کو بٹھائیں۔ میں بار بار محترمہ کو کہہ چکا ہوں کہ تشریف رکھیں، ورنہ مجھے ایکشن لینا پڑے گا۔ .This is the last warning I tell you جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں نے شروع میں گزارش کی تھی جیسا کہ منسٹر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اس پر تین دفعہ بات ہو چکی ہے۔ یہ اپنے کچھ مخصوص مفادات کو حاصل کرنے کے لئے "A" لگا کر اس سوال کو لے آئے۔ یہ سوال کچھ چند ایک وجوہات کی بنا پر آنا ہی آنا تھا، جلدی یہ کی کہ یہ آج ہی فوری طور پر لے آئے۔ میں نے یہی گزارش کی ہے کہ ایک private transaction، ہم نے تو کہہ دیا جس پراپرٹی کے بارے میں، شاہ صاحب نے بالکل بجا فرمایا کہ میں جواب دے دوں۔ اس پراپرٹی کے بارے میں یہ ہے کہ یہ private transaction ہے۔ گورنمنٹ اس کو اپنا بزنس بنا کر اپنے طور پر قبضے میں لے کر، اس کو acquisition کر کے، without acquisition یا جس طرح بھی وہ اپنی مرضی کریں لیکن اپنی ذاتی، وہ جو پنجابی میں کہتے ہیں کہ "رووال یاراں نوں لے لے ناں بھراواں دے" یہ بات نہیں ہونی چاہئے لیکن میں آج پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ جس طرح ہم آپ کی قیادت کی عزت کرتے ہیں اگر آپ نے اپنی قیادت کی عزت کروانی ہے۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: دونوں کو ہی کرنی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): لیکن انہوں نے پہل کی ہے۔ پہل ہم نے نہیں کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں میں نے leader of the oppositon کو floor دیا ہے۔

۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں چودھری ظہیر الدین صاحب کی صرف اتنی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، میں بار بار آپ کو کہہ رہا ہوں۔ چودھری صاحب! میں پھر ایکشن کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ میری طرف توجہ فرمائیں۔۔۔

MR. SPEAKER: Order please, no cross talk, no cross talk

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کے باوجود اپنی بات کرلوں گا۔ آپ میری طرف متوجہ ہوں۔ محترم قائد حزب اختلاف نے دو باتیں کی ہیں۔ ایک انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ on the floor of the House میں private transaction تھی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ private transaction نہیں تھی۔ یہ total اراضی جو تقریباً 15،16 سو ایکڑ تھی یہ state land تھی اور یہ رابرٹ کو اس بنیاد پر دی گئی تھی کہ وہ اس کو آباد کرے گا۔ جب رابرٹ اس کو آباد نہیں کر سکا اور وہ 1946 میں چلا گیا تو یہ state land رہ گئی ہے، یہ اب رابرٹ کو منتقل نہیں ہو سکتی ہے۔ دوسری بات انہوں نے یہ کہی ہے کہ اگر اپنی قیادت کی عزت کروانی ہے تو ہمارے خلاف کوئی بات نہ کرے۔ میں کسی [**] کو [**] کہنے سے اس لئے نہیں روک سکتا کہ [**] جو ہے وہ [**] کا شور مچائے گا۔ [**] کو ہم نے کہنا ہے، یہ جتنا مرضی شور مچاتے رہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جو [**] ہو گا اس کو کہیں گے، آپ کو تو نہیں کہیں گے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ۔۔۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کی ہے کہ قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے تمام جو معزز ممبران ہیں ان کو اگر اس جواب پر اعتراض ہے تو ہم ان کے جذبات کی قدر کرتے ہیں۔ آپ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دے دیں اور چودھری ظہیر الدین صاحب بھی اپنا ایک نمائندہ دے دیں، ایک مسلم لیگ (ن) سے لے لیں اور ایک پیپلز پارٹی سے لے لیں اور جب یہاں پر کمیٹی کی رپورٹ آ جائے گی تو رانا ثناء اللہ صاحب کا بھی مؤقف اس میں آ جائے گا اور چودھری ظہیر الدین صاحب کا مؤقف بھی آ جائے گا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ کمیٹی تشکیل دے دیں اور اس issue کو ختم کریں۔

جناب سپیکر: اس پر کسی کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ question hour ختم ہوتا ہے۔ اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ یہ معاملہ ہاؤس کمیٹی کے سپرد کریں اور میں بھی وہاں ہاؤس کمیٹی میں پیش ہوں گا، قائد حزب اختلاف بھی ہوں اور چودھری مونس الٰہی بھی پیش ہو، اگر یہ میرے خلاف ایک انچ کا الزام ثابت کر دیں تب بھی اور اگر میں ان کو [**] ثابت نہ کر سکوں تو تب بھی میں politics سے resign کر دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ورنہ چودھری مونس الٰہی اور چودھری پرویز الٰہی کو سیاست سے جانا ہوگا۔ ان [**] کو ہم نے سیاست نہیں کرنے دینی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، رانا صاحب! میں ماحول کو اچھا رکھنا چاہتا ہوں۔ Order please, order please.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو کہا ہے میں اس کا جواب دینے کا حق رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ state land ہے تو state land کے مطابق

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کارروائی کریں اور میں اس پر کہتا ہوں کہ جس حساب سے "حاجی عمرہ" کی رجسٹری ہوئی ہے اگر وہ قیمتیں اس پر یہ ثابت کر دیں تو میں اس پر دگنی قیمتیں دینے کے لئے تیار ہوں۔[****]

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں دونوں سے کہتا ہوں کہ یہ آپ کا ہاؤس ہے اور آپ کو تمام دنیا دیکھ رہی ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ آپ ایک دوسرے کا احترام کیجئے اس طرح سے ایک دوسرے کے متعلق ایسے کلمات کہنا مناسب نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسے کلمات ہیں تو ان کو حذف کر دیا جائے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ ان الفاظ کو حذف کرنے کے احکامات جاری کریں۔

جناب سپیکر: میں نے حذف کرنے کے لئے کہہ دیا، بس اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرے دو اہم سوال تھے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب question hour ختم ہو چکا ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب میں بیکار پڑی قابل کاشت سرکاری اراضی بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کی تفصیل

*90: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت پنجاب میں تقریباً ایک کروڑ ایکڑ اراضی بیکار پڑی ہے؟

(ب) کیا وزیر اعلیٰ پنجاب اس بیکار پڑی قابل کاشت سرکاری اراضی کو پنجاب کے بے زمین کاشتکاروں اور مزارعین میں 25 ایکڑ فی خاندان کے حساب سے انتہائی کم قیمت پر فروخت کرنے کے لئے تیار ہے تاکہ دیہی آبادی میں بیروزگاری کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف اجناس کی پیداوار میں بے پناہ اضافہ کر کے خوشحالی لائی جا سکے؟

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) اس وقت حکومت پنجاب کے پاس 1157026 ایکڑ رقبہ خالص بقایا سرکار موجود ہے

(ب) جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے مذکورہ اراضی کے بارے میں پالیسی بنانے کے لئے ایک کمیٹی بنادی ہے جس کے ارکان درج ذیل ہیں:-

1- سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب
2- جناب اسدالرحمٰن سابقہ ایم این اے ٹوبہ ٹیک سنگھ
3- لیفٹیننٹ کرنل (ر) سردار محمد ایوب خان ایم پی اے ٹوبہ ٹیک سنگھ
4- جناب شوکت محمود بسرا، ایم پی اے بہاولنگر
5- جناب وسیم افضل گوندل، ایم پی اے، منڈی بہاؤالدین

مذکورہ کمیٹی کی ایک میٹنگ 28-05-08 اور دوسری 04-06-2008 کو ہو چکی ہیں اور یہ کمیٹی اپنی سفارشات دو ہفتہ کے اندر مرتب کر کے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو کرے۔

گھوڑی پال سکیم کے تحت دی گئی زمینوں کو واپس لے کر بے زمین کسانوں میں تقسیم کا معاملہ

*92: **محترمہ ساجدہ میر:** کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت گھوڑی پال سکیم کے تحت مختلف افراد کو برائے نام کرائے پر دی گئی زمینوں کو واپس لے کر انہیں بے زمین کسانوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

گھوڑی پال اور خچر پال سکیم کالونی ایکٹ 1912 کے تحت جاری ہے-ان سکیموں کے تحت 4566 مربع جات ضلع سرگودھا، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، اوکاڑہ، ساہیوال، اور خانیوال میں مختص کئے گئے تاکہ پاک فوج کو گھوڑے اور خچر فراہم کئے جا سکیں اس سکیم میں 4102 پٹہ داروں کو مختلف شرائط پر زمین دی گئی جبکہ ابھی تک حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی جو کہ پٹہ داروں سے واپس لے کر بے زمین کسانوں کو تقسیم کردے کیونکہ یہ گرانٹ جو کہ پاک فوج کو دی گئی جس سے گھوڑے اور خچر تیار کئے جاتے ہیں اور یہ مختلف پہاڑوں پر جنگ کے دوران استعمال کئے جاتے ہیں۔

لاہور اور دیگر اضلاع میں اراضی کی پیمائش میں فرق کا جواز

*162: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مرلہ زمین کی پیمائش لاہور شہر میں مختلف اور دوسرے شہروں اور دیہات میں مختلف ہے ؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو لاہور شہر میں ایک مرلہ کتنے مربع فٹ کا ہے اور باقی اضلاع میں کتنے مربع فٹ کا ہے نیز اس فرق کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

(ج) کیا اس فرق کو ختم کرنے کے لئے حکومت کوئی منصوبہ بندی کر رہی ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ضلع لاہور (ماسوائے اس حصہ کے جو دریائے راوی کے شمال میں واقع ہے) ایک مرلہ 225 مربع فٹ کا ہے جب کہ ضلع لاہور کے اس حصے میں جو دریائے راوی کے شمال میں واقع ہے اور صوبے کے دیگر اضلاع میں ایک مرلہ کی پیمائش 272.25 مربع فٹ کی ہے۔ (بحوالہ پیرا نمبر 41.4 لینڈ ریکارڈ مینوئل)

اس فرق کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ برطانوی عہد حکومت سے پہلے پنجاب میں زمین کی پیمائش کے پیمانے مختلف گاؤں میں مختلف تھے۔ جہاں پیمانہ پیمائش گھماؤں میں تھا، کرم کی لمبائی انچوں میں مختلف اضلاع میں مختلف تھی، برطانوی عہد حکومت میں جب پہلی دفعہ کسی علاقے کا بندوبست اراضی کیا گیا تو ریکارڈ اراضی مقامی پیمائش کے مطابق تیار کیا گیا بعد کے بندوبست پائے اراضی میں وہی پیمانہ پیمائش جاری رکھے گئے (بحوالہ پیرا نمبر 4-40 لینڈ ریکارڈ مینوئل)

(ج) اس فرق کو ختم کرنے کے لئے حکومت کوئی منصوبہ بندی نہیں کر رہی اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مرحلہ پر پیمانہ پیمائش میں تبدیلی کے لئے ضلع لاہور کی اراضی کا نئے سرے سے سروے کرانا اور نیا ریکارڈ تیار کرنا پڑے گا جس کے لئے بہت زیادہ محنت اور رقم درکار ہو گی نیز اس سے

مالکان اور دوسرے حق داران زمین کے لئے مسائل پیدا ہوں گے اور اس حوالے سے مقدمہ بازی کاایک نیاسلسلہ شروع ہو جائے گا۔

پنجاب کی ملکیتی زمین پاکستان ریلوے کو دینے کا معاملہ

*326: میاں نصیر احمد: کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی ملکیتی زمین وفاق کے محکمہ ریلوے کو دی جا سکتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب کن قواعد و ضوابط کے مطابق اپنی ملکیتی زمین محکمہ ریلوے کو دیتی ہے ؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کی ملکیتی زمین محکمہ ریلوے نے آگے مزید لیز پر دے رکھی ہے اور وہ زمین کمرشل بنیادوں پر استعمال ہو رہی ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب کی جو زمینیں بوساطت محکمہ ریلوے کمرشل بنیادوں پر استعمال ہو رہی ہیں، انہیں محکمہ واپس لینے کاارادہ رکھتا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تواس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی ملکیتی زمین وفاق کے محکمہ جات بشمول محکمہ ریلوے کو دی جا سکتی ہے حکومت پنجاب کی طرف سے یہ اراضی موجودہ بازاری قیمت جمع 10 فیصد سر چارج صرف ریلوے مقاصد کے لئے زیر حکم مجاز اتھارٹی فروخت کی جاسکتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ ریلوے نے حکومت پنجاب کی ملکیتی زمین جو کہ محکمہ ریلوے کو صرف ریلوے مقاصد کے لئے دی گئی تھی آگے مزید لیز پر دے رکھی ہے اور یہ زمین کمرشل بنیادوں پر استعمال ہو رہی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب کی جو زمین بوساطت محکمہ ریلوے کمرشل بنیادوں پر استعمال ہو رہی ہے انہیں محکمہ واپس لینے کا اختیار رکھتا ہے اور اس کا کیس مشترکہ مفادات کونسل Counsel of Common Interest میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ حکومت پنجاب اپنا مؤقف پیش کر سکے اور اپنی زمین واپس لے سکے۔

چولستان کے الاٹی زمین مالکان کو حقوق ملکیت دینے کا مسئلہ

*647: کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چولستان ایک صحرائی علاقہ ہے جس کو آباد کرنے کے لئے حکومت نے 1977 سے اس علاقہ میں لوگوں کو زمینوں کی الاٹمنٹ شروع کر رکھی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ کے زمینداروں /کسانوں سے حکومت باقاعدہ مالیہ /آبیانہ وصول کرتی ہے مگر 1977 اور اس کے بعد سے الاٹیوں کو حقوق ملکیت نہیں دے رہی؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس علاقہ کے الاٹی زمین مالکان کو بھی حقوق ملکیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ چولستان ایک صحرائی علاقہ ہے جس کو آباد کرنے کے لئے حکومت نے 1977 سے اس علاقہ میں مقامی چولستانیوں کو زمینوں کی الاٹمنٹ شروع کر رکھی ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ کے زمینداروں /کسانوں سے حکومت باقاعدہ مالیہ /آبیانہ وصول کرتی ہے مگر یہ درست نہ ہے کہ حکومت 1977 کے بعد سے الاٹیوں کو حقوق ملکیت نہیں دے رہی کیونکہ حکومت نے 1977 سے الاٹیوں کو حقوق ملکیت دینے کی کئی سکیمیں جاری کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- مالکانہ حقوق کی ایک سکیم 1995 میں جاری کی گئی

2- اس کے بعد 2001 میں مالکانہ حقوق کی سکیم جاری کی گئی۔

3- 2002 میں 5 سالہ سکیم مالکانہ حقوق کی بنیاد پر جاری کی گئی

(ج) اس کا جواب جز (ب) میں دیا گیا ہے۔

راجن پور کے سیلاب سے متاثرہ علاقہ جات

*1508: میاں شفیع محمد: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راجن پور کے حالیہ سیلابی علاقوں کو حکومت نے کیا مراعات دی ہیں؟

(ب) کیا حکومت جز (الف) کے جواب میں بیان کردہ سیلابی مراعات پنجند کینال جو کہ نجی وارہ تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان کے مقام پر ٹوٹ چکی ہے اور کافی دیہات زیر آب آچکے ہیں کو مذکورہ سیلابی مراعات دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع راجن پور کے 139 مواضعات جو کہ بری طرح متاثر ہوئے تھے اور فصلوں کو 50 فیصد سے زیادہ نقصان ہوا ان کو آفت زدہ قرار دے دیا گیا ہے اور ان علاقہ جات کا زرعی انکم ٹیکس، آبیانہ، ترقیاتی محاصل اور لوکل ریٹ کلی طور پر معاف کر دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے:۔

I- 14143 فوڈ پیکٹ متاثرین میں امداد کے لئے تقسیم کئے گئے ہر پیکٹ میں 10 کلو آٹا، 2 کلو کھانے کا تیل، ایک کلو دال چنا، ایک کلو دال مونگ، آدھا کلو چائے پتی، ایک کلو چینی، دو کلو چاول 1.5 لیٹر پانی کی بوتل اور ایک موم بتی شامل تھی۔

II- 20 کلو آٹے کے 28690 تھیلے متاثرین میں تقسیم کئے گئے۔

III- 10 کلو آٹے کے 17500 تھیلے متاثرین میں تقسیم کئے گئے۔

IV- 4600 خیمہ جات متاثرین کو مہیا کئے گئے۔

V- 500 کھانے کی پکی ہوئی دیگیں متاثرین میں تقسیم کی گئیں۔

VI- 225430 لیٹر پینے کا پانی مہیا کیا گیا۔

VII- 10618 (1.5 لیٹر) پانی کی بوتلیں متاثرین کو مہیا کی گئیں۔

VIII- 23070 مریضوں کا پی آر ایس پی نے علاج کیا اور 140151 مریضوں کا میڈیکل کیمپ میں علاج کیا گیا۔

IX- جانوروں کے لئے 200 ٹرک چارہ مہیا کیا گیا۔

X- 18318 مویشیوں اور 14375 بھیڑ بکریوں کو ادویات دی گئیں۔

XI- متاثرہ سڑکوں کا 50 کلومیٹر ایریا مرمت کیا گیا۔

XII- حکومت پنجاب نے -/14000000 روپے ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر راجن پور کو متاثرین کی بحالی کے لئے مہیا کئے۔

XIII- 8 لاکھ روپے ہلاک شدگان کے لواحقین کے لئے مہیا کئے گئے مزید ایک لاکھ روپے دیئے جا رہے ہیں۔

XIV- متاثرین کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے 200 واٹر فلٹر مہیا کئے گئے۔

XV- متاثرین کو 2000 کمبل اور 4000 پلاسٹک میٹ بھی مہیا کئے گئے۔

XVI- ساڑھے بارہ ایکڑ زرعی رقبہ کے مالکان جنہوں نے مختلف بنکوں سے زرعی قرضہ جات حاصل کئے ہیں اور جو کہ -/659152451 روپے ہیں ان قرضہ جات کو معاف کرنے کا کیس صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے زیر غور ہے۔

XVII- -/8070000 روپے کا خریدا گیا بیج جو کہ سرسوں، توریا اور جوار وغیرہ پر مشتمل ہے ساڑھے بارہ ایکڑ تک رقبہ کے مالکان میں مفت تقسیم کیا گیا ہے۔

XVIII- جن متاثرین کے مکان جزوی و کلی طور پر تباہ ہوئے ہیں ان کو معاوضہ دینے کے لئے معاملہ زیر غور ہے۔

XIX- متاثرہ سڑکوں کی مکمل بحالی کے لئے -/8000000 روپے مہیا کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) چونکہ ضلعی حکومت رحیم یار خان سے مذکورہ نقصانات کے بارے صوبائی حکومت کو مطلع نہیں کیا گیا تھا لہذا ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر رحیم یار خان سے اس بارے رپورٹ طلب کی گئی۔ رپورٹ کے مطابق پنجند کینال میں شگاف پڑنے سے متاثرہ دیہات میں 50 فیصد سے کم فصلات کو نقصان ہوا۔

لینڈ ایڈمنسٹریشن مینوئل کے مطابق کسی موضع / ریونیو اسٹیٹ میں جہاں کسی قدرتی آفت کی وجہ سے فصلوں کو 50 فیصد یا اس سے زیادہ نقصان ہو جائے تو پنجاب نیشنل کلیمٹیز (پریوینشن اینڈ ریلیف) ایکٹ 1958 کے تحت اسے آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں محکمہ مال و انہار کے افسران کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ 1873 کے تحت مشترکہ طور پر سروے کرتے ہیں۔ آفت زدہ علاقہ قرار دینے پر مندرجہ ذیل سرکاری واجبات معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

1- زرعی انکم ٹیکس

2- آبیانہ

3- ترقیاتی محاصل

4- لوکل ریٹ

مزید برآں بنکوں کے سربراہان سے درخواست کی جاتی ہے کہ آفت زدہ قرار دیئے گئے علاقوں میں زرعی قرضہ کی وصولی مؤخر کر دی جائے اور اگلی فصل کی بوائی کے لئے کسانوں کو مزید قرضہ جات فراہم کئے جائیں لیکن تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان میں نہر ٹوٹنے کی وجہ سے نقصان 50 فیصد سے کم تھا اس لئے یہ کارروائی عمل میں نہ لائی گئی۔

یو سی۔40، پی پی۔145 میں راجہ صاحب کی ملکیتی اراضی تفصیلات

*1651: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یو سی۔40 پی پی۔145 لاہور میں راجہ صاحب کی ملکیتی کتنی اراضی تھی، اب کتنی اراضی ہے؟

(ب) یہ اراضی کس کس فرد کے پاس کس کس حیثیت سے ہے؟

(ج) کتنے لوگوں نے کتنی اراضی پر کب سے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام اور رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس وقت کتنی اراضی حکومت کی تحویل میں کس کس جگہ ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس اراضی کو اس علاقہ میں گرلز و بوائز کالجز اور ہسپتال بنانے کے لئے الاٹ کرنے یا وقف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق رپورٹ آمدہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) لاہور۔

موضع ہر بنس پورہ تحصیل لاہور کینٹ کا کل رقبہ مطابق ریکارڈ 2738 ایکڑ ہے۔ مطابق سال 40-1939 سالم رقبہ غیر مسلم مسماۃ رانی چھاونیاں بیوہ راجہ کیرنی سنگھ، بستور سنگھ، سرندر سنگھ پسران کنور ہر چرن سنگھ کی ملکیت تھا۔ قیام پاکستان سالم رقبہ برائے انتقال نمبر 330 تبدیل ملکیت بروئے چٹھی نمبری 392 مورخہ 17-08-1959 بحق سنٹرل گورنمنٹ منتقل ہوا۔ خانہ کاشت میں قبل از قیام پاکستان مزارعان لگان چھ گنا کا اندراج بدستور قائم رہا۔ اس سے 230 ایکڑ غیر مسلم مالکان کے تحت دخیلکاران زیر دفعہ 5-6 ایکٹ 1887 کا اندراج ہے۔ اس اندراج کے تحت دخیلکاران ہیں۔ متذکرہ بالا سنٹرل گورنمنٹ کے رقبہ میں سے 721 ایکڑ رقبہ مختلف الاٹیان کو رورل کلیم کے عوض الاٹ ہوا تھا۔ الاٹیوں نے یہ رقبہ مختلف اشخاص کو بیچ کر دیا۔ جس پر ٹاؤن اور کالونیاں تعمیر ہو چکی ہیں۔ اس کے بعد تحت حکم سپریم کورٹ آف پاکستان مورخہ 25-06-1997 الاٹمنٹ خارج ہو کر رقبہ مذکورہ بحق سنٹرل گورنمنٹ ضبط ہوا۔ رقبہ تعدادی 625 ایکڑ اب ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ ہے۔ جو رقبہ بحق سپریم کورٹ خارج ہوا اس میں رقبہ تعدادی 150 ایکڑ کاشت زرعی ہے جو مختلف مزارعان کے قبضہ میں ہے جو لگان چھ گنا ادا کرتے ہیں۔

(ب) بمطابق رپورٹ آمدہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) لاہور

سنٹرل گورنمنٹ کے رقبہ میں سے رقبہ تعدادی 152 ایکڑ بذریعہ پی ٹی ڈی مختلف اشخاص کو منتقل ہوا جس پر چھان بین کی جا رہی ہے۔

(ج) بمطابق رپورٹ آمدہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) لاہور
رقبہ ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ پر لوگ قیام پاکستان سے پہلے کے قابض ہیں اور لگان چھ گنا ادا کرتے ہیں۔ان لوگوں کی مکمل فہرست تیار کر دی گئی ہے جو کہ کچی آبادی کی لسٹ میں شامل ہے۔

(د) بمطابق رپورٹ آمدہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) لاہور
اس وقت سنٹرل گورنمنٹ مختلف محکمہ جات کے زیر تصرف ہے جس کی تفصیل ذیل ہے گوالہ کالونی 126 ایکڑ، محکمہ ملٹری 100 ایکڑ، محکمہ پاکستان رینجر 166 ایکڑ، نہر راجباہ 249 ایکڑ، پاکستان ریلوے 31 ایکڑ، محکمہ جنگلات 6 ایکڑ، جنید کالونی 119 ایکڑ، سول سروسز اکیڈمی 53 ایکڑ، ریونیو اکیڈمی 85 ایکڑ، جی سی یونیورسٹی 50 ایکڑ، ٹورزم محکمہ 25 ایکڑ کل رقبہ 1010 ایکڑ محکمہ جات کے زیر تصرف ہے۔

(ہ) بمطابق رپورٹ آمدہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) لاہور
حکومت اس اراضی کو علاقہ کی فلاح و بہبود کے لئے الاٹ کر رہی ہے۔

فلڈ سے متاثرہ بہاولپور کے دیہات کی تفصیلات

*1668: **ملک جہانزیب وارن:** کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دریائے ستلج میں فلڈ آنے کی وجہ سے بہاولپور کے کتنے دیہات اور مواضعات متاثر ہوئے انکے نام اور متاثرہ رقبہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) جن کسانوں / کاشتکاروں کی فصلیں اس سے متاثرہ ہوئی ہیں ان کے نام اور مواضعات کے نام بتائیں؟

(ج) حکومت نے ان متاثرہ لوگوں کی امداد اور بحالی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیل بیان کریں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) متاثرہ مواضعات کے نام ورقبہ (1) تحصیل احمد پور شرقیہ موضع رتہڑ نہڑوالی رقبہ 470ایکڑ 3کنال(11) تحصیل بہاول پور صدر، موضع شیر گرواں رقبہ 5ایکڑ

(ب) ضلع بہاولپور میں صرف 2 تحصیلوں احمد پور شرقیہ رتہڑ نہڑ والی (98 افراد)اور بہاولپور موضع شیر گرواں (01 فرد)فلڈ کے متاثرین ہیں جن کی فہرست نام ورقبہ شامل کر دی گئی ہے۔

(ج) متاثرین کی امداد کے لئے ریلیف کیمپ بنائے تھے جہاں ہر قسم کی سہولت مہیا کی گئی تھی۔
لینڈایڈمنسٹریشن مینوئل کے مطابق کسی موضع / ریونیواسٹیٹ میں جہاں کسی قدرتی آفت کی وجہ سے فصلوں کو50 فیصد یااس سے زیادہ نقصان ہو جائے تو پنجاب نیشنل کلیمٹیز(پریوینشن اینڈریلیف)ایکٹ1958 کے تحت اسے آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں محکمہ مال وانہار کے افسران کینال اینڈڈرینج ایکٹ1873 کے تحت مشترکہ طور پر سروے کرتے ہیں۔
آفت زدہ علاقہ قرار دینے پر مندرجہ ذیل سرکاری واجبات معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

1- زرعی انکم ٹیکس
2- آبیانہ
3- ترقیاتی محاصل
4- لوکل ریٹ

مزید برآں بنکوں کے سربراہان سے درخواست کی جاتی ہے کہ آفت زدہ قرار دیئے گئے علاقوں میں زرعی قرضہ کی وصولی مؤخر کر دی جائے اور اگلی فصل کی بوائی کے لئے کسانوں کو مزید قرضہ جات فراہم کئے جائیں لیکن ضلع بہاولپور میں فلڈ کی وجہ سے نقصان 50 سے کم تھا اس لئے یہ کارروائی عمل میں نہ لائی گئی۔

ڈی سی او آفس جھنگ میں غیر قانونی ترقیوں،اپ گریڈیشن کا معاملہ

*1881: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیرمال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خزانہ پنجاب نے اپنے ایک نوٹیفکیشن نمبر ایف ڈی، پی سی -32-7/2007 مورخہ 10- ستمبر 2007کے تحت صرف کلیریکل سٹاف اور سکیل 1تا14 تک کے سکیلوں کواپ گریڈ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی سی او آفس جھنگ میں مذکورہ نوٹیفکیشن کے تحت نان کلیریکل سٹاف مثلاً کیئر ٹیکر، اکاؤنٹ اسسٹنٹ، سکیورٹی اسسٹنٹ کو بھی ترقیاں دی گئی ہیں جو کہ خلاف قانون ہے کیونکہ حکومت کے کسی اور ڈیپارٹمنٹ میں مذکورہ نوٹیفکیشن کے تحت نان کلیریکل سٹاف کی ترقی یا اپ گریڈ نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ مذکورہ نوٹیفکیشن کے تحت ڈی سی او آفس جھنگ میں جو غیر قانونی ترقیاں یا اپ گریڈیشن کی گئی اس کو واپس لینے کو تیار ہے نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔نوٹیفکیشن مذکورہ کے تحت کسی نان کلیریکل سٹاف کو ترقی نہ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے نوٹیفکیشن مذکورہ کے مطابق ترقیاں نہ کی گئی ہیں۔

ڈی سی او آفس جھنگ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیل

*1882: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈی سی او آفس جھنگ میں کل عملہ کی تعداد، سکیل کیا کیا ہیں سکیل 1 تا 16 اور ان کی سنیارٹی لسٹ 31۔دسمبر 2006 تک کیا تھی، لسٹ مہیا کی جائے نیز 30۔جون 2008 تک کی سنیارٹی لسٹ بھی ایوان میں پیش کی جائے؟

(ب) ڈی سی او آفس جھنگ میں جو ترقیاں 2007 میں ہوئیں وہ کون سے رولز کے تحت ہوئی ہیں متعلقہ رولز کی کاپی مہیا کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ آفس میں جو ترقیاں ہوئی ہیں وہ ریکروٹمنٹ رولز 2005 کے تحت ہوئی ہیں مذکورہ رولز کی کاپی بھی ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) عملہ ڈی سی او / ڈی او سی / ڈی او (ایچ آر ایم) اور ڈپٹی ڈی او سی کے آفسز کے بارے میں آرڈر نمبری SOW-II(S&GAD)1-30/2001 مورخہ 04-03-2006 کے تحت ڈی سی او آفس جھنگ میں سکیل نمبر ایک تا سکیل نمبر 20 کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی دی گئی ہے۔

نیز سنیارٹی لسٹ منسٹریل سٹاف سکیل نمبر ایک تا16، سال2006 جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)، سال2007 جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور 26-04-2008 جھنڈی(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈی سی آفس میں منسٹریل سٹاف کی ترقیاں گورنمنٹ آف پنجاب S&GAD ڈیپارٹمنٹ کے آرڈر نمبری SOW-II(S&GAD)1-30/2001 مورخہ 04-03-06، SOR-III-2-46/99 مورخہ 26-05-2003 اور نوٹیفکیشن نمبری 140-2002/696-E(M)IV مورخہ 15-04-2002 مجریہ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور ڈسٹرکٹ پرموشن کمیٹی کی سفارش پر کی گئی ہیں۔ نقل آرڈر و نوٹیفکیشن جھنڈی(د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔وضاحت پیرا(ب) میں کر دی گئی ہے۔

لاہور میں تعینات تحصیلداروں / نائب تحصیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1989: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) لاہور میں اس وقت کتنے تحصیل دار اور نائب تحصیلدار کام کر رہے ہیں ان کے نام، ولدیت، پتاجات، ڈومی سائل، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) لاہور میں تحصیل دار اور نائب تحصیلدار کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات کتنے اور کون کون ملازمین تین سال سے زائد عرصہ سے لاہور میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) کن کن ملازمین کے خلاف کس کس بنا پر محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) لاہور میں اس وقت پانچ تحصیلدار اور بیس نائب تحصیلدار کام کر رہے ہیں۔ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں تحصیلدار کی 6 اسامیاں ہیں۔ جن میں سے دو ریونیو، 2 بندوبست اور 2 اشتمال کی ہیں جبکہ نائب تحصیلدار کی 31 اسامیاں ہیں۔ 18 اسامیاں محال اور 13 عارضی بندوبست کی ہیں۔

(ج) تحصیلداروں کی اسامیوں پر کل 5 تحصیلدار کام کر رہے ہیں جب کہ اشتمال (نیاز بیگ) کی ایک اسامی خالی ہے اور ان تحصیلداروں میں سے کوئی بھی عرصہ تین سال سے کام نہ کر رہا ہے جبکہ نائب تحصیلداروں میں ای ڈی او آر، لاہور کی رپورٹ کے مطابق تمام نائب تحصیلداران تین سال سے زائد عرصہ سے لاہور میں تعینات ہیں اور موجودہ سرکل تعیناتی کسی کی بھی تین سال سے زیادہ نہ ہے۔

(د) مجاہد ضیا تحصیلدار لاہور کینٹ کے خلاف رشوت ستانی کے الزام میں محکمانہ انکوائری چل رہی ہے۔ اسماعیل شاہد نائب تحصیلدار کے خلاف (inefficiency) کی انکوائری زیر سماعت ہے۔

یونین کونسل کلیر ممند ضلع اوکاڑہ میں تعینات پٹواری سے متعلقہ تفصیلات

*2081: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونین کونسل کلیر ممند اور اس سے ملحقہ موضع جات عمر سکھا لادھو کا واٹاری ضلع اوکاڑہ میں تعینات پٹواری کب بھرتی ہوا اور کہاں کہاں تعینات رہا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ پٹواری غیر قانونی کاموں میں سرگرم ہے اور زمین مالکان کی زمینوں کی فروخت اپنے طور پر کر رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ پٹواری کے خلاف قانونی کارروائی کرنے اور اس کی جائیدادوں کی انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) منشی اختر حسین پٹواری حلقہ کلیر ممند مورخہ 19-06-1995 کو بھرتی ہوا اور 01-01-2000 کو حلقہ کلیر ممند اور عمر سکھا لادھو کا میں تعینات ہوا اور تاحال اسی سرکل میں تعینات ہے جب کہ پٹوار سرکل ولا شیخو کا باقر کے مہار، ایڈیشنل شاممند، لالو گودڑ، حاجی چاند میں بھی تعینات رہا ہے۔ مزید برآں پٹوار سرکل موضع اٹاری میں منشی اختر حسین تعینات نہ رہا ہے بلکہ منشی ذوالفقار علی پٹواری ستمبر 2002 سے بھرتی ہو کر اسی سرکل میں تاحال تعینات ہے۔

(ب) دفتر ڈی ڈی او (آر) دیپالپور میں پٹواری حلقہ کلیر ممند کے خلاف غیر قانونی سرگرمی اراضی کی فروخت کے بارے میں کوئی شکایت سر دست موصول نہ ہوئی ہے۔ اس بابت کوئی شکایت

کسی شخص کی طرف سے موصول ہوئی تو منشی اختر حسین پٹواری کے خلاف ضابطہ کے مطابق تحقیقات کر کے کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) دفتر ڈی او (آر) اوکاڑہ نے اپنے طور پر منشی اختر حسین کی جائیداد کے بارے میں تحقیقات کی ہیں اور بیان کیا ہے کہ منشی اختر حسین پٹواری و وارثان بازگشت بردار حقیقی محمد ارشد، ارشاد بی بی (ہمشیرہ) اشراں بی بی بیوہ سعید محمد (والدہ) ہیں کو درج ذیل جائیداد وراثت میں ملی ہے:-

مسماۃ اشراں بی بی موضع ڈھول رکنا	32 کنال
موضع رحمان	8 کنال
موضع اٹاری	4 کنال
ارشاد بی بی موضع ڈھول رکنا	20 کنال
موضع دوناتاجا	32 کنال
موضع اٹاری	4 کنال
محمد ارشد موضع ڈھول رکنا	40 کنال
موضع گٹی بھڑوالا	41 کنال 15 مرلے
موضع دوناتاجا	51 کنال 15 مرلے
موضع اٹاری	8 کنال
منشی محمد اختر حسین ڈھول رکنا	40 کنال
موضع گٹی بھڑوالا	41 کنال 15 مرلے
موضع دوناتاجا	51 کنال 15 مرلے
موضع اٹاری	8 کنال 15 مرلے

مزید برآں جملہ وارثان بازگشت کو ایک مکان برقبہ 5 مرلے واقع منڈی احمد آباد ٹرانسفر ہوا ہے۔جملہ ریکارڈ کی روشنی میں اختر حسین پٹواری کا عمل بابت رکھنے جائیداد قابل مواخذہ نہ ہے۔کیونکہ اسے ملنے والی جائیداد بذریعہ وراثت منتقل ہوئی ہے۔

محکمہ مال ضلع ساہیوال میں بھرتی کی تفصیلات

*2186: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2006 تا 31۔دسمبر 2007 ضلع ساہیوال محکمہ مال میں کل کتنے افراد بھرتی کئے گئے، ان کے نام، سکیل اور عہدہ بیان فرمائیں؟

(ب) کیا مذکورہ افراد کو مجاز اتھارٹی نے بھرتی کیا، اگر ہاں تو اس کا نام اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یکم جنوری 2006 تا 31- دسمبر 2007 تک محکمہ مال میں درج ذیل بھرتی کی ہیں:-

عہدہ	تعداد
پٹواری	6
ڈرائیور	7
نائب قاصد	15
سینٹری ورکرز	2
مالی	2
ڈاک رنر	2
چوکیدار	2
کل میزان	36

تفصیل نام، ملازمین، سکیل و عہدہ کی جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ افراد کو محکمانہ ریکروٹمنٹ / سلیکشن کمیٹی کی سفارشات پر مجاز اتھارٹی نے بھرتی کیا ہے۔ مجاز اتھارٹی کا نام، عہدہ جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں رجسٹری فیس کی مد میں آمدنی کی تفصیلات

*2187: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

مالی سال 2004 تا 2007 ضلع لاہور میں رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو کتنی آمدنی ہوئی، ہر مالی سال کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

رجسٹری فیس 2004 تا 2007 کل آمدن -/2247584538 روپے ہے۔

ضلع لاہور میں رجسٹری فیس کی مد میں سالانہ آمدنی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

مالی سال	آمدنی
2004-2005	-/813882049 روپے
2005-2006	-/838846340 روپے
2006-2007	-/594856149 روپے
کل آمدن	-/2247584538 روپے

گجرات پی پی-113 میں تعینات پٹواریوں کے کرپشن کیسز کی تفصیلات

*2243: میاں طارق محمود: کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-113 گجرات میں کتنے پٹواری ایسے ہیں جن کے خلاف محکمہ کو رشوت وصول کرنے کی درخواستیں یکم نومبر 2008تک وصول ہوئی ہیں؟

(ب) کتنے پٹواریوں کے خلاف باقاعدہ درخواستوں پرانکوائریاں ہوئیں یا چل رہی ہیں؟

(ج) کتنی انکوائریاں مکمل کرنے سے قبل سیاسی دباؤ کے تحت فائل کر دی گئی ہیں،اس کی وجوہات کیاہیں اور یہ کن کے احکامات کے تحت فائل کی گئی ہیں؟

(د) کیاحکومت جن پٹواریوں کے خلاف رشوت کی انکوائریاں ہو رہی ہیں ان کو پی پی-113 سے ٹرانسفر کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) حلقہ پی پی-113 گجرات میں دو پٹواریوں کے خلاف رشوت وصولی کی درخواستیں وصول ہوئی ہیں تفصیل درج ذیل ہے:-

(i) یکم نومبر 2008تک دفتر ایگزیکٹوڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات میں دو درخواستیں برخلاف ذوالفقار علی پٹواری حلقہ ڈنگہ منجانب فتح جنگ وڑائچ ولد چودھری ہدایت اللہ اور محمد حسین ولد رحمت خان ساکناں ڈنگہ موصول ہوئی ہیں جو بروئے دفتر ہذا میں مراسلہ نمبری 1159/HC(R) مورخہ 14-10-2008 کو ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر(ریونیو)/مجاز اتھارٹی کھاریاں ارسال کی جا چکی ہیں جس کے سلسلہ میں یاددہانی بھی برائے مراسلہ نمبری 10/HC(R) مورخہ 02-01-2009 کوجاری کی جاچکی ہے۔

(ii) مزید براں اسسٹنٹ ڈائریکٹرانٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ گوجرانوالہ رینج نے شکایت برخلاف محمد عنصر پٹواری سرکل ڈھنڈالہ موصول ہوئی تھی جو بھی بروئے مراسلہ نمبری(R) 1431/HC مورخہ 21-07-2009 کو ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کھاریاں کو ارسال کی جا چکی ہے لہذا متذکرہ بالاانکوائری ہائے زیرالتوأہیں۔

(ب) وقتاًفوقتاًمتفرق درخواست ہائے مختلف دفاتر میں موصول ہو کرانکوائریاں ہوتی رہتی ہیں تاہم پی پی-113 میں پٹواری حلقہ جات میں متعینہ پٹواریوں میں سے صرف دوپٹواریاں متذکرہ بالاکے خلاف انکوائری ہائے دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کھاریاں میں زیرالتوأہیں۔

(ج) کوئی بھی انکوائری مکمل ہونے سے قبل سیاسی دباؤ کے تحت فائل نہ کی گئی ہے۔

(د) جونہی انکوائری کے بعد الزام ثابت ہوتا ہے، انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے- انکوائری مکمل ہونے سے قبل کسی قسم کی کارروائی مناسب نہ ہے-

چنیوٹ میں محلہ عالی پہاڑی کی غربی جانب واقع اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*2300: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل چنیوٹ کے محلہ عالی کے قریب پہاڑی کی غربی جانب سڑک سے ملحقہ اراضی کس محکمہ کی ہے، تاحال اس اراضی پر کون قابض ہے؟

(ب) مذکورہ اراضی پر جو قابض ہے کس حیثیت سے قابض ہے، موجودہ قابض نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے یا کسی محکمہ یا شخص نے فروخت کیا ہے؟

(ج) مذکورہ اراضی موجودہ قابض کو کس محکمہ نے فروخت کی ہے تو کس قیمت پر اور حاصل ہونے والی رقم کس محکمہ کے اکاؤنٹ میں جمع کروائی گئی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ محلہ عالی کے قریبی پہاڑی سے عیدگاہ اور معظم شاہ تک سرکاری اراضی موجود ہے تو کتنی ہے اور اس زمین پر کچھ لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے، تو ان افراد کے نام کیا ہیں اور کس حیثیت سے قابض ہیں؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) محلہ عالی پہاڑی کے غربی جانب اراضی کسی محکمہ کی نہ ہے-بلکہ بمطابق رجسٹر حقداران زمین سال 2003 کھیوٹ نمبر 3539 کھتونی نمبر 6510 نمبر خسرہ 2918 برقبہ 12 کنال 15 مرلہ ملکیتی شاملات دیہہ وبخانہ کاشت کشور بیگم وغیرہ قوم قریشی انصاری حصہ داران شاملات و مشتریان قابض ہیں- کھیوٹ مذکور کھتونی نمبر 6536 تا 6539 برقبہ 32 کنال صفر مرلہ ملکیتی شاملات دیہہ و خانہ کاشت میں اسرار حسین وغیرہ قوم بلوچ حصہ داران شاملات و مشتریان قابض ہیں-

(ب) مذکورہ اراضی پر بحیثیت حصہ داران و مشتریان بخانہ کاشت قابض ہیں جو کہ کسی محکمہ کی نہ ہے-البتہ حصہ داران شاملات بخانہ کاشت نے فروخت کیا ہے-

(ج) کسی محکمہ نے فروخت نہ کیا ہے بلکہ اراضی مذکورہ ملکیتی شاملات دیہہ ہے جو حصہ داران شاملات دیہہ نے اپنے حصص کے مطابق فروخت کی ہے-

(د) غلط ہے-محلہ عالی کے قریبی پہاڑی سے عید گاہ روڈ اور معظم شاہ روڈ تک کوئی سرکاری اراضی نہ ہے بلکہ شاملات دیہہ ملکیتی مالکان ہیں-

بے زمین کاشتکاروں میں سرکاری زمین کی تقسیم میں آفیسرز کا اختیارات سے تجاوز

*2302:الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ حکومت نے بے زمین کاشتکاروں میں سرکاری زمین تقسیم کرنے کی سکیم وزیر اعلیٰ سکیم کے نام سے متعارف کرائی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کے تحت خالصتاً سرکاری اراضی جو کہ ہر قسم کے بار سے پاک ہو زیر قبضہ اور زیر کاشت نہ ہو کاشتکاروں میں تقسیم کرنا تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم سے ضلعی بیوروکریٹس نے خوب فائدہ اٹھاتے ہوئے بے زمین کاشتکاروں سے لاکھوں روپے رشوت لیکر وہ زمینیں بھی وزیر اعلیٰ سکیم میں شامل کر دیں جو زیر قبضہ، زیر کاشت اور زیر بار تھیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صوبہ پنجاب میں ایسے کتنے کیس محکمہ مال / کالونیز کے زیر سماعت ہیں نیز جن افسروں نے ایسا کیا ہے کیا حکومت ان کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کرنے کو تیار ہے اور ایسی زمین جو زیر بار، زیر قبضہ اور زیر کاشت تھیں، وزیر اعلیٰ سکیم سے نکالنے کو تیار ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ سابقہ حکومت نے 2003 میں بے زمین کاشتکاروں کے لئے وزیر اعلیٰ کے نام سے سکیم متعارف کروائی تھی-

(ب) درست ہے-

(ج) درست نہ ہے-وزیر اعلیٰ سکیم میں صرف وہی زمین شامل کی گئی تھیں جو ہر قسم کے بار کفالت سے پاک تھیں- مزید برآں بمطابق پالیسی بے قاعدگیاں کے بارے میں ڈسٹرکٹ سپروائزری کمیٹی میں شکایت کی جا سکتی ہے-

(د) جواب اثبات میں نہ ہے تاہم جونہی کسی ضلع سے اس قسم کی شکایت موصول ہوئی تو قانون کے مطابق تادیبی کارروائی کی جائے گی اور متنازعہ رقبہ کو سکیم سے خارج کر دیا جائے گا۔

بارڈر ایریا کمیٹی سے حصول نقول ریکارڈ کا مسئلہ

*2306: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انڈین گورنمنٹ نے صوبہ پنجاب سے متعلقہ اراضی کا تمام ریکارڈ حکومت پنجاب کے محکمہ مال کے حوالے کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعد ازاں ایک مرتبہ پھر 1908 سے 1960 تک بارڈر ایریا کے 273 گاؤں کے رقبہ کا مکمل ریکارڈ پنجاب حکومت کے محکمہ مال کی بارڈر ایریا کمیٹی فرید کوٹ ہاؤس لاہور کے پاس آیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قیام پاکستان کے وقت ہجرت کرنے والوں کے حوالے سے بہت سے کیس عدالتوں میں زیر سماعت ہیں یا عدالتوں سے رجوع کرنے کے خواہش مند ہیں۔ان کو متعلقہ ریکارڈ حاصل کرنے میں بہت سی مشکلات کا سامنا ہے، بلکہ ریکارڈ ملنا ناممکن ہے؟

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بارڈر ایریا کمیٹی سے متعلقہ ریکارڈ کی نقول حاصل کرنے کا کیا طریق کار ہے اور حکومتی پالیسی کیا ہے، کیا حکومت کوئی ایسے اقدامات اٹھانے کو تیار ہے کہ غریب کاشتکاروں کو بارڈر ایریا کمیٹی سے متعلق ریکارڈ کی نقول جلد اور آسانی سے دستیاب ہو سکیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ انڈین گورنمنٹ نے صوبہ پنجاب سے متعلقہ اراضی کا تمام ریکارڈ نقل کر کے حکومت پاکستان کے حوالہ کیا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ایک مرتبہ پھر 1908 سے 1960 تک بارڈر ایریا کے 273 گاؤں کے رقبہ کا مکمل ریکارڈ پنجاب حکومت کے محکمہ مال کی بارڈر ایریا کمیٹی فرید کوٹ ہاؤس کے پاس آیا ہے بلکہ تمام ریکارڈ 1947 میں ہی حکومت پاکستان کے سپرد کر دیا گیا تھا اور حکومت پاکستان نے اپنا ریکارڈ انڈین حکومت کے حوالہ کیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے قوانین بحالیات 1974 میں ختم کر دیئے گئے- ریکارڈ کی نقول فراہم کرنے کی بجائے عدالتوں میں ریکارڈ پیش کیا جاتا ہے یا بذریعہ اہل کمیشن عدالت رپورٹ تیار کرواتی ہے-

(د) بارڈر ایریا کمیٹی سے متعلقہ ریکارڈ کی نقول کاپی ایجنسی مینول کے مطابق دی جاتی ہے اور یہی حکومتی پالیسی ہے- غریب کاشتکار یا سائل کو اسی پالیسی کے مطابق نقول فراہم کی جاتی ہیں-

محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن

*2313: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا اس پر کوئی تجویز یا پی سی ا وغیرہ تیار ہوا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس میں کیا رکاوٹ ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) جی ہاں، محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے۔

(ب) جی ہاں، اس کے لئے پی سی ا تیار ہو چکا ہے۔

(ج) محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا کام سال 2012 کے آغاز تک مکمل ہونے کا منصوبہ ہے-

گوجرانوالہ میں لوئر چناب کینال کے پل کی اپروچ روڈ کے لئے اراضی کی ایکوزیشن سے متعلقہ تفصیلات

*2318: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ علی پور قادر آباد روڈ پر لوئر چناب کینال کے نو تعمیر شدہ پل کی اپروچ روڈ کے لئے زمین ایکوائر کی گئی ہے؟

(ب) اس زمین کی ایکوزیشن کی قیمت کتنی تھی؟ کیا یہ زمین واقعی پرائیویٹ ملکیت تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2001 میں نشاندہی کے لئے مقرر کردہ عدالتی اہل کمیشن کی رپورٹ کے مطابق یہ زمین پہلے سے ہی سرکاری تھی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) جی ہاں! پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نے دوران سال 2006 رقبہ تعدادی 2 کنال 10 مرلے خسرہ نمبران 189-190 واقع کوٹ ریار تحصیل وزیر آباد برائے تعمیر نو تعمیر شدہ پل اپر لوئر چناب کینال علی پور قادر آباد روڈ ایکوائر کیا۔

(ب) اس زمین کی قیمت ضلعی تشخیص قیمت کمیٹی (DPAC) نے تیس ہزار روپے فی مرلہ تشخیص بمع 15 فیصد جبری ایکوزیشن چارجز کی۔ نتیجتاً کل قیمت زمین -/1725000 روپے بنی۔

(ج) بمطابق رپورٹ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر وزیر آباد، روزنامچہ واقعاتی و ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر وزیر آباد کے دفتر میں کوئی اہل کمیشن کی بابت رپورٹ نہ ہے۔ ریونیو ریکارڈ کے مطابق یہ سرکاری زمین نہ تھی بلکہ پرائیویٹ مالکان کی ملکیت تھی۔

مزنگ لاہور میں بغیر نیلام عام سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ

*2319: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محلہ مزنگ ضلع لاہور میں رقبہ 5 کنال 179 سکوائر فٹ خسرہ نمبر 3368/3367 بغیر عوام کی اطلاع یا مقابلہ قیمت کروائے الحاج محمد شفیع ولد حاجی رحمت اللہ کو دے دی گئی؟

(ب) یہ اراضی کس مقصد کے لئے کس قانون کے تحت دی گئی؟

(ج) کیا اس طریقہ سے حکومت کی ملکیتی اراضی الاٹ کر دینے پر پابندی نہیں لگی ہوئی اور کوئی بھی سرکاری رقبہ بولی لگائے بغیر کسی شہری کو نہیں دیا جا سکتا؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) صوبائی کابینہ پنجاب کے اجلاس مورخہ 30-09-2003 میں سرکاری زمین پر ناجائز قابضین کے بارے میں فیصلہ ہوا کہ شہری علاقہ میں دو کنال تک اور دیہاتی علاقہ میں چار کنال تک رہائشی مقصد کے لئے ناجائز قابضین کو مارکیٹ شرح مع دس فیصد سر چارج پر مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں، بشرطیکہ ان کا اس جگہ پر دس سال کا قبضہ ہو اور تعمیر وغیرہ کی ہو صوبائی کابینہ کا یہ فیصلہ بورڈ آف ریونیو نے مورخہ 10-11-2003 کو ایک پالیسی کی شکل میں پورے پنجاب کو جاری کیا۔ اسی پالیسی کے تحت محلہ مزنگ ضلع لاہور محمد شفیع ولد رحمت

اللہ کو صرف پانچ مرلہ اور 179 اسکوئر فٹ رہائشی مقصد کے لئے بمطابق پالیسی فروخت کر دی گئی ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) صوبائی کابینہ کے فیصلہ مورخہ 30-09-2003 اور بورڈ آف ریونیو پنجاب کی جاری کردہ پالیسی مورخہ 10۔نومبر 2003 منسلکہ (الف) کے تحت ناجائز قابضین کو حکومت کی ملکیتی اراضی فروخت کرنے پر پابندی عائد نہ ہے اس پالیسی کے بغیر کوئی بھی سرکاری رقبہ کسی بھی شہری کو نہیں دیا جا سکتا۔

فیصل آباد تحصیلداروں / نائب تحصیلداروں کی منظور شدہ / خالی اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*2417: جناب جوئیل عامر سہوترا: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کی کل تعداد کتنی ہے، ان کے نام اور عرصہ تعیناتی کی مکمل تفصیل بیان کی جائیں؟

(ب) ضلع فیصل آباد میں تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کی کتنی اسامیاں تاحال خالی ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع فیصل آباد میں تحصیلداروں کی کل تعداد چھ ہے ان کے نام اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	جگہ تعیناتی	عرصہ تعیناتی
1	رانا سجاد	تحصیلدار صدر	11-6-2008
2	محمد یحییٰ	تحصیلدار چک جھمرہ	26-5-2008
3	ملک محمد افضل	تحصیلدار جڑانوالہ	10-3-2008
4	رانا محمد اعجاز	تحصیلدار سمندری	10-6-2008
5	راشد قریشی	تحصیلدار تاندلیانوالہ	19-5-2008
6	خالی	سٹی	

ضلع فیصل آباد میں نائب تحصیلداروں کی کل تعداد 19 ہے ان کے نام اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام	جگہ تعیناتی	عرصہ تعیناتی
1	گلریز افضل گوندل	۔ایضاً۔	31۔01۔2004
2	سید رومی حسن شاہ	۔ایضاً۔	25۔06۔2007
3	افتخار احمد گل	۔ایضاً۔	04۔09۔2000
4	نعیم اقبال	۔ایضاً۔	23۔12۔2002
5	نعیم جانثار	۔ایضاً۔	14۔09۔2000
6	عرفان جوزف	۔ایضاً۔	14۔04۔2004
7	غلام احمد	۔ایضاً۔	04۔11۔2006
8	ملک ریاض حسین	۔ایضاً۔	22۔09۔2008
9	عبدالحفیظ جوہر	۔ایضاً۔	14۔04۔2004
10	محمود اختر حسین	۔ایضاً۔	06۔07۔2001
11	محمد اشرف بسرا	۔ایضاً۔	16۔11۔2001
12	طارق محمود گل	۔ایضاً۔	23۔09۔2008
13	عبدالرحمن خالد	۔ایضاً۔	19۔11۔2003
14	رائے سجاد حسین	۔ایضاً۔	22۔11۔2008
15	میاں فہیم اشرف	۔ایضاً۔	18۔08۔2008
16	عزیز الرحمن جیلانی	۔ایضاً۔	26۔08۔2008
17	سید ضمیر حیدر شاہ	۔ایضاً۔	19-02۔2000
18	ثاقب علی خان	۔ایضاً۔	24۔01۔2009
19	سید حسن رضا شاہ	۔ایضا	13۔11۔2001

(ب) ضلع فیصل آباد میں تحصیلدار کی 1 اسامی اور نائب تحصیلدار کی 9 اسامیاں تاحال خالی ہیں۔

لاہور امریکن سکول کو ہربنس پورہ میں زمین دینے کا مسئلہ

*2427: **چودھری محمد اسد اللہ**: کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہربنس پورہ تحصیل کینٹ ضلع لاہور میں امریکن سکول کو زمین دی جا رہی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کتنی اراضی کس ریٹ پر دی جا رہی ہے نیز امریکن سکول کے مالک کا نام مع پتہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ ہر بنس پورہ تحصیل کینٹ ضلع لاہور میں امریکن سکول کو اراضی دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب گورنمنٹ نے 18-فروری 2006 میں 15 کنال اراضی موضع ہر بنس پورہ تحصیل کینٹ لاہور میں امریکن سکول کو کل قیمت 2 کروڑ چھیاسی لاکھ روپے پر دی گئی۔

(ii) 24 جولائی 2006 میں 13 کنال اراضی اسی موضع میں چھ لاکھ روپے فی کنال بغیر دس فیصد سرچارج دی گئی۔

(iii) 11-مئی 2007 میں 56 کنال اراضی اسی موضع میں چھ لاکھ روپے فی کنال بغیر دس فیصد سرچارج دی گئی۔

محمد علی نقوی، وائس صدر (Aiss)، مسز انصار بتول سینئر ڈائریکٹر امریکن انٹرنیشنل سکول سسٹم، E-158 غزنی لائن نیو سپر ٹاؤن ڈیفنس لاہور۔

18-فروری	15 کنال
24-جولائی	13 کنال
11-مئی	56 کنال
ٹوٹل	84 کنال

محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن سے متعلقہ تفصیلات

*2428: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کیا جارہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اب تک کن کن اضلاع کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا گیا ہے؟

(ج) جن اضلاع کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جارہا ہے ان کے نام اور کب سے شروع کیا گیا ہے اور کب تک مکمل کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے گا

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) جی ہاں، محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا منصوبہ زیر عمل ہے۔

(ب) رحیم یار خان اور گجرات میں کمپیوٹرائزیشن کا کام تجرباتی بنیادوں پر شروع کیا گیا تھا، تاحال کسی بھی ضلع کا ریکارڈ مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ نہیں ہوا۔

(ج) اس وقت کسی بھی ضلع کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ نہیں کیا جا رہا ہے۔سافٹ ویئر کی تیاری کے عمل کی تکمیل کے بعد یہ عمل تمام اضلاع میں شروع کیا جائے گا۔حکومت پنجاب کمپیوٹرائزیشن کا کام سال 2012 کے آغاز تک مکمل کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے۔

بہاولپور میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2441: جناب ذوالفقار علی: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاول پور تحصیل میں تحصیل دار، نائب تحصیل دار، قانونگو اور پٹواری کی اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر کتنے افراد کام کر رہے ہیں، کتنی اور کون کون سی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد اسی تحصیل میں تعینات ہیں، ان کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(د) کیا حکومت عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر کام کرنے والے ملازمین کو ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بہاولپور شہر دو تحصیل بہاولپور سٹی اور صدر پر مشتمل ہے۔ تحصیل دار، نائب تحصیل دار، قانونگو اور پٹواری کی اسامیاں درج ذیل ہیں۔

بہاولپور (سٹی)

اسامیاں

1۔	تحصیلدار	01
2۔	نائب تحصیلدار	03
3۔	قانونگو	05
4۔	پٹواری	22

بہاولپور صدر

1۔	تحصیلدار	01
2۔	نائب تحصیل	03
3۔	قانونگو	08
4۔	پٹواری	42

(ب)

تحصیل بہاولپور (سٹی)	موجودہ	خالی
1۔تحصیلدار	01	---
2۔نائب تحصیلدار	01	02
3۔قانونگو	03	02
4۔پٹواری	15	07

تحصیل بہاولپور (صدر)	موجودہ	خالی
1۔تحصیلدار	01	---
2۔نائب تحصیلدار	03	---
3۔قانونگو	07	01
4۔پٹواری	35	07

(ج) جو ملازمین عرصہ تین سال سے ایک جگہ پر تعینات ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

تحصیل بہاولپور (سٹی)

نمبر شمار	نام
1	مہر محمد رفیق پٹواری حلقہ ماڑی قاسم شاہ
2	محمد اسلم پٹواری حلقہ شوق ربیع
3	محمد اقبال پٹواری حلقہ منگوانی

تحصیل بہاولپور (صدر)

نمبر شمار	نام
1	جاوید نواز شاری نائب تحصیلدار
2	ارشد علی گل گرداور
3	خلیل احمد بھٹہ گرداور
4	ملک رفیق احمد گرداور
5	محمد ناصر پٹواری
6	محمد حنیف پٹواری
7	اصغر علی پٹواری چک نمبر 23/BC
8	محمد اصغر علی پٹواری چک نمبر 4/BC

(د) posting/transfer پر حکومت نے پابندی /ban لگایا ہوا ہے۔ ban کے ختم ہوتے ہی ان ملازمین کو بمطابق پالیسی ٹرانسفر کیا جائے گا۔

ضلع سرگودھا میں سرکاری زمین کی الاٹمنٹس کی تفصیلات

*2446: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں 07-2006 میں کتنی سرکاری زمین لوگوں کو الاٹ کی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع سرگودھا میں کتنے لوگوں کو متذکرہ سال میں زرعی زمین برائے کاشت الاٹ کی گئی؟

(ج) ضلع سرگودھا میں حکومت بے گھر افراد کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) کیا حکومت بے گھر افراد کو سرکاری زمین الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع سرگودھا میں دوران سال 07-2006 کوئی سرکاری زمین کسی کو الاٹ نہ کی گئی ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) ابھی تک حکومت نے کوئی سکیم جاری نہ کی ہے۔

(د) ۔ایضاً۔

ضلع مظفر گڑھ۔سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو ریلیف دینے کا مسئلہ

*2447: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع مظفر گڑھ میں سال 07-2006 میں کن کن علاقوں کو سیلاب زدہ قرار دیا گیا تھا؟

(ب) متذکرہ ضلع میں متاثرہ لوگوں کو حکومت کی طرف سے کیا کیا مراعات دی گئیں؟

(ج) متذکرہ ضلع میں سیلاب سے کل کتنا رقبہ متاثر ہوا تھا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سال 07-2006 میں حکومت نے اس متاثرہ علاقے کو ٹیکس فری زون قرار دے دیا تھا؟

(ہ) حکومت نے سال 07-2006 میں متاثرہ لوگوں کو ریلیف دینے کے لئے کل کتنی رقم خرچ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف)

(i) ضلع مظفر گڑھ میں سال 07-2006 میں کوئی بھی علاقہ سیلاب سے متاثر نہ ہوا اس لئے کسی بھی علاقہ کو سیلاب زدہ قرار نہیں دیا گیا تاہم لینڈ ایڈمنسٹریشن مینوئل کے مطابق اگر کسی موضع / ریونیو اسٹیٹ میں کسی قدرتی آفت (مثلاً سیلاب، قحط، ٹڈی دل، ژالہ باری، آگ، وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی بیماری یا ایسی کوئی آفت مثلاً زلزلہ وغیرہ جو کہ صوبہ کے وسیع حصہ کو نقصان پہنچائے) کی وجہ سے فصلوں کو 50 فیصد یا اس سے زیادہ نقصان ہو جائے تو پنجاب نیشنل کلیمٹیز (پریوینشن اینڈ ریلیف) ایکٹ 1958 کے تحت اسے آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں محکمہ مال و انہار کے افسران کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ 1873 کے تحت مشترکہ طور پر سروے کرتے ہیں۔ آفت زدہ علاقہ قرار دینے پر مندرجہ ذیل سرکاری واجبات معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

1- زرعی انکم ٹیکس

2- آبیانہ

3- ترقیاتی محاصل

4- لوکل ریٹ

مزید برآں بنکوں کے سربراہان سے درخواست کی جاتی ہے کہ آفت زدہ قرار دیئے گئے علاقوں میں زرعی قرضہ جات کی وصولی مؤخر کر دی جائے اور اگلی فصل کی بوائی کے لئے کسانوں کو مزید قرضہ جات فراہم کئے جائیں۔

(ii) چونکہ ضلع مظفر گڑھ میں سال 07-2006 میں کوئی علاقہ سیلاب سے متاثر نہ ہوا اس لئے کسی علاقہ کو سیلاب کی وجہ سے آفت زدہ قرار نہ دیا گیا۔

(ب) ضلع مظفر گڑھ میں سال 07-2006 میں سیلاب سے لوگ متاثر نہ ہوئے تاہم زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے ایک سکول کی دیوار گرنے سے 4 بچیاں ہلاک ہوئیں۔ جن کے لواحقین کو ایک لاکھ فی کس کے حساب سے امداد دینے کے لئے چار لاکھ روپے ڈی سی او مظفر گڑھ کو فراہم کئے گئے۔

(ج) ضلع مظفر گڑھ میں کوئی علاقہ سیلاب سے متاثر نہ ہوا۔

(د) صوبائی حکومت کی طرف سے سال 07-2006 میں ضلع مظفر گڑھ میں کسی علاقہ کو ٹیکس فری زون قرار نہیں دیا گیا کیونکہ یہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ہ) ضلع مظفر گڑھ میں سال 07-2006 میں سیلاب نہ آنے کی وجہ سے لوگ متاثر نہیں ہوئے۔

انڈیا حکومت کی جانب سے سپرد کئے گئے انڈین صوبہ پنجاب کی اراضی کے ریکارڈ کی تفصیلات

*2476: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انڈین صوبہ پنجاب کی اراضی کا مکمل ریکارڈ قیام پاکستان کے بعد انڈیا حکومت کی جانب سے محکمہ مال کے سپرد کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع فیروزپور انڈیا کے 273 موضع جات کے رقبہ کا مکمل ریکارڈ بھی پنجاب کے محکمہ مال کے سپرد کیا گیا تھا جو بعد ازاں بارڈر ایریا کمیٹی جس کا سربراہ ایک فوجی افسر ہوتا ہے کو دے دیا گیا تھا جس کا آفس فرید کوٹ ہاؤس لاہور میں ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ موضع جات کے رقبہ کا ریکارڈ بارڈر ایریا کمیٹی کو کب اور کس کی منظوری سے دیا گیا اور اس کمیٹی کا سربراہ فوجی آفیسر کو تعینات کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت بارڈر ایریا کمیٹی کے پاس موجود ریکارڈ کو بھی محکمہ مال کے حوالے کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ انڈین گورنمنٹ نے صوبہ پنجاب سے متعلقہ اراضی کا تمام ریکارڈ نقل کر کے حکومت پاکستان کے حوالہ کیا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ایک مرتبہ پھر 1908 سے 1960 تک بارڈر ایریا کے 273 گاؤں کے رقبہ کا مکمل ریکارڈ پنجاب حکومت کے محکمہ مال کی بارڈر ایریا کمیٹی فرید کوٹ ہاؤس کے پاس آیا ہے بلکہ تمام ریکارڈ 1947 میں ہی حکومت پاکستان کے سپرد کر دیا گیا تھا اور حکومت پاکستان نے اپنا ریکارڈ انڈین حکومت کے حوالہ کیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔قوانین بحالیات 1974 میں ختم کر دیئے گئے۔ریکارڈ کی نقول فراہم کرنے کی بجائے عدالتوں میں ریکارڈ پیش کیا جاتا ہے یا بذریعہ اہل کمیشن عدالت رپورٹ تیار کرواتی ہے۔

(د) بارڈر ایریا کمیٹی سے متعلقہ ریکارڈ کی نقول کاپی ایجنسی مینوئل کے مطابق دی جاتی ہے اور یہی حکومتی پالیسی ہے۔غریب کاشتکار یا سائل کو اسی پالیسی کے مطابق نقول فراہم کی جاتی ہیں۔

چولستان میں خوردنی تیل کی پیداوار کے لئے زمین دینے کا مسئلہ

*2584: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چولستان کے علاقے میں ڈنمارک کی ایک کمپنی نے خوردنی تیل کی پیداوار کے لئے پراجیکٹ شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کمپنی چولستان کے بنجر علاقے میں غیر ملکی moringe کی فصل کاشت کرے گا جس سے تیل کی پیداوار میں اضافہ ہو گا؟

(ج) چولستان میں کس محکمے کی منظوری سے اس بنجر علاقے میں متذکرہ کمپنی کو پراجیکٹ لگانے کی منظوری دی؟

(د) چولستان کا کل کتنا بنجر علاقہ ہے، جہاں پر کمپنی خوردنی تیل پیدا کرنے والے پودے لگائے گی؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چولستان کے مقامی لوگوں کو بھی روزگار فراہم کرنے کے لئے اس پراجیکٹ میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) درست نہ ہے چولستان کے علاقے میں ڈنمارک کی کسی کمپنی نے خوردنی تیل کی پیداوار کے لئے پراجیکٹ شروع کرنے کے بارے میں نہ تو کوئی رابطہ کیا ہے اور نہ ہی محکمہ ہذا نے اس قسم کی کوئی اجازت یا منظوری دی ہے۔

(ب) ۔ایضا۔

(ج) ۔ایضا۔

(د) ۔ایضا۔

(ہ) ایضا۔

یو سی-39 موضع شادی پورہ لاہور کینٹ کے پٹواریوں کی بے قاعدگیاں

*2697: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یو سی 39 موضع شادی پورہ لاہور کینٹ میں تعینات پٹواریوں کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتہ جات بتائیں؟

(ب) یہ پٹواری کب سے اس علاقہ میں تعینات ہیں کتنے اور کون کون سے پٹواری عرصہ تین سال سے زائد سے اس علاقہ میں تعینات ہیں؟

(ج) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس حلقہ میں تعینات پٹواری حکومت کے مقررہ کردہ ریٹ رجسٹری، انتقال اور فرد ملکیت کے لئے زائد رقم وصول کر رہے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ حلقہ کا پٹواری فرد ملکیت کے لئے 25 ہزار اور انتقال کے لئے پانچ ہزار روپے مالکان سے وصول کرتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے خلاف محکمہ کے پاس رشوت اور دیگر الزامات کے تحت انکوائریاں pending ہیں مگر محکمہ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر رہا، اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) موضع شادی پورہ میں ایک وقت میں ہمیشہ ایک ہی پٹواری تعینات رہا ہے تاہم اس حلقہ میں گزشتہ چھ سالوں میں تعینات پٹواریاں کی فہرست حسب ذیل ہے:-

نام پٹواری	عہدہ	گریڈ	تعلیم	ایڈریس
قذافی شاہ دین	پٹواری	05	میٹرک	پٹوار خانہ موضع شادی پورہ نزد الحمد شادی ہال بلڈنگ داروغہ والا لاہور
علیم حسین شاہ	پٹواری	05	ایف اے	-ایضا
افتخار احمد	پٹواری	05	میٹرک	-ایضا-
ندیم عباس	پٹواری	05	میٹرک	-ایضا-
رانا محمد ارشد	پٹواری	05	بی اے	-ایضا-
شکیل حسن	پٹواری	05	میٹرک	-ایضا-
خالد حسین	پٹواری	07	میٹرک	-ایضا-

نوٹ: بمطابق نوٹیفکیشن نمبری (1197-2008/713-E(M)(I مورخہ 16-08-2008 جاری کردہ بورڈ آف ریونیو پنجاب، پٹواری کی اسامی اپ گریڈ کر کے سکیل 07 تفویض کر دیا گیا ہے۔

(ب)

نام	از	تا	اختتام
قذافی شاہ دین	16-12-2003	تا	04-05-2004
علیم حسین شاہ	05-05-2004	تا	16-05-2004
افتخار احمد	17-05-2004	تا	05-12-2005
ندیم عباس	05-12-2005	تا	13-11-2006
رانا محمد ارشد	14-11-2006	تا	24-05-2007
شکیل حسن	25-07-2007	تا	29-10-2007
خالد حسین	30-10-2007	تا	تاحال

نوٹ: کوئی بھی پٹواری عرصہ تین سال سے زائد تعینات نہ رہا ہے۔

(ج) جی نہیں۔ مطابق شیڈول پرچہ رجسٹری کے تحت انتقال درج ہوتے ہیں اور فردات کی فیس مطابق شیڈول وصول کی جاتی ہے۔

(د) ایسی کوئی شکایت تاحال موصول نہ ہوئی ہے۔ اگر موصول ہوئی تو بمطابق قانون پٹواری کے خلاف فوری انضباطی کارروائی کی جائے گی۔

(ہ) کوئی انکوائری پینڈنگ نہ ہے لہذا کارروائی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔

پٹہ داران سٹیٹ لینڈ کے قابضین کو مالکانہ حقوق دینے کا معاملہ

*2780: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے میمو نمبری CLV-1854/93-3393 بتاریخ 1995-05-28 کے تحت ایسے پٹہ داران جو سٹیٹ لینڈ کے قابضین تھے کو مالکانہ حقوق دیئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ درج بالا میمو کے تحت خانیوال، لودھراں، جھنگ، ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے اضلاع میں سٹیٹ لینڈ کے قابضین کو مالکانہ حقوق دیئے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ نوٹیفکیشن 1995-05-28 کو جاری کیا گیا اور 1995-12-31 مالکانہ حقوق کی منتقلی کی آخری تاریخ تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مختصر عرصے کی وجہ سے بہت سے مزارعین/پٹہ داران کو اس معاملے کی بابت خبر تک نہ ہوئی اور بہت سے مزارعین/پٹہ داران ابھی تک مالکانہ حقوق سے محروم ہیں؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت درج بالا اضلاع میں محروم رہ جانے والے پٹہ داران / مزارعین کو مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کالونیز ڈیپارٹمنٹ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے برائے نوٹیفکیشن نمبری CLV-1854/93-3393 مورخہ 28-05-1995 جو سٹیٹ لینڈ کے قابضین پٹے دار تھے ان کو بندوبست تا بندوبست سکیم کے تحت حقوق ملکیت دینے کی پالیسی وضع کی۔

(ب) یہ درست ہے کہ جن پٹہ داران نے اپنے اضلاع میں 31-12-95 تک درخواستیں دے رکھی ہیں ان لوگوں کو حقوق ملکیت دینے کے لئے مجوزہ شرائط پوری کرنے والے اہل پٹے داروں کو متعلقہ ڈسٹرکٹ کلکٹر نے مالکانہ حقوق دیئے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) بورڈ آف ریونیو پنجاب چھٹی مورخہ 28-05-1995 واضح طور پر پیرا 4 پر تحریر ہے کہ تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان / کمشنر صاحبان اس حقوق ملکیت کے بارے میں تمام پٹے داران کو اطلاع کریں۔

(ہ) اس بارے میں حکومت پنجاب نے ابھی تک کوئی پالیسی واضح نہ کی ہے۔

تقسیم اراضی کی درخواستوں پر فیصلہ کے لئے ٹائم فریم

*2860: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب لینڈ ریونیو ایکٹ 1967 کے تحت تقسیم اراضی کی درخواست پر فیصلہ کرنے کا اختیار متعلقہ تحصیلدار کو دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلے میں درخواست دائر کرنے کے بعد فیصلہ کرنے کے لئے کوئی عرصہ مختص نہیں کیا نہ ہی بورڈ آف ریونیو نے اس سلسلے میں رولز بنائے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شاملات دیہہ کا علاقہ اور احاطہ چاہ کو مذکورہ آپریشن / فیصلہ سے باہر رکھا گیا ہے۔ جو کمزور فریقین کو انصاف سے محرومی اور ان کے حق سے محرومی کے مترادف ہے ؟

(د) کیا حکومت مذکورہ معاملات کے سلسلے میں عرصہ کا تعین کرنے کے لئے قواعد بنانے اور جز(ج) میں شامل کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) جی ہاں، تقسیم اراضی کی درخواست پر تحصیلدار پنجاب لینڈ ریونیو ایکٹ 1967 کے باب 11 کے تحت کارروائی کرتا ہے۔

(ب) تحصیلدار مذکورہ بالا قانون کے تحت فیصلہ کرتا ہے اس میں دیگر کارروائی کے علاوہ موقع کے مطابق نقشہ جات مرتب ہونے ضروری ہوتے ہیں۔مزید چھان بین، فریقین کو سماعت کرنے کے بعد تحصیلدار نے اپنا حکم سنانا ہوتا ہے۔اس تمام کارروائی میں وقت درکار ہوتا ہے۔

(ج) جی ہاں، احاطہ چاہ دعویٰ تقسیم سے مستثنیٰ ہیں البتہ شاملات دیہہ کا رقبہ مطابق قانون تقسیم کیا جاتا ہے قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور حقوق کے مطابق تمام فریقوں کو حصہ ملتا ہے۔

(د) بحوالہ ضمن الف، ب، ج متعلقہ قانون اور قواعد کی موجودگی میں یہ معاملات مرتب کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

ضلع گجرات، ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کی تفصیلات

*3092: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا ضلع گجرات میں محکمہ مال نے ریکارڈ کمپیوٹرائز کر لیا ہے اگر نہیں کیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

(ب) ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن میں تاخیر کیوں کی جا رہی ہے ؟

(ج) مذکورہ ضلع میں ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے کتنا عرصہ مزید درکار ہے ؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع گجرات میں محض تجرباتی بنیادوں پر چند مواضعات کا جزوی ریکارڈ کمپیوٹرائز کیا گیا ہے۔ فی الحال ایک غیر جانبدار ادارے کے ذریعے اس کام کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

(ب) ضلع گجرات اور دیگر تمام اضلاع میں ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا عمل سال 2010 کے آغاز میں شروع ہوگا۔اس سلسلے میں کوئی تاخیر درپیش نہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب تمام اضلاع بشمول گجرات میں کمپیوٹرائزیشن کا کام سال 2012 کے آغاز تک مکمل کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے۔

ضلع لاہور میں محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کی تفصیلات

*3098: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور کی کتنی تحصیلوں میں محکمہ مال نے ریکارڈ کمپیوٹرائز کر لیا ہے اگر ابھی تک نہیں کیا تو اسکی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن میں تاخیر کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) ضلع لاہور میں محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے کتنا عرصہ درکار ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) حکومت پنجاب نے ضلع لاہور کی تحصیلوں کے ریکارڈ کو ابھی تک کمپیوٹرائزڈ نہیں کیا۔البتہ ضلعی حکومت لاہور نے تجرباتی بنیادوں پر ایک تحصیل (سٹی لاہور) کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کیا ہے۔اس تجربہ کے دوران ریکارڈ کو کمپیوٹرائز تو کیا گیا ہے لیکن کمپیوٹرائزیشن کے تمام ممکنہ فوائد حاصل نہیں ہو سکے۔حکومت پنجاب ایک بہتر نظام مرتب کر چکی ہے اور جلد ہی لاہور سٹی تحصیل کے ریکارڈ سمیت دیگر ریکارڈ کو بھی کمپیوٹرائز کرنے کا عمل شروع ہو جائے گا۔

(ب) ضلع لاہور اور دیگر تمام اضلاع میں ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا عمل سال 2010 کے آغاز میں شروع ہوگا۔اس سلسلے میں کوئی تاخیر درپیش نہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب تمام اضلاع بشمول لاہور میں کمپیوٹرائزیشن کا کام سال 2012 کے آغاز تک مکمل کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مظفر گڑھ کے مواضعات کی اشتمال کی تفصیلات

114: ملک احمد قسور کریم لنگڑیال: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع مظفر گڑھ میں کتنے مواضعات زیر اشتمال کب سے ہیں، ان میں سے کتنے مواضعات کی اشتمال مکمل ہو گئی ہے اور ان میں سے کتنے مواضعات کا ریکارڈ آفس محکمہ مال کو دیا گیا ہے، اگر نہیں دیا گیا تو کیوں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

ضلع مظفر گڑھ میں مواضعات زیر اشتمال ہیں جن کا آغاز 1970 لے کر 2001 مختلف سالوں میں ہوا جبکہ مواضعات کا اشتمال مکمل ہو چکا ہے۔

جن مواضعات کا اشتمال ہو چکا ہے ان کی موجودہ صورتحال درج ذیل ہے:

تعداد مواضعات زیر پیمائش	16
تعداد زیر تقسیم	15
تعداد زیر تیاری مثل حقیت	05
تعداد مواضعات اوور شیڈول	10

تعداد مواضعات لعل پور، ٹبی آرائیں اور بیٹ مندو محکمہ مال کو واپس ہو چکے ہیں اور جو مواضعات ابھی تک زیر اشتمال ہیں ان کی وجہ تاخیر بھاری محال، بار بار نظر ثانی ہونا، ریکارڈ کا چوری ہونا، متنازعہ حدودی لائن اور عملہ کی کمی ہے۔

حافظ آباد میں سرکاری اراضی سے متعلقہ تفصیلات

153: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع حافظ آباد میں سرکاری اراضی ہے اگر ہاں تو کتنی اور کون سی جگہ پر؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ زمین بے گھر اور بے زمین افراد کو الاٹ کی گئی ہے، اگر ہاں تو 2001 تا 2007 الاٹ کی گئی زمین کی تفصیل مع نام، ولدیت اور پتا جات بیان کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع حافظ آباد میں کل 127098 کنال 16 مرلے سرکاری اراضی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

صوبائی حکومت (متروکہ)	6881 کنال
صوبائی حکومت	2716 کنال 16 مرلے
نزول لینڈ	3112 کنال

(ب) ضلع ہذا میں کسی قسم کی کوئی سرکاری اراضی الاٹ نہ کی گئی ہے۔

MR.SPEAKER: Order please, order in the House.

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرے دو اہم سوال رہ گئے ہیں اور میں صبح سے انتظار میں بیٹھا ہوا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ حضرت صاحب! آپ مہربانی کرکے تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! لاء منسٹر غیر پارلیمانی اور نازیبا الفاظ بار بار استعمال کر رہے ہیں۔ مجھے آپ بات کرنے کا موقع دیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھئے گا، ساری باتیں ہوں گی۔ کوئی غلط اور نازیبا الفاظ اس کارروائی کا حصہ نہیں ہو سکیں گے۔ اب ہم Call Attention Notice لے رہے ہیں اور یہ قمر حیات کاٹھیا صاحب کا Call Attention Notice ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا بڑا ضروری سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کس طرح سے بول رہے ہیں اور کس نے آپ کو اجازت دی ہے؟ Who allowed you? I say you to sit. Order in the House. آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال بڑا ضروری تھا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، ضروری تھا تو اب چلا گیا، اب ٹائم ختم ہو گیا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ان کو بھی تو کچھ کہیں اور انہیں بٹھائیں؟

جناب سپیکر: جی، ان کو میں کچھ نہیں کہہ سکتا، ان کے بارے میں آپ بھی کچھ نہ کہیں اور اپنے ساتھیوں سے بات کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ مجھے ٹائم دیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ مجھ سے زبردستی ٹائم نہیں لے سکتیں۔ آپ تشریف رکھیں ورنہ مجھے کوئی اور action نہ کرنا پڑے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! مجھے سوال کے لئے تو صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں۔ چودھری صاحب! question hour ختم ہو چکا ہے میں بی بی کو بار بار کہہ رہا ہوں لیکن وہ insist کر رہی ہیں ان کو سمجھائیں ورنہ پھر مجھے کوئی action کرنا پڑے گا پھر آپ کہیں گے کہ یہ کیا ہوا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ رانا ثناء اللہ کو نہیں سمجھا سکتے کہ وہ۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا مائیک بند کریں اور ان کو میری مرضی کے بغیر مائیک نہیں دینا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری استدعا ہے کیونکہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ میرے ساتھیوں کو بات کرنے دیں گے اگر زیادہ نہیں تو میرے کسی ایک ساتھی کو بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: کاٹھیا صاحب کو میں نے floor دیا ہے۔ کاٹھیا صاحب! آپ اپنا Call Attention Notice پڑھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ مجھے allow کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو allow نہیں کروں گا۔

محترمہ سمیل کامران: جناب سپیکر! آپ [****] غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کرنے والوں کو تو بار بار موقع دیتے ہیں لیکن ہماری ساتھی کو موقع نہیں دے رہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے کہ جو الفاظ نازیبا ہیں ان کو اس کارروائی سے حذف کیا جائے اور کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ لاء منسٹر صاحب کو سبق سکھائیں تاکہ وہ آئندہ کوئی ایسی گری ہوئی حرکت نہ کریں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر تو آپ یہ چاہتے ہیں کہ کارروائی آگے بڑھے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ ہم چاہتے ہیں کہ کارروائی آگے بڑھے اگر آپ دونوں طرف سے برابر کا سلوک کریں تو تب۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے کارروائی کو آگے بڑھانا ہے اور ہاؤس کو چلانا ہے۔ اب اس بارے میں کوئی لحاظ نہیں ہوگا، آپ مہربانی کریں۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ جو الفاظ نازیبا ہیں ان کو اس کارروائی سے حذف کیا جائے اور کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں، I am not allowing you. اجی، کاٹھیا صاحب! آپ کا Call Attention Notice ہے۔ آپ سنانا چاہتے ہیں یا نہیں؟

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں پڑھ دیتا، منسٹر صاحب جواب دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! be attentive ہوں. please یہ پہلے پڑھا گیا ہے؟

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ پڑھیں؟

تحصیل کبیر والا میں باراتیوں کی فائرنگ سے تین شہریوں کی ہلاکت

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف): کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 30-10-2009 کو تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال سے ایک بارات چلی اور اس میں شامل باراتیوں نے کلاشنکوفوں سے اندھا دھند فائرنگ کی؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مجھے آپ کی بات کی سمجھ نہیں آرہی، Order please, order in the House. یہ آپ کے ساتھی ہیں جو اس میں مداخلت کر رہے ہیں، میں بار بار ان کو کہہ رہا ہوں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنی فائرنگ کے باوجود کسی بھی پولیس آفیسر نے ان مسلح باراتیوں کے خلاف کوئی action نہیں لیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ کلاشنکوفوں سے مسلح بارات 70 اور 80 کلومیٹر کا سفر طے کر کے تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں پہنچی اور پھر انہوں نے وہاں بھی شدید فائرنگ کی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اندھا دھند فائرنگ کے نتیجہ میں تین بندے موقع پر ہلاک ہو گئے اور کچھ زخمی بھی ہوئے ہیں اور ہلاک ہونے والوں میں دو غریب مزدور تھے جو اپنے بچوں کی روزی کمانے کے سلسلے میں گھر سے نکلے تھے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے FIR نامعلوم افراد کے خلاف درج کی اور اسلحہ بھی برآمد نہیں کیا؟

(و) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اب تک ذمہ داران پولیس افسران کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اگر نہیں تو کب تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) مورخہ 31/10/2009 کو احمد علی ولد شوکت علی قوم ہراج سکنہ موضع کوٹ بہادر تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال کی بارات ضلع خانیوال سے موضع خراں والا تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ آئی جہاں پر بارات کے ساتھ آئے افراد نے خوشی سے فائرنگ کی جو کہ مسلح آتشیں اسلحہ تھے۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ مدعی کے بیان پر نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ نمبر 1139 مورخہ 30/10/2009 جرم 302/148/149 (ت پ) تھانہ شورکوٹ سٹی ملزمان کے خلاف درج ہو چکا ہے انسپکٹر انوسٹی گیشن تھانہ شورکوٹ سٹی تفتیش کر رہا ہے جس نے گرفتاری ملزمان کے لئے متعدد raids کئے ہیں اور ملزمان کو trace کر کے مقدمہ کو حقائق پر یکسو کیا جائے گا۔

(ج) بارات موضع کوٹ بہادر تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال میں موضع خراں والا تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ سے آئی اور بارات میں دولہا والوں کی طرف سے خوشی سے فائرنگ کی گئی جس کی بابت مقدمہ درج ہو چکا ہے اور تفتیش جاری ہے۔

(د) خوشی سے کی گئی فائرنگ کے نتیجہ میں دولہا کا حقیقی بھائی محمد علی عمر 32/30 سال، مووی میکر کاشف رفیق عمر 26/25 سال اور بارات میں شامل مسمی گل محمد بعمر پچھتر چھتر سال موقع پر ہلاک ہوئے اور کوئی فرد زخمی نہ ہوا اور نہ ہی کوئی راہگیر اس فائرنگ سے ہلاک یا زخمی ہوا ہے۔

(ہ) مقدمہ کی ایف آئی آر بارات میں شامل نامعلوم افراد کے خلاف مووی میکر کاشف علی متوفی کے بھائی آصف صدیق مدعی کے بیان پر درج کی گئی ہے اور ملزمان اور اسلحہ کی برآمدگی کے لئے raid کئے جا رہے ہیں۔

(و) اگر متعلقہ پولیس افسران اس واقعہ کے ذمہ دار پائے گئے تو ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی کیونکہ وقوعہ کے اگلے روز ہی ایس پی انوسٹی گیشن عبدالقادر قمر کو اس ضمن میں انکوائری کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! مجھے منسٹر صاحب نے بڑا تفصیلی جواب دیا ہے اس میں ایک بات ہے کہ ایک، دو یا چار کلاشنکوفیں نہیں تھیں۔ میرے حلقے کی بات ہے تو اس بارے میں پوری رپورٹ لے کر آیا ہوں اس میں وہ ستر، اسی کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے آئے تھے۔ یہاں دیکھیں کہ پولیس والوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر جس طرح سکیورٹی بڑھائی ہوئی ہے، کئی وارداتیں ہوتی ہیں، وہ جگہ جگہ تلاشی لیتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب بھی مانیں گے کہ جب بابو صابو والا واقعہ ہوا تو کئی دہشت گرد آ رہے تھے انہیں راستے میں روکا گیا۔ یہ پولیس کی کارکردگی تھی۔ میں صرف یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب تحصیل کبیر والا میں فائرنگ ہوتی رہی تو وہاں کسی پولیس افسر نے انہیں کیوں نہیں روکا یا پھر جب وہ یہاں سے بندے مار کر کلاشنکوفیں واپس لے کر گئے تو کیا کسی نے ان سے اسلحہ برآمد کیا؟ دوسری بات، یہ کہتے ہیں کہ نامعلوم افراد کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی۔ میری گزارش ہے کہ بارات میں لوگ ہی کتنے تھے کہ یہ بھی پتا نہیں ہے کہ کس نے فائرنگ کی؟ تیسری بات یہ ہے کہ انہوں نے مدعی وہ بنا دیا ہے جو بارات کے ساتھ تھا، جو دو غریب مزدور لوگ مارے گئے ہیں ان میں سے کوئی مدعی نہیں ہے ان کو کیا حق ملے گا؟ جب مدعی اُن کا اپنا ہوگا جنہوں نے فائرنگ کی ہے تو وہ تو ان کے ہی حق میں بیان دے گا اور ایف آئی آر withdraw ہو جائے گی۔ میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس بارے میں بتا دیں اور یہ بتا دیں کہ جہاں واپس اسلحہ گیا ہے یا جہاں سے وہ اسلحہ کے ساتھ چلے تھے تو کیا وہ licensed تھا، کیا انہیں وہاں سے اسلحہ لے جانے کی اجازت تھی، کیا ان کے پاس permit تھا، اگر نہیں تھا تو تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال والوں نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں، آج صبح ہی میری ڈی پی او جھنگ سے تفصیلاً بات ہوئی He is a very competent and an honest officer ہے انہوں نے already شور کوٹ کے ایس ایچ او کو انہی باتوں کی انکوائری کے لئے شوکاز نوٹس دیا ہوا

ہے جن کا ذکر محترم کاٹھیا صاحب نے کیا ہے تو جونہی انکوائری مکمل ہوتی ہے اگر اس ایس ایچ او نے غفلت یا نااہلی کا ثبوت دیا تو اس کے خلاف بھی محکمانہ کارروائی ہو گی۔ اس میں تھوڑا سا مسئلہ یہ آیا تھا کہ ان میں سے کوئی آدمی مدعی بننے کے لئے تیار نہیں تھا تو اس لئے پھر تھوڑا سا ان کو force کر کے، سمجھا کے یہ معاملہ طے ہوا ہے تو یہ اس کی رپورٹ ضرور درج کروائیں اور جو پرچہ درج کیا گیا ہے کسی مقدمے میں اس بات سے متعلق کہ جہاں پر ہوائی فائرنگ ہوئی ہے وہاں پر سٹیٹ کی رٹ چیلنج ہوئی ہے۔ جن کا قتل ہوا ہے ان کے خلاف تو ایک violence ہو چکی ہے ان کا تو حق ہے ہی ہے لیکن سٹیٹ کی رٹ بھی چیلنج ہوئی ہے تو اس میں اس معاملہ کو بھی لا رہے ہیں اس میں علیحدہ cross version بھی درج ہو گا اور اس سلسلے میں ایس پی انوسٹی گیشن بھی انکوائری کر رہے ہیں اور میں نے ان سے کہا ہے کہ within two weeks دونوں انکوائریاں مکمل ہو جائیں اور ملزمان identify ہو گئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ within two weeks کوشش کریں گے کہ یہ گرفتار ہوں، گرفتار ہونے کے بعد پھر وہ اپنا ثبوت پیش کریں گے کہ ان کے پاس کلاشنکوف license تھیں یا without license تھیں لیکن میرا عمومی خیال یہ ہے کہ اس قسم کا اسلحہ زیادہ تر unlicensed ہوتا ہے کیونکہ کلاشنکوف آپ کو پتا ہے کہ وہ prohibited bore ہوتا ہے اور اس کا license مشکل سے ملتا ہے تو یہ ساری چیزیں انشاء اللہ تعالیٰ account for ہوں گی اور اس کی جو بھی رپورٹ ہو گی میں اس سے محترم کاٹھیا صاحب کو بھی آگاہ کروں گا۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ کی پولیس کے ڈی پی او صاحب واقعی بہت اچھے ہیں انہوں نے پورا ایکشن لیا تقریباً پندرہ منٹ میں وہاں پولیس پہنچ گئی اتنی جلدی نہیں پہنچ سکتی انہوں نے بڑا quick action لیا۔ میں اس بات کو مانتا ہوں لیکن میری بات وہی ہے کہ تحصیل کبیر والا میں اتنی کلاشنکوفیں آئیں، اتنی واپس چلی گئیں اور کہتے ہیں کہ پتا نہیں چل رہا کہ کون ہیں تھوڑے سے لوگ تھے، چند لوگوں کو یہ برآمد نہیں کر سکتے؟ جھنگ کی پولیس کی تو بات ٹھیک ہے کہ وہ efficient ہے، سارا کچھ ہے۔ ضلع خانیوال کی پولیس کو کیا ہو گیا ہے، کیا انہوں نے ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا، کیا انہوں نے کلاشنکوفیں برآمد کی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کا point بالکل relevant ہے۔ ڈی پی او خانیوال سے تو اس بارے میں رابطہ نہیں ہوا لیکن میں ڈی پی او جھنگ سے کہوں گا کہ ان کی انکوائری میں جو چیز سامنے آئے گی اور جو relevant portion ہو گا وہ ڈی پی او خانیوال کو بھی بھیجیں اور اس کی کاپی مجھے بھی بھیجیں اور میں ensure کرواؤں گا کہ اگر خانیوال کی

jurisdiction میں کوئی نااہلی ہوئی ہے تو وہاں پر بھی ایکشن کروائیں گے اور باقی جو ایس ایچ او شور کوٹ ہے کہ اس کے حلقے میں اتنے لوگ آئے اور وہاں پر جو Intelligence Agencies کے لوگ ہیں وہ بھی ذمہ دار ہیں کیونکہ اگر کسی حدود میں واقعہ ہوتا ہے اور اگر وہاں پر Intelligence ادارے کا نیٹ ورک ہے تو یہ اس کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ اتھارٹیز کو well in time inform کرتا۔ اس کا پورا جائزہ اور انکوائری کی جا رہی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس میں جو بھی ذمہ دار ان پائے جائیں گے ان کے خلاف کارروائی ہوگی۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں! اس کا ٹائم بہت short ہوتا ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ملزمان اب نامزد کر دیئے گئے ہیں اس حادثے میں جو لوگ ہلاک ہوئے ان میں ایک دولہا کا بھائی اور دو فوٹو گرافر تھے جو ویڈیو فلم بنا رہے تھے ان میں سے ایک ویڈیو فلم بنانے والا جو فوت ہوا ہے اس کے بھائی کو مجبور کیا گیا کہ وہ مدعی نہ بنے لیکن کل سے وہ مدعی بن چکا ہے تو میں وزیر قانون کو یہ وضاحت کرتا ہوں کہ اب مدعی بن چکا ہے۔ اس کا proper action لیا جائے چونکہ میرا اور کاٹھیا صاحب کا حلقہ ساتھ ساتھ ہے اس میں ایس ایچ او کا کوئی قصور نہیں ہے۔ وہ ایماندار اور اچھا آدمی ہے۔ باہر سے اگر کبیر والا سے اتنی یلغار آئی ہے تو یہ ایس پی خانیوال کو پتا کرنا چاہئے کہ یہ اتنے بندے جو آئے اور گئے ہیں وہ کس طرح آ گئے؟ شکریہ

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میرے علم میں جو بات آئی ہے وہاں سے کچھ لوگ چلے ہیں اور وہ راستے میں تین گھنٹے کلاشنکوفوں کے burst مارتے رہے، ضلع خانیوال کی حدود میں ایک بچے کو بھی مار کر آئے ہیں۔ میں وہی بات کر رہا ہوں کہ ادھر کی پولیس تو ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ پندرہ منٹ میں وہاں پہنچی لیکن جو خانیوال کی پولیس جس کی حدود میں اتنا اسلحہ ہے اور یہ پریکٹس رہی ہے کہ کسی کے پاس کاربین ہو، کوئی ٹوٹا شوٹا ہو تو فوراً پکڑ کر اندر کر دیتے ہیں اور پندرہ پندرہ دن ضمانت نہیں ہوتی تو اتنی کلاشنکوفیں اب بھی وہاں پڑی ہیں تو ان کے خلاف کیا ایکشن ہو رہا ہے؟ اُس ایس ایچ او کے خلاف، اُس ڈی ایس پی کے خلاف، اُس ڈی پی او کے خلاف جہاں اس وقت بھی اسلحہ پڑا ہے جو کہ وہاں بندے مار کر گیا ہے۔ میں تو یہ بات بار بار کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس کو already respond کیا ہے اور میں یہ دہرا دیتا ہوں کہ ایس پی انوسٹی گیشن جو عبدالقادر قمر صاحب ہیں وہ اس پورے معاملہ کی انکوائری کر رہے ہیں اور ڈی پی او صاحب اس پورے معاملے کو خود ذاتی طور پر monitor کر رہے ہیں اور اگر ان کی investigation کا یہ رزلٹ ہو گا تو ہم ضلع خانیوال کے ڈی پی او کو بالکل ذمہ دار ٹھہرائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ وہ اپنی jurisdiction میں properly کارروائی کریں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کو اس انکوائری کے مکمل ہونے کا ٹائم بتا دیں کیونکہ یہ بہت سنجیدہ مسئلہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں two weeks کی بات ہوئی ہے لیکن to safer side within November ہم دونوں انکوائریاں، ایک جو ایس ایچ او کے خلاف ہو رہی ہے اور دوسری جو اس پورے واقعہ سے متعلق ہو رہی ہے اس کو conclude کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی next، جناب علی حیدر نور خان نیازی صاحب! یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے یا آپ نے پڑھنا ہے؟

میانوالی میں درج اغوا برائے تاوان کے مقدمہ کی تفصیلات

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں پڑھتا ہوں۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل زیر دفعہ A-365-392 کے تحت میانوالی میں اغواء برائے تاوان کا اندراج ہوا اس میں زبیداللہ اور عطاءاللہ اغواء ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلے میں مظفر نامی ملزم کو گرفتار کیا اور متعلقہ پولیس نے اسے گناہ گار قرار دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ پولیس نے ملزم سے شناخت کے باوجود گاڑی نمبر IDM 2100 اور ایک لاکھ روپے بھی برآمد نہیں کئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہی ملزم اغوا برائے تاوان جوہر آباد تھانہ کے مقدمہ نمبر A-365 کے تحت مورخہ 09-06-12 کو بھی گنہگار قرار پایا؟

(ہ) کیا متعلقہ پولیس انتظامیہ مذکورہ ملزمان سے گاڑی اور پیسے واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ ملزم مظفر دوران تفتیش گنہگار ثابت ہوا جس کا جسمانی ریمانڈ حاصل کیا گیا اور گنہگار پاکر چالان کیا گیا۔

(ج) درست ہے کہ گاڑی نمبر IDM2100 اور ایک لاکھ روپے ملزم مظفر سے برآمد نہ ہوئے کیونکہ عدالت نے مذکورہ ملزم کا مزید جسمانی ریمانڈ نہ دیا اور حوالات جوڈیشل بھجوا دیا۔

(د) ملزم مظفر اور منیر تھانہ جوہر آباد کے مقدمے میں جیل میں بند تھے وہیں سے انہیں منتقل کرایا گیا۔

(ہ) مقامی پولیس پوری کوشش کر رہی ہے کہ بقیہ اشتہاری ملزمان گرفتار ہوں اور بقیہ تاوان کی رقم اور گاڑی برآمد ہو جس کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ مورخہ 2009-10-31 کو تھانہ موسیٰ خیل میں raid کیا گیا اور محمد ابراہیم پی او کے بھائی پر مقدمہ نمبر 209 مورخہ 09-10-31 بجرم 216 ت پ تھانہ موسیٰ خیل درج ہوا اور اسے گرفتار کیا گیا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ جو باتیں میں نے کیں لاء منسٹر صاحب نے ان پر روشنی ڈالی لیکن مجھے نہایت افسوس سے یہ بات کہنا پڑ رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کیجئے، تقریر نہ کیجئے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! جی، میں ضمنی سوال کی طرف آتا ہوں۔ جب اس gang کے بارے میں انکشاف ہوا اور یہ لوگ گرفتار ہوئے تو مجھے یاد ہے کہ میں نے اس دن کھڑے ہو کر ایوان کی توجہ اس واقعہ کی طرف دلوائی تھی۔ پانچ، چھ ملزمان پر ایف آئی آر درج ہوئی، صرف دو ملزمان گرفتار ہوئے جس میں سے ایک بندے کو پکڑ کر اس ضلع کی پولیس نے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد جو کچھ خوشاب ضلع کے کیس کے ساتھ ہوا وہ لاء منسٹر صاحب کے علم میں ہے۔ اس particular case کی بات کرتے ہیں کہ خوشاب پولیس نے یہ ملزمان گرفتار کئے انہوں نے اپنا اعترافی بیان دیا ہے

کہ میری constituency میانوالی سے ایک غریب شخص کو اغوا کیا گیا اور اس سے 7 لاکھ روپیہ تاوان وصول کر کے اسے چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد جب یہ ملزمان میانوالی پہنچے تو مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ خوشاب کے مقدمے میں نامزد ملزم کو تھانہ کے اندر کرسی پر بٹھا کر، مدعی مقدمہ اس وقت یہاں موجود تھا انہیں ایس ایچ او نے بلایا اور ملزم کو کرسی پر بٹھایا اور مدعیوں کو گالی گلوچ کی کہ تم لوگ صلح کرو، یہ نہایت بااثر ملزمان ہیں تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس کے بعد وہاں جلوس نکالے گئے ۔ میں خود مدعیوں کے ساتھ گیا اور ضلع کے ڈی پی او کے نوٹس میں یہ بات لایا کہ آپ کا ایس ایچ او اس طرح کی حرکات کر رہا ہے۔ ابھی تک اس مقدمے میں جو میانوالی کے اندر درج ہوا ہے، تین اشتہاری ملزمان ہیں، صرف دو ملزمان گرفتار کئے گئے ہیں اور جو مخبر پولیس نے خود نامزد کیا ہے وہ بھی وہاں میانوالی میں موجود ہے اسے ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا۔ اب مجھے یہ بات کہتے ہوئے پھر افسوس ہوتا ہے کہ آپ اس ملزم کو اپنی رپورٹس میں گنہگار لکھ رہے ہیں، گاڑی بھی میانوالی میں موجود ہے۔ میں تین چار دن پہلے آ رہا تھا تو وہ گاڑی میرے آگے آگے جا رہی تھی، کہیں چھپ کر نہیں کھڑی ہوئی تھی وہ گاڑی openly پھر رہی تھی۔ دو ملزمان کو آپ گرفتار کرتے ہیں ایک سے تو آپ کلاشنکوف بھی برآمد کر لیتے ہیں، ایک سے آپ ستر ہزار روپیہ بھی برآمد کر لیتے ہیں لیکن بااثر ملزم 'مظفر' جو خوشاب کے مقدمے میں بھی ملوث ہے لاء منسٹر صاحب کے علم میں ساری باتیں ہیں کہ اسے بے گناہ قرار دینے کے لئے کس طرح کا دباؤ ڈالا جا رہا ہے اس سے گاڑی بھی برآمد نہیں کی گئی اور ایک لاکھ روپیہ بھی برآمد نہیں کیا گیا۔ جس تفتیشی افسر نے یہ برآمدگی نہیں کی حکومت اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم نیازی صاحب نے دو تین واقعات کا ذکر کیا ہے۔ ایک تو انہوں نے کہا کہ جو متعلقہ ایس ایچ او تھے انہوں نے وہاں بیٹھ کر مدعی فریق کو گالی گلوچ کیا اور pressurize کیا کہ آپ صلح کر لیں۔ موجودہ گورنمنٹ کی یہ پالیسی نہیں ہے اور ہمارا اس بات پر بہت focus ہے کہ تھانہ کلچر کو تبدیل کیا جائے۔ یہ واقعہ اس Call Attention Notice کے ذریعے تو میرے علم میں نہیں آیا لیکن بہر حال انہوں نے جو بات کی ہے ہم اس بات کی بھی انکوائری کروائیں گے۔ اگر یہ single واقعہ اس ایس ایچ او نے اس طرح سے کیا ہے تو بالکل اس کا بھی ایکشن لیں گے۔ باقی جو انہوں نے کہا ہے کہ تفتیشی نے ان سے برآمدگی نہیں کی تو اس میں انہوں نے

ایک وجہ بیان کی ہے کہ عدالت سے مزید ریمانڈ نہیں ملا لیکن میں اس بات کو بھی چیک کروالیتا ہوں کہ آیا جتنے دن کا ریمانڈ ملا کیا وہ sufficient نہیں تھا اور کیا اس میں کوئی بہتر progress نہیں تھی جس کی بنیاد پر مزید ریمانڈ نہیں ملا اس میں اگر متعلقہ تفتیشی افسر قصور وار پایا گیا تو اس کے خلاف کارروائی بھی ہو گی اور میں محترم نیازی صاحب کو بھی اس بات سے آگاہ کروں گا۔ دوسرا اس میں طارق، ابراہیم، رفیق اور عبدالرؤف عرف کالا ملزمان کو اشتہاری قرار دیا جا چکا ہے ان کی گرفتاری کے لئے بھی raid کیا جا رہا ہے اور ان کے خلاف جو بھی کارروائی under section 87 and 88 Cr.P.C ہے ہم اسے بھی بہت جلد initiate کرنے والے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ ---

جناب سپیکر: اب last sentence جو آپ نے کہنا ہے وہ کہہ لیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! I want my time. I'll just take two minutes. عرض یہ ہے کہ جی، یہ بات سامنے آ چکی۔ لاء منسٹر صاحب خود ایک وکیل ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ جس ملزم سے برآمدگی نہ کی جائے اب یہ بھی on the face of it صاف نظر آ رہا ہے کہ اس ملزم کو رعایت دی گئی ہے۔ وہ وکیل ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ ملزم عدالت سے convict نہیں ہو سکے گا۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے چیف منسٹر پنجاب دن رات محنت کر کے اس صوبہ کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتے ہیں تو کیا یہ ظلم کرنے والے، ظالموں کا ساتھ دینے والے اور اغواء برائے تاوان کے gangs ان سے بھی زیادہ طاقتور ہو گئے ہیں، ہمارے چیف منسٹر، ہماری گورنمنٹ سے بھی زیادہ طاقتور ہو گئے ہیں، یہ دہشت گرد غریب لوگوں کے جگر گوشوں کو اغواء کر کے تاوان کے نام پر ان کی زندگی کی ساری جمع پونجی ہڑپ کر جانے والے کروڑوں ووٹوں سے منتخب ہو کر اسمبلیوں میں آئے ہوئے لوگوں اور اس ایوان سے بھی زیادہ طاقتور ہو گئے ہیں؟ میرا صرف یہ سوال ہے میں یہ سوال اس ایوان سے بھی کرتا ہوں کہ اگر ہمارے بھائی، بیٹے یا کسی رشتہ دار کو اغواء کیا جائے اور پولیس اس کے خلاف کارروائی نہ کرے تو ہمارے دلوں پر کیا گزرے گی؟ اب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آٹھ سال کی آمریت کے بعد ایک جمہوری پارلیمنٹ معرض وجود میں آئی ہے اگر ہم نے بھی ظالموں کا راستہ نہ روکا، ہم نے بھی غریب کے سر پر ہاتھ نہ رکھا، ہم نے بھی مظلوموں کی دادرسی نہ کی تو ہمیں بھی ربڑ سٹیمپ پارلیمنٹ قرار دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کون لوگ یہ چاہتے ہیں؟ بس میرے خیال میں کافی ہو گیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس سے بڑا اس ایس ایچ او کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اس نے اُس ملزم کو رعایت دی ہے تو یہ بتائیں کہ اس ایس ایچ او کے خلاف کارروائی ہو گی یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، ہو گی۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر میں نیازی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو دوسرے کیس کا حوالہ دے رہے ہیں غالباً جوہر آباد کا، یہ درست ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کا اس بارے میں کہ عام آدمی کو اور غریب آدمی کو انصاف فراہم کیا جائے ان کا focus ہے ان کی ٹیم ان کے vision کو ساتھ لے کر چل رہی ہے اور آئی جی پی صاحب He is a very competent officer اور نیازی صاحب خود بھی اس بات کی تائید کریں گے کہ جب انہوں نے اس ہاؤس میں جوہر آباد والا کیس اٹھایا تو اس کے بعد میں نے اور انہوں نے آئی جی صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو discuss کیا اور جس طرح سے ان کی satisfaction تھی اس کے مطابق انہوں نے اس معاملے کو ensure کیا اور اس میں progress ہو رہی ہے۔ اب بھی انہوں نے جو فرمایا ہے ایک تو ایس ایچ او کا کہا ہے کہ اس نے وہاں پر مدعیوں سے بڑی زیادتی کی ہے اور دوسرا ان کا یہ کہنا ہے کہ ملزم مظفر کا ریمانڈ ختم کر کے اس کی برآمدگی نہیں ڈالی گئی اس میں malafide ہے ہم اس malafide کی intent کی انکوائری کروا لیتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ میں within two weeks اس کی رپورٹ لے لوں گا اور جو بھی متعلقہ ذمہ دار ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! مدعی، ایس ایچ او اور ڈی پی او صاحب بھی موجود ہیں، اجلاس کے بعد آپ کے چیمبر میں یہ بات clear ہو جائے گی۔ اس طرح کے سنگین جرائم کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے اور وہ ایسے cases دیکھتی ہے۔ لاء منسٹر صاحب سے میری یہ بھی استدعا ہے کہ اس گینگ کے cases بھی اس کمیٹی میں take up کریں تاکہ جو خرابیاں ہو رہی ہیں وہ دور ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس مسئلے پر already وزیر اعلیٰ صاحب نے under my Chair ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے۔ جتنے بھی high profiled case ہیں جن

میں دہشت گردی کے کیسز، اغوا برائے تاوان کے کیسز، عورتوں پر تیزاب پھینکنے کے کیسز، dacoity with rape or murder cases کو weekly basis پر ایک ایک کیس کو focus کر کے دیکھتے ہیں اور یہ کیسز بھی ہماری فائل پر ہیں۔انشاء اللہ ہم اگلی میٹنگ میں ان کیسز کو بھی دیکھ لیں گے۔انھوں نے جو دونوں واقعات میں malafide intentention کی بات کی ہے کہ برآمدگی نہیں کی گئی اور ملزم کو مل ملا کر جوڈیشل پر بھیج دیا گیا اور ایس ایچ او نے جو بدتمیزی کی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ آپ ڈی پی او کو first hand inquiry کرنے دیں اور اگر اس انکوائری پر نیازی صاحب مطمئن نہیں ہوں گے تو پھر یہ جہاں سے کہیں گے میں اسے verify کروا دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں ایک منٹ لوں گا۔میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل خاص طور پر جنوبی پنجاب میں اغوا برائے تاوان کی وارداتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پچھلے دنوں ملتان میں کافی وارداتیں ہوئی ہیں، لوگ 20/20 اور 50/50 لاکھ روپے تاوان دے کر رہا ہوئے ہیں۔میں یہاں پر ملتان کی پولیس کو بھی appreciate کروں گا کہ انھوں نے سولنگی گینگ پکڑا جس وجہ سے اب کچھ وارداتیں کم ہوئی ہیں۔اغوا برائے تاوان کی جتنی بھی وارداتیں ہوتی ہیں یہ وارداتیں کرنے والے لوگ سندھ اور پنجاب کی ملحقہ سرحد پر کچے کے ایریا میں موجود ہیں۔جو لوگ رہا ہو کر آئے ہیں انھوں نے CPO کے سامنے بتایا ہے کہ انھوں نے وہاں غار بنا کر اس وقت بھی سو ڈیڑھ سو آدمیوں کو زنجیریں ڈال کر جکڑا ہوا ہے۔ان لوگوں کے پاس جدید اسلحہ ہے اور ہماری پولیس کے پاس جو سہولتیں ہیں ان کے ساتھ وہ ان ڈاکوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔لہذا میں وزیر قانون سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ سندھ حکومت کے ساتھ مل کر، پنجاب پولیس اور سندھ پولیس آپس میں co-ordination کے ساتھ اس کچے کے ایریا میں آپریشن کرے اور اس وقت بھی جو وہاں سو سوا سو لوگ بند ہیں انہیں رہا کروایا جائے۔وہاں اس آپریشن کے لئے ہیلی کاپٹر اور جدید اسلحہ چاہئے چونکہ ان کے پاس بہت جدید اسلحہ ہے۔اگر سندھ حکومت اور پنجاب حکومت کی co-ordination سے وہاں آپریشن ہو جاتا ہے تو یہ بڑی کامیابی ہوگی۔

جناب سپیکر: Call Attention Notice کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بات کو respond کرنا چاہوں گا، انھوں نے بڑی اہم بات کی ہے۔ یہ درست ہے کہ اس ایریا میں جس کا انھوں نے تفصیل سے ذکر کیا ہے وہاں پر ملزمان ہیں۔ سرچ آپریشن معمول کی کارروائی ہوتی ہے۔ وہ plan ہو رہا ہے اور ہم اسے مزید intensify کریں گے لیکن آپ اسے آپریشن کا نام نہ دیں کیونکہ آپریشن سے دوسری بات منسلک ہو جاتی ہے کہ جنوبی وزیرستان یا سوات جیسی کوئی بات ہو رہی ہے۔ جنوبی پنجاب میں ایسی بات کہیں required ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ ویسے پولیس باقی علاقوں میں بھی ملزمان گرفتار کرنے کے لئے سرچ آپریشن کرتی رہتی ہے اور اس علاقے میں بھی اسے مزید intensify کریں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! آج جو ایک گھنٹے کا وقت ضائع ہوا ہے یہ بہت افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر: واقعی بہت افسوس ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! بہت اہم سوال take up ہونے سے رہ گئے ہیں۔ اس وقت پورا پنجاب اس معزز ایوان کو دیکھ رہا ہے اگر یہ آپ کا کہنا نہیں مانیں گے اور آپ کی عزت و احترام نہیں کریں گے تو پھر آپ کس طرح سے اس ہاؤس کے Custodian بن سکتے ہیں؟ ہمیں چاہئے کہ آپ کا احترام کریں اور قواعد و ضوابط کے مطابق چلیں۔ میری دوسری استدعا ہے کہ گھنٹہ تو ضائع ہو گیا لیکن ہفتے میں دو دن ضائع کرنے کے لئے دو چھٹیاں مرکزی حکومت کے زیر غور ہیں۔ حضرت قائد اعظم نے فرمایا تھا

کہ کام کام اور کام لیکن ہمارے ہاں ایک دن کی بجائے دو دن کی چھٹیاں زیر غور ہیں۔ یہ ملکی مفاد میں نہیں ہے۔یہ غریبوں کے لئے نقصان دہ ہے، یہ صنعت کے لئے نقصان دہ ہے۔عدالتوں میں سالہا سال سے کیس چل رہے ہیں لوگوں کے فیصلے نہیں ہو رہے لہذا یہ جو دو چھٹیوں کا کہا جا رہا ہے یہ ملکی مفاد میں نہیں ہے۔آپ مہربانی کرکے ایوان کی طرف سے سفارش کریں میں نے اس سلسلے میں قرارداد بھی جمع کروادی ہے مجھے وہ بھی out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔اگر خدانخواستہ وفاق میں دو چھٹیوں کی تجویز منظور ہو گئی تو یہ ملکی مفاد کے خلاف ہو گی اس سے نہ صرف پنجاب کا بلکہ پورے پاکستان کا نقصان ہو گا۔ابھی لاء منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں اس لئے میری استدعا ہے کہ یہ میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس میں پورے پاکستان کا مفاد ہے لہذا مہربانی فرما کر میری قرارداد ایوان میں ضرور آنے دیں۔شکریہ

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔جی، رانا صاحب! یہ کہہ رہے ہیں کہ دو چھٹیاں نہیں ہونی چاہئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! واقعی اس میں مختلف آراء ہیں اور شاید majority view بھی ہے جو بلوچ صاحب فرما رہے ہیں۔میں پوری صحت کے ساتھ تو یہ بات نہیں کر سکتا لیکن اگر یہ قرارداد لے آئے ہیں تو جس دن موقع ہو اس پر بحث کر لی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں وفاقی حکومت کی بھی رہنمائی ہو گی کیونکہ ابھی وفاقی حکومت نے اس بارے میں کوئی definite فیصلہ نہیں کیا اگر اس ایوان سے consensus کے ساتھ اس کے حق یا مخالفت میں رائے چلی جائے گی تو میرے خیال میں وہ کافی role ادا کرے گی۔لہذا اگر اس سلسلے میں ان کی کوئی قرارداد ہے تو میں oppose نہیں کروں گا لیکن وہ relevant time پر لائیں۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب relevant time پر لائیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہاں جو صاحبان بات کرتے ہیں ان میں کون سا issue اہم نہیں ہے؟ سب کا issue اہم ہی ہوتا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: آپ نے آج پورا ڈیڑھ گھنٹہ ایک سوال پر گزار دیا۔

جناب سپیکر: ڈیڑھ گھنٹہ میں نے نہیں گزارا۔میں آپ کی correction چاہتا ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آج کے اخبار میں ہے کہ CNG اور صنعتی یونٹوں کو گیس مہیا کرنے کے حوالے سے کل جو کیبنٹ کے فیصلے ہوئے ہیں یہ بہت اہم ہیں -

جناب سپیکر: پہلے تو آپ اپنی تصحیح کریں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے جو ڈیڑھ گھنٹے کی بات کی ہیں میں نے ڈیڑھ گھنٹہ وقفہ سوالات نہیں رکھا بلکہ ایک گھنٹہ ہوتا ہے اور میں نے وہی پورا کیا ہے اور پورے ٹائم پر وقفہ سوالات ختم کیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آپ مسکرا کر ٹائم دے دیں۔ میں صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے ہمارے ہاں دو چھٹیوں کے بارے میں concern ہے اور کافی لوگ دو چھٹیوں کے حوالے سے بالکل خوش نہیں ہیں اسی طرح سے یہ جو CNG stations بند کئے جا رہے ہیں اور صنعتی یونٹوں کو گیس کی سپلائی بند کی جا رہی ہے میں استدعا کرتا ہوں کہ CNG تو غریب لوگ استعمال کرتے ہیں اور یہ گیس غریبوں کے لئے mobility کا ایک سہارا بن چکی ہے لہذا اس فیصلے کو بھی revise کیا جائے، اس کا affect and impact ہم پر بھی آتا ہے چونکہ ہم یہاں پنجاب میں coalition میں بیٹھے ہیں۔ بلوچ صاحب جو قرار داد دے رہے ہیں اس میں ہم یہ بھی add کریں گے کہ CNG stations بند نہ کئے جائیں اور صنعتی یونٹوں کو بھی گیس کی سپلائی بند نہ کی جائے۔ یہ تو گلے دبانے والی بات ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ دیکھ لیں کہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا تھا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ تو ہمارا معاملہ ہی نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کی طرف آتے ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بھائی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں جو کہہ رہا ہوں وہ تو سنیں۔ کیا آپ مجھے ایجنڈے کی طرف نہیں آنے دینا چاہتے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! کل اسی ہاؤس میں میجر عبدالرحمن اور بھگٹ صاحب نے سٹینڈنگ کمیٹیوں کے بارے میں اپنے مؤقف سے معزز ایوان کو آگاہ کیا تھا۔ اس وقت آپ موجود نہیں تھے، ڈپٹی سپیکر صاحب موجود تھے۔ وزیر قانون صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ آپ تحریک التوائے کار لے کر آئیں تو اب میں out of turn تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتا ہوں، مجھے اس کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: .No out of turn آپ کو کس نے اجازت دی ہے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: کل ڈپٹی سپیکر صاحب نے وعدہ کیا تھا۔

جناب سپیکر: .No, I say no آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات کی تحریک ہے۔ وزیر قانون صاحب! آج اس کا جواب آنا تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے ذرا اس کا نمبر بتا دیں۔

جناب سپیکر: اس کا نمبر 327 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے، اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

ایل ڈی اے کی جوہر ٹاؤن سکیم فیز-I اور-II کی فائلوں کی گمشدگی

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 2009-7-7 کی اشاعت کے مطابق جوہر ٹاؤن Phase-I and II کی 1061 مسل جات ایل۔ڈی۔اے کے ریکارڈ سے لاپتا ہو گئی تھیں، چونکہ ان مسل جات کی عدم موجودگی میں ملکیت اور دیگر امور کی تصدیق نہ کی جا سکتی تھی لہذا عوام الناس کے مفاد میں انہیں فراڈ اور مشکلات سے بچانے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا کہ وہ ان مسل جات سے متعلقہ پلاٹوں کا لین دین نہ کریں۔ تاہم ایسی تمام گم شدہ مسل جات کے مالکان کی جانب سے اپنے پلاٹ، اراضی سے متعلقہ دستاویزات مہیا کرنے اور ضروری تحقیقات، تصدیق اور مجاز اتھارٹی سے اجازت حاصل کرنے کے بعد ان مستثنیٰ مسل جات کو

Central Record Room میں مسل در مسل شامل کر لیا جاتا ہے تاکہ دیگر مسل جات کی طرح ان پر بھی حسب ضابطہ کارروائی کی جاسکے اور عوام کی تشویش دور ہو سکے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب کے اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔ مجھے سمجھ ہی نہیں آئی کہ رانا صاحب کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟ اس میں سے 1061 فائلیں غائب ہیں۔ یہ کونسا land mafia ہے، کس نے فائلیں غائب کی ہیں، یہ فائلیں کہاں گئی ہیں، اور کیوں غائب کی گئی ہیں؟ ان فائلوں کے غائب ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟ اب اس جگہ کے بارے میں پتا ہی نہیں کہ کس کے نام الاٹ ہوئی ہے، کیا اس کا ریکارڈ ان کے پاس موجود ہے اگر نہیں ہے تو پھر ان 1061 فائلوں کا کیا کرنا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! یہ question hour تو نہیں ہے کہ آپ اس طرح سے سوالات کرتی چلی جائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: تو پھر مجھے وزیر قانون مطمئن کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی تحریک پڑھ دی اور وزیر قانون نے اس کا جواب بھی دے دیا ہے۔ اب اگر آپ ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو اس بارے میں آپ تھوڑا بہت پوچھ سکتی ہیں لیکن یہ question hour ہے اور نہ ہی اس پر تقریر ہو سکتی ہے۔ جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کی یہ نشاندہی بالکل valid ہے۔ اس جواب میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ "1061 مسل جات ایل۔ڈی۔اے کے ریکارڈ سے لاپتا ہو گئی تھیں"۔ اب اس سے آگے جواب میں کوئی بات درج نہیں ہے کہ آیا وہ چوری ہو گئی تھیں یا کیا ہوا؟ میں ڈی۔جی، ایل۔ڈی۔اے سے اس بارے میں inquire کرنے کے بعد ہی کوئی بات کرنے کی پوزیشن میں ہوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ میری اس تحریک کو pending فرما دیں اور رانا صاحب ڈی۔جی، ایل۔ڈی۔اے سے اس بارے میں مزید معلومات لے لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کو details لینے کے لئے کتنا وقت درکار ہو گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے لئے کم از کم دو دن دے دیں۔ آج میں ڈی۔جی، ایل۔ڈی۔اے کو convey کروں گا اور انہیں بھی ایک آدھ دن چاہئے ہو گا۔

جناب سپیکر: چلیں، اس تحریک کو next Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے۔

قادر آباد فارم ضلع ساہیوال میں نایاب اور قیمتی جانوروں کی چوری

(۔۔۔جاری)

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا موقع ہے کیونکہ آج رانا صاحب ڈاکوؤں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور بڑے ایکشن میں ہیں۔ یہ بھی گورنمنٹ کی property پر ایک بہت بڑا ڈاکا ڈالا گیا ہے۔ میں اس کو چوری نہیں کہتا بلکہ یہ جانور وہاں سے خورد بُرد ہوئے ہیں۔ وہاں پر جو بھی انچارج یا Farm Manager ہیں وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔ محکمہ کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ یہ جانور چوری ہوئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جانور چوری نہیں ہوئے، یہ جانور نمائش میں انعام لیتے تھے اور ان کا ریکارڈ دودھ تھا، پھر یہ جانور ایک جگہ سے غائب نہیں ہوئے، دو جانور ایک shed میں سے غائب ہوئے ہیں، دو جانور دوسرے shed سے غائب ہوئے ہیں۔ تیسرے shed میں سے ایک جانور گیا ہے اور پھر چوتھے shed میں سے بھی ایک جانور غائب ہوا ہے۔ یہ چوری والا معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ ملی بھگت ہے۔ یہ 45 ایکڑ رقبے پر فارم بنا ہوا ہے۔ وہاں پر جو ملازمین یا انچارج ہیں، وہ حکومت سے تنخواہیں لے رہے ہیں، وہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ یہ جانور بالکل چوری نہیں ہوئے بلکہ ملازمین کی ملی بھگت سے غائب کئے گئے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا فارم کے انچارج کے خلاف اب تک کوئی ایکشن لیا گیا ہے؟ یہ معاملہ انتہائی سنگین ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ اس بارے میں کوئی کمیٹی تشکیل فرما دیں تاکہ اس کی پوری انکوائری ہو سکے اور ذمہ دار افسران اور اہلکاران کے خلاف کارروائی ہو سکے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ولایت شاہ کھگہ صاحب نے جو بات کہی ہے prima facie مجھے بھی یہی لگتا ہے کہ یہ چوری کا معاملہ نہیں ہے بلکہ وہاں پر جو لوگ تعینات ہیں

ان کی ملی بھگت سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ یہ بڑے قیمتی جانور ہیں اوران جانوروں کے غائب ہونے میں وہاں کے ملازمین کی involvement کا اندیشہ ہے۔ میں نے آج سیکرٹری لائیوسٹاک کو بلایا ہے۔ ابھی اجلاس سے فارغ ہو کر کھگہ صاحب بھی میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ ہم سیکرٹری لائیوسٹاک سے بات کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ پہلے ایک chance محکمہ کو دے دیں۔ سیکرٹری صاحب اس معاملے کی انکوائری کروالیں۔ اگر شاہ صاحب اس سے مطمئن نہ ہوئے تو پھر اس معاملے کو دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر: آپ نے صرف شاہ صاحب کو مطمئن نہیں کرنا بلکہ مجھے اور ہاؤس کو بھی مطمئن کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، بالکل آپ کو بھی مطمئن کریں گے۔ میں آج ہی سیکرٹری لائیوسٹاک کو اس بات کا پابند کردوں گا کہ وہ اس پورے معاملے کی انکوائری کرواکر رپورٹ مجھے بھجوائیں۔ آپ اس تحریک کو next session کے لئے pending فرمادیں کیونکہ اس کی انکوائری میں چند دن تو لگیں گے۔ یہ انکوائری دو یا تین دن میں نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ شاہ صاحب! آپ وزیر قانون کے ساتھ co-ordinate کرلیں۔ اس تحریک کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بھی اس حوالے سے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا، محکمہ آپ کا ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی progress ہے تو .well and good جی، فرمائیں!

وزیر لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس حوالے سے مقدمہ نمبر 398 درج ہو چکا ہے اور 19 لاکھ روپے کی recovery ڈالی گئی ہے۔ سیکرٹری لائیوسٹاک اسلام آباد میں ہیں، میں نے آج ان کو بلایا ہے۔ ہم انہیں اس فارم کے انچارج کی suspension کا بھی کہتے ہیں۔ اس کی بالکل غیر جانبدار انکوائری ہوگی اور جو لوگ بھی ملوث پائے گئے ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اس معاملے کو سنجیدگی سے لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! صرف انکوائری نہیں چاہئے بلکہ ہمیں تو ان قیمتی جانوروں کی برآمدگی چاہئے۔

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جی، بالکل یہ جانور برآمد کروائے جائیں گے۔اس حوالے سے ساری کارروائی معزز ایم۔پی۔اے کی تسلی کے مطابق ہوگی۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک genuine issue کو raise کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بات سنیں۔اس وقت تحاریک التوائے کار چل رہی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: I am sorry میں نے سمجھا کہ تحاریک التوائے کار ختم ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، بھائی! ابھی چل رہی ہیں۔اس کے بعد آپ بے شک گوہر افشانی فرمالیجئے گا۔جناب شاہان ملک کی تحریک التوائے کار ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔اس کو pending کیا جاتا ہے۔جناب قیصر اقبال سندھو صاحب اور محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔دونوں ہی نہیں ہیں اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔یا حضور! آپ کا نمبر آ گیا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 625، شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پڑھی جا چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اس تحریک کا جواب میرے پاس نہیں ہے اس کو آپ pending فرما دیں اور شیخ صاحب کی جس تحریک کا جواب میرے پاس ہے وہ تحریک التوائے کار نمبر 630 ہے۔(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب تو نہیں دینا چاہتا لیکن میرا خیال ہے کہ مجھے شیر علی خان صاحب کو جواب دینا چاہئے کہ میں اس پنجاب کے لوگوں کے لئے محنت کر کے issues یہاں پر لاتا ہوں اور ان کو یہ کہنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا کہ pending کر دیا جائے، یہ کر دیا جائے یا وہ کر دیا جائے۔میں ان کے کسی معاملے میں نہیں آتا اور اکثر جو cross talk ہوتی ہے میں ان سے بہت بہتر جواب دینا جانتا ہوں۔مجھے اس ایوان اور آپ کی عزت بہت عزیز ہے۔

جناب سپیکر: تحمل رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تحمل کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔میں اس میں بولنا نہیں چاہ رہا تھا، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج یہاں پر جو گھنٹہ، سوا گھنٹہ بات ہوئی ہے، لاء منسٹر کے خلاف جو letter

اس letter head پر جو بھی کیا گیا ہے استعمال ہوا ہے، Provincial Assembly of the Punjab لکھا ہوا ہے۔ سب سے پہلے اس پر آپ کو کارروائی کرنی چاہئے۔ وہ letter head کس نے بنایا اور یہ سلسلہ کہاں سے چلا؟ میں کسی کے معاملے میں نہیں بولتا، اگر کوئی میرے معاملے میں بولے گا تو مجھے ساری زبانیں آتی ہیں اور میں لاہور کا اس جگہ کا جم پل ہوں کہ ہر چیز وہیں سے نکل رہی ہے۔ ہاں، یہ بات سب لوگ سمجھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ Next تحریک التوائے کار نمبر 627 بھی شیخ صاحب کی ہے۔

MR SHER ALI KHAN: Mr. Speaker! Point of personal explanation.

جناب سپیکر: نہیں، Point of personal explanation کی کہیں گنجائش ہے ہی نہیں۔ (قطع کلامیاں) جی، نہیں، انہوں نے نام لیا ہی نہیں ابھی تک۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے شیخ صاحب کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے دونوں طرف سے غلط فہمی ہو گئی ہے۔ اس بات کو چھوڑ دیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! شیخ صاحب کہتے ہیں کہ ان کو ساری زبانیں آتی ہیں۔ ان کو French, Persian آتی ہو گی، مجھے اتنی زبانیں نہیں آتیں، مجھے ایک ہی زبان آتی ہے اور وہ مہذب زبان ہے انہیں تہذیب کے دائرے میں رہنا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی next Adjournment Motion No. 630 ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنی تحریک التوائے کار نمبر 630 کی جگہ educators کے مسئلے والی تحریک پر بحث کرنا چاہتا ہوں اور آپ نے مجھے اس کی اجازت بھی دی تھی۔ اس مسئلے کے اوپر پورا پنجاب پاگل ہو گیا ہے اور بڑی پریشانی کا عالم ہے۔ اس تحریک پر بحث کے لئے مجھے میرے ہی نمبر پر اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کا کون سا نمبر ہے؟

شیخ علاؤالدین: اس کا نمبر 723 ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو پھر out of turn نہیں آئے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں، آپ اس کو check کر لیجئے۔ میں educators کے معاملے میں یہ بات floor پر لایا تھا۔ محترم لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اس کو کسی سسٹم سے لائیں۔ میں اس کو لے کر آیا ہوں اور میں اپنا نمبر forego کر رہا ہوں۔ میں اس تحریک کو اپنی ہی تحریک کی place پر لے رہا ہوں یعنی میں اپنی تحریک التوائے کار 630 کو forego کر رہا ہوں، میں کسی کا کوئی حق نہیں لے رہا۔ یہ انتہائی ضروری معاملہ ہے جس سے لوگ بہت پریشان ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ پہلے put up ہو چکی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جی، یہ put up ہو چکی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک put up ہو چکی ہے۔ آپ بیٹھیں ناں۔ اس کی اجازت آپ نے نہیں دینی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ سے اجازت لے کر آپ سے بات کر رہی ہوں کہ ہمارے معزز رکن نے educators پر ہی Adjournment Motion move کی ہوئی ہے، میں نے بھی educators پر ہی Adjournment Motion move کی ہوئی ہے۔ آپ اگر ان کو اجازت دیں گے تو پھر آپ دیکھ لیجئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سن لیجئے۔ محترمہ ثمینہ جو بات کر رہی ہیں وہ بھی اسی مسئلے سے related ہے مگر میں تو اس کے لئے اپنا نمبر forego کر رہا ہوں۔ میں اپنے boarding card پر اپنی سیٹ مانگ رہا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اپنا نمبر ہی confirm کرنا چاہ رہی ہوں کہ وہ check کرا دیجئے کہ میری تحریک التوائے کار کا نمبر کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر انہوں نے میرے ساتھ بولنا ہے تو پھر یہ ادھر ان سیٹوں پر آ جائیں۔ آ جائیں ناں، کیا ہو گیا ہے، چھوڑیں ان باتوں کو۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شیخ صاحب! میں issues پر اُدھر بھی ویسے ہی بات کروں گی تو اس لئے میں اِدھر ہی ٹھیک ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Educators کے حوالے سے میری لاء منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! معزز رکن کی تحریک کا نمبر سات سو میں ہے اور میری تحریک کا نمبر چار سو کے نمبروں میں ہے۔ آپ کی مہربانی ہے کہ اگر آپ ان کی تحریک put up کریں گے تو پہلے میرا حق ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! جو مجھے اطلاع ملی ہے آپ کی تحریک lapse ہو چکی ہے کیونکہ وہ پچھلے session میں تھی۔ شیخ صاحب! ابھی اس میں کافی کانٹ چھانٹ ہونی ہے تو آپ مہربانی فرمائیں اس کو کل کے لئے رکھ لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: .Right sir. Thank you میں پھر اپنے اصل نمبر پر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب چھوڑ دیں، کسی اور کی بھی باری آنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! 630 پھر تو میں وہی نمبر اٹھاؤں گا ناں۔ مجھے تو آپ وہی ٹائم دیں گے ناں، میں تو آپ کی بات مانتا ہوں۔ میرے لئے جیسے آپ کا حکم ہے، میرے لئے سر آنکھوں پر۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ہم نے شیخ صاحب کو ٹائم دیا ہوا تھا، اس کے بعد ہمارا فیصلہ کچھ اور ہو گیا۔ اب آپ مہربانی کریں ہم اسی ترتیب سے چلیں گے لیکن آج ہم نے شیخ صاحب کی جس تحریک کو pending کیا ہے اس کو کل ہم نے take up کرنا ہے۔ اس کے بعد آپ کے نمبر جس طرح سے ہیں، ماسوائے اس کے، باقی تمام نمبر اسی طرح چلیں گے کیونکہ ہماری ان کے ساتھ commitment ہے۔

ایل ڈی اے کا عوامی نمائندوں کی بجائے عام لوگوں سے لاہور کی بڑی سڑکوں پر تجارتی سرگرمیوں کے لئے تجاویز طلب کرنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (LDA) کے ایک حالیہ فیصلہ کے مطابق لاہور کی تمام سڑکوں پر تجارتی سرگرمیوں کے لئے لوگوں سے تجاویز طلب کی گئی ہیں۔ انتہائی حیران کن بات یہ ہے کہ اس میں لاہور کی وہ تمام سڑکیں جن پر کمرشل پلازوں کے دیوہیکل پہاڑ پہلے سے ہی موجود ہیں ان کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ میں صرف چند مثالیں پیش کرنا چاہوں گا جیسا کہ شیر پاؤ پل سے لے کر مین بلیو وارڈ گلبرگ تک اور مکمل وحدت روڈ جو فیروزپور روڈ سے ملتان روڈ تک ہے۔ لاہور کی تقریباً تمام سڑکوں کے لئے تجاویز مانگی گئی

ہیں اور عوام سے پوچھا گیا ہے کہ وہ کس قسم کی تجارتی سرگرمیاں یہاں چاہتے ہیں، پلاٹ کا سائز کیا ہونا چاہئے، بلڈنگ کی اونچائی کیا ہونی چاہئے۔ میرے نزدیک عوام سے سڑکوں پر کمرشلائیز پالیسی پر رائے طلب کرنا ایک خانہ پری کے علاوہ کچھ نہ ہے اور میرا بنیادی مؤقف اس معزز ایوان کے سامنے یہ ہے کہ الحمدللہ پنجاب اسمبلی موجود ہے جس میں نہ صرف لاہور بلکہ پورے پنجاب urban & rural areas کے نمائندے موجود ہیں اور پنجاب اسمبلی سے بہتر لاہور یا کسی بھی پنجاب کے شہر کے بارے میں کمرشلائزیشن پالیسی کو کہیں اور زیر بحث لانا درست نہ ہے۔ معزز اراکین کو یہ پہلو بھی سامنے رکھنا چاہئے کہ کوئی بھی بلڈر ڈویلپر محض چند ہزار روپے کی سٹیشنری اور courier postage کے ذریعے کسی بھی سڑک کے بارے میں نام نہاد ایسی رائے عامہ دکھا سکتا ہے جو اصل stake holders یا ان سڑکوں کو استعمال کرنے والے اگلے سو سال کے عوام کے لئے ہمیشہ کے لئے پریشانی کا باعث بن سکتی ہوں۔ LDA کی ناقص پالیسی کی وجہ سے لاہور بے ہنگم پلازوں اور عمارتوں کی وجہ سے ٹریفک کے ناقابل حل مسائل کا شکار ہو چکا ہے۔ آج تک لاہور کی کوئی (urban limit) لائن قائم نہ ہو سکی۔ ایک طرف پتوکی اور اوکاڑہ تک دوسری طرف گوجرانوالہ تک بہترین زرعی زمینوں کو ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنا کر wind fall profit کمایا جا رہا ہے۔ یہی حال ملتان کے قریب آم اور انار کے بہترین باغات ختم کر کے ظالمانہ اقدام مسلسل کئے جا رہے ہیں۔ لاہور کے علاوہ پنجاب کے تمام شہروں کے حالات بھی ان developer mafia کے ہاتھوں مختلف نہ ہیں۔ یہ انتہائی سنگین نوعیت کا مسئلہ ہے اور اس پر فوری توجہ نہ دینے کی صورت میں تاریخ ہماری خود غرضی اور کوتاہی کی گواہ ہو گی اور آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہ کریں گی۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو جواب LDA کی جانب سے موصول ہوا ہے اس کے مطابق لاہور شہر میں بڑھتے ہوئے تجارتی و کاروباری رجحان کے باعث حکومت پنجاب نے 1993 تا 2001 میں رہائشی پلاٹوں کو کمرشل میں تبدیل کرنے کے لئے کمرشلائزیشن پالیسی نافذ کی۔ لاہور ہائیکورٹ نے 2007 میں LDA کے ایک کیس کے دوران suo moto action لیتے ہوئے کمرشلائزیشن پالیسی 2001 کی وجہ سے شہر میں مسائل کے اضافے کے بارے میں استفسار کیا اور کمرشلائزیشن پالیسی کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اور اس کا دوبارہ جائزہ لینے کی ہدایت کی۔ اس

دوران کمرشلائزیشن پالیسی پر پابندی لگا دی گئی اور نئی پالیسی مرتب کرنے کا کام P&D کے Department Urban Unit کو سونپ دیا گیا۔ اس نے نئے rules بعنوان LDA Land Use Classification Reclassification and Redevelopment 2009 مرتب کئے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین نوابزادہ سید شمس حیدر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس کا notification 10۔فروری 2009 کو کر دیا گیا۔ اس rule کے تحت کمشنر لاہور ڈویژن، لاہور کی سربراہی میں ایک کمیٹی بعنوان District Planning and Designing تشکیل دی گئی ہے جو موجودہ 58 منظور شدہ کمرشل سڑکوں کا از سر نو جائزہ لینے کے بعد ایسی سڑکوں یا ان سڑکوں کے کچھ حصوں کو پابندیوں کے ساتھ یا ان کے بغیر کمرشل قرار دے گی۔ District Planning and Designing Committee کے ممبران کی تفصیل تتمہ (الف) ہے۔ مذکورہ بالا کمیٹی نے اپنی سفارشات کو حتمی شکل دینے کے لئے متعدد میٹنگز کیں۔ اس کام میں شہری ضروریات کا مکمل اور جامع جائزہ لینے کے لئے عوامی رائے طلب کی گئی جس کے لئے محکمہ LDA نے شہر لاہور کے لئے تقریباً ایک سو سے زائد سنٹر بنا کر drop box رکھے اور میڈیا میں بھی دیا گیا۔ آخر کار کمیٹی نے LDA Land Use Classification Reclassification and Redevelopment 2009 کے تحت شہر کی ایسی سڑکوں یا سڑکوں کے کچھ حصوں کے لئے کمرشل پالیسی وضع کر دی اور اس کو عوام تک پہنچانے کے لئے website میڈیا میں بذریعہ اشتہارات مورخہ 22۔اکتوبر 2009 شائع کر دیا گیا ہے۔ جہاں تک لاہور کی urban limit line قائم ہونے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں یہ واضح کر دینا مناسب ہے کہ LDA کی metropolitan boundary ہی urban limit ہے جو کہ ضلع لاہور کی boundary پر محیط ہے۔

جناب چیئرمین! میں نے یہ جواب جو پڑھا ہے اس کے ساتھ کافی documents اور پالیسی LDA والوں نے لگائی ہے۔ میرے خیال میں، میں یہ سارا جواب محترم شیخ صاحب کو دے دوں گا۔ وہ اس کو پوری طرح سے دیکھ لیں اور اس کے بعد وہ جو تجاویز فراہم کریں گے، اگر وہ کہیں گے تو LDA حکام کو بلا کر ان کے ساتھ بٹھا دیں گے۔ اگر وہ تحریری تجاویز دیں گے تو وہ ان کو دے دیں گے تاکہ ان کی تجاویز سے جو رہنمائی اس سلسلے میں مل سکے وہ ان کو حاصل ہو جائے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اس کو oppose کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! پہلے آپ بات کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جناب وزیر قانون نے جو بات کہی ہے وہ اس حد تک تو درست ہے کہ انھوں نے وہاں سے ریکارڈ منگوایا ہے۔ میں اس میں صرف دو باتیں شامل کرنا چاہتا ہوں جو میں اس معزز ایوان کے سامنے بھی اس لحاظ سے رکھنا چاہتا ہوں کہ وقت گزر جاتا ہے لیکن 50 سال بعد بھی یہ بات یاد آئے گی اس لئے میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ لاہور کو high-rise building نے خراب کیا ہے۔ لاہور وہ لاہور رہا ہی نہیں ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ specific areas کر دیئے جائیں کہ یہاں high-rise buildings بن سکتی ہیں اور باقی جگہوں پر نہیں بن سکتیں۔ یہ لاہور پر احسان ہوگا۔

اس کے علاوہ یہ اس کی urban limit change کرتے رہتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پہلے urban limit صرف فیروزپور روڈ کے اچھرہ چوک تک تھی، پھر یہ بڑھائی گئی اور آج بھی یہ کوئی specific urban limit نہیں بتاتے۔ آپ اندازہ کریں کہ سکھ چین گارڈن کے جو پلاٹ ہیں وہ overseas پاکستانیوں کو لاہور میں کہہ کر فروخت کئے گئے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں اور یہ آنے والی نسلوں پر احسان ہوگا۔ میں ایک چھوٹی سی بات بتانا چاہتا ہوں کہ فین روڈ ایک چھوٹی سی روڈ ہے، میرے خیال میں 30/35 فٹ کی روڈ ہے۔ اس پر آپ دیکھیں کہ کتنی high-rise buildings بن گئیں۔ ان کی ٹریفک کہاں جائے گی، ان کی پارکنگ کہاں جائے گی؟ اس کا نتیجہ یہ ہوگا اول تو وہ وقت آ گیا ہے کوئی زیادہ دیر کی بات نہیں ہے کہ آج کی اور آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے آپ کے توسط سے ایک بات رکھنا چاہتا ہوں کہ گلبرگ میں جہاں صدیق ٹریڈ سنٹر بنا ہے، یہاں 12 کنال کا ایک گھر ہوتا تھا، یہ سب 12/12 کنال کے پلاٹ ہیں۔ میرا بچپن اسی علاقے میں گزرا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہاں اس ایک صدیق ٹریڈ سنٹر میں 11/12 سو bath rooms ہیں۔ وہی سیوریج ہے، وہی سڑکیں ہیں تو آخر کیا بنے گا؟ یہ ٹھیک ہے کہ اس کام میں بہت profit ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت صرف ان دو باتوں کو مدنظر رکھے اور پھر آگے چلے اور اگلی نسلوں کو سامنے رکھے۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! معزز وزیر قانون نے آپ کو کہا ہے کہ آپ تجاویز دے دیں۔ اس کے علاوہ اور بھی تجاویز ہیں تو آپ ان سے بات کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! ٹھیک ہے۔ میں نے جو ریکارڈ پر لانا تھا، میں لے آیا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں چند بنیادی باتیں کرنا چاہوں گا جس کو شاید شیخ علاؤالدین صاحب نے consider نہیں کیا۔ دنیا کے تمام شہروں پر rural to urban migration کا دباؤ ہے۔ World Bank کی ایک رپورٹ ہے، جس کے مطابق 2025 تک دنیا کے mega cities میں اضافہ ہوگا اور شہری آبادی بڑھے گی۔ یہ اس لئے ہوگا کہ services rural area تک پہنچانا اتنا مہنگا کام ہے کہ شہری زندگی اور quality life کے لئے لوگ بڑے بڑے شہروں میں move کر جائیں گے۔ دنیا کے تمام ترقی یافتہ شہروں میں down towns ہیں، وہ شہر باہر کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہاں دو موضوع شیخ صاحب نے اٹھائے۔ ایک urbanization جو multi story buildings اور commercialization کا پہلو ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں بات یہ نہیں ہے کہ وہ نہیں بننی چاہئیں۔ بات تو یہ ہے کہ وہ بننی چاہئیں لیکن rules کے مطابق بننی چاہئیں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے اور یہ ملک کا بھی قانون ہے اور دنیا میں بھی یہ قانون ہے کہ جو نئی multi story building بنے وہ ایک self contained building ہو۔ اس کی مکمل پارکنگ اور جتنا covered area ہے اس کی پارکنگ اس building کے اندر مہیا کی جائے۔ اس کے لئے hygienic rules کے مطابق اگر buildings بنیں تو جن خدشات کا اشارہ شیخ صاحب نے کیا ہے وہ رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ آج اسلام آباد میں چار یا پانچ high-rise buildings ہیں۔ جب اسلام آباد میں لوگ بیرون ملک سے آکر دیکھتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ under develop اور غریب ملک ہے جو عمارتیں بھی نہیں بنا سکا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ down towns اور commercial buildings کی اپنی اہمیت ہے۔ ان کو ایک طریق کار اور قانون کے تحت بننا چاہئے۔

جناب چیئرمین! شیخ صاحب نے دوسری یہ بات کی تھی کہ بڑی قیمتی اراضی شہر کے باہر کی طرف جا رہی ہیں۔ بڑے بڑے شہر اپنے چاروں اطراف میں بڑھ رہے ہیں، یقیناً وہاں پر زرعی زمینیں ہیں۔ یہ town planning کا کام ہے کہ وہاں پر parks کو رکھا جائے، وہاں پر planning کی جائے کیونکہ آبادیاں تو بڑھنی ہی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر انھوں نے یہ issue اٹھایا ہے تو اس کا solution بھی ہمیں دیں۔ میں یہاں یہ کہوں گا کہ ہمارے ادارے جیسے LDA ہے اگر اس کے اندر کوئی کمزوری ہے تو ہم نے اس میں capacity building کرنی ہے۔ ہم نے اس کو strengthen کرنا ہے تو اس پر بات کی جائے کہ یہ ادارے ہمارے شہر کی future grow کو دیکھنے کے لئے competent

نہیں ہیں۔ میرے خیال میں issue یہ نہیں ہے، ان شہروں نے انشاءاللہ بڑھنا ہے، ان کے اندر high-rise buildings نے بننا ہے۔ ان شہروں کے باہر کے علاقوں میں colonies بنی ہیں لیکن وہ ایک نظام، قاعدے اور scientific طریقے سے بنی چاہئیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ high-rise buildings بنی ہیں اور یہ بنتی رہیں گی۔ میں پچھلے ADP میں ایک کمیٹی میں تھا، میں نے وہاں بھی تجویز دی تھی۔ اب وقت یہ آگیا ہے کہ شہروں کی بجائے جہاں لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں وہاں سہولیات فراہم کی جائیں۔ یہاں بات ہوئی ہے کہ دیہاتوں میں سہولیات بہم پہنچانے کے لئے اخراجات زیادہ آتے ہیں تو یہ صرف lack of planning ہے ورنہ 50 کی دہائی کے بعد کئی علاقے بسائے گئے تھے اور آج وہ شہر پوری urban facilities دے رہے ہیں۔ میں اس کی مثال اپنے ایک شہر جوہر آباد اور قائد آباد کی دوں گا۔ اس کے علاوہ پپلاں اور بھکر کو develop کیا گیا تھا۔ یہاں جس طرح لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور ملتان میں سب کچھ لا کر پوری دنیا کو کھینچا جا رہا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ شہروں کی بجائے ہمارے جو دُور دراز کے گاؤں ہیں وہاں پر شہر بسائے جائیں اور یہ تمام سہولیات، سڑکیں اور سکول بھی وہاں پر دیئے جائیں۔ اس سلسلے میں جس طرح میاں محمد شہباز شریف صاحب نے دانش سکول سسٹم دے کر ایک اور اچھا قدم اٹھایا ہے اسی طرح وہاں ہمارے villages میں دانش سکول سسٹم، صحت کی سہولیات اور سڑکیں پہنچائی جائیں۔ وہاں پر development کی جائے اور development بھی اُس جگہ پر کی جائے جہاں پر زمین fertile نہیں ہے۔ ہمارے پاس بے شمار ایسی زمین پڑی ہے جو fertile نہیں ہے لہذا وہاں پر نئے شہر بسائے جائیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ

جناب محمد اخلاق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد اخلاق: جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں ایک suggestion دینا چاہوں گا کہ rules and regulations موجود ہیں لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ commercial buildings میں کرپشن ہے۔ میں اس کی مثال اس طرح سے دوں گا کہ آپ cantonment areas چیک کر لیں،

وہاں پر rate of corruption کم ہے کیونکہ وہاں پر rules and regulations پر کافی حد تک لوگوں کو پابند کیا جاتا ہے، وہاں پر proper parking دی جاتی ہے، proper designing اور ہر چیز کی study کی جاتی ہے اور وہاں پر implementation بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ commercialization ہونی چاہئے، multi story buildings بنی چاہئیں لیکن بنیادی چیز یہ ہے کہ ہمارے محکموں میں کرپشن ہے۔ آپ کسی بھی بلڈنگ کی فائلیں اٹھا کر دیکھ لیں اُن میں ہمارے محکموں نے تمام کارروائی کی ہو گی لیکن پھر بھی پیسے لے کر ہی اُن چیزوں کو پاس کیا جاتا ہے۔ میری اس ہاؤس کی وساطت سے آپ سے یہ request ہو گی کہ جو محکمے کرپشن کر رہے ہیں اس کو consider کیا جائے کیونکہ بنیادی چیز کرپشن کو حل کرنا ہے۔ اگر ہم اس کی اصلاح کر لیں تو یہ جتنی بھی buildings ہیں یہ proper بن جائیں گی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 631/09 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شراب بلیک میں فروخت ہونے سے محکمہ کو کروڑوں روپے کا نقصان

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "ایکسائز عملے کی ملی بھگت، اڑھائی کروڑ کی شراب بلیک میں فروخت، ہوٹلوں میں تعینات عملے نے پرمٹوں پر دس گنا زائد شراب کی بوتلیں جاری کر دیں۔" تفصیل یوں ہے کہ شراب فروخت کرنے والے ہوٹلوں میں تعینات ایکسائز کے عملے کی مبینہ ملی بھگت سے ایک ماہ کے دوران اڑھائی کروڑ روپے مالیت کی شراب بلیک میں فروخت کی گئی جبکہ ان ہوٹلوں سے پرمٹوں پر دس گنا زائد شراب کی بوتلیں جاری کر دی گئیں جس سے ایکسائز ڈیوٹی اور وینڈ فیس کی مد میں قومی خزانہ کو ڈیڑھ کروڑ روپے سے زائد کا نقصان پہنچایا گیا۔ ذرائع نے بتایا کہ محکمہ ایکسائز نے اب تک تقریباً اڑھائی ہزار لائسنس جاری کئے ہیں جبکہ صرف لاہور کے ہوٹلوں سے شراب اور بیئر کے تقریباً 5 لاکھ یونٹ بلیک میں فروخت ہوئے جس سے ایکسائز کے عملے نے بھاری رقوم کمائیں۔ ذرائع نے بتایا کہ جعلی شراب کی تیاری کے لئے ایک ای ٹی او عہدہ کے افسر کے سگے بھائی کے نام سے سپرٹ کا لائسنس جاری کر دیا گیا جس سے جعلی شراب تیار کر کے فروخت کی گئی۔ رابطہ کرنے پر ایکسائز کے ترجمان نے بتایا کہ اس

معاملے کی تحقیقات کی جائیں گی۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ (شور وغل)

MR. CHAIRMAN: Ladies and Gentlemen! Order in the House please.

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

MRS. AYESHA JAVED: Sir, House is not in order and somebody is sitting on the chair of the Chief Minister and also on the Minister seats.

جناب چیئرمین: محترمہ! پلیز آپ کسی اور سیٹ پر بیٹھیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس تحریک کا محکمے کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ شراب کی بوتلیں صرف اُن افراد کو جاری کی جاتی ہیں جن کو قواعد و ضوابط کے مطابق permit جاری کئے گئے ہوں۔ ایکسائز وینڈ فیس شراب کی فروخت ہونے پر وصول کی جاتی ہے جس میں ایک پیسا بھی خورد برد نہیں کیا جاتا اور قومی خزانہ کو کسی قسم کے نقصان کا کوئی اندیشہ نہ ہے۔ سابقہ مالی سال کے تین ماہ یعنی جولائی، اگست اور ستمبر 2008 اور موجودہ مالی سال کے تین ماہ یعنی جولائی، اگست اور ستمبر 2009 میں وینڈ فیس کی مد میں ایک کروڑ روپے سے زائد وصولی کی گئی۔ لاہور شہر میں پورے پنجاب سے permit holders شراب خریدنے آتے ہیں جبکہ صرف لاہور شہر کے جاری کردہ permit holders کی اب تک تعداد پانچ ہزار سے زائد ہے۔ لاہور میں کسی ای ٹی او کے عہدے کے آفیسر کے حقیقی بھائی کے نام کوئی سپرٹ کا لائسنس جاری نہ کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ اخبار میں شائع ہونے والی خبر میں کوئی صداقت نہ ہے---

(اذان ظہر)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں تحریک التوائے کار نمبر 631 کا جواب پڑھ رہا تھا۔ اس کی آخری لائن ہے کہ مزید یہ کہ اخبار میں شائع ہونے والی خبر میں کوئی صداقت نہ ہے جو کہ بے بنیاد اور مفروضہ پر مبنی ہے۔ محکمے کا جواب تو آ گیا ہے لیکن محترم شیخ صاحب نے جو گفتگو کی ہے اس سے نہ صرف میں بلکہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب بھی متفق ہیں۔ اس محکمے میں بے انتہا کرپشن ہے اور خاص طور پر شراب کے permits میں تو بالکل اندھیر نگری ہے جس کا وزیر اعلیٰ صاحب نے خود نوٹس لیا ہے۔ انہوں نے آج سے دو دن قبل اس محکمے کی پوری briefing لی ہے اور اس میں انہوں نے متعدد اقدامات کا فیصلہ کیا ہے۔ جس طرح محترم شیخ صاحب نے ذکر کیا ہے اس سے متعلق ہماری کوشش ہو گی کہ اس میں جس حد تک بھی کارروائی کرنی ہو گی، ہم کریں گے کیونکہ یہ ایکسائز انسپکٹرز اور ای ٹی اوز جو خاص طور پر فائیو سٹار ہوٹلوں میں لگے ہوئے ہیں جہاں پر شراب کا کام ہوتا ہے۔ یہ لوگ بالکل from the core corrupt ہیں۔ ہم نے وہ اقدامات کئے ہیں جس سے اس میں بہتری آئے اور حکومت کو یہ ریونیو کم از کم دس گنا زیادہ حاصل ہو سکتا ہے جو کہ ان کی جیبوں میں جاتا ہے اور حکومت کو بالکل peanuts والی بات ہے۔ اس سلسلے میں آج سے دو روز قبل ہی وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کی بریفنگ لے کر اس میں متعدد اقدامات اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے، ان اقدامات کے بارے میں، میں شیخ صاحب کو آگاہ کر دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس میں بہتری لائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک تو وزیر قانون صاحب نے جو بات بتائی ہے میں اس کی جتنی بھی تعریف کروں وہ کم ہے اگر اس پر عمل ہو گیا ہے لیکن میں ایک بات عرض کرنا چاہوں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے پاس بھی حاضر ہوا تھا اور میں نے آپ کو باقاعدہ کچھ figures دیئے تھے کہ جون میں کتنی شراب انہی ہوٹلوں کے باہر سے لے کر انہی ہوٹلوں کے کمروں میں رکھ کر کروڑوں روپیہ کمایا گیا۔ وزیر قانون صاحب کی یہ بات بالکل درست ہے کہ اس سیکٹر سے دس گنا زیادہ ریونیو کمایا جا سکتا ہے۔ ہم ان لوگوں کے لئے دعا گو ہیں اور اللہ ان پر رحم کرے جو اس شراب کے استعمال میں ہیں لیکن میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ یہ ریونیو جو لوگوں کی جیب میں جا رہا ہے اگر حکومت اور

میاں شہباز شریف صاحب نے یہ فیصلہ کر لیا ہے، اللہ کرے اس پر عمل ہو جائے کہ وہ ریونیو آ جائے تو اس سے بڑی مہربانی کوئی نہیں ہو گی۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی اس تحریک التواء کو press نہیں کرتا۔ آپ جو چاہیں کر دیں لیکن میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ اگر آپ اس ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں تو یہ ریونیو دس گنا ہو سکتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اسی ضمن میں بات کرنا چاہتا ہوں جو ابھی شراب کے حوالے سے گفتگو ہو رہی تھی۔

جناب سپیکر: وہ معاملہ تو اب ختم ہو گیا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہاؤس میں کوئی مسئلہ آیا ہے تو اگر میری بھی بات جو کہ relevant ہے سن لیں تو اس میں کیا حرج ہے؟

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جن مذاہب کے لوگوں کو شراب کے پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں کیا ان مذاہب میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تو سوال کر رہے ہیں اور سوالات کا وقت ختم ہو گیا۔

سید حسن مرتضیٰ: میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شراب چونکہ حرام ہے اور اس سے جو آمدن ہوتی ہے کیا وہ جائز ہے؟ (قہقہے)

جناب سپیکر: کیا؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شراب حرام ہے اور آپ کہہ رہے تھے کہ اگر شراب بہتر طریقے سے فروخت کی جائے تو ریونیو بڑھ سکتا ہے۔جناب! یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک حرام چیز سے جو پیسا آتا ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کے سوال کا جواب دیتا ہوں کہ جو پیسے اس اسمبلی کے ارکان کو مل رہے ہیں ان میں already یہ پیسا بھی شامل ہے۔یہ پیسا شاہ صاحب بتائیں کہ کہاں سے آرہا ہے، یہ اس وقت پوچھتے کہ کیا اس میں وہ تو شامل نہیں ہے ؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہمیں تو حرام کھلایا جارہا ہے۔(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب! آج سے منع کر دیا جائے کہ ان کو نہ دیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایک آدمی کی چھ ہزار تنخواہ ہے اور اس کو یہ پرمٹ دے دیتے ہیں اور وہ ایک ماہ میں بارہ ہزار کی شراب خرید لیتا ہے۔

MR. SPEAKER: No point of order. No relevant.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس میں بڑی بے قاعدگیاں ہیں اور minorities کے نام پر لی ہوئی شراب۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔آپ جو بات کر رہے ہیں کوئی مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا۔بس اب آپ تشریف رکھیں۔اب ہم legislation کی طرف آتے ہیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ legislation کر لیں اس کے بعد جو پوائنٹ آف آرڈر ہوں آپ ان کو entertain کر لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! آپ مہربانی کریں legislation کرنے دیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! دو منٹ میری بات سن لیں۔یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ آپ نے مجھے floor دیا۔گزشتہ رات میں نے ٹی وی پر ایک slide دیکھی جس پر میڈیا اور صحافیوں پر پابندی کے لئے وفاقی حکومت ایک کمیٹی بنا رہی ہے۔میں اس منتخب ایوان اور پنجاب کے نمائندہ عوام کی طرف

سے اپنے پرنٹ میڈیا اور صحافی بھائیوں کو یہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے سیاسی حلقے اور سولہ کروڑ عوام صحافت پر کسی بھی قسم کی قدغن اور کوئی زیادتی برداشت نہیں کریں گے۔ اب وہ دور نہیں رہا کہ کوئی یہ سوچے کہ میڈیا اور اخباروں کی آواز کو بند کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

راجہ شوکت عزیر بھٹی: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ۔ عوام کے نمائندے صحافت کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں، صحافت کی خودمختاری پر یقین رکھتے ہیں۔ اس ملک میں خود مختار اور آزاد عدلیہ کے لئے جو کردار پرنٹ میڈیا اور اخباروں کا تھا وہ بھلایا نہیں جا سکتا۔ لیکن ابھی جو سازش ہونے کو جا رہی ہے میں اس ہاؤس کی طرف سے اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں کہ کوئی اس بارے میں سوچے بھی نہیں۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! میری بات سنیں کہ جہاں پر آپ تشریف فرما ہیں یہ سیٹیں وزراء کے لئے مخصوص ہیں۔ آپ کو یہاں بولنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر بولنا ہے تو آپ اپنی سیٹ پر جا کر بولیں۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

MR SPEAKER: The Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill, 2009. Minister for Law to introduce the Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill 2009.

مسودہ قانون دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ 2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to introduce:

> "The Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill 2009."

MR. SPEAKER: The Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill, 2009 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report up to 15th December 2009.

مسوادت قانون (جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2009

MR. SPEAKER: Next, the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 8 of 2009) Now, we take up the first reading. The Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009 may move Minister for Law.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move,

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once.''

> Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once.''

(The motion was unanimously carried)

MR.SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

MR. SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

The motion moved and the question is:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

(The Bill is unanimously passed.)

MR. SPEAKER: Now, we take up the Ali Institute of Education Lahore Bill, 2008 (Bill No. 12 of 2008). Minister for Law may move it.

مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

> "That a special order be made under rule 225 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Ali Institute of Education Bill, 2008.''

MR. SPEAKER: Now, the motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Ali Institute of Education Bill, 2008.''

The motion moved and the question is:

> "That a special order be made under rule 225 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Ali Institute of Education Bill, 2008."

(The motion was unanimously carried)

MR. SPEAKER: Now, the first reading starts. Now, we take up the Ali Institute of Education Lahore Bill, 2008. Minister for Law may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**Sir, I move:

> "That the Ali Institute of Education Lahore Bill, 2008, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR. SPEAKER: Now, the motion moved is:

> "That the Ali Institute of Education Lahore Bill, 2008, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Ali Institute of Education Lahore Bill, 2008, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was unanimously carried)

MR. SPEAKER: Now, the second reading starts. We take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-3

MR. SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-4

MR. SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-5

MR. SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-6

MR. SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-7

MR. SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-8

MR. SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-9

MR. SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-10

MR. SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-11

MR. SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-12

MR. SPEAKER: Now, clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-13

MR. SPEAKER: Now, clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 13 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-14

MR. SPEAKER: Now, clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-15

MR. SPEAKER: Now, clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-16

MR. SPEAKER: Now, clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-17

MR. SPEAKER: Now, clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 17 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-18

MR. SPEAKER: Now, clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-19

MR. SPEAKER: Now, clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-20

MR. SPEAKER: Now, clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-21

MR. SPEAKER: Now, clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 21 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-22

MR. SPEAKER: Now, clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 22 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was lost)

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister of Law and Parliamentary Affairs. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**Sir, I move:

"That in clause 1 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (1), the figure "2008'' shall be substituted by the figure "2009''.''

MR. SPEAKER: The amendment moved is:

"That in clause 1 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (1), the figure "2008'' shall be substituted by the figure "2009''.''

The amendment moved and the question is:

"That in clause 1 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (1), the figure "2008'' shall be substituted by the figure "2009''.''

(The motion was unanimously carried)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 1 of the Bill as amended do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

MR. SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**Sir, I move:

"That the Ali Institute of Education Lahore Bill, 2008 be passed.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ali Institute of Education Lahore Bill, 2008 be passed.''

The motion moved and the question is:

"That the Ali Institute of Education Lahore Bill, 2008 be passed.''

(The motion was carried)

(The Bill is unanimously passed)

MR. SPEAKER: The HITEC University of Taxila Bill, 2009 (Bill No. of 2009).Now, we take up the HITEC University of Taxila Bill, 2009. Minister for Law may move it.

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I move:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and all other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the HITEC University of Taxila Bill, 2009.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and all other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the HITEC University of Taxila Bill, 2009.''

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: خاموشی اختیار کریں، گپ شپ کے لئے لابی موجود ہے۔ لغاری صاحب! آپ اس کو oppose کرتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، جناب سپیکر! میں rules کی suspension کو oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ oppose کرتے ہیں تو پھر مجھے یہاں question put کرنا پڑے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پہلے آپ مجھے بولنے کا موقع دیں گے، پھر لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے کہ میں کیوں oppose کر رہا ہوں؟

جناب سپیکر: تو کیا اس میں آپ نے پہلے کچھ دیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں، میں rules کی suspension کو oppose کر رہا ہوں میں کسی amendment کو oppose نہیں کر رہا۔ rules کو suspend کرنے کا جو rule 234 ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو ذرا پڑھ دیں۔ اس میں جو لکھا ہوا ہے کہ اگر ان rules کو implement کرنے میں کوئی difficulty یا inconsistency ہے تو تب ہم یہ suspend کر سکتے ہیں یا تو پھر مہربانی کر کے آپ مجھے بتا دیں کہ کیا difficulty یا inconsistency ہے اور اگر نہیں ہے تو ہم دو دن انتظار کیوں نہیں کر لیتے؟ کل بھی ہم نے اس طرح کر کے rules پاس کئے۔ Bills کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اس کے پاس کرنے کے طریق کار پر تھوڑا سا اختلاف ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب نے تو سارا جھگڑا ختم کر دیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے Bills کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں ہے تو اس کے پاس ہونے میں کیا اعتراض ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میری گزارش ہے کہ ہم اس کو تین دن ہونے دیں اور ایک دن میں کوئی فرق نہیں پڑے گا یعنی اس Bill کو consider ہونے کے لئے جو ٹائم ہے اور تین دنوں کی ضرورت ہے اس کو پورا ہونے دیں، ہم ایک اچھی مثال قائم کریں گے اور اگر کوئی ایمرجنسی یا crisis یا کوئی جلدی ہے تو وہ بتا دیں؟ ہم نے کچھ کل کئے ہیں اگر ان کو آج کر لیتے تو وہ بھی پورے ہو جاتے اور ٹائم کے مطابق ہوتے۔ اس کو بھی آگے کر لیں گے تو اس میں کوئی برائی نہیں ہو گی۔ باقی آپ کی Chair کا فیصلہ ہمارے لئے مقدم ہے اور ہم آپ کے حکم کو سر آنکھوں پر لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب کی بات بالکل درست ہے اسے آگے کرنے میں کوئی برائی نہیں تو ان کو آج پاس کرنے میں بھی کوئی برائی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ہم ہاؤس کی sense لیتے ہیں اور اس کے بعد کر لیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! 95 rule کا سیکشن (3) ہے اس کے سلسلے میں، میں کہہ رہی تھی۔

جناب سپیکر: آپ پڑھتے بھی ہیں اور آپ کو بھی پتا ہے کہ بات درست جا رہی ہے لیکن آپ اپنی مرضی کرتے ہیں؟

The motion moved and the question is:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and all other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rules 234 ibid, for consideration and passage of the HITEC University of Taxila Bill, 2009.''

(The motion was carried)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون ہائی ٹیک یونیورسٹی آف ٹیکسلا مصدرہ 2009

MR. SPEAKER: Now, first reading starts. Minister for Law and Parliamentary Affairs!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

> "That the HITEC University of Taxila Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the HITEC University of Taxila Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once.''

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the HITEC University of Taxila Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once.''

(The motion was unanimously carried)

MR. SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-3

MR. SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-4

MR. SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-5

MR. SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-6

MR. SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-7

MR. SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-8

MR. SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-9

MR. SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-10

MR SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-11

MR. SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-12

MR. SPEAKER: Now, clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-13

MR. SPEAKER: Now, clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-14

MR. SPEAKER: Now, clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-15

MR. SPEAKER: Now, clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-16

MR. SPEAKER: Now, clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-17

MR. SPEAKER: Now, clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 17 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-18

MR. SPEAKER: Now, clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-19

MR. SPEAKER: Now, clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-20

MR. SPEAKER: Now, clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-21

MR. SPEAKER: Now, clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 21 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-22

MR. SPEAKER: Now, clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 22 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-23

MR. SPEAKER: Now, clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 23 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-24

MR. SPEAKER: Now, clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 24 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-25

MR. SPEAKER: Now, clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 25 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-26

MR. SPEAKER: Now, clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 26 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-27

MR. SPEAKER: Now, clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 27 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-28

MR. SPEAKER: Now, clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 28 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-29

MR. SPEAKER: Now, clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 29 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-30

MR. SPEAKER: Now, clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 30 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-31

MR. SPEAKER: Now, clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 31 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

SCHEDULE

MR. SPEAKER: Now, the schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That schedule of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That long title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried)

MR. SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**Sir, I move:

"That the HITEC University of Taxila Bill, 2009 be passed."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the HITEC University of Taxila Bill, 2009 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the HITEC University of Taxila Bill, 2009 be passed."

(The Bill is unanimously passed)

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب تو معاملہ آخری مراحل میں داخل ہو چکا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں ایک بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔ جس میں مجھے رانا صاحب کی مدد چاہیئے اس لئے میں ہاؤس میں بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ پلیز! اگر آپ اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! میں اجازت دے دیتا ہوں لیکن relevant ہو تو پھر ٹھیک ہے ورنہ اجازت withdraw کر لی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! relevant ہے۔ کچھ روز پہلے سنٹرل ماڈل سکول میں ایک ایڈمنسٹریٹر کی بھرتی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب ذرا attentive ہوں۔ ان کی بات سُن لیں پھر آپ نے جواب دینا ہے۔

سنٹرل ماڈل سکول لاہور میں خلاف قواعد ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے سنٹرل ماڈل سکول، لوئر مال میں ایک لڑائی شروع ہوئی تھی جس میں اساتذہ کا بائیکاٹ ہوا۔ وہاں سے پھر تھانے تک بات پہنچی، ایف آئی آر کٹی اتنا بڑا سانحہ ایک سکول میں ہوا کس بات پر کہ وہاں پر ایڈمنسٹریٹر کی بھرتی ہوئی ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ایک سرکاری سکول جہاں پر پہلے ہی بیسویں گریڈ کے پرنسپل موجود ہیں، ہیڈ ماسٹر موجود ہیں، ہیڈ مسٹریس موجود ہیں تو اس کے باوجود ایڈمنسٹریٹر رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ لڑائی کی base ایڈمنسٹریٹر نے بنائی ہوئی ہے کیونکہ وہاں پر بورڈ آف گورنرز نے ایڈمنسٹریٹر ان کے سر پر بٹھا دیا ہے۔ میں نے آپ سے یہ درخواست کرنی ہے کہ پلیز! اس پر concentrate کیجئے کہ اس کا ہمیں کیا حل نکالنا چاہئے کیونکہ آپ Custodian of the House ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ آپ کے knowledge میں یہ بات لاؤں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب ایجوکیشن منسٹر دیں یا آپ لاء منسٹر سے جواب لینا چاہتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں پہلے ایجوکیشن منسٹر کو prefer کروں گی۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کافی دنوں سے یہ مسئلہ چل رہا تھا اور بورڈ آف گورنرز کے ایڈمنسٹریٹر کی وجہ سے وہاں پر تھوڑی سی problem آئی تھی اور معزز رکن کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہاں ٹیچرز پر کچھ cases وغیرہ بھی بنے تھے انہوں نے strike بھی کی تھی مگر اب سارا matter resolve ہو گیا ہے اور ان کا آپس میں compromise ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب معاملات ایک آدھ دن میں بہتر ہو جائیں گے اور سکول بہتر طریقے سے چلے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ابھی مسئلہ solve نہیں ہوا۔ میری ای ڈی او صاحب سے رات ساڑھے آٹھ بجے بات ہوئی ہے۔ آج کا یہ معاملہ ہے اور میں نے ابھی آپ کے ساتھ discuss کیا ہے اتنی دیر میں تو معاملات ختم نہیں ہو سکتے۔ ای ڈی او صاحب نے مجھے یہ کہا ہے کہ اس معاملہ پر negotiation ہو رہی ہے لیکن وہ اساتذہ جو ایک مقدس سکول کو چلاتے ہیں، وہ پڑھاتے ہیں، وہ ہمارے ملک کے معمار بناتے ہیں، ان کو بورڈ آف گورنرز سے شکایت ہے، ان کی بات نہیں سُنی جا رہی۔ آپ کے توسط سے میری وزیر تعلیم سے درخواست ہے کہ پلیز! آپ ان کی بات سُنئے، وہ چاہتے ہیں کہ وہاں پر بورڈ آف گورنرز نہ ہو، وہ سرکاری سکول ہے اس پر 40 ہزار روپے تنخواہ لینے والا اتنا بڑا ایڈمنسٹریٹر بٹھا دیا گیا ہے۔ منسٹر صاحب ان سے بات کر لیں، ان کے کچھ اساتذہ کی ٹیم میرے پاس ہے اگر یہ اجازت دیں تو یہ ان کو ٹائم دے دیں، تھوڑی دیر بیٹھ جائیں وہ لوگ satisfy ہو جائیں گے۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جس طرح یہ فرما رہی ہیں میں ان سے ابھی مل بھی لیتا ہوں۔ میری پہلے بھی ان کے کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی ہے اور ای ڈی او ایجوکیشن لاہور کو ہی اس میں کہا گیا تھا کہ وہ موقع پر جائیں اور جا کر compromise کروائیں۔ دوسرا جہاں تک بورڈ آف گورنرز کا تعلق ہے تو وہ اس لئے بنایا گیا ہے کہ وہ پنجاب اور خاص طور پر لاہور کا one of the best school ہے اور بورڈ آف گورنرز اس کی working کو بہتر طریقے سے چلا سکتا ہے اس لئے وہاں پر بورڈ آف گورنرز constitute کیا گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ اساتذہ کا کہنا ہے۔ ان کے پاس proof موجود ہے کہ شیخ طارق بورڈ آف گورنرز کے چیئرمین کا کزن ہے اس لئے انہیں تعینات کیا گیا ہے۔ Rules violate کر کے ایک ایڈمنسٹریٹر کو 40 ہزار روپے تنخواہ پر تعینات کر دیا گیا ہے، یہ کیوں کیا گیا ہے؟ اس کے لئے یہ ادھر بیٹھ کر ان کو جواب دے دیں، ان کو بُلا کر صلح کروا دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم بھی ان کا compromise ہی چاہ رہے ہیں کہ compromise ہو جائے اور وہ پبلک سیکٹر کا بہت اچھا educational institute ہے۔ میں ای ڈی او ایجوکیشن کو بھی بلا لیتا ہوں اور جو ٹیچرز آئے ہوئے ہیں ان سے بھی مل لیتا ہوں اور ان سے بات کر لیتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: بہت مہربانی۔ شکریہ

جناب سپیکر: ان کو بھی ساتھ بلالیں، کوئی حرج نہیں، ان کو بھی اطلاع دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب کسی کا بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ شاہ صاحب! آپ ڈار صاحبہ کو ٹائم دے دیں۔ جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ میں آپ کی توجہ ایک اہم issue کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں، ہم نے نظام بدلنا ہے، ہم نے تعلیم کا نظام بدلنا ہے۔ ہوا یہ ہے کہ فرسٹ ائر کے جو انگلش کے پیپر تھے۔۔۔ آپ ادھر دیکھیں!

جناب سپیکر: میں سن رہا ہوں، آپ کو دیکھنا ضروری نہیں۔ میرے کان آپ کی طرف ہیں۔ (قہقہے)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! پھر وہی بات ہے۔ (قہقہے)
کبھی کبھی تو floor ملتا ہے اس لئے آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے خاص طور پر آپ کو floor دیا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں اپنے وزیر تعلیم کی توجہ دلوانا چاہتی ہوں کہ فیصل آباد بورڈ میں فرسٹ ائر کا جو انگلش کا پیپر ہوا ہے اس میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ بچوں کو Tit for Tat کے ٹائٹل پر کہانی دی گئی، بچوں نے اس پر ایک کہانی لکھی۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کون سا کالج یا سکول ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! فیصل آباد انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن بورڈ۔

جناب سپیکر: میں سمجھا روڈ کہہ رہی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! انگلش کے پیپر میں ایک کہانی دی گئی جس کا ٹائٹل Tit for Tat تھا۔ بچوں نے بالکل correct لکھا۔ جنہوں نے پیپرز چیک کئے انہوں نے irrelevant لکھ کر بچوں کو کوئی نمبر نہیں دیا۔ میں نے تین، چار انگلش کے ٹیچرز سے confirm کیا ہے۔ بچوں نے جب paper re-check کروائے تب انہیں پتا چلا کہ ان کے نمبر کس وجہ سے کم ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ وزیر تعلیم کو چاہئے کہ وہ انکوائری کروائیں، جو انگلش کا ٹیچر ہو اسی کو انگلش کا پیپر چیک کرنے کے لئے دیا

جائے۔ ہوتا یہ ہے کہ انگلش والے ٹیچر کو اردو کا پیپر چیک کرنے کے لئے دے دیتے ہیں اور اردو والے کو انگلش کا پیپر چیک کرنے کے لئے دے دیتے ہیں جس وجہ سے بچوں کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ جب ان بچوں نے احتجاج کیا تو بورڈ والوں نے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو ڈرایا دھمکایا کہ ہماری طرف سے جس کورٹ میں جانا ہے چلے جاؤ، اب کچھ نہیں ہوگا۔ بیس، پچیس معصوم بچے روتے ہوئے میرے پاس آئے۔ میں نے کہا کہ میں ہاؤس میں آپ کی آواز بلند کروں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: وزیر صاحب! ذرا تسلی سے سُن تو لیں۔ کیا بات ہے؟(قہقہے)

جواب تو آپ کو اچھی طرح دینے نہیں آتے ایسے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں۔(قہقہے)

میں یہ چاہتی ہوں کہ چلو! اب اگر کچھ نہیں ہو سکتا تو مستقبل میں اس مسئلہ پر توجہ دی جائے کہ جو انگلش کے پیپر ہیں وہ انگلش کے ٹیچرز کو چیک کرنے کے لئے دیئے جائیں، جو فزکس کے ہیں وہ فزکس کے ٹیچرز کو دیئے جائیں، ارد گرد کے پینڈو لوگوں کو دے دیتے ہیں یا جو ریٹائرڈ ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ''پینڈو'' کا لفظ آپ کس کے لئے استعمال کر رہی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! گاؤں کے لوگوں کے لئے۔ چلیں! میں یہ لفظ واپس لے لیتی ہوں ''گاؤں کے لوگ'' کہہ دیتی ہوں۔

جناب سپیکر: ''پینڈو'' ہونا بھی بڑے فخر کی بات ہے۔ آپ کو پتا نہیں ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: چلیں! میں مان لیتی ہوں۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں یہ چاہتی ہوں گاؤں کے لوگ یا جو ریٹائرڈ لوگ ہوتے ہیں ان کو یہ پیپر دے دیئے جاتے ہیں۔ کسی وقت وہ ہائی بلڈ پریشر میں ہوتے ہیں اور کسی وقت وہ relax ہوتے ہیں۔ جس وجہ سے بچوں کا بہت نقصان ہوتا ہے تو یہ چیز ذرا زیر غور لانی چاہئے۔ اس پر آپ کو ضرور توجہ دینی چاہئے۔ میں آپ سے امید رکھتی ہوں کہ آپ اس چیز میں میرا ضرور ساتھ دیں گے۔ شکریہ۔ اب وزیر تعلیم بتائیں جو کچھ انہوں نے بتانا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ یہ بہت اہم مسئلہ صرف فیصل آباد بورڈ کا نہیں ہے یہ حقیقتاً سارے بورڈز کا مسئلہ ہے اور specially لاہور میں تو میں اس کی بہت سی مثالیں آپ کو دکھا سکتی ہوں۔ بہت سے اچھے اور لائق بچوں کے نمبر صرف اس لئے کم آ جاتے ہیں تو kindly اس کو اچھے طریقے سے حل کیا جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ انگلش کے پیپر اسلامیات

کے ٹیچرز نے چیک کئے ہوئے تھے اور بہت زیادہ بے قاعدگیاں پائی گئیں تو اس لئے اس کو ensure کروایا جائے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جواب انہوں نے دینا ہے، آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! یہ تعلیم سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی فرمائیں۔ پہلے تو آپ اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیں ناں۔ آپ کو اتنا بھی نہیں پتا کہ یہ کس کی سیٹ ہے؟

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے میں ان کی اجازت سے بیٹھا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ان کی اجازت نہیں، آپ میری اجازت کے بغیر اِدھر نہیں بیٹھ سکتے۔ یہ reserved seats ہیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! اس کے بعد اجازت دے دیں گے؟

جناب سپیکر: اپنی سیٹ پر پہنچیں پھر میں آپ کو بتاؤں گا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: ٹھیک ہے۔ میں اپنی سیٹ پر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جو reserved seats ہیں میں ان کے بارے میں کہہ رہا ہوں، ساری reserved seats نہیں ہیں آپ اس کے علاوہ جہاں مرضی بیٹھ سکتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے بھی آپ سے ٹائم مانگا تھا۔ ابھی سینئر منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں اگر آپ اجازت فرمائیں تو انہی سے گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مشکل سے ماحول ٹھیک کیا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے کبھی ایسی بات کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ نے بڑی دیر کے بعد آج پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے۔ محترمہ! لغاری صاحب کے بعد آپ کا نمبر ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اپنی بہن کے حکم اور احترام میں withdraw کرتا ہوں وہ پہلے بات کر لیں۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کروں گی کہ کارروائی سے "پینڈو" کا لفظ حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ ہمیں تو "پینڈو" پر فخر ہے۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: میرے خیال میں اس ایوان میں 90 فیصد لوگ پینڈو ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں خود "پینڈو" ہوں۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: اور ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم ایک rural background سے آتے ہیں۔ ہم زمینداروں کی constituency سے ووٹ لے کر آئے ہیں اور "پینڈو" ایک فخر کا لفظ ہے۔ اسے اس طرح سے استعمال نہ کیا جائے اور اسے کارروائی سے بھی حذف کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، اس کا غلط استعمال نہیں ہونا چاہئے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی لغاری صاحب کی باری ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کی بات کا جواب دے لوں۔

جناب سپیکر: بعد میں دے لینا۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): ٹھیک ہے۔

PADDY کی خریداری کے لئے ڈیرہ غازی خان میں خریداری سنٹر کے قیام اور واٹر ایوارڈ 1991 پر پنجاب کا واضح مؤقف سامنے لانے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے آپ کے توسط سے سینئر وزیر صاحب کو بتانا تھا کہ کل انھوں نے commitment کی تھی کہ ہم جہاں بھی کہیں گے یہ وہاں پر paddy کی procurement کے لئے پاسکو کا purchase centre کھلوائیں گے لیکن ڈیرہ غازی خان میں کوئی purchase centre نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جہاں paddy ہو گی وہیں سنٹر کھلوانا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہی تو عرض کر رہا ہوں کہ وہاں paddy ہے۔لہذا مہربانی فرما کر اپنی commitment کے مطابق وہاں بھی ایک purchase centre کھلوائیں۔انھوں نے تو کہا تھا کہ اگر چکوال میں بھی ضرورت ہو گی اور لوگ کہیں گے تو ہم وہاں بھی کھلوا دیں گے۔

جناب سپیکر! دوسرا ایک بہت اہم issue ہے جو آج کے اخبار میں آیا ہے کہ سندھ کے وزیر آبپاشی مراد شاہ صاحب نے کہا کہ Water Appropriation Award 1991 کو implement کیا جائے۔آگے انھوں نے کہا کہ اگر اسے implement نہیں کیا جائے گا اور پانی کی shortage کی تقسیم اپنے حصے کے مطابق نہیں ہو گی تو پھر وہ اسے Council of Common Interest میں لے جائیں گے۔لہذا میں آپ کے توسط سے راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ بھی مہربانی فرما کر اس پر پنجاب کا مؤقف بیان کر دیں۔ پانی کی کمی آنی ہے چونکہ یہ تو قدرت کا ایک phenomena ہے اور اس پر ہمارا کنٹرول نہیں ہے لیکن ہم پنجاب کا مؤقف واضح اور صاف الفاظ میں سامنے لائیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو جواب دے لینے دیں میں پھر آپ کو floor دیتا ہوں۔آپ کیوں گھبرائے ہوئے ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! راجہ صاحب ہمیں minus one and minus 342 کا فارمولا بھی سمجھا دیں کہ اس سے کیا مراد ہے؟

MR. SPEAKER: This is not point of order.

جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔جناب سپیکر! کل یہاں چاول کی خریداری پر بات ہوئی تھی اور میں نے بالکل یہ کہا تھا کہ ہر ضلع میں خریداری مراکز قائم کئے جائیں گے۔

پھر میری وفاقی وزیر زراعت نذر گوندل صاحب سے بات ہوئی اور میں نے کہا کہ میں نے ہاؤس میں ڈیرہ غازی خان کے لئے وعدہ کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم وہاں پر بھی سنٹر کھول دیتے ہیں اور ہمارا دفتر بھی ہے لیکن انھوں نے یہ بھی کہا کہ آپ یہ چیز ہاؤس میں بتادیں اور یہ چیز میرے علم میں نہیں تھی۔انھوں نے کہا کہ ہم سندھ سیڈ کارپوریشن اور پنجاب سیڈ کارپوریشن سے منظور شدہ چاول کی اقسام خریدتے ہیں۔وہ جہاں جہاں ہیں چاہے وہ سندھ کے ہوں یا پنجاب کے وہاں مرکز کھولیں گے لیکن ڈیرہ غازی خان میں وہ اقسام نہیں ہیں۔اس کے باوجود میں نے کہا کہ چونکہ میں نے ہاؤس میں وعدہ کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ میں آج ہی آرڈر کر دیتا ہوں اور وہاں سنٹر کھول دیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔

جناب سپیکر: ان کی دوسری بات کا بھی جواب دیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! لغاری صاحب نے جو پانی کے متعلق بات کی ہے بالکل پنجاب اس سے آگاہ ہے۔جو سندھ چاہتا ہے ہم اس کے مخالف ہیں چونکہ اس سے ہمارا نقصان ہے۔وہ جہاں بھی یہ issue لے کر گئے ہیں ہم نے ہمیشہ اسے oppose کیا ہے۔وہ آئندہ بھی جہاں یہ issue لے کر جائیں گے ہم اس کے خلاف اپنا مؤقف بلند کریں گے۔دو تین میٹنگوں میں ان کا مؤقف نہیں مانا گیا۔اب اگر وہ وزیر اعظم کی سربراہی والی کمیٹی میں جاتے ہیں تو ہم وہاں بھی پنجاب کی نمائندگی کریں گے اور یہ نہیں ہونے دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR.SPEAKER: Good.

جناب محمد محسن خان لغاری: زندہ باد۔

جناب سپیکر: یہ سابقہ منسٹر بھی بیٹھے ہیں۔جی، جوئیل عامر صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: شکریہ۔جناب سپیکر! چونکہ صوبائی وزیر تعلیم ایوان میں تشریف فرما ہیں اس لئے آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور مجھ سے پہلے بھی اس ایوان میں یہ بات کی گئی ہے کہ سکولوں اور کالجوں میں جو تعلیم کا سلیبس ہے اس میں غیر مسلم طلبہ کے لئے Ethics کا کورس پڑھایا جاتا ہے۔جو غیر مسلم طلباء دینیات نہیں پڑھنا چاہتے وہ اخلاقیات بطور subject لیتے ہیں۔پہلے بھی ایوان کے floor پر وعدہ فرمایا گیا تھا کہ اس Ethics کی کتاب میں ہر مذہب کے بارے میں طلباء کو سکھانے والی باتیں درج کی جائیں گی۔لہذا میں گزارش کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے تاکہ Ethics کے subject میں غیر مسلم طلباء کے مذاہب کے حوالے سے جو بھی تعلیمات

ہیں وہ اپنے سکولوں اور کالجوں میں سیکھ سکیں۔ میں پھر استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں کوئی رولنگ دیں یا کوئی کمیٹی تشکیل دیں تاکہ غیر مسلم طلباء کے مسئلے کو مستقل طور پر حل کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس ایجوکیشن کی کمیٹی ہے اور کون سی کمیٹی بنوانا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب کو جواب دے لینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محترمہ کو پہلے floor دے دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل قومی اسمبلی میں خواتین کی harassment کے حوالے سے ایک بل پیش ہوا ہے۔ مرکز میں خواتین کی کوئی وزیر ہے اور نہ صوبے میں۔ یہاں پر ہمارے بھائی کامران مائیکل کے پاس ویمن ڈویژن ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب اس کے rules بنائے جائیں اور ان پر implementation ہو تو جو خواتین اس معاملے میں متحرک ہیں اور کام کر رہی ہیں ان کو rules بنانے والی کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ قانون تو بن جاتا ہے لیکن اسے پولیس کے حوالے نہ کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہت اچھا بل ہے اور ہمیں اس پر وفاقی حکومت کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے کہ انھوں نے جنسی harassment کے حوالے سے بل پاس کیا ہے اور اس پر implementation کے صوبے کے پاس بھی اختیارات ہیں اور صوبہ پنجاب میں بھی اسے بااثر بنانے کے لئے rules بنانے والی کمیٹی میں خواتین کو شامل کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے مجھے اجازت دی تھی اور میں نے آپ سے استدعا کر کے محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کو ٹائم دے دیا۔ میں نے ضروری بات کرنی ہے اور اس کے لئے آپ کی بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ دو دن پہلے پنجاب سے ایک گاڑی جا رہی تھی۔۔۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پھر بھی ان کو ہی ٹائم دے دیا؟

جناب سپیکر: میں نے ان سے پہلے کہا تھا۔

شیخ علاؤالدین: آپ in writing لے لیں-آپ کا شکریہ- میں عرض کر رہا تھا کہ پنجاب سے ایک ٹرین جا رہی تھی جسے لانڈھی میں حادثہ پیش آیا-انتہائی افسوس ہے کہ لاہور اور پنجاب کے دوسرے شہروں کے ہمارے کافی لوگ مر گئے اور کافی زخمی بھی ہیں-ان میں سے کچھ لوگوں کے "ڈان اخبار" نے انٹرویو چھاپے ہیں-افسوس کا مقام ہے کہ وہاں پر ان کا سامان بھی چوری ہو گیا اور ایک ایسے شخص کا انٹرویو آیا ہے، میں اس کی cutting بھی آپ کو دیتا ہوں-اس کا مکان یہاں پر رہن ہے، اس کا ایک بچہ مر گیا اور اس نے اپیل کی ہے کہ کچھ عرصے کے لئے اسے اس مکان سے نہ نکالا جائے-

جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ نے اس اسمبلی کے تمام لوگوں کو اتنا باحیثیت بنایا ہے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اسمبلی کے تمام 371 اراکین کا ایک دن کا جو بھی بنتا ہے وہ سارا کا سارا ان کو دیا جائے اور وہ آپ دیں-اگر آپ اس کے علاوہ ان کے لئے جو کچھ بھی کر سکتے ہیں میں آپ کے ساتھ پوری طرح حاضر ہوں ان کے حالات بہت خراب ہیں-آپ ان کے انٹرویو پڑھیں تو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے-لہذا آج ہمیں ان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرنا چاہئے اور یہاں سے ان لوگوں کو باقاعدہ مالی اور ہر طرح کی امداد دینی چاہئے-یہ بہت ضروری ہے-ان کا سامان لوٹ لیا گیا، وہاں پر casualties ہوئی ہیں اور کچھ زخمی لوگ بھی وہاں پر پڑے ہیں-مجھے اس حوالے سے آپ کی support چاہئے-آپ ابھی اعلان کریں کہ ہم ایک دن کی تنخواہ کے پیسے ان کو دیتے ہیں-

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں اس طرح support نہیں کر سکتا-I am sorry یہ تو House کی sense کے مطابق ہوگا، میں اکیلا تو کچھ نہیں کر سکتا-

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "قصور والے دیں" کی آوازیں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے سن لیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: اگر یہ صرف مجھے اور آپ کو کہتے ہیں تو میں پانچ لاکھ روپے دیتا ہوں، یہ بھی دیں-میں پانچ لاکھ روپے دیتا ہوں، یہ آپ اور میری طرف سے ہوں گے-

جناب سپیکر: بہر حال، ہم بیٹھیں گے اور پھر اس بارے میں بات ہوگی-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کسی کا مذاق تو نہیں اڑانا چاہئے-وہ وہاں مصیبت میں ہیں-

جناب سپیکر: جی، بالکل-جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے، ہمیں اپنے بھائیوں کے دکھ اور مصیبت میں ان کے کام آنا چاہئے۔ یہ ان کی اچھی تجویز ہے۔ اس کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے بلکہ اس کو appreciate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے صبح بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ میں ریونیو سے متعلق ایک مسئلہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ question hour کے بعد بات کی جائے۔ اب متعلقہ وزیر صاحب دانستہ طور پر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کل جب وہ آئیں گے تو پھر آپ بات کر لیجئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انھوں نے نہیں آنا۔ آپ میری عرض سن لیں۔ پچھلے دس بارہ سال سے ہمارے چکوک اور موضع جات میں جو سرکاری رقبے پڑے ہوئے ہیں انھیں lease یا پٹے پر دینے کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے اور اس زمین پر اب ناجائز قابضین قابض ہیں جس سے پنجاب کے خزانے کو بہت زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے۔ ہر چک میں انگریز نے تالاب کے لئے رقبہ چھوڑا تھا۔ اب لوگوں نے اس رقبے پر بھی قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ کئی چکوک شہروں میں آ گئے ہیں اور ان کی زمین کی مالیت اربوں روپے میں ہو گئی ہے۔ میرے حلقے کے ساتھ ضلع فیصل آباد میں چک نمبر 275 پنیسرہ ہے۔ وہاں پر تالاب کا رقبہ جو کہ اربوں روپے کی مالیت کا ہے اس پر کچھ لوگ ناجائز قابض ہیں۔ اس پر 32/34 کی کارروائی ہوئی لیکن ڈی۔سی۔او نے پتا نہیں کس کے کہنے پر یہ کارروائی رکوا دی ہے۔ اب وہ رقبہ آگے منتقل ہو رہا ہے۔ میں حکومت اور وزیر مال سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس رقبہ کے بارے میں ان کی کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جب وزیر مال موجود ہوں گے تو پھر پوچھیں گے۔ اس وقت تو وہ تشریف نہیں رکھتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے صبح آپ سے کہا تھا، اس وقت وہ موجود تھے لیکن آپ نے مجھے وقت نہیں دیا۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے صبح بھی آپ کو وقت دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! صبح مجھے وقت نہیں مل سکا، وہ گفتگو کہیں اور چلی گئی۔ میرا جواب پورا نہیں آ سکا۔

جناب سپیکر: چلیں، صبح منسٹر صاحب آئیں گے تو پھر آپ کو وقت دیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: تو پھر صبح مجھے آپ question hour سے پہلے دو منٹ بات کرنے کی اجازت دیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، question hour سے پہلے نہیں بلکہ بعد میں بات کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بعد میں تو پھر وہی حالت ہو گی جو آج ہوئی ہے۔ بعد میں پھر دوسرے بزنس شروع ہو جاتے ہیں اور آپ دھکے مارنا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، شاہ جی! ایسی بات تو نہ کریں۔ میں تو آپ کو دھکے نہیں مارتا۔ جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! چونکہ وزیر تعلیم ہاؤس میں تشریف فرما ہیں تو میں اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بڑے اہم point کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم صاحب! پلیز، شیر علی خان صاحب کی بات سنیں۔

سکیورٹی کے بارے میں حکومتی ہدایات پر عملدرآمد کرنے کے لئے کم وسائل کے حامل سکولوں کی انتظامیہ حکومت سے مالی امداد کا مطالبہ

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آج "Daily Times" میں یہ رپورٹ ہوا ہے کہ "Educational Institutions unaware of security limitations". یہ بہت لمبی detail ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:

> "Despite the popularity of the walkthrough gates, most of them lack the capability to trace explosives and would not register any abnormality if the terrorist was not carrying any metal. The most expensive walkthrough gates have the capability to track explosives but customers rarely purchase extremely expensive devices"

اس میں آگے لکھا ہے کہ:

Security apparatus salesman says most customers opt for cheaper equipment. Says walkthrough scanners are most popular, in short supply.

جناب سپیکر! حکومت نے تمام سکولوں سے کہا ہے کہ وہ اپنی دیواریں اونچی کریں۔ دیہاتی علاقوں کے سکولوں کو بھی کہا گیا ہے کہ آٹھ فٹ کی دیوار تعمیر کی جائے۔ ان غریبوں کے پاس تو بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ہے، حکومت نے آٹھ فٹ دیوار بنانے کے لئے پیسے دیئے نہیں تو پھر یہ آٹھ فٹ کی دیوار کہاں سے بنائیں گے؟ مجھے بہت سے سکولوں کے انچارج صاحبان کی طرف سے چٹھیاں موصول ہوئی ہیں۔ یہ چٹھیاں میرے پاس ابھی ادھر موجود ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ آپ ہمیں financial assistance دیں اور علاقے کے شرفاء بھی اس کے لئے پیسے دیں۔ میں گزارش کروں گا کہ یا تو حکومت اس کے لئے فنڈز مہیا کرے تاکہ یہ سکول آٹھ فٹ اونچی دیواریں تعمیر کر لیں یا پھر انھیں اس شرط سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ ایسے سکول جو کہ shelterless ہیں انہیں بھی یہ چٹھیاں چلی گئی ہیں۔ وزیر تعلیم صاحب اس کا نوٹس لیں۔ بہت شکریہ

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم نے سکولوں کو categorize کیا ہے۔ سکولوں کو A,B&C categories میں تقسیم کیا گیا ہے۔ daily basis پر اس کا ایک mechanism بنایا گیا ہے۔ ہمارے ای۔ڈی۔او اور ڈی۔ای۔او کالجز daily basis پر ہر ضلع سے رپورٹ لے کر ڈی۔سی۔او صاحبان کو بھجواتے ہیں اور ڈی۔سی۔او صاحبان یہ رپورٹ کمشنر صاحبان کے پاس divisional level پر بھجواتے ہیں۔ یہ رپورٹ پھر آگے محکمہ تعلیم کو بھی daily basis پر دی جاتی ہے۔ پچھلے دور میں یہاں پر "پڑھا لکھا پنجاب" کا ایک نعرہ لگایا گیا تھا۔ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب، چودھری پرویز الٰہی کے اپنے حلقے میں، جہاں سے وہ ایم۔پی۔اے منتخب ہوئے تھے، وہاں پر ایک سکول میں چار دیواری نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ ماضی کی باتیں نہ دہرائیں، اپنی بات کریں اور آئندہ کی پلاننگ بتائیں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بات سن لیں بات سننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حقائق سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب کی بات سن لیں، اگر غلط بات ہو گی تو اس پر ٹوک دیا جائے گا۔ اگر کوئی بات غلط ہو گی تو انھیں منع کر دیں گے۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سابق وزیر اعلیٰ، چودھری پرویز الٰہی کے اپنے حلقے میں جو سکول ہے اس میں بھی چار دیواری نہیں ہے، کمرے نہیں ہیں، فرنیچر نہیں ہے اور دوسری facilities بھی نہیں ہیں۔ سابق وزیر اعلیٰ، جنہوں نے پڑھے لکھے پنجاب کا slogan دیا تھا کے اپنے حلقے میں ایک سکول کی یہ حالت ہے۔ آج کل پاکستان جن مشکل ترین حالات سے گزر رہا ہے اب میں اس حوالے سے بات کروں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ شیر علی خان صاحب کی اس بات کا جواب دیں کہ جو انھوں نے کہا ہے کہ shelterless schools کو بھی یہ چار دیواری وغیرہ بنانے کا آپ نے حکم دے دیا ہے۔ اس بات کی وضاحت کریں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم نے سکولوں کو categorize کیا ہے۔ سکولوں کو A,B&C categories میں تقسیم کیا گیا ہے اور جو shelterless سکول ہیں وہ شاید "C" category میں آتے ہوں گے۔ اس کے لئے security preventives, security provisions اتنے زیادہ نہیں ہیں، کم ہیں۔ جہاں تک انھوں نے walkthrough gates کی بات کی ہے تو واقعی ان کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے سکولوں کے حوالے سے ایک Joint Commission تشکیل دیا ہے جس میں پرائیویٹ سکولوں کے نمائندے اور government officials شامل ہیں۔ وزیر قانون صاحب اس کو head کر رہے ہیں اور میں بھی اس کمیشن میں ان کے ساتھ ہوں۔ اس میں detailed discussions کی گئی ہیں۔ Walkthrough gates مارکیٹ میں available نہیں ہیں۔ معزز ممبر کی بات ٹھیک ہے۔ دوسرا اس کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ حکومت نے اس کو exempt کر دیا ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ جو high fee schools ہیں، جن کے پاس وسائل ہیں، جن کے پاس اس قدر revenue ہے وہ یہ walkthrough gates خرید لیں۔ Government schools کو فوری طور پر ڈیڑھ لاکھ روپے کے funds allocate کئے گئے ہیں۔ یہ funds through ڈی۔ سی۔ او ان کو transfer ہو جائیں گے اور انہیں کہا گیا ہے کہ ان funds کو اپنے سکولوں کے security measures کے لئے استعمال کریں۔ اسی طرح کالجوں کو کہا گیا ہے کہ آپ کے پاس جو funds پڑے ہیں، بعض کالجوں کے پاس تو لاکھوں روپے کے funds موجود

ہیں، ہمارے جو public sector کے institute ہیں وہ مختلف مدوں میں لاکھوں روپے کے funds اکٹھے کرتے ہیں ان سے کہا گیا ہے کہ آپ پرنسپل اور دو senior most teachers کی کمیٹی بنائیں اور فوری طور پر کالجوں میں security measures کے حوالے سے کام شروع کر دیا جائے۔

جناب والا! اس کے علاوہ ہمارے جو public sector schools and colleges ہیں ان میں سے کئی سکولوں اور کالجوں کا area اتنا زیادہ ہے جو کہ آٹھ آٹھ، دس دس ایکڑ سے بھی زیادہ ہے۔ اگر ہم ان کی صرف چار دیواری بنانے لگیں تو اس کے اوپر کروڑوں روپیہ صرف ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے انہیں یہ کہا ہے کہ سکول کی بلڈنگ کو فوری طور پر چار دیواری سے cover کر لیا جائے اور جہاں پر بلڈنگ نہیں ہے اس جگہ کو فی الحال security point of view سے ابھی ہم چھوڑ دیں اور further جیسے ہی ہمارے پاس funds آئیں گے تو ہم اس کو بھی take up کر لیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کا جواب لے رہا ہوں ابھی آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! انہوں نے فیصل آباد والی جو بات کی ہے میرے خیال میں وہ آپ سمجھ نہیں پائے یا بھول گئے ہیں۔ اس سے پیشتر کہ آپ کوئی اپنی بات کریں Mr. Shabir Ahmad, honourable Member National Assembly, Kenya ہماری اسمبلی گیلری میں موجود ہیں میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں معزز ممبران نے ڈیسک بجا کر معزز مہمان کو خوش آمدید کہا)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب کو بات کرنے دیں، ان کی طرف سے اپنی بات کا جواب آنے دیں، یہ تو proper نہیں لگتا۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پہلے بھی ان کی بات کا جواب دینے کے لئے کھڑا ہوا تو آپ نے کسی اور معزز ممبر کو floor دے دیا تھا اور آپ نے کہا تھا کہ بعد میں جواب دے دیجئے گا۔ شاید لغاری صاحب اس وقت سینئر منسٹر صاحب سے بات کر رہے تھے۔ میں نے یہ عرض کرنا تھا کہ میری معزز ممبر نے فیصل آباد بورڈ کے حوالے سے جو بات کی ہے میں اس کے لئے پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ qualified لوگوں کو checking کے لئے پیپر بھیجے جاتے ہیں، وہ check کرتے ہیں اور اگر فیصل آباد بورڈ میں اس قسم کا کوئی واقعہ ہوا ہے تو یہ مجھے اس کی details دے دیں ہم اس پر پوری انکوائری کرا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے ایک اور معزز ممبر نے ethics کے حوالے سے بات کی تھی تو اس کے syllabus کو National Education Policy کے تحت تشکیل دیا جاتا ہے۔ آپ اس معاملے کو House کی Education Committee کے سپرد کر دیں وہاں سے جو recommendations آئیں گی وہ ہم Federal Government کو بھجوا دیں گے۔

فیصل آباد کے علی پور بازار میں قائم ہائی سکول کو گرانے کی انکوائری کروانے کا مطالبہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! فیصل آباد کے علی پور بازار میں امام بارگاہ کے سامنے ایک ہائی سکول تھا۔ سابق حکومت نے اس سکول کو گرا دیا، آج کل وہاں پر کاروں کا سٹینڈ بنا ہوا ہے۔ میں اپنے معزز وزیر سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہاں سکول بنے گا یا کوئی عوامی مرکز بن جائے گا کیونکہ وہ بازار کے عین وسط میں ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اگر وہاں پر سکول تھا تو وہاں سکول ہی بننا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا معاملہ question related ہے، آپ منسٹر صاحب سے tie up کریں میں ان کو کہتا ہوں کہ وہ آپ کی بات غور سے سنیں گے۔ آپ نے ایوان میں جو بات کی ہے انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اب جو بات کی ہے اس پر question کریں یا قرارداد لے کر آئیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں question اس لئے نہیں کرتی کہ وہ pending کر دیئے جاتے ہیں یا ان کی باری ہی نہیں آتی۔ (قطع کلامیاں)

ہم لوگ آپ کا کیا دھرا بھگت رہے ہیں۔ (قہقہے)

اس سکول کی عمارت انہی کے دور میں گرائی گئی تھی۔ وہاں تقریباً آٹھ نو سو بچے تعلیم حاصل کر رہے تھے وزیر تعلیم کو انکوائری کرنی چاہئے کہ کیا وجہ ہے کہ اس سکول کو گرایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: بالکل بالکل، یہ انکوائری ہو گی۔ جی، وزیر تعلیم! آپ اس کی انکوائری کر کے مجھے بھی بتائیں گے اور محترمہ کو بھی بتائیں گے۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ سکول کے بارے میں مجھے details فراہم کر دیں تو میں اس پر انکوائری کروا کر جناب کو بھی بتا دوں گا اور انہیں بھی بتاؤں گا کہ کیا وجہ ہے کہ اس سکول کی عمارت کو گرایا گیا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! پہلے یہاں پر بورڈ کے پیپروں کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو میں اسی context میں وزیر تعلیم سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ یہ تو definite ہے کہ جس طرح سے میاں محمد شہباز شریف نے تعلیم کے اوپر کام کیا ہے وہ بہت زیادہ appreciate کرنے والی چیز ہے۔ ہمارے محترم منسٹر صاحب بھی ان کے ساتھ ان کاوشوں میں 100 فیصد ان کے ساتھ ہیں لیکن جس چیز کو point out کیا گیا ہے وہ ایک fact ہے اور اگر منسٹر صاحب کہیں گے تو میں رول نمبر سمیت proof دے دوں گی کیونکہ یہ بورڈ سے پیپر بھی نکلوا سکیں گے جس سے ان کو خود بخود proof مل جائے گا۔ یہ بچوں کے مستقبل کا معاملہ ہے اور جو چیز حل طلب ہے اس کو ضرور دیکھا جانا چاہئے۔ میں یہاں پر ایک بات یہ کرنا چاہ رہی تھی کہ یہ حقیقت ہے کہ جس طرح ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں پنجاب حکومت عوام کی فلاح کے لئے جو کام کر رہی ہے وہ definitely سب کو نظر آ رہا ہے، وہ اپوزیشن میں ہوں یا کسی جگہ ہوں۔ غریبوں کا پیٹ بھرنے کے لئے چاہے وہ دو روپے کی روٹی ہو یا Dialysis Centres کا قیام ہو۔ تعلیم، صحت، کسی شعبے میں انکار نہیں کیا جا سکتا۔ میں ایک بہت اہم چیز کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گی۔ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف نے جس طرح دن رات ایک کر کے دو مہینے کی مسلسل محنت کے ساتھ -/36 روپے فی کلو چینی دکانداروں کو مہیا کر دی ہے۔ (قطع کلامیاں) مجھے اپنی بات پوری کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں۔ شیر علی صاحب! آپ جلدی سے اپنی بات کر لیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں Education Minister صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے acknowledge کیا کہ دیہاتوں میں یہ problems ہیں تو انہوں نے اس قسم کی instructions بھیج کر اساتذہ میں کافی خوف وہراس پھیلا دیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ فتح جنگ کے اندر ہمارے کالج کی چار دیواری کا 75 لاکھ روپے estimate بنا ہے۔ اتنے پیسوں میں تو کوئی کالج بن جائیں گے، اگر یہ دیواریں بنانے لگ جائیں گے تو یہ سارا کام ہی خراب ہو جائے گا۔ میں نے ایک Adjournment Motion بھی دی ہوئی ہے کہ اٹک ڈسٹرکٹ میں دانش سکول بن رہا ہے تو consultant نے اس کو unfeasible کہا ہے کیونکہ وہاں پر مفرور رہتے ہیں۔ وہاں جا کر site دیکھیں، دور دور تک بجلی نہیں ہے، میلوں میل پانی نہیں ہے۔ یہ سولہ سو کنال رقبہ پر سکول بنانے جا رہے ہیں اور اس کے لئے 200 ملین جاری کر دیا گیا ہے اور وہ 486 ملین کا project ہے تو اس طرح یہ پیسا وہاں پر ضائع ہو جائے گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس سکول کو suitable site پر بنایا جائے۔ میں اس project کے خلاف

نہیں ہوں۔ جب consultant کہہ رہا ہے کہ وہاں پر سکول نہیں بنانا چاہئے یہ پھر بھی وہاں پر insist کر کے بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرے خیال میں اب وقت کافی ہو چکا ہے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اب اجلاس بروز جمعة المبارک مورخہ 6۔نومبر 2009 بوقت 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

557

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔نومبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور حمد باری تعالیٰ

سوالات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

صوبہ میں امن وامان کی صورتحال پر عام بحث

559

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرہویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

جمعتہ المبارک،6۔نومبر 2009

(یوم الجمع،17۔ذیقعد 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 10.00 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَلَقَدۡ ذَرَأۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرٗا مِّنَ ٱلۡجِنِّ وَٱلۡإِنسِۖ لَهُمۡ قُلُوبٞ لَّا يَفۡقَهُونَ بِهَا وَلَهُمۡ أَعۡيُنٞ لَّا يُبۡصِرُونَ بِهَا وَلَهُمۡ ءَاذَانٞ لَّا يَسۡمَعُونَ بِهَآۚ أُوْلَٰٓئِكَ كَٱلۡأَنۡعَٰمِ بَلۡ هُمۡ أَضَلُّۚ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡغَٰفِلُونَo وَلِلَّهِ ٱلۡأَسۡمَآءُ ٱلۡحُسۡنَىٰ فَٱدۡعُوهُ بِهَاۖ وَذَرُواْ ٱلَّذِينَ يُلۡحِدُونَ فِيٓ أَسۡمَٰٓئِهِۦۚ سَيُجۡزَوۡنَ مَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَo وَمِمَّنۡ خَلَقۡنَآ أُمَّةٞ يَهۡدُونَ بِٱلۡحَقِّ وَبِهِۦ يَعۡدِلُونَo وَٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَا سَنَسۡتَدۡرِجُهُم مِّنۡ حَيۡثُ لَا يَعۡلَمُونَo

سُوۡرَۃُ الأعرَاف آیات 179 تا 182

اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں۔ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں۔یہ لوگ بالکل چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے۔یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیںo اور خدا کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں تو اس کو اس کے ناموں سے پکارا کرو اور جو لوگ اس کے ناموں میں کجی (اختیار) کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ وہ کچھ کر رہے ہیں عنقریب اس کی سزا پائیں گےo اور ہماری مخلوقات میں سے ایک وہ لوگ ہیں جو حق کا راستہ بتاتے ہیں اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیںo اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو بتدریج اس طریق سے پکڑیں گے کہ ان کو معلوم ہی نہ ہو گاo

وماعلینا الاالبلاغo

حمد باری تعالیٰ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

حمد باری تعالیٰ

رحمت دا دریا الہٰی ہر دم وگدا تیرا
جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاندا اے میرا
اوّل حمد ثنا الہٰی جو مالک ہر ہر دا
اُس دا نام چتارن والا کسے میدان نہ ہردا
جے ویکھاں میں عملاں ولے تے کجھ نئیں میرے پلے
جے ویکھاں تیری رحمت ولے تے بلے بلے بلے
لکھ واری بھاویں عطر گلابوں دھوئیے نت زباناں
نام اوناں دے لائق ناہی کیہہ قلم دا کانا

سوالات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (قطع کلامیاں)

تشریف رکھیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو تو مہربانی کیا کریں، آپ کی بہت مہربانی ہے۔ آپ کو یہ manners ملحوظ خاطر رکھنے چاہئیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، کل کا تجربہ میرے سامنے ہے۔ چنیوٹی صاحب! I am sorry پہلے آپ مجھے کام کرنے دیں۔ میں ایجنڈے کے مطابق چلوں گا، اس کے بعد آپ کی بات سنی جائے گی۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر بولئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 197 ہے۔

لاہور جڑانوالہ روڈ اور مانگٹانوالہ سے لاہور روڈ کی تعمیر

*197: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور جڑانوالہ روڈ کی دورویہ تعمیر شروع ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کافی عرصہ سے جڑانوالہ، مانگٹانوالہ تک تعمیر شروع ہے لیکن ابھی تک مکمل نہیں ہوئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مانگٹانوالہ سے لاہور تک ابھی سڑک کی تعمیر شروع نہیں ہوئی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مانگٹانوالہ سے لاہور تک سڑک کی تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور جڑانوالہ روڈ کی دورویہ تعمیر کے مختلف حصوں کا کام شروع ہے۔

(ب) جڑانوالہ مانگٹانوالہ کی تعمیر جنوری 2006 میں شروع ہوئی تھی اور امید ہے کہ یہ کام نومبر 2008 تک مکمل ہو جائے گا مزید وضاحت ہے کہ تعمیر فنڈز اجراء کے مطابق جاری ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جیسے ہی سکیم منظور ہو گی اور فنڈز مہیا کئے جائیں گے تو لاہور سے مانگٹانوالہ تک کی دورویہ سڑک کی تعمیر بھی شروع کر دی جائے گی۔(قطع کلامیاں)

کرنل (ر) محمد عباس چودھری: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: کیا کر رہے ہیں آپ؟ جناب کرنل صاحب! میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ مجھے اس سوال کی طرف جانے دیں۔(قطع کلامیاں)

ممبر کی بات یہاں پر نہیں ہے۔پلیز، سب کا ضروری ہے۔ وہ بھی کھڑے ہیں، مجھے پتا ہے وہ بھی ضروری ہے لیکن مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ روایت رہی ہے اور کل آپ نے وعدہ بھی فرمایا تھا کہ اپوزیشن والوں کو ٹائم دیں گے لیکن مجھے خود ہر بات کو take up کرنا پڑا۔ یہاں پر اتنی بڑی زیادتی کی گئی، آپ نے وعدہ کرنے کے باوجود پھر بھی ٹائم نہیں دیا۔ میرے ساتھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہے ہیں آپ انہیں اس پر بھی بات نہیں کرنے دے رہے۔

جناب سپیکر: جی، میں ان کا پوائنٹ آف آرڈر سنوں گا، ذرا مجھے ایجنڈے کے مطابق بھی چلنے دیں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! آپ نے وقفہ سوالات شروع کر دیا ہے، ان کی بات سن لیجئے، یہ چلتا رہے گا۔ کل پورے ایک گھنٹہ کے اندر آپ نے ایک سوال لیا، وہ بھی تین دفعہ پہلے آ چکا ہے۔

جناب سپیکر: یہ میرا قصور ہے یا آپ کا؟ Who is at fault? I am not at fault, my dear.

قائدِ حزبِ اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): آپ ہمارے بندوں کو ٹائم دیجئے، اگر ہم نے participate نہیں کرنا تو پھر ہم یہاں کس لئے بیٹھے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: میں نے چودھری صاحب سے بھی گزارش کی تھی۔ میں نے تمام پارٹیوں کے پارلیمانی لیڈر صاحبان سے بھی گزارش کی تھی اور انہوں نے اس بات سے اتفاق کیا تھا کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر سے اجتناب کیا جائے گا۔ ہاں! اس کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر raise کر سکتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کل پورا وقفہ سوالات حکومتی ممبران نے صرف اپنی خود ستائشی پر مبنی تقاریر پر ضائع کر دیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ نے کل بھی commit کر کے ہمیں بات نہیں کرنے دی۔ اگر صرف پارلیمانی سیکرٹریوں یا منسٹروں نے یہاں پر بات کرنی ہے اور یہاں پر انہوں نے فساد برپا کر کے اس ایوان کو مچھلی منڈی بنانا ہے تو پھر ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات مانتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب لیڈر آف دی اپوزیشن بات کرتے ہیں تو آپ یہ فرماتے ہیں کہ آپ اپنے استحقاق کا خیال رکھیں اور آپ اپنے ممبروں کو بات کرنے دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین اراکین حزب اختلاف نے کھڑے ہو کر بولنا شروع کر دیا)

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں، کبھی آپ بغیر بولے یہاں سے گئے ہیں؟ (قطع کلامیاں) ایسی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، آپ بھی تشریف رکھیں۔ کرنل صاحب! آپ کی سفارش آ گئی ہے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی مجھے کہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

آپ to the point ہوں گے تو بات سنوں گا ناں۔ آپ خاموشی اختیار کریں۔ Order please, order please چلیں، جی آپ پوائنٹ آف آرڈر پر چلتے جائیں، مجھے اعتراض نہیں لیکن دیکھیں، یہ ایجنڈا آپ کا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

حزب اختلاف کی جانب سے وزیر قانون کو ایوان سے باہر نکالنے کا مطالبہ

کرنل (ر) محمد عباس چودھری: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ بڑے اچھے طریقے سے House چل رہا تھا اور آپ ماشاء اللہ بڑے منجھے ہوئے parliamentarian ہیں اور custodian

of the House بھی ہیں۔ کل یہ فیصلہ بھی ہوا تھا کہ اس House کے اندر کسی دوسری پارٹی کی لیڈر شپ پر کیچڑ نہیں اچھالا جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں، کل کی بات کو نہ چھیڑیں۔ اب اس کو چھوڑ دیں، مجھے آپ کی بات کا پتا چل گیا ہے۔

کرنل (ر) محمد عباس چودھری: جناب سپیکر! میں کوئی negative بات نہیں کر رہا۔ آپ میری عرض تو سن لیں۔ آپ Custodian of the House ہیں اگر میں کوئی negative بات کروں گا تو آپ مجھے بٹھا بھی سکتے ہیں، آپ مجھے بات تو کرنے دیں اور بات کرنا میرا right ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: معزز ممبر منڈا صاحب کی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں ناں۔ وہ میرے ساتھ بات کر رہے ہیں، آپ کے ساتھ تو بات نہیں کر رہے ناں۔ پلیز، منڈا صاحب! میں نے ان کو floor دیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات بھی سنوں گا۔

کرنل (ر) محمد عباس چودھری: جناب سپیکر! اچھے parliamentarians وہ ہوتے ہیں جن کے ایوان کی کارروائی سے کم از کم الفاظ حذف کئے جائیں۔ کل لاء منسٹر اور اس طرف سے جتنی بھی باتیں ہوئی ہیں، میں انہیں دہرانا نہیں چاہتا اور جناب نے بھی فرمایا کہ مجھے پتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس طرح سے بار بار ایک دوسرے کی لیڈر شپ پر کیچڑ اچھالنا، unnecessary issues کو لا کر اس House کے discipline کو خراب کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ تمام پارلیمانی لیڈروں کو بلائیں اور آئندہ اس طرح سے نہیں ہونا چاہئے اور اگر آئندہ کوئی بھی ممبر اس House میں کسی لیڈر کے خلاف اس طرح کے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کرتا ہے تو آپ ان کی ممبر شپ suspend کریں. Because you are Custodian of the House. ہم سب آپ کے ساتھ تعاون کرتے ہیں، آپ اس چیز کو ملحوظ خاطر رکھیں، انشاء اللہ ہماری طرف سے آپ کے ساتھ 200 فیصد تعاون ہوگا۔ بہت بہت شکریہ۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین اراکین حزب اختلاف ایوان میں کھڑے ہو کر مسلسل بولتی رہیں)

جناب سپیکر: پھر آپ کہیں گے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

آپ بیٹھیں ناں۔ مجھے سب کی بات سننی ہے، آپ کی بات بھی سننی ہے، ان کی بھی سننی ہے۔ اگر آپ یہ انداز اختیار کریں گے تو مناسب نہیں ہے۔ No, no, I say no. (قطع کلامیاں)

آپ اس طرح کریں گے تو وہ بھی کریں گے۔آپ بیٹھ جائیں بھائی، چاروں خواتین کو بولنے دیں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order, order please. Order in the House. I say order, order in the House.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "چور مچائے شور" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "چور مچائے شور" کی نعرہ بازی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھیں بات کرنے دیں۔آپ انھیں بات کرنے کا موقع دیں۔ان چوروں اور ڈاکوؤں کے حواریوں کو میں ایسا آئینہ دکھاؤں گا کہ ان کو سمجھ لگ جائے گی۔آپ ان کو بات کرنے دیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order, order please. Order in the House. I say order, order in the House.

چلیں آپ بات کریں۔جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ بات کریں، ذرا سوچ سمجھ کر بات کریں۔اگر آپ نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے تو میں پھر action لوں گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔یہاں پر کل جو غیر پارلیمانی الفاظ استعمال ہوئے۔جس کی انتہا ہو گئی۔ہم نے ہمیشہ پہل نہیں کی بلکہ انھوں نے غلط initiatives لئے ہیں۔اس چیز کو دیکھیں تاکہ آئندہ کوئی بھی کسی کے قائد سے متعلق بات نہ کرے۔میری آپ سے گزارش ہے کہ لاء منسٹر صاحب کو دو دن کے لئے ہاؤس سے باہر نکالا جائے۔

جناب سپیکر: کیا کریں؟

محترمہ خدیجہ عمر: دو دن کے لئے باہر نکالا جائے تاکہ ---

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات کر لیں تو اس کے بعد میں جواب دیتا ہوں۔

محترمہ خدیجہ عمر: --- تاکہ آئندہ ان کو سبق ملے کہ یہ اس طرح کی گری ہوئی حرکتیں نہیں کریں گے اور گری ہوئی باتیں نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor دیا ہے۔ اب آپ نے جتنا بولنا ہے، بول لیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری اور تمام اپوزیشن کے ارکان کی طرف سے آپ سے اتنی گزارش ہے کہ ہم ہاؤس نہیں چلنے دیں گے۔ لاء منسٹر صاحب اس ہاؤس سے معافی مانگیں اور ان کو دو دن کے لئے ہاؤس سے باہر کیا جائے تاکہ آئندہ یہ اس قسم کی حرکت نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "چور مچائے شور" کی نعرہ بازی)

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ لوگ قانون کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ قانون سب کے لئے ایک جیسا ہے۔ ان پر کوئی سینگ نہیں لگے ہوئے کہ یہاں پر آ کر جو مرضی کریں، من مانی کریں اور ہر کسی کی تذلیل کریں۔ ان کو کوئی حق نہیں ہے۔ اگر انھوں نے ایسی حرکت کی تو ہمیں بھی جواب دینا آتا ہے۔ ہم اس اسمبلی کو آگے نہیں چلنے دیں گے کہ جب تک یہ معافی نہیں مانگیں گے اور یہاں اس ہاؤس سے ان کو دو دن کے لئے باہر نکالا جائے۔ ان کو جب تمیز آئے گی تب یہ ہاؤس کے اندر آئیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں۔ آپ نے بھی کمی نہیں کی اور کمی انھوں نے بھی نہیں کی۔ میں نے غیر شائستہ الفاظ کارروائی سے حذف کروائے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا پوائنٹ آف آرڈر ختم ہوا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ جس کا تسلسل کل سے چلا ہوا ہے اس کو ختم ہونا چاہئے۔ باہر بیٹھی ہوئی کچھ طاقتیں جو minus one یا 342 minus کی باتیں کرتی ہیں۔ آپ نے کل سنا ہوگا کہ وزیراعظم نے قومی اسمبلی میں واضح الفاظ میں یہ کہا کہ سیاستدان آپس میں جو ایک دوسرے کے گریبان پکڑ لیتے ہیں، ایک دوسرے پر الزام تراشی کرتے ہیں اس چیز سے ہمیں اجتناب کرنا چاہئے۔ ہم ان لوگوں اور طاقتوں کو کیوں موقع فراہم کر رہے ہیں جو پہلے ہی یہ چاہتی ہیں کہ جمہوریت کی جو ٹرین پٹری پر چل پڑی ہے یہ اتر جائے اور چل نہ سکے۔ آج بہت سارے معاملات کے حوالے سے اخبارات کو دیکھیں، ٹی وی پر اینکرز کے پروگرام سنیں تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے آج نہیں تو کل شاید حکومت ختم ہونے والی ہے۔ ہمیں ایسے رویے اپنانے چاہییں جن رویوں سے اس جمہوری نظام کو مضبوطی ملے۔ اس جمہوریت کا حسن حکومت اور اپوزیشن ہیں۔ اس لئے ایک دوسرے کی leadership پر الزامات نہیں لگانے چاہییں۔ اگر کسی پر کوئی الزام ہے تو حکومت کے پاس بہت سارے forums ہیں تو حکومت کیوں انھیں عدالت میں نہیں لے کر آتی؟ کیوں اس کو سزا نہیں دیتی؟ کیوں احتساب کے قانون کو ختم کیا جا رہا ہے؟ اسے کیوں یہ لوگ نمایاں نہیں کرتے؟ یہ احتساب کے اس قانون کو واضح کریں اور اس پر implement کروائیں۔ اس کے علاوہ عدالتیں موجود ہیں، NAB Courts موجود ہیں۔ وہاں پر cases لائے جائیں اور الزامات لگانے کی بجائے ثبوت لائیں کہ جو سیاست پر داغ ہیں، جو کالا دھندہ کرتے ہیں اور جنھوں نے غلط روایات اپنائی ہوئی ہیں، جنھوں نے سیاست کو عبادت کی بجائے کاروبار بنا رکھا ہے ان کو بے نقاب کرنا حکومت وقت کا کام ہوتا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی کل کے رویے پر جس جس نے بھی اس ہاؤس میں بدتمیزی کی اور جس جس نے بھی الزام تراشی کی ہے بشمول لاء منسٹر صاحب ان سب کو معذرت کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: دونوں طرف سے کرنی چاہئے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ custodian of the House ہیں۔ آپ نے انصاف کرنا ہے۔ آپ نے اس ہاؤس کو لے کر چلنا ہے۔ میری گزارش ہوگی کہ ایسی روایات اپنائی جائیں جو کہ اس جمہوریت کو مضبوطی سے مضبوطی کی طرف لے کر جائیں۔ ہماری عوام ہمیں دیکھ رہی ہے، پنجاب حکومت کو دیکھ رہی ہے۔ ہمیں اس کو یہ تاثر دینا ہے کہ ہم نے اس جمہوریت کو بڑی مشکل سے اور

بڑی قربانیوں سے حاصل کیا ہے۔ ہم اس جمہوریت کو پٹری سے نہیں اترنے دیں گے اور اسے کامیابی اور کامرانی سے چلائیں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! بہت شکریہ۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حاجی ذوالفقار علی صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! بہاولپور میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ نے ایک قانون رکھ دیا ہے کہ جن بچوں نے میٹرک کا امتحان دینا ہے، وہ "ب" فارم ساتھ لائیں۔ اب یہ ہوا ہے کہ نادرا میں لائن لگی ہوئی ہے اور فیس کی آخری تاریخ 10۔ نومبر ہے اور 500 روپیہ فی بچے سے نادرا وصول کر رہا ہے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں کورم point out کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں ان باتوں سے آپ کو نہیں روکتا، یہ آپ کی مرضی ہے۔ اگر آپ کو یہ کارروائی پسند نہیں ہے تو مجھے کیا اعتراض ہے؟ آپ نے جو کرنا ہے کریں۔ جی، محترمہ نے کورم point out کیا ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں) جو حضرات لابی میں موجود ہیں وہ اندر تشریف لے آئیں۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر کی گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے لہذا ہاؤس آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(کورم ٹوٹنے کے تیس منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 11 بج کر 10 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: معزز ارکان اسمبلی جو لابی میں تشریف رکھتے ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔ لہذا کارروائی آگے بڑھائی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کے میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

دریائے راوی سید والہ ضلع ننکانہ صاحب کے مقام پر پل کی تعمیر

*198: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے راوی پر سید والا ضلع ننکانہ صاحب کے مقام پر میاں شہباز شریف نے اپنے سابق دور حکومت میں پل کی تعمیر کا افتتاح کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کے خاتمے کے ساتھ ہی پل کی تعمیر شروع نہ ہو سکی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابق حکومت میں بھی مذکورہ پل کی تعمیر کے لئے فنڈز رکھے گئے تھے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ پل کی اہمیت کے پیش نظر پل کی تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درست ہے۔ سنگ بنیاد رکھا گیا تھا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) دریائے راوی پر سید والا ضلع ننکانہ صاحب کے مقام پر پل کی تعمیر کا کام جلد شروع کر دیا جائے گا۔ جس کے تخمینہ لاگت کی PDWP،Revise Approval کی میٹنگ مورخہ 2009-10-07 کو ہو گئی ہے اور ٹھیکیداران کی پری کوالیفیکیشن کا عمل بھی جاری ہے جبکہ سنگھرہ سے پل تک فنڈنگ سڑک کی تعمیر کا کام جاری ہے جو کہ اس مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

راولپنڈی میں صادق آباد (چراہ روڈ) چوک کی توسیع

*460: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی حکومت اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ راولپنڈی میں صادق آباد (چراہ روڈ) چوک کی توسیع وکشادگی اور خوبصورتی کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ب) مذکورہ ضمن میں منصوبہ کب تک شروع ہو جائے گا اور کل کتنی لاگت سے؟

(ج) مذکورہ چوک کی توسیع وکشادگی اور خوبصورتی کے ضمن میں پچھلے تین سالوں میں کل کتنی رقم مختص کی گئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) صادق آباد (چراہ روڈ) چوک کی توسیع وکشادگی سکیم 41.649 ملین روپے کی لاگت سے مالی سال 06-2005 میں منظور ہوئی۔ منصوبہ پر عملدرآمد کے لئے چوک کے چاروں اطراف غیر سرکاری کمرشل زمین کو ایکوزیشن میں مشکلات کے پیش نظر اس منصوبہ کو ختم کر دیا گیا

(ب) جیسا کہ جواب (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ اس منصوبہ کو ختم کر دیا گیا ہے۔

(ج) پچھلے تین سالوں میں اس منصوبے کے لئے مندرجہ ذیل رقم مختص کی گئی۔

مالی سال	مختص کردہ رقم
2006-07	10 ملین روپے
2007-08	40.627 ملین روپے
2008-09	1.000 ملین روپے

یہ مختص کردہ رقم منصوبہ پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے خرچ نہ ہو سکی۔

راولپنڈی کمیٹی چوک کی تعمیر کی تفصیلات

*461: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کمیٹی چوک انڈر پاس کب بنا؟

(ب) اس پر مدوار کل کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) اس کی تعمیر کا ٹھیکہ کس فرم کو کس ریٹ پر کس طریق کار کے تحت اور کس کی منظوری سے دیا گیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) کمیٹی چوک انڈر پاس فروری 2005 میں مکمل ہوا۔

(ب) کمیٹی چوک انڈر پاس منصوبہ کی تکمیل کے لئے مندرجہ ذیل رقوم خرچ ہوئیں۔

(i) انڈر پاس کا تعمیراتی کام 142.411 ملین روپے

(ii) غیر سرکاری زمین اور دکانات / مکانات کا معاوضہ 111.375 ملین روپے

(iii) ٹیلی فون، سوئی گیس، واپڈا اور واسا وغیرہ کی سروسز کو ہٹانے پر خرچہ 31.509 ملین روپے

(iv) متبادل انتظام ٹریفک 2.00 ملین روپے

(v) کنسلٹ NESPAK برائے ڈیزائن و نگرانی 5.219 ملین روپے

(ج) اس کی تعمیر کا ٹھیکہ میسرز SKB کو حکومت کے 05-2004 میں مقرر کردہ ریٹس پر بذریعہ Open Tender حکومت کی منظوری کے بعد دیا گیا۔

دریائے راوی لاہور سگیاں پل پر ٹول ٹیکس کی وصولی

*858: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دریائے راوی لاہور سگیاں کے مقام پر پل کی تکمیل کب ہوئی؟

(ب) مذکورہ سگیاں پل مکمل ہونے کے بعد اس پر ٹول ٹیکس وصولی کا کیا طریق کار تھا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سگیاں پل ٹول ٹیکس پر محکمہ مواصلات کا عملہ باقاعدہ ٹول ٹیکس وصول کرتا رہا ہے؟

(د) سال 2003 تا 2006 ہر سال ٹول ٹیکس کی مد میں کتنا ریونیو اکٹھا ہوا، سال وار تفصیل بتائی جائے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2007 میں اچانک محکمہ نے ٹول ٹیکس وصول کرنا بند کر دیا اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت سگیاں پل سے ٹول ٹیکس کی مد میں کروڑوں روپے کی خورد برد میں ملوث اعلیٰ حکام کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) دریائے راوی لاہور سگیاں کے مقام پر پل کی تکمیل 5۔جون 1996 میں ہوئی۔

(ب) مذکورہ پل مکمل ہونے کے بعد ٹول ٹیکس وصولی کا طریق کار درج ذیل تھا۔

1۔ تخمینہ کی تیاری ٹریفک سروے کی بنیاد پر۔

2۔ نیلامی بذریعہ اشتہارات قومی اخبار

3۔ سب سے زیادہ ٹینڈر مندرجہ ذیل کمیٹی کی سفارش پر منظوری۔

سپرنٹنڈنگ انجینئر، علاقہ مجسٹریٹ، نمائندہ فنانس ڈیپارٹمنٹ۔

4۔ بمطابق ایگریمنٹ ٹھیکیدار سے دس ماہانہ اقساط میں کل رقم کی وصولی۔

(ج) صرف جزوی طور پر جب تخمینہ سے کم ٹینڈر کی صورت میں محکمہ کا عملہ ٹول ٹیکس وصول کرتا رہا ہے۔

(د) یکم جولائی 2003 سے 30۔جون 2006 تک ٹول ٹیکس کی وصولی کی سالانہ تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	ریونیو وصولی کی رقم	تفصیل
2003-04	84.500ملین	وصولی بذریعہ ٹھیکیدار بولی کے بعد ہوئی
2004-05	81.088ملین	وصولی بذریعہ مواصلات عملہ ہوئی
2005-06	37.088ملین	وصولی بذریعہ مواصلات عملہ ہوئی
2006-07	27.367ملین	وصولی بذریعہ ٹھیکیدار بولی کے بعد ہوئی

یہاں یہ تفصیل بیان کرنا ضروری ہے کہ

(i) جنوری 2004 سے جولائی 2005 تک رنگ روڈ انٹرچینج نیازی چوک کی تعمیر کی وجہ سے نیو راوی پل بند رہا اور ٹریفک سگیاں پل سے گزرتی رہی۔

(ii) برائے سال 05-2004 ٹول ٹیکس بولی کی رقم 84.180 ملین رکھی گئی لیکن تین دفعہ بذریعہ بولی ٹھیکہ دینے کا ٹینڈر اخبار میں دیا گیا اور بولی کی رقم 57.100 ملین سے نہ بڑھی بالآخر بذریعہ مواصلات عملہ وصولی کی گئی۔

(iii) رنگ روڈ انٹرچینج کی تکمیل کے بعد سگیاں انٹرچینج کا کام شروع ہو گیا اور سگیاں پل سے گزرنے والی ٹریفک کم ہو گئی۔

(ہ) یہ درست نہ ہے کہ 2007 میں اچانک محکمہ نے ٹول ٹیکس وصول کرنا بند کر دیا۔ برائے سال07۔2006ٹول ٹیکس وصولی کا ٹھیکہ بولی کے بعد ٹھیکیدار کو45.000 ملین روپے میں دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق 17۔دسمبر 2006 کو ٹول ٹیکس کی وصولی بند کروادی گئی اور سگیاں پل پر ٹول ٹیکس معاف کر دیا گیا۔

(و) سگیاں پل سے ٹول ٹیکس کی وصولی کی مد میں کسی قسم کا کوئی خورد برد نہیں ہوا ہے کیونکہ ٹول ٹیکس وصولی کا ٹھیکہ ہر سال بذریعہ بولی ہوتا رہا ہے۔

چنیوٹ پنڈی بھٹیاں و دیگر سڑکوں کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*1195: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ، مدینہ شوگر ملز تا138 جے بی نول، طیب ٹیکسٹائل ملز تا125 جے بی، وسائے چوک تا134 جے ایم، جھوک موڑ تا134 جے بی، چنیوٹ چک جھمرہ روڈ، چنیوٹ لالیاں روڈ، چنیوٹ بائی پاس، ترکھانوالہ لالیاں روڈ، چناب نگر ترکھانوالہ روڈ، احمد نگر ریاض آباد روڈ اور پنگو موڑ امین پور روڈ عرصہ دو سال سے زیر تعمیر ہیں؟

(ب) درج بالا سڑکوں کی منظوری کس سال میں ہوئی اور کب مکمل ہونی تھیں۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) درج بالا سڑکوں پر کتنے فیصد کام ہو چکا ہے نیز ٹھیکیداروں کو کتنی رقم کی ادائیگی کی جا چکی ہے؟

(د) کیا حکومت ان سڑکوں کی اہمیت کے پیش نظر جلد از جلد مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کے تعاون سے پراجیکٹ انجینئرنگ سیل کے تحت مندرجہ ذیل سڑکات کا کام زیر تعمیر ہے۔

1۔ پنڈی بھٹیاں۔ چنیوٹ۔ کمال پور روڈ جس میں چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ، مدینہ شوگر ملز، طیب ٹیکسٹائل ملز، 125 جے بی۔ جھوک موڑ کے مواضعات آتے ہیں جس کو میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی بنا رہی ہے۔

2۔ چنیوٹ۔سرگودھا۔خوشاب روڈ، جس پر چنیوٹ لالیاں روڈ واقع ہے اس کو میسرز چائنہ انٹرنیشنل کمپنی بنا رہی ہے۔

3۔ پھالیہ۔بھیرووال۔وریام۔سیال موڑ۔احمد نگر روڈ، ریاض آباد روڈ پر مشتمل ہے۔ جس پر کام تیزی سے جاری ہے۔ جبکہ چناب نگر تر کھانوالہ روڈ، احمد نگر ریاض آباد روڈ اور پنگو موڑ امین پور روڈ ڈسٹرکٹ حکومت کے پاس ہیں۔

(ب) یہ سڑکیں نومبر 2006 میں شروع ہوئیں جن میں پنڈی بھٹیاں۔چنیوٹ۔کمال پور روڈ 2008-05-05 کو مکمل ہونا تھی اب اس کی توسیع 2010-04-05 تک کر دی گئی ہے جبکہ چنیوٹ ۔ سرگودھا ۔ خوشاب روڈ 2008-12-01 کو مکمل ہونا تھی جس کی توسیع 2009-03-01 تک کی گئی ہے۔

(ج) پنڈی بھٹیاں۔چنیوٹ۔کمال پور روڈ پر 21 فیصد کام ہو چکا ہے اور کام جاری ہے اور ٹھیکیدار کو 534.364 ملین روپے ادائیگی ہو چکی ہے۔ چنیوٹ، سرگودھا، خوشاب روڈ پر 83.51 فیصد کام ہو چکا ہے اور ٹھیکیدار کو 2569.558 ملین روپے ادائیگی ہو چکی ہے۔

(د) جی ہاں، حکومت پوری تندہی اور مالی تعاون سے مکمل کروانے کی کوشش کر رہی ہے۔

مین بازار بھاگٹانوالہ روڈ ضلع سرگودھا کی تعمیر

*1719: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تعمیر دورویہ سڑک مین بازار بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا منظور ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تخمینہ 3.592 ملین روپے اور فنی منظوری 2.129 ملین روپے ہوئی تھی جس میں سے 30۔جون 2008 تک 1.302 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں جبکہ تمام مطلوبہ فنڈز فراہم کر دیئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سڑک کی تکمیل کے لئے 0.905 ملین روپے درکار ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ تمام فنڈز جاری ہونے کے باوجود سڑک کی تکمیل نہ ہو سکی، فنڈز خرچ نہ ہوئے اور سال 09-2008 میں اس سکیم کو un-funded قرار دے کر اس کی تکمیل روک دی گئی ہے؟

(ہ) کیاحکومت اس سڑک کی تکمیل کے لئے مطلوبہ فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ تعمیر دورویہ سڑک مین بازار بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا لمبائی 0.29 کلو میٹر منظور ہوئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک کا تخمینہ لاگت 3.592 ملین بحوالہ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات پنجاب لاہور چٹھی نمبری SOH-I(C&W)1-16/2006 مورخہ 03.01.2007 منظوری ہوئی تھی اور اس کی فنی منظوری 2.192 ملین روپے بحوالہ ایکسیئن پنجاب ہائی وے سرگودہا کی چٹھی نمبری D/231 مورخہ 04.05.2007 کو ہوئی تھی جس میں سے 30۔جون 2008 تک 1.302 ملین روپے خرچ کئے جاچکے ہیں اور تمام مطلوبہ فنڈز فراہم کر دیئے گئے تھے۔

(ج) بقایا سڑک کی تکمیل کے لئے سال 09۔2008 میں 0.905 ملین روپے درکار ہیں

(د) یہ درست ہے کہ حکومت نے اس سکیم کے لئے سال 09۔2008 میں کوئی فنڈز نہ رکھے ہیں اور نہ ہی سال 09۔2008 میں اس سڑک کی تکمیل کے لئے کوئی فنڈز آئے ہیں جبکہ سکیم پر کام جاری تھا۔

(ہ) اس دفتر نے بقایا مطلوبہ رقم 0.905 ملین روپے کی ڈیمانڈ بذریعہ چٹھی نمبری A/3415 مورخہ 20.08.2009 بھیجی ہے۔ جونہی مذکورہ سڑک کے لئے مطلوبہ فنڈز حکومت کی طرف سے دستیاب ہوں گے اس سڑک کا بقایا کام مکمل کر دیا جائے گا۔

رنگ روڈ کے متاثرین کی ادائیگی و دیگر تفصیلات

*1795: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رنگ روڈ پیکج نمبر 16 کے لئے کتنی اراضی کن کن افراد کی ایکوائر کی گئی ہے؟

(ب) جن افراد کی اراضی ایکوائر یا حاصل کی گئی ہے ان کے نام و پتا جات اور اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس اراضی کے متاثرین کی ادائیگی کا طریق کار کیا اپنایا گیا ہے؟

(د) ان کو ان کی اراضی کے عوض کس حساب سے رقم کی ادائیگی کی جارہی ہے ؟

(ہ) اس علاقہ میں زمین کی مارکیٹ ویلیو کیا ہے اور حکومت کے کاغذات میں کیا ہے ؟

(و) کیا حکومت اس پیکج کے متاثرین کو ادائیگی کے لئے ایم پی اے کی کمیٹی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ وہ اصل حقائق کی چھان بین کر کے متاثرین کو ادائیگی کرے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) رنگ روڈ پیکج نمبر 16 کے لئے جتنی اراضی جن افراد سے لی گئی ہے ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن افراد کی اراضی ایکوائر یا حاصل کی گئی ہے ان کے نام کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) معاوضہ اراضی حاصل کرنے کے لئے زیر آمدہ رقبہ کا مالک ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے فرد ملکیت حاصل کر کے لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کو پیش کرتا ہے اور ساتھ -/100 روپے مالیت کا اشٹام پیپر پر انڈیمنٹی بانڈ پر کر کے اصل کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ کے ساتھ لف کرتا ہے۔ایک اور آدمی اپنے ہمراہ شناخت کنندہ کے طور پر لے کر آتا ہے اس کے بعد مالک اراضی کو اس معاوضہ کا ووچر جاری کر دیا جاتا ہے جو دفتر خزانہ سرکار سے پاس ہو کر مالک اراضی کے بنک اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتا ہے۔

(د) پیکج 16 موضع لیل میں آبادی والی جگہ کا -/80000 روپے فی مرلہ اور خالی جگہ کا -/65000 روپے فی مرلہ اور موضع کوٹ ودھاوا سنگھ اور نتھا سنگھا اور بخشیش پورہ میں -/65000 روپے فی مرلہ بمع 15 فیصد لازمی حصول اراضی الاؤنس معاوضہ اراضی کی گئی۔

(ہ) اس علاقے میں زمین کی مارکیٹ قیمت اوسط بیج -/33960 روپے فی مرلہ ہے اور شیڈول میں -/30000 روپے فی مرلہ ہے جبکہ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے زمین کی قیمت -/80000 روپے اور -/65000 روپے فی مرلہ بمع 15 فیصد لازمی حصول اراضی الاؤنس منظور کی ہے۔

(و) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں اس بابت کوئی بات زیر غور نہ ہے چونکہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ میں ایسی کوئی شق موجود نہ ہے۔

رنگ روڈ لاہور کی تفصیلات

*1796: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رنگ روڈ لاہور بنانے کا منصوبہ کب منظور ہوا تھا، اس کا پہلا نقشہ اور موجودہ رنگ روڈ کا نقشہ پیش کریں نیز اس کے نقشہ میں اب تک کتنی بار تبدیلی کی گئی ہر دفعہ تبدیلی کی وجہ بیان کریں؟

(ب) رنگ روڈ لاہور کا ابتدائی تخمینہ لاگت کتنا تھا اور اب بڑھ کر کتنا تخمینہ ہو چکا ہے، اس کا تخمینہ لاگت کتنی بار تبدیل ہوا، تفصیل فراہم کریں نیز تخمینہ تبدیل کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) یہ منصوبہ کب شروع ہوا اور اس کی مدت تکمیل پہلی اور موجودہ کیا ہے؟

(د) اس کی مدت تکمیل کتنی دفعہ بڑھائی جا چکی ہے ہر دفعہ مدت تکمیل بڑھانے کی وجہ بیان کریں؟

(ہ) آج تک اس منصوبہ پر کتنا کام ہوا ہے اور کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے، کتنا کام بقایا ہے اور کتنے عرصہ میں مکمل ہونے کی توقع ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور رنگ روڈ کی مختلف Alignments کے بارے میں studies گزشتہ سالوں کے دوران ہوتی رہی ہیں۔تاہم موجودہ منصوبہ پر 2004 میں NESPAK کی مدد سے ڈیزائن کا کام شروع ہوا۔ اگست 2005 میں مجاز اتھارٹی کی منظوری کے وقت اس کی کل لمبائی 61.50 کلو میٹر تھی۔تاہم بعد میں تکنیکی دشواری اور تعمیر کی بے پناہ مشکلات کی وجہ سے یہ ثابت ہوا کہ فیروزپور روڈ سمن آباد گلشن راوی وغیرہ پر رنگ روڈ کی تعمیر ممکن نہ تھی۔ لہذا مجاز اتھارٹی کی منظوری سے اس حصہ کو منسوخ کر کے Southern Loop کے اضافہ کے ساتھ رنگ روڈ کا موجودہ نقشہ بنایا گیا ہے۔سابقہ منظور شدہ alignment اور موجودہ منظور شدہ alignment کے نقشہ جات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) رنگ روڈ کو تعمیر کے لحاظ سے دو فیز میں تقسیم کیا گیا ہے۔

فیز 1: (Northern Loop) لمبائی تقریباً 40.3 کلو میٹر

2005 میں ابتدائی نقشہ کے مطابق فیز۔1 (گلشن راوی سے براستہ بند روڈ محمود بوٹی، واڑہ گجراں، ہربنس پورہ، ایئرپورٹ روڈ، بیدیاں روڈ انٹرچینج، کماہاں تا چونگی امر سدھو فیروزپور روڈ) کا

تخمینہ لاگت بشمول حصول اراضی تقریباً64۔ارب روپے لگایا گیا تھا جبکہ فیز۔2(چونگی امر سدھو فیروز پور روڈ تا گلشن راوی براستہ کلمہ چوک، کیمپ جیل، سمن آباد، گلشن راوی مین روڈ) کا ڈیزائن مکمل نہ ہوا اور تخمینہ لاگت بھی نہ لگایا گیا۔

موجودہ alignment میں فیز۔1(گلشن راوی سے براستہ بند روڈ محمود بوٹی، واڑہ گجراں، ہر بنس پورہ، ایئرپورٹ روڈ، بیدیاں روڈ انٹرچینج تا کماہاں) کا تخمینہ لاگت بشمول حصول اراضی تقریباً52۔ارب روپے ہے۔

فیز:2 (Southern Loop)(کماہاں سے براستہ گجومتہ، ہلوکی، اڈا پلاٹ، تارو گل، مراکہ، موہلنوال، شاہپور کانجراں تاM2 موٹروے) ابھی ابتدائی مرحلہ ڈیزائن میں ہے لہذا تخمینہ لاگت لگانا ممکن نہ ہے۔

(ج) رنگ روڈ کی تعمیر کا آغاز بمطابق (Package-1) اور تخمینہ جات کے نیازی انٹرچینج کی تعمیر سے نومبر 2004 میں شروع ہوا اور مختلف مراحل میں تیزی سے زمین کی دستیابی، منظوری اور دیگر لوازمات کی فنی اور فنڈز کی دستیابی کے ساتھ تکمیل کے مراحل میں ہے۔انشاءاللہ گلشن راوی تا ایئرپورٹ (براستہ بند روڈ، محمود بوٹی، واڑاں گجراں، ہر بنس پورہ اور ایئرپورٹ روڈ) دسمبر 2009 تک میں تکمیل پذیر ہو گا۔اس حصہ کی کل لمبائی 30 کلومیٹر ہے۔ ایئرپورٹ سے کماہاں (براستہ بیدیاں روڈ انٹرچینج) حصول زمین اور تعمیر کے مختلف مراحل میں ہے۔

(د) جیسا کہ (ج) کے ذیل میں بتایا گیا ہے کہ رنگ روڈ کے مختلف حصوں پر کام مختلف مراحل میں شروع ہے۔لہذا ہر حصے کا عرصہ تکمیل بھی مختلف ہے۔مدت تکمیل بڑھنے کی عمومی وجوہات میں رنگ روڈ کا شہری علاقوں سے گزرنا، حصول اراضی کی مشکلات اور مختلف تنصیبات کی منتقلی شامل ہیں۔

(ہ) آج تک رنگ روڈ کے فیز1 پر تعمیراتی کام کا53 فیصد پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔تعمیراتی کام (سول ورکس، بشمول تنصیبات کی منتقلی وغیرہ) پر کل لاگت تقریباً13۔ارب روپے آچکی ہے جبکہ حصول اراضی پر کل لاگت (لینڈ ایکوزیشن ایوارڈ کی بنیاد پر) تقریباً16.5۔ارب روپے آچکی ہے۔بقایا47 فیصد میں سے اکثر حصوں پر تعمیراتی کام شروع ہے جب کہ کچھ حصوں پر حصول اراضی اور تنصیبات کی منتقلی کا کام جاری ہے۔لہذا حصول اراضی کے بعد ہی تاریخ تکمیل طے ہو سکے گی جیسا کہ جز(ج) کے ذیل میں بیان کیا گیا ہے کہ اس فیز کا گلشن

راوی تا ایئر پورٹ تک کا حصہ انشاء اللہ دسمبر 2009 تک مکمل ہو جائے گا جبکہ فیز۔II (Southern Loop) ابھی ڈیزائن کے ابتدائی مراحل میں ہے۔

سرگودھا نامکمل سڑکوں کے لئے فنڈز کی فراہمی

*1912: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں درج ذیل سڑکات سالانہ ترقیاتی پروگرام 2007-08 میں شامل تھیں، جن کی انتظامی منظوری ہو چکی ہے اور ان پر 30۔جون 2008 تک اخراجات بھی ہو چکے ہیں؟

1- تعمیر وامپرومنٹ سڑک بھاگٹانوالہ (23-الف جنوبی) تا 29 جنوبی تا 29 جھال جنوبی مع لنک لالو والی تا 29 جھال ہمراہ مٹھ لک مائنر وملانے سڑک مانگنی، دریا براستہ موضع دریا۔

2- تعمیر سڑک از 23 جنوبی تاملانے سڑک آبادی کریم داد گجر

3- تعمیر دورویہ سڑک بازار بھاگٹانوالہ

4- تعمیر از 133 جنوبی تا 128 جنوبی براستہ 131 جنوبی تا 127 جنوبی

5- تعمیر سڑک از 130 جنوبی تا 50 جنوبی

6- تعمیر سڑک از سلانوالی 119 جنوبی روڈ 128 جنوبی موڑ تا 139 جنوبی و ملانے سرگودھا بڑانہ سڑک

7- تعمیر پیڈسٹرین برج بالمقابل ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا سڑکیں ابھی نامکمل ہیں۔ان کو اے ڈی پی 09-2008 میں شامل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان سڑکوں کو اب Un-funded قرار دے دیا ہے اور مالی سال 2008-09 میں ان کے لئے کوئی فنڈ مہیا نہیں کیا جا رہا ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ محکمہ شاہرات پراونشل سرگودھا نے ان سڑکوں کے لئے فنڈز کا مطالبہ کیا ہوا ہے، اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان سڑکوں کی تکمیل کے لئے مطلوبہ فنڈز سال 09-2008 میں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(و) ان سڑکوں پر اب تک جو رقم خرچ کی جا چکی ہے اس کی تفصیل مہیا فرمائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع سرگودہا میں درج ذیل سڑکات سالانہ ترقیاتی پروگرام 08۔2007میں شامل تھیں جن کی انتظامی وفنی منظوری ہو چکی ہے اور ان پر 30۔جون 2008تک اخراجات بھی ہو چکے ہیں۔

1۔ تعمیر وامپر ومنٹ سڑک بھاگٹانوالہ (23الف جنوبی)تا29جنوبی تا29جھال جنوبی مع لنک لالو والی تا29جھال ہمراہ مٹھہ لک مائنر وملانے سڑک مانگنی دریا براستہ موضع دریا۔

2۔ تعمیر سڑک از23جنوبی تاملانے سڑک آبادی کریم داد گجر۔

3۔ تعمیر دورویہ سڑک بازار بھاگٹانوالہ۔

4۔ تعمیراز133جنوبی تا28جنوبی براستہ 131جنوبی تا127جنوبی۔

5۔ تعمیر سڑک از130جنوبی تا50جنوبی۔

6۔ تعمیر سڑک از سلانوالی119جنوبی روڈ 128جنوبی موڑ تا 139جنوبی و ملانے سرگودہا بڑانہ سڑک۔

7۔ تعمیر پیڈسٹرین برج بالمقابل ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال۔

(ب) جی ہاں!یہ درست ہے کہ مندرجہ بالا سڑکیں ابھی نامکمل ہیں۔اور ان سڑکات کو اے ڈی پی 09۔2008اور10۔2009میں نہ شامل کیا گیا ہے جبکہ ان سڑکات پر کام جاری تھا۔دفتر ہذا کو بحوالہ انور علی چیمہ ایم این اے کی رٹ پٹیشن کے ذریعے برائے سال09۔2008فنڈز دستیاب بھی ہوئے تھے لیکن فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جون2009میں ایک مرتبہ پھر بذریعہ 2^{nd} Listفنڈز کاٹ لئے گئے۔

(ج) جی ہاں!یہ درست ہے کہ ان سڑکوں کو اب Un-fundedقرار دیا گیا ہے اور مالی سال 09۔2008اور مالی سال10۔2009میں کوئی فنڈز نہ رکھے گئے ہیں۔

(د) دفتر ہذا نے ان سڑکات کی مد میں بقایا فنڈز کی ڈیمانڈ بھیجی ہوئی تھی اور برائے سال 09۔2008فنڈز دستیاب بھی ہوئے تھے لیکن فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جون2009 میں ایک مرتبہ پھر فنڈز کاٹ لئے گئے اور برائے مالی سال 10۔2009بذریعہ چٹھی نمبر3415مورخہ20.08.2009کوایک مرتبہ پھر ڈیمانڈ بھجوائی گئی ہے۔

(ہ) جی ہاں!حکومت ان سڑکوں کی تکمیل کے لئے مطلوبہ فنڈز کی ڈیمانڈ بھیجی ہوئی ہے اور جونہی فنڈز دستیاب ہوتے ہیں ان سڑکات کا بقایا کام مکمل کر دیا جائے گا۔

(و) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

منڈی احمد آباد سے کنگن پور سڑک کی مرمت

*1972: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی احمد آباد سے کنگن پور حال ہی میں تعمیر ہونے والا مین روڈ جو کہ تقریباً 5 کروڑ کی لاگت سے تیار ہوئی ابھی صرف دو سال کا عرصہ گزرا ہے کہ اس سڑک میں گڑھے پڑ چکے ہیں؟

(ب) کیا محکمہ اس ناقص تعمیر کی انکوائری کرنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے اور کب تک اس سڑک کی مرمت ہو جائیگی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مذکورہ سڑک کی مرمت کا کام ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔ صوبائی حکومت نے بذریعہ دفتر ہذا اس کی کشادگی / بحالی کا کام 06-2005 میں مکمل کیا تھا اور محکمہ کے ایگریمنٹ کے مطابق کام مکمل ہونے کے بعد ایک سال تک ٹھیکیدار اس کی ٹوٹ پھوٹ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ مذکورہ سڑک کو مکمل ہوئے تقریباً 2/1-2 سال ہو چکے ہیں۔ اب اس کی مرمت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری ڈسٹرکٹ آفیسر (روڈز) اوکاڑہ / قصور کی ہے۔

(ب) ایضاً

رنگ روڈ لاہور کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*1983: جناب وسیم قادر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رنگ روڈ لاہور کتنی لاگت کا منصوبہ ہے اور اس کی مدت تکمیل کیا ہے؟

(ب) اب تک کتنا رنگ روڈ تعمیر ہو چکا ہے کتنا بقایا ہے اور یہ کب تک مکمل ہو جائیگا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ رنگ روڈ کے ساتھ جو آبادیوں کی سڑکیں ہیں انھیں رنگ روڈ پر آنے کے لئے راستہ نہیں دیا گیا، وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) رنگ روڈ لاہور کو تعمیر کے لحاظ سے دو فیز میں تقسیم کیا گیا ہے۔

فیز 1۔ (نادرن لوپ) لمبائی تقریباً 40.3 کلومیٹر

فیز2۔ (سدرن لوپ) لمبائی تقریباً 47.5 کلو میٹر

فیز1 (40.3 کلو میٹر) کے جاری اور بقایا حصوں کی تعمیر کا موجود تخمینہ تعمیراتی کام تقریباً 25.09۔ارب روپے ہے۔ تخمینہ لاگت حصول اراضی وادائیگی برائے موجود تعمیرات (Land Acquisition and Compensation for Structure تقریباً 26.94۔ارب روپے ہے۔

فیز2 یعنی سدرن لوپ (لمبائی تقریباً 47.5 کلو میٹر) چونکہ ابھی ڈیزائن کے ابتدائی مرحلے میں ہے۔ لہذا تخمینہ لاگت لگانا فی الحال ممکن نہ ہے۔

انشاللہ فیز1 کا حصہ گلشن راوی تا ایئرپورٹ (براستہ بند روڈ، محمود بوٹی، واڑہ گجراں، ہربنس پورہ اور ایئرپورٹ روڈ) دسمبر 2009 تک میں تکمیل پذیر ہو گی۔اس حصہ کی کل لمبائی 30 کلو میٹر ہے۔ایئرپورٹ سے کماہاں (براستہ بیدیاں روڈ انٹر چینج) حصول زمین اور تعمیر کے مختلف مراحل میں ہے۔

(ب) آج تک رنگ روڈ کے فیزI (نادرن لوپ) پر تعمیراتی کام کا 53 فیصد پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔بقایا 47 فیصد میں سے اکثر حصوں پر تعمیراتی کام شروع ہے جبکہ کچھ حصوں پر حصول اراضی اور تنصیبات کی منتقلی کا کام جاری ہے۔لہذا حصول اراضی کے بعد ہی تاریخ تکمیل طے ہو سکے گی جبکہ فیزII (Southern Loop) ابھی ڈیزائن کے ابتدائی مراحل میں ہے۔

(ج) رنگ روڈ کا ڈیزائن محدود وسائل (Controlled Access) کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔یعنی رنگ روڈ پر داخلہ ونکاسی صرف انٹر چینج کے ذریعے ہو گی۔رنگ روڈ پر ڈیزائن سپیڈ 100 کلو میٹر فی گھنٹہ ہے۔لہذا مذکورہ آبادیوں کو رنگ روڈ سے براہ راست راستہ دینا نہ ہی ممکن ہے اور نہ ہی حفاظتی تقاضوں کے مطابق رنگ روڈ کے دونوں طرف دو رویہ کارپٹ والی سروس روڈ بھی بنائی جارہی ہے جو آزاد رسائی (Free Access) کے لئے ہو گی۔اطراف کی آبادیوں کی سڑکیں مذکورہ سروس روڈ کے ساتھ منسلک ہو نگی تاکہ آزادانہ آمد و رفت ہو سکے۔رہائشی علاقوں کی سہولت کے لئے مناسب فاصلوں پر بالائی پل (Overhead Pedestrian Bridges) تعمیر کئے گئے ہیں جن سے پیدل چلنے والے لوگوں اور سائیکل سواروں کو رنگ روڈ کراس کرنے کی سہولت میسر ہو گی۔

ضلع راولپنڈی مانکیالہ،اوور ہیڈ برج کی تعمیر کی تفصیلات

*2071: انجینئر قمر اسلام راجہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں مانکیالہ اوور ہیڈ برج کی تعمیر کب شروع ہوئی اور یہ پراجیکٹ کب تک مکمل ہونا تھا مزید یہ کہ اس غیر ضروری تاخیر کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) اب یہ پراجیکٹ کب تک پایہ تکمیل تک پہنچے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مانکیالہ اوور ہیڈ برج کی تعمیر کا آغاز 26-3-2007 کو ہوا اور یہ کام شیڈول کے مطابق 25-03-2008 تک مکمل ہونا تھا اس پراجیکٹ کی تکمیل میں تاخیر کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(i) پراجیکٹ کی کنسٹرکشن ڈرائینگز Work Order جاری ہونے کے دو ماہ بعد ملیں۔

(ii) کام کے آغاز سے ہی اہلیان مانکیالہ نے کام شروع کرنے میں شدید رکاوٹ ڈالی۔ کچھ حد تک یہ رکاوٹ لوکل پولیس کی مدد سے دور کی گئی۔ کچھ لوگوں نے اس کام کی تعمیر کے خلاف عدالت سے Stay لے لیا جس وجہ سے کام کی تکمیل میں دیر ہوئی۔

(iii) موقع پر موجودہ تجاوزات ہٹانے اور پرائیویٹ زمین Acquire کرنے میں وقت لگا۔

(iv) تجاوزات اور لینڈ ایکوزیشن کی وجہ سے واپڈا کے کھمبے ہٹانے میں زیادہ وقت لگا جو کہ کام کی تکمیل میں تاخیر کا باعث بنا۔

(v) زیر تعمیر اوور ہیڈ برج کی دونوں اطراف یعنی کلر سیداں اور روات کے اطراف پر ٹریفک کے لئے عارضی متبادل راستہ فراہم کرنا پڑا کیونکہ چلتی ہوئی ٹریفک میں تعمیر پل کا کام ناممکن تھا یہ عارضی راستہ پرائیویٹ زمینوں سے گزارا جانا تھا اور اس مقصد کے لئے مالکان اپنی زمین نہ دینا چاہتے تھے۔ انتہائی کوششوں کے بعد زمین کے مالکان کو قائل کر کے متبادل راستہ فراہم کیا گیا۔ مزید یہ کہ پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی پاکستان ریلوے ڈیپارٹمنٹ سے مسلسل بات چیت کے بعد پاکستان ریلوے نے 13-08-2008 کو اس متبادل راستہ پر عارضی لیول کراسنگ گا گیٹ / پھاٹک فراہم کیا اس طرح کام کی تکمیل میں تاخیر ہوئی۔

(vi) ریلوے لائن پر پل کی تعمیر کے لئے پاکستان ریلوے سے NOC لینا ضروری تھا جس کے لئے مورخہ 26-06-2007 سے پاکستان ریلوے کو تحریری درخواست کی گئی۔ تمام تر کوششوں کے باوجود ریلوے نے مئی 2009 میں ریلوے لائن پر کام کرنے کی اجازت دی۔

(vii) وقت پر کام کی تکمیل کے لئے فنڈز کم تھے۔

(ب) یہ پراجیکٹ جون 2009 میں مکمل ہو چکا ہے۔

وحدت کالونی لاہور میں سرکاری رہائش گاہوں کی کارپٹنگ کی تفصیلات

*2080: محترمہ عائشہ جاوید: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی لاہور میں آج کل اکتوبر 2008 Carpeting کا کام ہو رہا ہے؟

(ب) اگر یہ درست ہے کہ تو اس کام کو مکمل کرنے کا تخمینہ لاگت کیا ہے اور کب تک اس کو مکمل کرنے کا ٹھیکہ دار کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے؟

(ج) کیا اس کام کا ٹھیکہ دیتے وقت اخبارات میں اشتہارات دیئے گئے اور ٹینڈر طلب کئے گئے، اگر ہاں تو اخبار کا نام اور تاریخ بیان کی جائے؟

(د) کیا جب ٹھیکیداران کو ٹھیکہ دیا گیا ہے، وہ گورنمنٹ کے approved ٹھیکہ دار ہیں اور Black Listed تو نہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کی ملی بھگت سے ٹھیکیدار منظور شدہ tough tiles کی بجائے سولنگ لگا رہا ہے ابھی ٹھیکیدار کام بند کر کے معاہدہ کی اصل شرائط کے مطابق tough tiles لگانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

(و) جو سرکاری افسران از قسم SDO، Overseer، Supervisor و دیگر عملہ جو اس کام کی نگرانی کر رہے ہیں ان کے نام، گریڈ اور عرصہ تعیناتی بیان کیا جائے؟

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ leveling صحیح نہ کرنے کے باعث پانی کے نکاس کا کوئی معقول انتظام نہیں کیا گیا؟

(ح) کیا یہ بھی درست ہے کہ برسات کے موسم میں پانی جمع ہونے سے مختلف بیماریاں پھیلنے کا خطرہ ہے، اگر ہاں تو اس کے تدارک کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) جی نہیں، وحدت کالونی میں اکتوبر 2008 میں کارپیٹنگ کا کوئی کام نہ ہوا ہے۔

(ب) وحدت کالونی میں کارپیٹنگ کرنے کے لئے کوئی منصوبہ منظور شدہ نہ ہے تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل منظور شدہ منصوبہ جات کی ہوتی ہے۔

(ج) وحدت کالونی میں کارپیٹنگ کرنے کے لئے کوئی ٹینڈر طلب نہیں کئے گئے ہیں اس لئے کسی اخبار میں کوئی اشتہار بھی نہیں دیا گیا۔

(د) وحدت کالونی میں کارپیٹنگ کے کام کا ٹھیکہ کسی ٹھیکیدار کو نہیں دیا گیا ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے ایک سکیم مالیتی 49.681 ملین روپے بعنوان Renovation/Improvement of foot path and lawns/Street in Wahdat Colony, Lahore بذریعہ چٹھی dated14-06-2008، No.US(Dev)1-255/2007 منظور کی ہے اور اس سکیم کے تحت صرف گول باغ وحدت کالونی میں ٹف ٹائلز مہیا کرنا مطلوب / منظور ہے جب کہ باقی جگہوں پر اینٹوں کی سولنگ ہونی درکار ہے۔یہ درست نہ ہے کہ ٹھیکیدار محکمہ کی ملی بھگت سے منظور شدہ ٹف ٹائل کی بجائے سولنگ لگا رہا ہے۔بلکہ وہ معاہدہ کی منظور شدہ شرائط کے مطابق کام کر رہا ہے۔

(و) جو سرکاری افسران از قسم Supervisor, Overseer, SDO, Executive Engineer اس کام کی نگرانی کر رہے ہیں ان کے نام گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام	عہدہ	سکیل	عرصہ تعیناتی
محمد اقبال	ایگزیکٹو انجینئر	18	26-05-08
گلریز خالد	ایس ڈی او	17	28-07-07
رانا ندیم اختر	سب انجینئر	16	15-07-05
نور الٰہی	سب انجینئر	16	10-03-05
شبیر حسین چیمہ	سب انجینئر	11	18-07-02
سجاد رشید	سب انجینئر	11	21-10-02

(ز) ٹف ٹائل اور سولنگ کا کام کرتے وقت لیونگ کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔

(ح) چونکہ وحدت کالونی کا علاقہ آس پاس کے علاقوں سے اونچی سطح پر واقع ہے اس لئے برسات کے موسم میں پانی جمع ہونے کا کوئی امکان نہ ہے۔

ضلع سرگودھا محکمہ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2168: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ مواصلات و تعمیرات میں گریڈ 11 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی خالی اور کتنی پر ہیں؟

(ب) گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تعیناتی کا عرصہ بیان کریں؟

(ج) ان ملازمین پر سالانہ کتنی رقم تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں خرچ کی جارہی ہے؟

(د) کن کن ملازمین کے پاس سرکاری گاڑیاں ہیں ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

(ہ) ان گاڑیوں کے نمبرز اور ماڈل بتائیں نیز ان گاڑیوں پر سالانہ کتنی رقم مرمت اور ڈیزل / پیٹرول پر خرچ ہوئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع سرگودھا میں گریڈ 11 اور اُوپر کی منظور شدہ کل اسامیاں 42 ہیں اور 37 پُر ہیں اور 05 اسامیاں خالی ہیں۔

(ب)

نمبر شمار	گریڈ	نام بمعہ عہدہ	تعلیمی قابلیت	تعیناتی
1	19	فاروق احمد منہاس سپرنٹینڈنگ انجنیئر	ایم ایس سی انجینئر نگ	27-01-2009
2	18	شفاقت حسین مہتمم شاہرات	بی ایس سی انجینئرنگ	17-08-2009
3	18	شفقت علی بٹر مہتمم شاہرات	بی ایس سی انجینئرنگ	05-01-2009
4	17	عابد علی سب ڈویژنل آفیسر	بی ایس سی انجینئرنگ	25-08-2009
5	17	سہل اکرم سب ڈویژنل آفیسر	بی ایس سی انجینئرنگ	14-06-2009
6	17	غلام مرتضیٰ سب ڈویژنل آفیسر	بی ٹیک آنرز	06-01-2009
7	17	سلیم اکبر سب ڈویژنل آفیسر	بی ٹیک آنرز	15-09-2008
8	17	محمد سرور ڈویژنل اکاؤنٹس آفیسر	ایس اے ایس	23-09-2008
9	17	ممتاز سہل ڈویژنل اکاؤنٹس آفیسر	ایس اے ایس	23-09-2008
10	16	پرویز احمد چیمہ سپرنٹینڈنٹ	بی اے۔ ایل ایل بی	18-08-2008
11	16	محمد فہیم ریسرچ اسسٹنٹ	ایم ایس سی جیالوجی	09-01-2009
12	16	محمد ایوب ریسرچ اسسٹنٹ	بی ایس سی	09-01-2009

(ج) ان ملازمین پر سالانہ تنخواہوں کی مد میں رقم 5939754 برائے سال 09-2008 خرچ ہو گی اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں رقم -/220290 روپے یہ ٹی اے کی رقم صرف تبادلہ کی مد میں خرچ ہوئی ہے۔

(د)

نمبر شمار	گریڈ	نام بمعہ عہدہ	تعلیمی قابلیت	گاڑی نمبر
1	19	فاروق احمد منہاس سپرنٹنڈنگ انجنیئر	ایم ایس سی انجینئرنگ	SGG1021
2	18	شفقت علی بٹر مہتمم شاہرات	بی ایس سی انجینئرنگ	4241
3	18	شفاقت حسین مہتمم شاہرات	بی ایس سی انجینئرنگ	8914
4	17	عابد علی سب ڈویژنل آفیسر	بی ایس سی انجینئرنگ	9814
5	17	سہل اکرم سب ڈویژنل آفیسر	بی ایس سی انجینئرنگ	1359
6	17	غلام مرتضی سب ڈویژنل آفیسر	بی ٹیک آنز	4911
7	17	سلیم اکبر سب ڈویژنل آفیسر	بی ٹیک آنز	9590

(ہ)

گاڑی نمبر	ماڈل	سالانہ خرچہ مرمت	ڈیزل
1021	2007	لینڈرو ور مرمت94000	ڈیزل-/187537روپے
4241	2006	سوزوکی جیپ-------	پٹرول-/125000روپے
8914	1997	سوزوکی جیپ-------	ڈیزل-/42855روپے
9814	2006	سوزوکی جیپ-------	ڈیزل-/187537روپے
4911	2006	سوزوکی جیپ-------	پٹرول-/132000روپے
9590	2001	سوزوکی جیپ-------	ڈیزل-/29294روپے
1359	2006	سوزوکی جیپ-------	پٹرول-/126000روپے

ضلع سرگودھا میں سڑکوں کی مرمت کی صورتحال و دیگر تفصیلات

*2169: **محترمہ زوبیہ رو باب ملک**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کے دوران ضلع سرگودھا محکمہ مواصلات و تعمیرات کو کتنی رقم سالانہ کس کس مد میں فراہم کی گئی تھی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن سڑکوں کی از سر نو مرمت کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران جن سڑکوں کی از سر نو تعمیر شروع ہوئی ان کے نام، لمبائی اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(د) ان سالوں کے دوران جن سڑکوں کی مرمت کی گئی ان کے نام اور ان پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) دوران مالی سال07۔2006ترقیاتی کاموں کی مد میں1579.873ملین روپے موصول ہوئے۔دوران مالی سال08۔2007ترقیاتی کاموں کی مد میں (1761.782+156.085)= 1917.867ملین روپے موصول ہوئے۔

(ب) دوران مالی سال07۔2006مرمت کے کاموں کی مد میں 61.347ملین روپے موصول ہوئے۔ دوران مالی سال 08۔2007مرمت کے کاموں کی مد میں121.401ملین روپے موصول ہوئے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور / جڑانوالہ ڈیول کیرج وے کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*2303:رائے محمد شاہ جہاں خان:کیاوزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور تا جڑانوالہ ڈیول کیرج وے زیر تعمیر ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ کی تکمیل کی مدت گزر چکی ہے ؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اسے مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے یا اس میں فنڈز کی کمی بیشی ہے تو اس کو بھی پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) اگر پورے فنڈز میسر ہوئے تو سال10۔2009تعمیر مکمل ہو جائے گی۔

خانقاہ ڈوگراں تا حافظ آباد سڑک کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*2420:چودھری محمد اسد اللہ:کیاوزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خانقاہ ڈوگراں تا حافظ آباد روڈ مکمل تعمیر نہیں کی گئی اور صرف پتھر ڈالنے کے سوا مزید کچھ نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ روڈ کا ٹھیکہ کب دیا گیا اور اسے مکمل کرنے کی تاریخ کیا ہے نیز ٹھیکیدار کا نام مع پتا اور اس پر لاگت کا تخمینہ کیا ہے اور یہ کب تک مکمل تعمیر کر دی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ خانقاہ ڈوگراں تا حافظ آباد روڈ کی تعمیر جاری ہے۔ پتھر ڈالنے کے بعد اسفالٹ کا کام بھی جاری ہے۔

(ب) مذکورہ روڈ کا ٹھیکہ 2 گروپوں میں مورخہ 2007-2-20 کو دیا گیا تھا اور اس کے مکمل ہونے کی تاریخ 2008-2-20 تھی۔ ٹھیکیدار کا نام میسرز حسن زمان پرائیویٹ لمیٹیڈ وائٹ ہاؤس، B-21 بلاک M گلبرک III لاہور جبکہ تخمینہ لاگت مبلغ 205.186 ملین روپے برائے گروپ نمبر 1 اور 204.935 ملین روپے برائے گروپ نمبر 2 (کل تخمینہ لاگت مبلغ 410.121 ملین روپے) ہے۔ یہ سڑک تقریباً رواں مالی سال میں مکمل ہو جائے گی۔ بشرطیکہ تمام فنڈ مہیا ہو جائے۔

پنڈی بھٹیاں / حافظ آباد اور جلال پور
سڑک کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*2422: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنڈی بھٹیاں تا حافظ آباد روڈ بنانے کا ٹھیکہ دیا گیا ہے اگر ہاں تو کب اور کتنے میں نیز ٹھیکیدار کا نام مع ایڈریس بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنڈی بھٹیاں تا جلال پور روڈ بنا دی گئی ہے، اگر ہاں تو کب اور اس پر کیا لاگت آئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جلال پور تا حافظ آباد روڈ ابھی تک نہیں بنائی گئی، اگر ہاں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہ کب تک مکمل بنا دی جائے گی، نیز کیا یہ ٹھیکہ دینے کی تاریخ کے اندر مکمل ہو جائے گی اور اس پر کوئی اضافی چارجز تو نہیں آئیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ حافظ آباد (جناح چوک) تا پنڈی بھٹیاں انٹرچینج کا ٹھیکہ دو گروپوں میں دیا گیا جس کی تفصیل ذیل ہے۔

1۔ گروپ نمبر=I

میسرز نذیر اینڈ کمپنی پرائیویٹ لمٹیڈ۔ تخمینہ لاگت 338.637 ملین روپے تاریخ ٹھیکہ 24-06-2006

2۔ گروپ نمبر=II

میسرز خالد راؤف اینڈ کمپنی پرائیویٹ لمٹیڈ۔ تخمینہ لاگت 214.667 ملین روپے تاریخ ٹھیکہ 05-07-2006

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ جلال پور تا پنڈی بھٹیاں روڈ مکمل تعمیر کر دی گئی ہے اس پر کل خرچہ 203.063 ملین روپے آیا ہے۔

(ج) ہاں! یہ درست ہے کہ سیکشن جلال پور تا حافظ آباد فنڈز قسطوں میں آنے کی وجہ سے اپنے مقررہ وقت میں مکمل نہیں ہوئی۔ اگر حکومت نے بقایا فنڈز مبلغ 149 ملین روپے مہیا کر دیئے تو 2010-106-30 تک یہ سڑک مکمل ہو جائے گی۔ اس پر اضافی چارجز جو کہ price variation کی وجہ سے آئیں گے ان کا تخمینہ کام مکمل ہونے کے بعد لگے گا۔

ورلڈ بنک کی امداد سے تعمیر کی جانے والی سڑکوں کی تفصیلات

*2431: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد تا چنیوٹ، چنیوٹ تا پنڈی بھٹیاں اور چنیوٹ تا سرگودھا روڈ ورلڈ بنک کی امداد سے تعمیر کی جارہی ہے۔؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ معاہدہ کے مطابق مذکورہ روڈز کی تعمیر اس سال مکمل ہونا تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈز کے رہائشی علاقوں میں نکاسی آب کے لئے بھی ایک سیوریج سسٹم ڈیزائن کیا گیا تھا تاکہ روڈز محفوظ رہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈز کے ساتھ سروس روڈ بھی معاہدہ میں شامل ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ روڈز کا کتنا حصہ مکمل ہو چکا ہے کتنا حصہ زیر تعمیر اور کتنے حصہ کی ابھی تک تعمیر شروع ہی نہیں کی جا سکی، سیوریج سسٹم کس حد تک مکمل

ہو چکا ہے اور سروس روڈ بھی کس حد تک مکمل ہو چکی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ان سڑکوں پر رہائشی علاقوں میں صرف سڑک کے نکاسی آب کے لئے سائیڈ ڈرینز ڈیزائن کی گئی ہیں۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) اس منصوبہ پر کنٹریکٹر نے صرف بھٹیاں۔چنیوٹ سیکشن میں اب تک صرف 27 کلومیٹر لمبائی پر کام کیا ہے۔ جس میں سے تقریباً 13 کلومیٹر اسفالٹ ہوئی ہے اور 14 کلومیٹر پر کام جاری ہے۔اور باقی ماندہ حصہ پر کام ابھی شروع نہیں ہوا ہے۔ سائیڈ ڈرینز ابھی بنانا باقی ہیں۔ سروس روڈ منصوبہ کا حصہ نہ ہے۔ چنیوٹ کمال پور روڈ سیکشن پر کنٹریکٹر نے ابھی تک کوئی کام نہ کیا ہے۔ کنٹریکٹر میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی کے مالی وسائل کم ہونے کی وجہ اور مناسب منصوبہ بندی نہ کرنے کی وجہ سے یہ پراجیکٹ تاخیر کا شکار ہوا ہے۔ ٹھیکیدار اور محکمہ مواصلات و تعمیرات کے درمیان(Amicable Settlement)ہو چکی ہے جس کے تحت ٹھیکیدار نے کام شروع کر دیا ہے اور اس کی تکمیل 2010۔04۔05 کو ہوگی۔

وحدت کالونی لاہور میں کھیلوں کے گراؤنڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2504: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وحدت کالونی لاہور میں کھیل کی کل کتنی گراؤنڈز ہیں؟

(ب) وحدت کالونی میں موجود گراؤنڈز کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وحدت کالونی لاہور میں موجود بڑی گراؤنڈز میں سالانہ کھیلوں کے انعقاد کے لئے فیس مقرر کی ہوئی ہے؟

(د) وحدت کالونی لاہور میں بڑی گراؤنڈز میں کھیلوں کی اجازت کون دیتا ہے نیز اجازت لینے کے لئے کن کن شرائط کو مدنظر رکھا جاتا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) وحدت کالونی لاہور میں کھیل کا صرف ایک گراونڈ ہے۔

(ب) اس گراونڈ کا کل رقبہ تقریباً سات ایکڑ ہے۔

(ج) 1999 سے اب تک یہ گراونڈ محکمہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کے کنٹرول میں ہے۔اس کا انتظام اور دیکھ بھال بھی یہی محکمہ کرتا ہے۔

(د) کھیلوں کی اجازت محکمہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی دیتا ہے۔

جیٹھہ بھٹہ تا چوک بہادر رحیم یار خان پراونشل ہائی وے کی تعمیر کی تفصیلات

*2613: جناب محمد اعجاز شفیع: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) جیٹھہ بھٹہ تا چوک بہادر پور رحیم یار خان کی پراونشل ہائی وے کی سڑک جو حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے اس کا تخمینہ لاگت کیا تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک دسمبر 2008 کی پہلی بارش سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ذمہ دار عملہ کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) جیٹھہ بھٹہ تا چوک بہادر پور چوک کی لمبائی 66 کلومیٹر ہے جس کی لاگت 793.083 ملین روپے ہے۔

(ب) 2008 میں مون سون کی زیادہ بارشوں اور Water Logging کی وجہ سے خانپور بائی پاس پر پاکستان چوک سے لے کر 1.50 کلومیٹر کی لمبائی میں Patches پڑے تھے جنہیں کنسٹرکشن کمپنی نے اپنے وسائل سے Rectify / ٹھیک کر دیا تھا جس کو ایک سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔اب سڑک پر ٹریفک رواں دواں ہے اور مزید کوئی خرابی پیدا نہ ہوئی ہے۔

(ج) کنسٹرکشن کمپنی ابھی بھی کام کر رہی ہے اور معاہدہ کے مطابق اگر کوئی خرابی آ جائے تو کمپنی اسے ٹھیک کرنے کی پابند ہے۔لہذا عملہ کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی جواز نہ ہے۔

فیصل آباد سے جڑانوالہ سڑک کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*2752: رائے اعجاز حسین: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد سے جڑانوالہ سڑک کی تعمیر کب شروع ہوئی اور کب مکمل ہونا تھی؟

(ب) اس سڑک کی تعمیر کا ابتدائی تخمینہ کتنا تھا، آج تک اس کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟

(ج) اس پر کتنے فیصد کام ہوا ہے اور کتنی رقم ٹھیکیدار کو ادا کی جاچکی ہے؟

(د) اس سڑک کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا تھا اسکا نام اور پتا بتائیں؟

(ہ) اس سڑک کے تخمینہ میں کتنی دفعہ اضافہ ہوا ہے ہر دفعہ کتنا اضافہ ہوا اور اضافہ کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) اس سڑک کی مدت تکمیل گزر جانے کے باوجود ابھی تک یہ مکمل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ابتدائی سکوپ کے مطابق اس سڑک کی تعمیر مورخہ 11.12.2003 کو شروع ہوئی جو 26.04.2004 کو مکمل ہونا تھی جبکہ Revised سکوپ کے مطابق نئے ٹھیکیدار کو یہ کام مورخہ 28.12.2005 کو الاٹ کیا گیا جس کی تاریخ تکمیل 30.09.2008 تھی۔

(ب) اس سڑک (TST) کی تعمیر کا ابتدائی تخمینہ 190.860 ملین روپے تھا۔ جبکہ سکوپ تبدیل ہونے کے بعد کارپٹ روڈ کا تخمینہ لاگت 490.930 ملین روپے منظور ہوا اور 579.275 ملین روپے کا ٹیکنیکل سینکشن ہوا۔ آج تک اس سڑک کی تعمیر پر 490.926 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) اس سڑک پر 95 فیصد کام ہو چکا ہے اور 488.852 ملین روپے رقم ٹھیکیداروں کو ادا کی جا چکی ہے۔

(د) اس سڑک کے ٹھیکداروں کے نام اور پتا مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ ایم/ایس فضل انجینئر کارپوریشن گورنمنٹ کنٹریکٹر لطیف منزل شاہراہ قائد اعظم پتو کی ڈسٹرکٹ قصور۔

2۔ ایم/ایس شفیق برادرز گورنمنٹ کنٹریکٹر P-727 ویسٹ کینال روڈ فیصل آباد۔

3۔ ایم/ایس یٰسین برادرز 332 ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

4۔ ایم / ایس اے۔ایم کنسٹرکشن کمپنی C/901 کینال ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کینال بنک لاہور۔

5۔ ایم / ایس رائل کنسٹرکشن کمپنی گورنمنٹ کنٹریکٹر 304 حسن شاپنگ مال ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد۔

6۔ ایم / ایس چوہدری محمد زمان گورنمنٹ کنٹریکٹر جڑانوالہ

7۔ ایم / ایس منور اینڈ برادرز گورنمنٹ کنٹریکٹر خیابان کالونی نمبر 3 مکان نمبر 12، گلی نمبر 4 سٹریٹ فیصل آباد۔

8۔ ایم / ایس زبیر اینڈ کمپنی گورنمنٹ کنٹریکٹر بلڈنگ اینڈ ہائی وے محلہ شریف چک تینیاں والا وارڈ نمبر 7 جھنگ سٹی۔

(ہ) ابتدائی طور پر سڑک TST کے ساتھ منظور ہوئی تھی جس کا تخمینہ لاگت 190.860 ملین روپے تھا بعد میں اس سکیم کا سکوپ تبدیل کیا گیا جس میں دونوں اطراف کشادگی، کارپٹ اور 4 فٹ کا اضافی Treated Shoulder شامل کیا گیا جس کو P&D نے منظور کیا اور اس کا تخمینہ لاگت 490.930 ملین روپے ہو گیا اس سڑک کے تخمینہ میں صرف ایک دفعہ P&D کی منظوری سے اضافہ ہوا اور اس اضافہ کی رقم 300.070 ملین روپے ہے۔

(و) اس سڑک کی بروقت تکمیل نہ ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:

(i) ابتدائی سکوپ میں دورویہ 20 فٹ چوڑائی کی TST سڑک بننی شروع ہوئی جس کو دوران تعمیر دورویہ 24 فٹ کارپٹ روڈ اور 4 فٹ چوڑے Treated Shoulders میں تبدیل کر دیا گیا۔ لہذا اضافی سکوپ کی وجہ سے دوبارہ منظوری، ٹیکنیکل سینکشن، ٹینڈرز اور کام شروع کرنے میں 2005۔12۔28 تک کا وقت صرف ہوا۔

(ii) فنڈز بروقت اور یک مشت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے (جیسا کہ آگے دیئے گئے جدول سے عیاں ہے) اب تک 95 فیصد کام ہوا ہے۔

(iii) سال بہ سال فنڈز کی ترسیل اور خرچہ درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	مختص کردہ فنڈز	جاری شدہ فنڈز	خرچہ
1	2003۔04	127.00 ملین	117.000 ملین	117.000 ملین
2	2004۔05	73.860 ملین	53.860 ملین	36.147 ملین
3	2005۔06	70.000 ملین	60.000 ملین	60.000 ملین
4	2006۔07	100.319 ملین	140.319 ملین	140.319 ملین
5	2007۔08	150.000 ملین	90.00 ملین	98.412 ملین
6	2008۔09	39.048 ملین	91.384 ملین	39.048 ملین

7۔ 2009۔10 میں یہ سکیم UN-Funded ہو گئی جس کے لئے P&D ڈیپارٹمنٹ کو بذریعہ چٹھی نمبر SOH III 3-20/2009-10(Faisalabad) مورخہ 08-09-2009 کو 20.586 ملین روپے فنڈ مختص کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔

اسلام آباد مری ہائی وے پر واقع سترہ میل ٹول پلازہ کی تفصیلات

*2755: انجنیئر قمر اسلام راجہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسلام آباد مری ہائی وے پر واقع سترہ میل ٹول پلازہ پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے حکومت پنجاب کے کنٹرول میں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ٹول پلازہ پر لیا جانے والا ٹول ٹیکس لوکل ٹیکس کے زمرے میں آتا ہے؟

(ج) کون سے لوگ / گاڑیاں اس صوبائی ٹول ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ ٹول پلازہ سترہ میل پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کے کنٹرول میں ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ یہ ٹیکس لوکل ٹیکس کے زمرے میں آتا ہے۔

(ج) مقامی لوگ / اور وہ گاڑیاں جن پر صدر ہاؤس / وزیر اعظم ہاؤس، چیف سیکرٹریٹ کی پلیٹ لگی ہوئی ہے وہ ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ علاوہ ازیں سنیٹر، ایم این اے، ایم پی اے، جھنڈے والی گاڑیاں، ڈیفنس فورس کی گاڑیاں اور پولیس کی گاڑیاں۔ ایمبولینس اور سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ پنجاب سے تعلق رکھنے والی گاڑیاں مستثنیٰ ہیں۔

پرانے راوی پل کی تعمیر نو

*2781: جناب وسیم قادر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرانا راوی پل جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور جانی نقصان ہونے کا خطرہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پرانے راوی پل کو گرا کر نیا پل تعمیر کرنے اور بڑی ٹریفک کی آمد و رفت بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) پرانا راوی پل کو تعمیر ہوئے 60 سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور یہ ہر قسم کی بڑی گاڑیوں کی آمدورفت کے لئے بند ہے۔ اس پل کے متعدد جوائنٹ بہت پرانے ہونے کی وجہ سے نکارہ ہو چکے ہیں جن کی مرمت کا کام اسی ماہ مکمل کر دیا جائے گا۔ یہ درست نہ ہے کہ اس پل پر کسی قسم کے جانی نقصان کا خطرہ ہے۔

(ب) پرانا راوی پل عرصہ دراز سے بڑی گاڑیوں کی آمدورفت کے لئے بند ہے۔ اس پل کو گرا کر نیا پل تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ فی الحال زیر غور نہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک کلومیٹر سے بھی کم فاصلے پر بڑی گاڑیوں کی آمدورفت کے لئے شاہدرہ راوی پل موجود ہے۔ منصوبہ فی الحال زیر غور نہ ہے۔

بنگلہ جسوآنہ تا مکوآنہ سڑک کی توسیع و دیگر تفصیلات

*2812: جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک پختہ سڑک بنگلہ جسوآنہ تا مکوآنہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کی توسیع کی جا رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب یہ منصوبہ منظور ہوا تو یہ سڑک پرانی پل نہر کی مغرب جانب سے توسیع ہونا تھی اور بعد ازاں افسران کی ملی بھگت سے یہ سڑک پرانی پل نہر کے مشرق جانب بنانے کا منصوبہ بنا؟

(ج) کیا حکومت پیسے کے ضیاع کو بچانے اور لوگوں کے رہائشی مکانات اور دکانوں کو گرانے سے بچانے کے لئے پرانے منصوبہ پر عمل کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو معزز ایوان کو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ جب منصوبہ منظور ہوا تھا تو اس میں نیا پل پرانے پل کو گرا کر اسی جگہ بنانا تھا لیکن سڑک کے موڑ (Curve) کو بہتر آسان بنانے، محکمہ انہار کے سٹرکچر کو بچانے اور دوران تعمیر ٹریفک کو رواں رکھنے اور ٹریفک کو تقریباً تین کلومیٹر کے کچے متبادل راستہ سے

اجتناب کے لئے پرانے پل کو استعمال میں لایا گیا۔لہذا پل کو نئی جگہ بجانب مشرق (Upstream) تجویز کیا گیا۔اس میں افسران کی کوئی ملی بھگت نہ ہے۔بلکہ یہ سڑک کے ڈیزائن کو بہتر کرنے اور دوران تعمیر عوام کی سہولت کو برقرار رکھنے کی خاطر تجویز کیا گیا۔

(ج) لوگوں کے مکانات، دکانات اور اعتراضات کی وجہ سے پرانے پل کو توڑ کر اسی جگہ پر نیا پل بنانے سے محکمہ کو کوئی اعتراض نہ ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں تعمیر ہونے والی سڑکوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2897: رانا آصف محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران محکمہ ہائی وے نے ضلع سیالکوٹ میں کتنی سڑکیں تعمیر کیں، ان سڑکوں کے نام اور تخمینہ لاگت بیان کریں؟

(ب) کتنی سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی زیر تکمیل ہیں؟

(ج) ان سڑکوں کے کام کے معیار کی چیکنگ کن کن افسران نے کی؟

(د) کون کون سی سڑکوں میں ناقص مٹیریل کی استعمال کی شکایات موصول ہوئیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سالوں میں 33 کام مکمل ہوئے اور بقایا 37 کام تکمیل کے مراحل میں ہیں۔

(ج) محکمہ کے متعلقہ افسران کے علاوہ ریجنل لیبارٹری گوجرانوالہ اور روڈ ریسرچ لیبارٹری لاہور کام کے معیار کو چیک کرتی ہے۔

(د) کوئی ایسی شکایات نہ ہیں۔

ضلع سیالکوٹ میں محکمہ کے دفاتر کو فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2898: رانا آصف محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران ضلع سیالکوٹ کو کتنی رقم حکومت پنجاب نے محکمہ مواصلات و تعمیرات کے لئے فراہم کی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن منصوبوں پر خرچ ہوئی ان کے نام اور تخمینہ لاگت بیان کریں؟

(ج) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی؟
(د) کتنی رقم محکمہ ہذا کے افسران کے دفاتر کی تزئین و آرائش پر خرچ ہوئی؟
(ہ) کتنی رقم گریڈ 11 اور اوپر کے ملازمین کو ٹی اے/ڈی اے کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف)

(i) ضلع سیالکوٹ میں بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کو برائے مالی سال 08۔2007 مختلف محکمہ جات کے لئے 628.968 ملین روپے اور برائے مالی سال 09۔2008 میں 658.272 ملین روپے فنڈز فراہم کئے گئے۔

(ii) بابت سال 08۔2007 میں 749.67 ملین روپے اور سال 09۔2008 میں 650.92 ملین روپے ہائی وے ڈویژن سیالکوٹ کو فنڈ جاری کئے گئے۔

(ب)

(i) برائے مالی سال 08۔2007 میں 422.657 ملین رقم خرچ ہوئی اور برائے مالی سال 09۔2008 کو 215.529 ملین رقم خرچ ہوئی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) ترقیاتی منصوبہ جات پر سال 08۔2007 میں 674.95 ملین اور سال 09۔2008 میں 308.95 ملین روپے خرچ ہوئے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

(i) مالی سال 07۔2008 اور 09۔2008 کے دوران سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی اور پٹرول پر ۔/425561 روپے خرچ ہوئے۔

(ii) گاڑیوں کی مرمت /پٹرول اور ڈیزل پر سال 08۔2007 میں 0.500 ملین اور مالی سال 09۔2008 میں 0.173 ملین خرچ ہوئے ہیں۔

(د)

(i) مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران محکمہ کے دفاتر کی تذئین و آرائش پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی۔ہے۔

(ii) کوئی خرچ نہ ہے۔

(ہ)

(i) مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران 0.095 ملین کی رقم ٹرانسفر ٹی اے پر خرچ ہوئی۔

(ii) سال 08۔2007 میں اس مد میں 0.095 ملین اور 09۔2008 میں 0.023 ملین خرچ ہوئے۔

جہلم، موضع نوگراں کی نامکمل چھوڑی جانے والی سڑک سے متعلقہ تفصیلات

*2945: جناب شیر علی خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سی ایم اینچ جہلم سے موضع نوگراں تک پنڈ داد نخان روڈ کی لمبائی و چوڑائی، سڑک تعمیر کرنے والے ٹھیکیدار کا نام و پتا اور سڑک کی تعمیری لاگت بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ سڑک محکمہ کے جن افسران / اہلکاران کی زیر نگرانی مکمل ہوئی ان کے نام و عہدہ جات نیز ٹھیکیدار کو آخری ادائیگی سے قبل مذکورہ سڑک کی انسپکشن بابت NOC کب کن افسران نے کی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ نصف گاؤں سے نالہ گھان تک تقریباً ایک ہزار فٹ سڑک تعمیر کئے بغیر ٹھیکیدار محکمہ کی ملی بھگت سے بل لے کر بھاگ گیا ہے، سڑک نامکمل چھوڑنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) اگر نامکمل رہ جانے والی سڑک سے متعلقہ رپورٹ محکمہ کے ذمہ داران نے اتھارٹی کو دی ہے تو رپورٹ کی کاپی ایوان میں پیش کریں، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا حکومت عوام کے لئے مسئلہ بنی مذکورہ سڑک مکمل نہ کرنے پر محکمہ کے ذمہ دار اہلکاران اور ٹھیکیدار کے خلاف انکوائری کر کے کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انتہائی ٹوٹ پھوٹ کا شکار سڑک کا مذکورہ حصہ جلد از جلد مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اور اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) سی ایم اینچ جہلم سے موضع نوگراں تک پنڈ داد نخان کی لمبائی 4.25 کلومیٹر اور چوڑائی 20 فٹ ہے ۔سڑک کا یہ حصہ جہلم پنڈ داد نخان روڈ کی کشادگی و بہتری کلومیٹر 6.40 تا 32.20 سکیم کا ایک حصہ ہے۔ اس سکیم میں سڑک کو 10 فٹ سے 20 فٹ چوڑا کیا گیا تھا۔ اس سڑک کی تعمیر کی مجموعی لاگت تخمینہ 59.072 ملین تھی۔ کام دو ٹھیکیداران کو تفویض

کیا گیا تھا۔ سی ایم ایچ سے موضع نوگراں گروپ نمبر 1 میں شامل تھا جس کے ٹھیکیداران کا نام میسرز لیاقت علی اینڈ برادرز راول ٹاؤن اسلام آباد ہے۔ اس گروپ میں جس کی مجموعی لمبائی ماسواء نالہ گھان 10.60 کلو میٹر تھی اس گروپ کی تعمیر کی لاگت 21.686 ملین روپے تھی اور یہ سڑک مئی 2005 میں مکمل کر دی گئی تھی۔

(ب) مذکورہ سڑک محکمہ کے افسران / اہلکاران کی زیر نگرانی مکمل ہوئی۔

1۔ ایگزیکٹو انجینئر:

(1) ریاض اختر

(2) قاسم شفیع

2۔ سب ڈویژنل آفیسرز:

(1) انصر محمود

(2) نوید اشرف

3۔ سب انجینئر:

(1) سرفراز احمد

(2) بشیر احمد

آخری ادائیگی اب تک فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے زیر التواء ہے۔

(ج) موضع نوگراں نالہ گھان کے بائیں کنارہ پر واقع ہے۔ یہ درست ہے کہ پرانی سڑک کا ایک ہزار فٹ ٹکڑا چھوڑا نہیں کیا گیا، جس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ سڑک کی منظوری کے وقت نالہ گھان اور اسکے دو طرفہ سڑک جن کی کل لمبائی 2.85 کلو میٹر ہے۔ تخمینہ لاگت میں شامل نہ کیا گیا تھا۔

2۔ موضع نوگراں سے نالہ گھان تک ایک ہزار فٹ ٹکڑا نہ تو تخمینہ لاگت میں شامل کیا گیا اور نہ ہی ٹھیکیدار کو اس حصہ کا کام برائے تعمیر تفویض ہوا۔

3۔ یہ حصہ نالہ گھان پر پل کی تعمیر کے ساتھ اس کی اپروچ روڈ کے طور پر تعمیر کرنے کے لئے چھوڑا گیا ہے۔ تاہم نالہ گھان پر پل کی تعمیر کا منصوبہ ابھی تک ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں ہوا۔

(د) جیسا کہ مندرجہ بالا بیان کیا گیا ہے کہ نامکمل رہ جانے والا سڑک کا حصہ نالہ گھان کے پل کی اپروچ روڈ ہے جس کی تعمیر نالہ گھان پل کے ساتھ مکمل کی جائے گی۔ چونکہ سڑک کا یہ حصہ منظور شدہ تخمینہ لاگت میں شامل نہ تھا اس لئے اس کے نامکمل رہ جانے کی رپورٹ نہ کی گئی۔

(ہ) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اس سڑک کا مذکورہ حصہ منظور شدہ تخمینہ لاگت میں شامل تھا اور نہ یہ کسی ٹھیکیدار کو آلاٹ کیا گیا ہے اور نہ ہی اس حصہ کی کس قسم کی ادائیگی کی گئی۔

(و) مذکورہ سڑک کی کشادگی فی الحال کسی پروگرام میں شامل نہیں ہے۔کیونکہ اگر نالہ گھان پر پل تعمیر کیا جاتا ہے تو اس سڑک کو اونچا کرنا پڑے گا اور کشادگی کے لئے خرچ کی گئی رقم ضائع ہوگی۔

پوائنٹ آف آرڈر

بہاولپور بورڈ آف انٹرمیڈیٹ میں داخلہ کے لئے امیدواروں کو ''ب'' فارم منسلک کرنے کی شرط

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں ایک اہم issue پر بات کر رہا تھا تو کورم کی نشاندہی ہو گئی۔ بہاولپور میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ میں جو داخلے ہو رہے ہیں وہاں پر بچوں کے لئے اتنے مسائل پیدا کئے جا رہے ہیں، وہاں پر ''ب'' فارم ساتھ لیا جا رہا ہے اور (ب) فارم بنانے کے لئے NADRA والے پانچ سو روپیہ فیس وصول کر رہے ہیں اور لمبی لمبی لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ داخلوں کی آخری تاریخ 10 ہے اور (ب) فارم کے لئے NADRA نے اگلے ماہ کی تاریخیں دی ہوئی ہیں۔ کئی بچے جن کا (ب) فارم ساتھ نہیں لگ سکے گا وہ امتحان سے رہ جائیں گے اس کے لئے کوئی نرم پالیسی اختیار کی جائے اور کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کیا جائے کہ تمام بچے امتحان دے سکیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب یا سنیئر منسٹر صاحب کوئی جواب دے سکیں گے؟ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے ''لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو'' کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ تو مناسب بات نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ آپ نے نوٹ کر لیا ہے؟

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے ''لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو'' کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میں آپ کو بھی ٹائم دوں گا۔آپ ایسے نہ کریں۔آپ اس طرح سے نہ کریں آپ کا یہ رویہ مناسب نہیں ہے۔میں ان سے خود جواب لے رہا ہوں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو،لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

آپ کے کہنے سے ایسی بات نہیں ہو گی۔آپ خاموشی اختیار کریں۔چودھری صاحب!آپ مہربانی کریں اور ان کو سمجھائیں۔چودھری صاحب! یہ معاملات پھر اس طرح بگڑیں گے۔میں ان کو سنبھال نہیں پاؤں گا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو،لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

میں نے floor ان کو دیا ہے۔مجھے بات کا جواب لینے دیں۔چودھری صاحب! یہ اتنا important مسئلہ ہے جس کا جواب انہوں نے دینا ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو،لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

آپ تشریف رکھیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو،لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

اچھا ٹھیک ہے چلتے رہیں، جاری رکھیں، یہ آپ کا حق ہے، مجھے اس بات پر اعتراض نہیں ہے لیکن میں نے floor وزیر قانون صاحب کو دیا ہے۔مجھے ان سے جواب لینے دیں۔وہ ایک اہم مسئلے کا جواب دے رہے ہیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو،لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

آپ بات سننا چاہتے ہیں یا نہیں؟

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو،لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

چلتے رہیں، چلتے رہیں، آپ کی مرضی ہے۔آپ ان کی بات نہیں سننا چاہتے؟بات کرنے کا سلیقہ ہوتا ہے۔(قطع کلامیاں)

آپ میری بات سنیں۔آپ میری بات سنتے ہیں یا نہیں؟جس بات کا وہ جواب دے رہے ہیں اس سے متعلقہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔آرڈر محترمہ۔I say order.(قطع کلامیاں)

میں بار بار آپ کو کہہ رہا ہوں۔ان کا مائیک بند کریں۔خبردار آپ نے ان کا مائیک چلایا تو۔۔۔

معزز اراکین حزب اختلاف: وزیر قانون اپنے کل کے الفاظ واپس لیں۔ورنہ Law Minister go

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ .I say order please محترمہ! میں آپ سے بار بار کہہ رہا ہوں۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے ''لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو'' کی نعرہ بازی)

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے چور مچائے شور کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: دیکھیں، محترمہ! آپ بات سنیں۔ اگر آپ نے ایسی حرکت کی تو میں پھر اپنا action لوں گا۔ آپ آرام سے اپنی بات کریں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! ان کو سمجھائیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بیٹھیں۔ میں آپ سے بھی گزارش کر رہا ہوں کہ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ دیکھیں جو بات یہاں ہو رہی تھی اس سے آپ کے بچوں کا مستقبل وابستہ ہے اور وہ ایک اہم سوال کا جواب دینا چاہ رہے تھے۔ ان کو میں نے floor دیا ہے۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے چور مچائے شور کی نعرہ بازی)

نہیں آپ ایسا نہیں کر پائیں گے۔ یہ بات ہم آپ کی برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ کی مہربانی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وزیر قانون اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ آپ میرے لئے بہت ہی قابل احترام ہیں لیکن۔۔۔ (قطع کلامیاں)

ایک سوال یہاں پر ایسا اٹھا ہے جس کے بارے میں (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ (قطع کلامیاں)

میں آپ کو floor دینے والا ہوں آپ میری بات سنیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ! آپ خاموشی اختیار کریں۔

سنیئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بات کا جواب آنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

میں نے آپ کو بار بار یہ بات کہی ہے کہ آپ کے بچوں کا مستقبل اس بات سے وابستہ ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے چور مچائے شور اور گجراتی ڈاکو کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میں لیڈر آف دی اپوزیشن کو floor دے رہا ہوں۔

سنیئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں تمام معزز اراکین سے گزارش کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! Order in the House. Order in the House.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کو سمجھائیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے NRO کی چاچی کے نعرے لگائے گئے)

جناب سپیکر: راجہ ریاض احمد!

سنیئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میری اپوزیشن کے معزز ممبران سے گزارش ہو گی کہ چودھری ظہیر صاحب ماشاء اللہ اس ایوان کے پرانے ممبر ہیں اور جو کچھ یہاں پر ہو رہا ہے میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔ اگر کسی بات سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو آپ ٹائم نکالیں ہم بیٹھ کر بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ (قطع کلامیاں)

آپ میری بات تو سن لیں۔ آپ دیکھیں اب جس طرح سے اپوزیشن چاہتی ہے، اگر اپوزیشن یہ چاہتی ہے کہ جس طرح سے وہ dictation دیں گے اس طرح تو ہاؤس نہیں چلنا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! Law Minister کو کسی نے نہیں نکالنا۔ اس پر بیٹھ کر بات ہو سکتی ہے۔ اگر یہ بیٹھ کر بات کرنے کے لئے تیار ہیں تو ہم آپ کی سربراہی میں بیٹھ کر بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر کوئی ہٹ دھرمی نہیں ہے۔ ہم بھی اپوزیشن میں رہے ہیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب! آپ بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

آپ کے کہنے سے کچھ نہیں ہو گا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

چودھری عامر سلطان چیمہ: پہلے ان کو چپ کرائیں۔

جناب سپیکر: ان کا حق ہے ان کو کرنے دیں۔ ان کو آپ مت روکیں۔ چودھری ظہیر الدین صاحب سے میں گزارش کروں گا۔ چودھری ظہیر الدین لیڈر آف دی اپوزیشن! میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ اپنی بات کریں جو بھی آپ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بات کریں۔ یہ کیا طریقہ ہے ؟ (قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! آپ انہیں سمجھائیں یہ کیا طریقہ ہے ؟

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے NRO کی چاپی کی نعرہ بازی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! قائد حزب اختلاف سے کہیں کہ اسمبلی کی اعلیٰ روایات کو قائم رکھیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں قائد حزب اختلاف کی بات سننا چاہتا ہوں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میں نے تو قائد حزب اختلاف کو floor دیا ہے اگر وہ نہ سنیں تو میں کیا کر سکتا ہوں ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ میں نے قائد حزب اختلاف کو floor دیا ہے اور وہ خود بات کریں گے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

بہت اچھا، بہت اچھا، شاباش۔ آپ اچھا کام کر رہے ہیں۔ پریس بھی آپ کو اچھا سمجھے گا۔ آپ کا یہ کیا طریقہ ہے لیڈر آف دی اپوزیشن کو میں نے floor دیا ہے۔ جناب قمر حیات کاٹھیا صاحب! (قطع کلامیاں)

Order, order. Order in the House.

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ میں نے floor ان کو دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب والا! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے قائد حزب اختلاف کو floor دیا ہے۔ آپ ان کی بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

(معزز اراکین حزب اقتدار کی طرف سے No,No کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: کیا کر رہے ہیں آپ؟ لیڈر آف دی اپوزیشن کو بولنے دیں۔ پھر آپ ان کو جواب دیں۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے No, No کی نعرہ بازی)

لیڈر آف دی اپوزیشن کو بولنے دیں۔

(معزز اراکین حزب اقتدار کی طرف No, No کی نعرہ بازی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): اگر یہ ہمیں بات نہیں کرنے دیں گے تو ہم بھی انہیں بات نہیں کرنے دیں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اگر آپ نہیں بولنا چاہتے تو میں ان کو floor دے دوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ابھی ہمارے سینئر منسٹر بات کر رہے تھے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے وزراء کو یا سینئر منسٹر کو بات نہیں کرنے دی جائے گی تو ہم بھی کسی کو بات نہیں کرنے دیں گے۔ اگر یہ on the floor of the House کسی کی عزت نہیں کر سکتے تو ہم بھی کسی کی عزت کرنے کے پابند نہیں ہیں۔ (قطع کلامیاں)

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جی ہاں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ یہ جو ماحول بنا ہوا ہے، سارا میڈیا جانتا ہے اور پوری پنجاب اسمبلی جانتی ہے اور آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ کس کی بدزبانی کی وجہ سے بنا ہے۔ میری آپ سے request ہے کہ آپ اس پر ruling دے دیں کہ یہاں پر کل جو ماحول بنا، کل یہاں پر جو تقریر ہوئی کیا اس میں پارلیمانی الفاظ تھے؟ اگر وہ پارلیمانی الفاظ تھے تو آپ اس کو own کرا دیں۔ اگر وہ پارلیمانی الفاظ نہیں تھے تو رانا صاحب اٹھ کر excuse کریں۔

جناب سپیکر: میں نے اس کو expunge کر دیا ہے۔ جی، منڈا صاحب! اب آپ بھی گوہر افشانی فرمالیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! سینئر منسٹر کے بعد مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! جس طرح معزز رکن نے بات کی ہے۔ حکومت پاکستان نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ تمام لوگوں کو شناختی کارڈ مفت مہیا کئے جائیں گے۔ (ب) فارم کے متعلق انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے، یہ ابھی میرے ساتھ چلیں انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلے کو resolve کر لیں گے۔ حکومت مفت شناختی کارڈ دے رہی ہے تو (ب) فارم -/500 روپے میں دینا کوئی مناسب نہیں ہے چونکہ یہ بات میرے علم میں نہیں ہے جیسے ہی اجلاس ختم ہوتا ہے میں معزز رکن کے ساتھ بیٹھ کر ٹیلیفون کر کے ان کا مسئلہ حل کروا دیتا ہوں۔

ملک جہانزیب وارن: جناب والا! بہاولپور میں 500 اور رحیم یار خان میں -/800 روپے میں (ب) فارم دیا جا رہا ہے۔ چلو پیسے تو لوگ بھر لیں گے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ 10 تاریخ داخلے کے لئے آخری تاریخ ہے اور انہوں نے (ب) فارم کے لئے جو تاریخیں دی ہوئی ہیں وہ اگلے مہینے تک دی ہوئی ہیں یا تو ان کو یہ چاہئے کہ دس سے پہلے (ب) فارم issue کریں یا اس میں کوئی relaxation دیں تاکہ اگلے session سے یہ قانون لاگو ہو۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! ڈی جی نادرا سے یہ اور میں بات کر لیتے ہیں۔ بہاولپور اور رحیم یار خان کا مسئلہ پہلے تو میرے علم میں ہی نہیں تھا لیکن ان سے بات کر کے ان کا یہ مسئلہ حل کروا دیں گے۔

ملک جہانزیب وارن: جناب والا! مسئلہ یہ بھی ہے کہ (ب) فارم کے بغیر داخلہ نہیں ہو رہا۔ دس تاریخ آخری ہے اور یہ سب سے بڑی بات ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ فوری طور پر اس پر کوئی action لیا جائے۔ پنجاب کے بچوں کا سوال ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میں کوئی کل یا پرسوں کی بات تو نہیں کر رہا۔ اگر ہمیں محکمہ تعلیم سے بھی بات کرنا پڑی تو ان سے بھی بات کر لیں گے۔ اگر بات ڈی جی نادرا سے کرنا پڑی تو وہ بھی کر لیں گے۔ یہ ہمارے پنجاب کے بچوں کا مسئلہ ہے یہ ہمارے ہی بچے ہیں۔ انشاء اللہ یہ مسئلہ ہم حل کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: چودھری علی اصغر منڈا!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کا وقت بڑا قیمتی وقت ہے۔ ہم یہاں پر پنجاب کی نمائندگی کرنے کے لئے آئے ہیں نہ کہ ہم dictation لے کر آئے ہیں۔ ہم آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! پھر آپ ہمیں اجازت دیں، ہم اچھی طرح سے ان کا جواب دے دیں۔ ہمیں بھی یہ سارے طریقے آتے ہیں لیکن ہم اس مقدس ایوان کو مہذب طریقے سے قاعدے اور قانون کے مطابق چلانا چاہتے ہیں۔ ہم کسی کی dictation لے کر نہیں آئے۔ ہم اپنے آقا کو خوش کرنے کے لئے نہیں آئے۔ ہم نے یہاں پر پنجاب کے عوام کی بات کرنی ہے۔ ہم نے یہاں پر پنجاب کے مسائل کی بات کرنی ہے۔ ہم نے پردہ پوشی نہیں کرنی۔ ہم نے اپنے آقا کو خوش نہیں کرنا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ جو کام کر رہے ہیں کرتے رہیں۔ ہم نے ہاؤس کو چلانا ہے۔ آپ کی مہربانی۔ آپ فرمائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! ہماری یہ خواہش ہے کہ یہ اپنے آقا کو خوش کرنے کے لئے اس معزز ایوان کا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ قانون کے مطابق ہاؤس کو چلائیں اور جو دوست اس معزز ایوان کو قانونی طور پر نہیں چلنے دے رہے ان کے خلاف قانونی طور پر حکم پاس کریں اور ان کو ہاؤس سے باہر نکالیں۔ میرا آپ سے مطالبہ ہے کہ اس ایوان کا وقت بہت قیمتی ہے، پنجاب کی عوام کے بہت مسائل ہیں یہاں پر law and order کی بات کی جائے۔ یہاں پر مہنگائی کی بات کی جائے نہ کہ یہاں پر چوری اور ڈکیتی پر بات کی جائے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں وہ اچھی بات کر رہے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ اخلاق سے گری باتیں کر رہے ہیں۔ ہماری شرافت کا یہ ہرگز مطلب نہ لیں کہ ہم اتنے بے بس ہیں یا اتنے مجبور ہیں۔ ورنہ بات کھلے گی تو پھر بڑی دور تک جائے گی۔ بات پھر مٹی ڈالنے تک جائے گی، لال مسجد کے قاتلوں کی بھی بات ہو گی۔ اگر یہ اپنے آقا کو خوش کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں بھی بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وہ آپ سے بات نہیں کر رہے، وہ مجھ سے مخاطب ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): آئین کی دھجیاں بکھیرنے والوں کی جب بات چلے گی تو پھر یہ قومی مجرم قرار پائیں گے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! آج یہ اخلاقیات کی باتیں کر رہے ہیں کل ان کو اخلاق یاد نہیں آیا۔

جناب سپیکر: اگر لیڈر آف دی اپوزیشن کہتے ہیں تو میں ان کو floor دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)
میں قائد حزب اختلاف کو floor دیتا ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف خواتین: لاء منسٹر کو غیر اخلاقی بات نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو بھی سوچنا چاہئے۔ اخلاقیات سے گری ہوئی بات آپ کو بھی نہیں کرنی چاہئے اور ان کو بھی نہیں کرنی چاہئے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب! آپ کچھ بولنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

معزز ممبران حزب اختلاف خواتین: آپ پہلے لاء منسٹر کو ایوان سے باہر نکالیں۔

جناب سپیکر: وہ اس ہاؤس کے معزز رکن ہیں، میں اس طرح سے نہیں کر سکتا۔ آپ کی کوئی بات اچھی لگے تو میں ضرور کہوں۔ ذرا خیال رکھیں، یہ اچھی بات نہیں ہو رہی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

معزز ممبران حزب اختلاف خواتین: ان کی طرف سے اچھی بات ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: میں کہہ رہا ہوں کہ دونوں طرف سے اچھی بات نہیں ہو رہی۔ اب آپ آرام سے بات سنیں۔ میں نے راجہ صاحب کو floor دیا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف خواتین: ہمیں بھی floor دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کو floor نہیں دوں گا۔ پہلے اپوزیشن لیڈر کہیں گے تب۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبران ہمارے لئے قابل قدر ہیں۔ ہم بھی ان chairs پر بڑی دیر بیٹھے رہے ہیں۔ اپوزیشن کا ایک اپنا role ہوتا ہے اور ہم ان کا یہ role مانتے ہیں۔ یہ گاڑی کے دو پہیے ہیں اور ہم ان کے role کو سلام بھی کرتے ہیں۔ میں ایک چیز واضح کر دوں کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ ہم اس چکر میں نہیں پڑتے کہ ان کی تعداد کتنی ہے؟ (قطع کلامیاں)

میری بات تو سن لیں۔

MR. SPEAKER: No cross talk, no cross talk.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): یہ جو بھی کریں ہمیں ان کا role قبول ہے اور میری آپ سے گزارش ہو گی کہ ہم بھی بڑی دیر انہی بنچوں پر بیٹھے رہے ہیں۔ جو یہ کر رہے ہیں یہی سب کچھ ہم بھی کرتے رہے ہیں ہم اس کا کوئی برا نہیں مناتے (نعرہ ہائے تحسین)

فرق صرف اتنا ہے کہ ہم آمریت کے خلاف کر رہے تھے اور آج جمہوریت ہے اور اس جمہوریت کو چلانے کے لئے ہم دونوں کو اپنا اپنا role ادا کرنا ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ اگر آپ چاہیں تو یہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں، چودھری ظہیر صاحب سے بھی میری گزارش ہے کہ ہم نے اس جمہوریت کو مضبوط کرنا ہے۔ بڑی قربانیوں کے بعد یہ جمہوریت اس ملک میں آئی ہے لہذا اسے قائم رکھنے کے لئے ہاؤس میں اس طرح کا ماحول پیدا نہیں کرنا چاہئے ۔ لہذا ہمیں بیٹھ کر اس پر بات کرنی چاہئے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گولاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔ مجھے پڑھنے دیں۔ مجھے پڑھنے دیں، مجھے پڑھنے دیں۔ شکریہ

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "NRO" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔ قبل اس کے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں میں اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 83(e) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن میں

اٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جاچکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہیں کی جاسکتی چونکہ امن عامہ پر بحث کے لئے آج کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 632، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 636، سردار سلیم بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 638 ، محترمہ زوبیہ رباب صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 644، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 645، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 654 ہے۔جناب شاہان صاحب کی تحریک التوائے کار آج تک کے لئے pending تھی۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں، جی یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے کے لئے pending کی جاتی ہے۔جناب قیصر اقبال سندھو صاحب کی تحریک التوائے کار آج تک کے لئے pending تھی، قیصر اقبال سندھو صاحب اور محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی طرف سے تحریک التوائے کار ہے۔یہ پہلے پڑھی جاچکی ہے؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): ابھی پڑھنی ہے۔

جناب سپیکر: پھر اسے پڑھیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی اس کی کاپی میرے پاس نہیں آئی۔

جناب سپیکر: محترمہ کو اس تحریک التوائے کار کی کاپی دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس تحریک کو سوموار تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار Monday تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ

جناب سپیکر: محترم شیخ علاؤالدین صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 625 ہے۔کیا یہ پہلے پڑھی جا چکی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جی، یہ پڑھی جاچکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے pending فرمادیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گولاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بات سنیں، تحاریک التوائے کار کا ٹائم آدھا گھنٹہ ہے۔آپ ہاؤس کا ٹائم خراب نہ کریں۔یہ آپ کے لئے اچھا نہیں ہے۔یہ آپ کے لئے اچھا نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گجراتی ڈاکوؤں اور چوروں کو یہ چار خواتین نہیں بچا سکتیں۔آپ ان کو شور مچانے دیں آپ بزنس take up کریں، میں جواب دوں گا۔یہ چار خواتین گجرات کے ڈاکوؤں اور چوروں کو نہیں بچا سکتیں، اللہ کے فضل سے ہم نے ان ڈاکوؤں اور چوروں کو پکڑنا ہے۔انھوں نے ان کو صبح ناشتہ کروا کر بھیجا ہے۔میں on the floor of the House یہ بتاتا ہوں کہ گجرات کے ڈاکو اور چور اب نہیں بچ سکتے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے " گولاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: رانا صاحب! شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گولاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 625 کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا اس لئے آپ اسے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سنیں۔

جناب سپیکر: آپ بھی کسی کی بات سن لیا کریں۔

شیخ علاؤالدین: جیسے آپ کا حکم۔میں ایجوکیٹرز کے بارے میں تحریک التوائے کار ایوان میں پڑھ دیتا ہوں چونکہ اس پر کل آپ نے رولنگ بھی دی تھی۔

جناب سپیکر: ہاں! اس کے لئے آپ کو ٹائم دیا تھا۔جی آپ تحریک التوائے کار نمبر 723 کو پڑھیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گولاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

نالائق ایجوکیٹروں کی بھرتی سے نظام تعلیم کی تباہی کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ حال ہی میں بھرتی کئے جانے والے 34000 Educators جن میں بہت بڑی تعداد علامہ اقبال اوپن

یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہے، بھرتی کئے گئے ہیں۔ایسے regular students جو Board of Intermediate & Secondary Education سے فیل ہو جاتے ہیں وہ Allama Iqbal Open University سے first division میں پاس ہو جاتے ہیں۔علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے فارغ التحصیل قوم کے ان معماروں کی قابلیت کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے اس معزز ایوان کے سامنے اپنے حلقہ کا صرف ایک واقعہ پیش کر رہا ہوں۔میرے حلقہ موضع جھگیاں سے لوگوں نے شکایت کی کہ ان کے سکول کے ایک استاد محترم بچوں کو تعلیم دینے سے قاصر ہیں، جس پر A.E.O Chunian مسٹر محمد علی نے انکوائری کی تو موقع پر دیکھا گیا کہ fifteen کے spelling بورڈ پر fiveteen لکھے ہوئے تھے۔Assistant Education Officer کے پوچھنے پر استاد موصوف نے بتایا کہ وہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہیں۔اس پر A.E.O صاحب نے ان کی termination کی رپورٹ لکھ دی لیکن جناتی ہاتھوں کے ذریعے استاد موصوف صرف -/500 روپے جرمانہ ادا کر کے بحال کر دیئے گئے۔قوم کے کروڑ ہا بچے جو اگلے پانچ سالوں میں ایسے اساتذہ سے پڑھ رہے ہوں گے ان کا کیا بنے گا؟اس کا اندازہ لگانے کے لئے کسی آئن سٹائن کے ذہن کی ضرورت نہ ہے۔marking کا طریق کار مضحکہ خیز ہے۔assignment کے 30 marks کے لئے ایک ہی محلہ اور ایک ہی جگہ کے tutor نامزد ہیں۔لہذا قوم کے مستقبل کو مدنظر رکھتے ہوئے ان تمام ایجوکیٹرز کے cross district ability assessment test فوری طور پر ہونے چاہئیں، جہاں پر ان کی short answer sheet کی موقع پر مارکنگ کی جائے اور تمام examinations بے داغ شہرت کے حامل ہوں تاکہ قوم کے ان کروڑوں بچوں کے مستقبل کو تحفظ مل سکے جن کا تعلق زیادہ تر under privileged class سے ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!اس پر میں short statement بھی دینا چاہتا ہوں۔ہمارے ایک مسیحی بھائی نے مجھے خط لکھا ہے۔اس شخص نے تین M.As کئے ہوئے ہیں۔میں اس خط سے صرف چند لائنیں پڑھوں گا کہ اس کے ساتھ کیا ظلم ہوا ہے۔اس کا نام سمعون جارج ہے اور اس کا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔اس نے لکھا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس کے دوران محکمہ تعلیم کے اندر ایجوکیٹرز کی بھرتی کے حوالے سے جو نکتہ آپ نے پیش کیا، میں اس پر آپ کا شکر گزار ہوں۔آگے دعائیں ہیں۔انھوں نے مزید لکھا ہے کہ شیخ صاحب!یہ اٹل حقیقت ہے کہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے ہمارے معیار تعلیم کو تباہ کر دیا ہے۔اس کے پڑھے ہوئے لوگ کبھی کہیں اہل نہ تھے۔ان لوگوں نے علامہ اقبال اوپن

یونیورسٹی سے میٹرک تاایم اےfirst division حاصل کر کے ساری ملازمتوں پر قبضہ کر لیا ہے۔اس کے برعکس مجھ جیسے لوگ جو کہ پنجاب یونیورسٹی سے پڑھے ہوئے ہیں اور 15/16 سال نوکری کر چکے ہیں ان کے ساتھ ظلم کیا جا رہا ہے۔یہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے فارغ التحصیل لوگ نہ صرف confirm کر دیئے گئے ہیں بلکہ ان کو ہم سے اگلے cadre میں لایا گیا ہے۔آگے اس نے اپنی محرومیوں کا ذکر کیا ہے۔

جناب سپیکر!اس مسیحی بھائی کے علاوہ بھی بہت سے لوگوں نے مجھ سے رابطہ کیا ہے۔میں یہ کہتا ہوں کہ قوم کے ان کروڑوں بچوں کا مستقبل شدید خطرے میں ہے جو کہ ان ایجوکیٹرز سے پڑھیں گے۔خدا کے لئے اس بارے میں کچھ اقدامات اٹھائے جائیں۔ان ایجوکیٹرز کو confirm بھی کر دیا گیا ہے۔میں دعوے سے کہتا ہوں، میں resign کر جاؤں گا اگر یہ ثابت نہ کر دوں کہ یہ 95 فیصد ایجوکیٹرز نااہل ہیں۔خدا کے لئے ان سے قوم کے بچوں کو بچالیں۔یہ قوم کا بیڑا غرق کر دیں گے۔آپ اس پر آج ہی کوئی حکم جاری کریں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!(قطع کلامیاں)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"Go Minister go. No Minister no" کی نعرہ بازی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے اور شیخ صاحب نے اس بارے میں میرے ساتھ کل بھی بات کی تھی۔آج میں نے Secretary Higher Education and Secretary Schools کو یہاں پر بلایا ہے۔جب ہم اجلاس سے فارغ ہوتے ہیں تو شیخ صاحب کو ساتھ بٹھا کر آج ہی اس مسئلے کو پوری طرح سے discuss کریں گے۔اس کی gravity کو اچھی طرح سے دیکھیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلے کو آج ہی انتہائی بہتر انداز میں resolve کر لیں گے۔آپ اس تحریک کو Monday تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!وزیر قانون صاحب نے اس کا نوٹس لیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے حزب اختلاف کے بہت سے معزز ممبران ایسے ہیں کہ جن کی میرے ساتھ mental affiliation ہے اور ان کو پتا ہے کہ یہ قوم کے بچوں کا معاملہ ہے۔میں درخواست کرتا ہوں، خدا کے لئے مجھے وزیر قانون کی بات سن لینے دو کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟(قطع کلامیاں)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"Go Minister go. No Minister no" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: ماشاء اللہ آپ بڑے اچھے لگ رہے ہیں۔ یہ آپ قومی امور میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔ شاباش! آپ یہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ قوم دیکھ رہی ہے کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ اس طرح سے وہ باتیں چھپ نہیں سکیں گی جو آپ چھپانا چاہتے ہیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ۔۔۔(قطع کلامیاں)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"Go Minister go. No Minister no" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ رانا ثناء اللہ صاحب سے رابطہ کر لیں کیونکہ جو بات انہوں نے کہی ہے وہ آپ سن نہیں پائے۔ میرے خیال میں وہ اس حوالے سے آپ سے زیادہ فکر مند ہیں۔ وہ آپ کے تعاون سے اس معاملے کی مکمل تحقیق کر کے ہاؤس میں بھی پیش کریں گے اور آپ کو بھی بتائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ آپ پھر اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں، اسے dispose of نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

رپورٹیں

جناب سپیکر: No point of order آپ تشریف رکھیں۔ مہر اشتیاق صاحب مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی reports ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ reports پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب کچی آبادیاں اور مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب امتناع پتنگ بازی کے بارے میں رپورٹوں کا پیش کیا جانا

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Katchi Abadies (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 20 of 2009" and "The Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 22 of 2009)"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی reports ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔

تحاریک التوائے کار

(---جاری)

جناب سپیکر: شہر یار ریاض صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 633/09 ہے۔ معزز رکن اپنی تحریک پیش کریں۔

راولپنڈی کی 79 کنٹریکٹ خواتین لیکچراروں کو مستقل کرنے کا مطالبہ

جناب شہر یار ریاض: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کے احکامات جاری کر کے غریب ملازمین کے گھروں میں خوشیاں بھر دیں، جو اس کے دور اقتدار کا سنہری کارنامہ ہے۔ چیف منسٹر کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے محکمہ ایجوکیشن نے سوا لاکھ سے زائد اساتذہ جن میں SST سمیت تمام categories کے ٹیچرز کو مستقل کر دیا گیا ہے لیکن ابھی تک راولپنڈی ڈویژن کے آٹھ ڈگری کالج برائے خواتین میں کنٹریکٹ پر 79 خواتین لیکچرار کو مستقل کرنے کا کوئی notification نہیں کیا گیا۔ یہ خواتین لیکچرار جو گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین مومن پورہ راولپنڈی، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ضیاء الحق

روڈ راولپنڈی، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ڈھوک الہیٰ بخش راولپنڈی، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین میلاد نگر راولپنڈی، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ڈھوک حاسو راولپنڈی، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین مسلم ٹاؤن راولپنڈی میں دس، گیارہ سال سے تعینات ہیں۔ان کو مستقل کرنے کے احکامات جاری نہ ہونے سے ان خواتین لیکچرار میں احساس محرومی اور شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! تحریک التوائے کار نمبر 633۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک بھی محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہے، سیکرٹری ہائر ایجوکیشن آج یہاں اسمبلی چیمبر میں تشریف فرما ہیں اور شیخ علاؤالدین کی Adjournment Motion کے حوالے سے بھی بات ہونی ہے تو ہم آج اس معاملے پر بھی بیٹھ کر اس کو نمٹا لیتے ہیں، آپ اس کو بھی Monday تک pending فرما دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی کرتے رہے)

جناب سپیکر: اس تحریک کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔

جناب شہر یار ریاض: جناب سپیکر! اس میں ایک اور گزارش ہے کہ راولپنڈی کے اخبار "ایکسپریس نیوز" میں اسی حوالے سے ایک اور خبر شائع ہوئی ہے میں اس کے اوپر کچھ کہنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے اس تحریک کو Monday تک کے لئے pending کروا دیا ہے تو Monday کو اس پر بات کر لینا۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ کی تحریک التوائے کار نمبر 635 ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، اس تحریک کو بھی Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ سردار خالد سلیم بھٹی کی تحریک التوائے کار نمبر 637 ہے۔

بورے والا شہر میں پینے کے صاف پانی کی قلت

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "بورے والا شہر کے ٹیوب ویل بند، درجنوں آبادیوں میں پینے کے پانی کی

قلت" تفصیل یوں ہے کہ بورے والا شہر میں ٹیوب ویل بند ہونے سے وہاں کی درجنوں آبادیوں میں پینے کے صاف پانی کی قلت، شہر بھر کی آبادیاں جن میں مجاہد کالونی، مدینہ کالونی، حبیب کالونی، یعقوب کالونی، اے بلاک، ڈی بلاک سمیت متعدد علاقوں میں نصب ٹیوب ویل بند ہو جانے کے باعث وہاں پینے کے صاف پانی کی کمی واقع ہو گئی۔ شہری پانی کے حصول کے لئے مارے مارے پھر رہے ہیں اور جن علاقوں میں تھوڑا بہت جو پانی آتا ہے وہ بھی پینے کے قابل نہ ہے۔ بورے والا شہر کے لئے Water Treatment Plant لگانے کے لئے کوئی حکومتی منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچتا نظر نہیں آتا اور جن دیگر علاقوں میں گندا پانی آ رہا ہے وہاں پر گیسٹرو کی وبا پھیلنے کا اندیشہ ہے اور بعض علاقوں میں گیسٹرو کی وباء پھیل چکی ہے جس سے متعدد لوگ ہسپتالوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس صورتحال سے ان علاقوں کی عوام جن میں ٹیوب ویل بند ہونے سے پانی کی فراہمی معطل ہو چکی ہے ان میں بالخصوص اور صوبہ کی عوام میں بالعموم بے چینی اور پریشانی کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے Ultra Water Supply Scheme بورے والا کی منظوری دی ہے، اس کا تخمینہ لاگت 75.31 ملین ہے۔ اس سکیم کے تحت مزید 22 ٹیوب ویل شہر کے مختلف علاقوں میں لگائے جانے ہیں، جن پر کام تیزی سے جاری ہے اور ان 22 ٹیوب ویلوں میں سے 20 ٹیوب ویل تکمیل کے مراحل میں ہیں جیسے ہی یہ سکیم مکمل ہو گی تو بورے والا شہر میں پانی کی قلت ختم ہو جائے گی تاہم filtration plant کی کوئی سکیم محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے زیر نگرانی نہیں بن رہی۔ مزید برآں شہر میں water supply and sewerage کے نظام کی دیکھ بھال TMA کے ذمے ہے تاہم گیسٹرو کے امکانات کم کرنے کے لئے محکمہ ہذا نے پہلے ہی صوبے کے تمام TMAs کی رہنمائی کر دی ہے۔

سردار سلیم اختر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: سردار سلیم بھٹی صاحب مطمئن ہو گئے ہیں، ان کی تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

سرکاری کارروائی

صوبہ میں امن وامان کی صورتحال پر بحث

جناب سپیکر:اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم لاء اینڈ آرڈر پر general discussion کی طرف بڑھتے ہیں اور میں لیڈر آف دی اپوزیشن کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ لاء اینڈ آرڈر پر اپنی بحث کا آغاز کریں۔ جی، لیڈر آف دی اپوزیشن!(قطع کلامیاں)

اپنا یہ سلسلہ جاری رکھیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دیا، آپ کا بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار نے معزز ممبران حزب اختلاف کے جواب میں نعرہ بازی شروع کر دی)

MR. SPEAKER: Order please, order in the House. Please order in the House.

دیکھیں، آپ بڑے مہذب ہیں۔ آپ مہربانی کریں، میں نے Leader of the Opposition کو floor دیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اور معزز ممبران حزب اقتدار کی نعرہ بازی کے باعث قائدِ حزبِ اختلاف لاء اینڈ آرڈر پر تقریر کرنے سے قاصر ہو کر ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ Please behave properly, behave properly پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

Order please, order please, order in the House, order in the House.

دیکھیں، ہم اتنے اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ ادھر (اپوزیشن) کے ساتھی بات نہیں کرنا چاہتے۔

(اس مرحلہ پر دونوں اطراف سے شدید نعرہ بازی کے دوران حزب اختلاف کی معزز رکن ڈاکٹر سامیہ امجد اپنی سیٹ کے اوپر چڑھ کر کھڑی ہو گئیں)

محترمہ: آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ میں آپ سے کہہ رہا ہوں، آپ نیچے اتریں۔ ان کو نیچے اتاریں، یہ کیا کر رہے ہیں؟ ان کو سمجھائیں۔ Behave like an honourable member. (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میں اپوزیشن لیڈر سے کہوں گا کہ وہ اندر تشریف لائیں اور بحث کا آغاز کریں۔ میں اپوزیشن لیڈر سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اندر تشریف لائیں، امن وامان کا important issue ہے، وہ بحث کا آغاز کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

کرنل صاحب دیکھ لیں، آپ خود ہی تجویز کرتے ہیں اور خود ہی آپ اس طرح کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

میرے پاس علاج ہے لیکن میں کرنا نہیں چاہتا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر ہاؤس سے باہر چلے گئے ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کسی اور کو موقع دے دیں تاکہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث شروع ہو جائے۔ آپ نے جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے لیڈر آف اپوزیشن کو دعوت دی ہے تو وہ باہر تشریف لے گئے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کسی اور پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کو یا ہاؤس میں سے کسی reasonable person کو دعوت دے دیں تاکہ اسمبلی کی کارروائی جاری رہے۔ یہ اس طرح سے وقت ضائع کرتے رہیں گے۔ یہ ہمارا وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے پہلے بھی 8 سال قوم کا وقت ضائع کیا ہے۔ انھوں نے قوم کا قیمتی سرمایا ضائع کیا ہے۔ انھوں نے قوم کی قیمتی دولت کو لوٹا ہے۔ انھوں نے تمام اداروں کو لوٹا ہے۔ انھوں نے قوم کی پراپرٹی پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہ آج اسمبلی اور 8 کروڑ عوام کا قیمتی وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ آج ہم اپنا وقت ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ آج آپ نے جب اپوزیشن لیڈر کو دعوت دی کہ وہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کریں تو وہ اپنی جان چھڑا کر ہاؤس سے باہر چلے گئے ہیں۔ یہاں جو لاء اینڈ آرڈر خراب ہے تو یہ ان کی بدولت ہے۔ ان لوگوں نے اس ملک کے لاء اینڈ آرڈر کو خراب کیا ہے۔ انھوں نے اس ملک کے اداروں کو تباہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے، ان ڈاکوؤں نے اس ملک کے تمام اداروں کو تباہ کیا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہاؤس میں سے آپ لاء منسٹر یا کسی اور منسٹر کو دعوت دیں تاکہ ہاؤس کا وقت ضائع نہ ہو۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ بات کریں۔ میں سن رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! جو بھی ہاؤس کا ممبر سپیکر پنجاب اسمبلی کو obey نہیں کرتا تو اس پر بھی ruling آنی چاہئے۔ اس پر بھی کوئی قانون ہونا چاہئے۔ چند لوگ جو پوری قوم کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ کو بھی obey نہیں کرتے، ان کے متعلق سنجیدگی سے سوچیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: قانون موجود ہے لیکن میں اس طرف نہیں آ رہا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

میرے خیال میں لیڈر آف اپوزیشن لاء اینڈ آرڈر پر تقریر نہیں کرنا چاہتے اور نہ ان کو اس بارے میں کوئی مسئلہ ہے۔ اس لئے میں علی نور نیازی صاحب سے کہوں گا کہ وہ لاء اینڈ آرڈر پر اپنی بات شروع کریں۔ جی، نیازی صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

Order, order please, order in the House. آپ تشریف رکھیں۔ آپ مجھے بھی مجبور کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے کارروائی تو چلانی ہے۔ جی، علی نور نیازی صاحب! آپ شروع کریں۔ آپ اپنی بات کریں۔ میں سن رہا ہوں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے آج مجھے پنجاب کی امن وامان کی صورتحال پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میں اپوزیشن کے ساتھیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! کیا آپ بات کرنا چاہیں گے؟ چودھری ظہیر الدین صاحب! کیا آپ بات نہیں کرنا چاہتے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! پنجاب کی عزت پہلے ہی رسوا ہوئی ہے اور یہ اب بھی رسوا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو پارلیمنٹیرین ہونے کا کیا حق حاصل ہے؟ کیا ان کو پتا ہی نہیں

ہے کہ پارلیمنٹ کی اعلیٰ روایات کیا ہیں؟ چودھری ظہیر الدین صاحب سے ہم توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے ممبران کو سمجھائیں گے۔ ان کو پورا پنجاب دیکھ رہا ہے اور باہر بیٹھے ہوئے لوگ فون کر کے اسمبلی کا ماحول تباہ کر رہے ہیں اور خراب کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے دس سال پاکستان کی سالمیت کو تباہ کیا۔ ان کو سمجھایا جائے۔ مہربانی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ کوئی بھی نہ بولے۔ غیر پارلیمانی الفاظ کی اجازت نہیں ہے۔ جی، علی نور نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے مجھے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کے لئے موقع فراہم کیا۔ آج پنجاب کے اندر لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے وہ اچھی تو نہیں لیکن ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی دن رات محنت کی وجہ سے پنجاب کے اندر اس وقت حالات اتنے نہیں بگڑے، ظالم اپنے ظلم کر رہے ہیں لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس طرح پولیس کو اُس کی حدود میں رکھا ہوا ہے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ ایک سال کے اندر اندر پنجاب امن وامان کا گہوارہ بنے گا۔ اپوزیشن کے پاس آج کچھ نہیں ہے۔ اپوزیشن کی یہ چار خواتین ہاؤس کا بزنس نہیں روک سکتیں۔ میں اِن کے قائد حزب اختلاف سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ عورتوں کو میدان میں نہ لائیں اور خود سامنے آئیں۔ ہم اِن چار عورتوں کے احترام کی وجہ سے چُپ کر کے بیٹھے ہیں۔ قائد حزب اختلاف خود بھاگ جاتے ہیں اور چار عورتوں کو کھڑا کر کے ہمارا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے آٹھ سال کی جدوجہد کے بعد آمروں اور اُن کے چمچوں کو شکست دے کر اِس ملک میں جمہوریت بحال کی ہے۔ یہ مشرف کے چمچے اب اس ملک میں انہی جرنیلوں کی باقیات بنے ہوئے ہیں جو پھر اس ملک کے اندر جرنیلوں کو لانا چاہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: نیازی صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ ریکارڈنگ ہو رہی ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! جرنیلوں کے چمچے جتنی مرضی سیاست کر لیں لیکن اس ملک میں اب کوئی پرویز مشرف نہیں آسکتا۔ آج اس ملک میں جمہوریت راج کرے گی۔ یہ NRO کی بات کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ NRO انہی کی پیداوار ہے۔ آج یہ جن اصولوں کی باتیں کرتے ہیں،

میں اِن سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ان میں اتنا ضمیر تھا اور اتنی نفرت تھی تو اُس وقت پرویز مشرف کے آگے انہیں اسی طرح شور ڈالنا چاہئے تھا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نیازی صاحب! آپ اپنی بات کو wind up کریں۔ مجھے آپ کی سمجھ آ رہی ہے، آپ بولیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس floor پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا صاحب! ذرا سامنے آئیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ گجراتی چور اور ڈاکو اِن خواتین کے پیچھے چھپنا چاہتے ہیں لیکن ہم ان ڈاکوؤں اور چوروں کو اِن خواتین کے پیچھے چھپنے نہیں دیں گے۔

MR. SPEAKER: Order please. Order in the House, order in the House.

آپ میری طرف متوجہ ہوں۔ رحیم یار خان کے غریب کسانوں کے حقوق پر جس نے ڈاکا ڈالا، جس نے ان کا استحصال کیا تو میں نے کل on the floor of the House یہ کہا تھا کہ اگر میں وہ رجسٹری پیش نہ کروں تو میں resign کروں گا ورنہ قائد حزب اختلاف اور دونوں باپ بیٹا پرویز الٰہی اور مونس الٰہی resign کریں گے۔ آج میں یہ رجسٹری پورے ہاؤس کو دِکھا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون و پارلیمانی امور نے معزز ہاؤس کے سامنے رجسٹری کی کاپی دکھائی)

جناب سپیکر: جی، یہ رجسٹری لے لو اور اِس کو پڑھ بھی لو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ڈاکوؤ! اب شرم کرو۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی مسلسل نعرہ بازی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چورو! شرم کرو، بے غیرتو! شرم کرو۔ تم نے اِس ملک کو لوٹا ہے اور اب ڈکیتیاں کرنے کے بعد اس طرح شور کرنے سے کام نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر! رجسٹری پر دیکھیں تو خریدار چودھری مونس الٰہی ولد چودھری پرویز الٰہی قوم جٹ سکنہ گلبرگ لاہور، شناختی کارڈ نمبر 35202-2738622-3 ہے، یہ اِس ڈاکو کی رجسٹری ہے۔ بتاؤ

اور جواب دو ورنہ resign دو۔ ڈاکوؤ resign دو اور شرم کرو۔ چورو، ڈاکوؤ تم اس طرح شور ڈال کر بچ نہیں سکتے۔ یہ رجسٹری میں نے پیش کر دی ہے اب اِس کو جھٹلاؤ۔ کہو کہ یہ رجسٹری جعلی ہے، کہو کہ یہ مونس الہیٰ ولد چودھری پرویز الہیٰ اور یہ اُس کا شناختی کارڈ نمبر نہیں ہے۔ بتاؤ اور کہو کہ یہ کون ہے ؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ رجسٹری اس ہاؤس میں پیش کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): کہو کہ یہ کون ہے، کس ڈاکو کی رجسٹری ہے، کس ڈاکو نے یہ رجسٹری کروائی ہے ؟ اسے دیکھو اور میں اس رجسٹری کی کاپی بھی تمہیں دے دوں گا۔

جناب سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ! یہ سیٹ آپ چھوڑ دیں کیونکہ یہ آپ کی سیٹ نہیں ہے۔ علی نور نیازی صاحب! آپ بھی اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ڈاکوؤں تم عورتوں سے شور ڈلوا کر بچ نہیں سکتے۔ 3 کروڑ 80 لاکھ 70 ہزار روپے کی یہ رجسٹری ہے لہذا یہ بتائیں کہ اِس ڈاکو نے کہاں سے یہ پیسے لئے ؟ ڈاکوؤ! شرم کرو، ڈاکوؤ! اب استعفے دو، ڈاکوؤ! شرم کرو۔ ڈاکوؤ! اب تم ناچو مت اور استعفے دو۔ چورو! یہ ہے تمہارے سر براہ کا کارنامہ۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو" کی مسلسل نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ڈاکوؤ! اب استعفے دو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: علی نور نیازی صاحب! اپنی سیٹ پر جائیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 9۔ نومبر 2009 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

625

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(03)/2008/130. Dated 7th November, 2009. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, Rana Mashhood Ahmad Khan, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect during the absence abroad of Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab.

(MAQSOOD AHMAD MALIK)
Secretary

627

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،9۔نومبر 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مصدرہ 2009 (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مصدرہ 2009 کو زیر غور لانے اور اسے منظور کرنے کی غرض سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ 95(3) اور دیگر متعلقہ احکام کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مصدرہ 2009، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مصدرہ 2009 (مسودہ قانون نمبر 22 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مصدرہ 2009 کو زیر غور لانے اور اسے منظور کرنے کی غرض سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی

پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ 95(3) اور دیگر متعلقہ احکام کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مصدرہ 2009، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

629

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرہویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

سوموار، 9-نومبر 2009

(یوم الاثنین، 20-ذیقعد 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَبۡشِرُواْ بِٱلۡجَنَّةِ ٱلَّتِي كُنتُمۡ تُوعَدُونَo نَحۡنُ أَوۡلِيَآؤُكُمۡ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَفِي ٱلۡأٓخِرَةِۖ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَشۡتَهِيٓ أَنفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَدَّعُونَo نُزُلٗا مِّنۡ غَفُورٖ رَّحِيمٖo

سُوۡرَةُ حٰمٓ السجدة آیات 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے۔ ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤo ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہو گیo (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہےo

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول ﷺ

اج سک متراں دی ودھیری اے کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شعشانی اے متھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
ایس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ مااجملک مااحسنک مااکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے وزیر قانون (رانا ثناء اللہ خان) اور سینئر منسٹر (راجہ ریاض احمد) نے قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے یومِ ولادت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے یومِ ولادت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(نعرہ بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: میں اپوزیشن کے ممبران سے کہوں گا کہ علامہ اقبالؒ کی ولادت کے حوالے سے یہ تحریک پیش کی جا رہی ہے اور اگر ہم اپنے international heroes کا آج یہ حال کریں گے تو کیا message جائے گا۔ مجھے آپ لوگوں پر بہت افسوس ہے۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے یومِ ولادت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ تحریک ہمارے قومی قائدین کے لئے ہے تو قائد حزب اختلاف کو ہر چیز میں شامل کیا جاتا ہے لیکن اس قرارداد کے لئے مجھے بطور قائد حزب اختلاف کیوں نہیں شامل کیا گیا، یہ کس قسم کی governance ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آج بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں آپ کو تین دفعہ بلایا گیا تھا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میرے دفتر میں بھی اس طرح کے کئی معاملات کے لئے مجھ سے sign کروانے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، ایک طریق کار ہوتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ لاء منسٹر کے علاوہ کوئی اور منسٹر اِس کو پڑھ لے، ہم خاموش رہیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کو ہم نے سنا ہے اور اب اِن کو ہمارے لاء منسٹر صاحب کو سننا ہوگا۔ اب یہ قائد حزب اختلاف حکومتی وزیر قانون نہیں بن سکتے۔ آج علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کا یوم پیدائش قومی دن کے طور پر منایا جارہا ہے لہذا مشرف کی باقیات کو اب احساس ہونا چاہئے کہ وہ قومی ہیرو جو مفکرِ پاکستان ہیں اور آج ہم اُن کا 132واں یوم پیدائش منا رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چودھری صاحب! میں ابھی اس تحریک میں آپ کو بھی ساتھ ہی شامل کر لیتا ہوں کیونکہ آج آپ کو بلانے کا مقصد ہی یہی تھا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس پر اب میں کیا شامل ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک اگر قائد حزب اختلاف پڑھیں تو اس پر کسی کو کوئی اعتراض ہے؟

آوازیں: نہیں، نہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس میں کیا اعتراض ہے؟

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! تشریف رکھیں، ایک منٹ تشریف رکھیں۔ تمام ممبران تشریف رکھیں اور میری باتیں غور سے سنیں۔ آج ہم چھٹی کے دن ایک ایسی شخصیت کو خراج تحسین پیش کرنے

کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں تاکہ خاص طور پر پنجاب اسمبلی میں تاریخ رقم کی جاسکے کہ ہم اپنے national hero جو international hero ہیں، جو قومی شاعر نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ بین الاقوامی شاعر ہیں، جو شاعر حریت ہیں،اُن کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں تو میں صرف اتنی بات کہوں گا کہ اگر یہ تحریک قائد حزب اختلاف بھی پیش کر دیں تو اِس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک قومی شاعر کا مسئلہ ہے۔ لہذا وزیر قانون (رانا ثناء اللہ خان)، سینئر منسٹر (راجہ ریاض احمد) اور قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان) نے قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے یومِ ولادت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے یومِ ولادت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے یومِ ولادت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے لہذا یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے یومِ ولادت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

نظریہ پاکستان کے خالق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال (مرحوم) کے یوم ولادت پر خراج عقیدت کا پیش کیا جانا

جناب قائم مقام سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان آج شاعر مشرق، مفکرِ پاکستان اور نظریہ پاکستان کے خالق علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے 132ویں یومِ ولادت کی مناسبت سے علامہ صاحب کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی شاعری، تصوف، روحانیت، ریاست کی ترقی و خوشحالی، قوم کی اصلاح، تعلیم و تحقیق کے میدان میں مہارت حاصل کرنے، جنگ و امن میں قومی ذمہ داریوں کو نبھانے سمیت ہر محاذ پر ہمارے لئے رہنمائی اور جستجو کی تڑپ پیدا کرتی ہے۔ اُن کی شاعری میں وطن پرستی کے جذبات اور انسانی زندگی کے حقیقی مسائل کا ابدی اور بہترین حل موجود ہے۔ یہ ایوان مسلمانانِ ہند کو الگ مملکت کے حصول کی خوشخبری دینے والی اس عظیم ہستی کے یومِ ولادت پر اس عہد کا اعادہ کرتا ہے کہ اِس مملکت خداداد پاکستان کو علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور قائد اعظمؒ کی خواہشات کے مطابق ایک عظیم مملکت بنایا جائے گا اور اقوامِ عالم میں اس کا مقام دلوانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کی جائے گی۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان آج شاعر مشرق، مفکرِ پاکستان اور نظریہ پاکستان کے خالق علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے 132ویں یومِ ولادت کی مناسبت سے علامہ صاحب کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی شاعری، تصوف، روحانیت، ریاست کی ترقی و خوشحالی، قوم کی اصلاح، تعلیم و تحقیق کے میدان میں مہارت حاصل کرنے، جنگ و امن میں قومی

ذمہ داریوں کو نبھانے سمیت ہر محاذ پر ہمارے لئے رہنمائی اور جستجو کی تڑپ پیدا
کرتی ہے۔ اُن کی شاعری میں وطن پرستی کے جذبات اور انسانی زندگی کے حقیقی
مسائل کا ابدی اور بہترین حل موجود ہے۔ یہ ایوان مسلمانانِ ہند کو الگ مملکت
کے حصول کی خوشخبری دینے والی اس عظیم ہستی کے یومِ ولادت پر اس عہد کا
اعادہ کرتا ہے کہ اِس مملکت خداداد پاکستان کو علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور قائداعظمؒ کی
خواہشات کے مطابق ایک عظیم مملکت بنایا جائے گا اور اقوامِ عالم میں اس کا مقام
دلوانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کی جائے گی۔"

چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان آج شاعر مشرق، مفکرِ پاکستان اور نظریہ پاکستان
کے خالق علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے 132ویں یومِ ولادت کی مناسبت سے علامہ
صاحب کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ
کی شاعری، تصوف، روحانیت، ریاست کی ترقی و خوشحالی، قوم کی اصلاح،
تعلیم و تحقیق کے میدان میں مہارت حاصل کرنے، جنگ و امن میں قومی
ذمہ داریوں کو نبھانے سمیت ہر محاذ پر ہمارے لئے رہنمائی اور جستجو کی تڑپ پیدا
کرتی ہے۔ اُن کی شاعری میں وطن پرستی کے جذبات اور انسانی زندگی کے حقیقی
مسائل کا ابدی اور بہترین حل موجود ہے۔ یہ ایوان مسلمانانِ ہند کو الگ مملکت
کے حصول کی خوشخبری دینے والی اس عظیم ہستی کے یومِ ولادت پر اس عہد کا
اعادہ کرتا ہے کہ اِس مملکت خداداد پاکستان کو علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور قائداعظمؒ کی
خواہشات کے مطابق ایک عظیم مملکت بنایا جائے گا اور اقوامِ عالم میں اس کا مقام
دلوانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کی جائے گی۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ اہم بات ہے کہ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال جو ہمارے قومی شاعر اور قومی ہیرو ہیں جن کی وجہ سے آج ہم اس آزاد مملکت میں بیٹھے ہیں بڑی خوشی کی بات ہے کہ تحریک پیش ہوئی اور متفقہ طور پر پاس بھی ہوئی لیکن مجھے دکھ ہے کہ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے فرمایا تھا کہ خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر۔ ایک ایسی جماعت جو مشرف کے تلوے چاٹتی رہی ہے وہ آج علامہ اقبال کے حق میں تحریکیں پیش کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے
اور احتجاجاً ڈیسک بجاتے رہے)

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! ایک منٹ۔ میں اپوزیشن ممبران سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس کو چلانے کا طریقہ نہیں ہے۔ آپ میں حوصلہ ہونا چاہئے اور جب میں آپ کو floor دوں گا تو آپ اس وقت comment کریں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ اس طرح کے comment کر رہے ہیں تو ہم احتجاج کیوں نہ کریں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میری بات سنیں گی یا نہیں؟ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ ان کی بات ہو جائے تو اس کے بعد اگر کوئی بات ہو گی تو میں آپ کو بالکل floor دوں گا۔ (قطع کلامیاں) This in no way, this is no way میں نے ان کو floor دیا ہے۔ اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ آپ اپنا point of view بتا دیجئے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان کو اس قسم کے الفاظ بولنے کی اجازت نہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: No way to dictate the House ان کی بات ہے، ان کا ایک personal view ہے اس کے بعد اگر آپ کا view ہے تو آپ اپنا view بتائیے گا لیکن Let him talk first (قطع کلامیاں)

میں ہاؤس میں اس طرح بالکل اجازت نہیں دوں گا۔ جی، سندھو صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! ان کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے جو بات کی ہے پتا نہیں اس پر ان لوگوں کو کیوں غصہ آیا ہے؟ کیا یہ تلوے چاٹتے رہے ہیں اس لئے ان کو غصہ آیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: تمام ممبران سے میری گزارش ہے کہ جس عظیم ہستی کو آج خراج تحسین پیش کر رہے ہیں میرے خیال میں کوئی controversial بات نہیں ہونی چاہئے۔ آج جو message جانا چاہئے وہ یہ کہ ہم اس قومی ہیرو کے پیچھے اکٹھے ہیں۔ سندھو صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں یہ message دینا چاہتا ہوں کہ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کی کوششوں اور کاوشوں سے یہ پاکستان وجود میں آیا۔ لہذا آج پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی ہم سب یہ عہد کرتے ہیں کہ ان کی وجہ سے ہمیں یہ مٹی ملی۔ ہم اس مٹی کا قرض چکائیں گے اور یہ مشرف کے پیسوں کا قرض چکائیں گے۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لغاری صاحب! آپ کے بعد رانا تجمل صاحب۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس وقت انہوں نے یہ بات کی ہے اس وقت میرے خیال میں آپ کو روک دینا چاہئے تھا۔ یہ personal attack کرنے کا موقع نہیں ہے۔ ہمارے ہاؤس میں یہ روایت بن چکی ہے کہ ہم issues کی بجائے personal attacks پر آ جاتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آج ہمارے وزیر خزانہ صاحب بہت دنوں بعد ہاؤس میں آئے ہیں۔ National Finance Commission پر ہمارا جو مؤقف لے کر وہاں پر رہے ہیں مہربانی کر کے ہمیں اس کے بارے میں بتائیں کیونکہ یہ attack کرنا اور جگت بازی کرنا میرے خیال میں بہت چھوٹی باتیں ہیں جو انہیں اس floor پر نہیں کرنی چاہئیں۔ ہم اس issue پر بات کریں۔ وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کریں کہ وہ ہمیں NFC کے حوالے سے پنجاب کے مؤقف کے بارے میں آگاہ کریں کیونکہ اس کے بارے میں ہم totally in the dark ہیں۔ اخبار کی خبروں سے ہمیں کچھ پتا چلتا ہے۔ کاش! یہ وہاں جانے سے پہلے ہمیں confidence میں لیتے، کابینہ کو confidence میں لیتے۔ کسی کو تو ساتھ لے کر چلتے کہ ہم پنجاب کا یہ مؤقف لے کر چل رہے ہیں۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کو ابھی کرتا ہوں، ابھی کافی بزنس ہے اور اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف آتے ہیں۔ سب سے پہلی تحریک استحقاق نمبر 54 چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الہیٰ، جناب شیر علی خان، جناب محمد شفیق خان، جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر، انجینئر شہزاد الہیٰ!

پنجاب بیت المال کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Bait-ul-Mal Act,1991. کے Section-11 میں Provided ہے کہ:

"11. Laying of Annual Report before the Assembly.-

(1) The Council shall, not later than 15th day of March in each year, prepare report as to the work done by it during the preceeding year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor.

(2) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly.

مذکورہ رپورٹ کی اہمیت اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ Section 5 کے تحت اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور پر حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لینا مقصود ہوتا ہے۔

"5. Utilization of the Bait-ul-Mal,- (1) The Bait-ul-Mal shall be administered by the Council in the manner prescribed and shall be utilized for the following purposes, namely…

(i) relief and rehabilitation of the poor and the needy particularly poor widows and orphans;

(ii) educational assistance to the poor and deserving students;

(iii) medical assistance to the poor;

(iv) charitable purposes;

(v) any other purpose of public utility particularly where the beneficiaries would be the disadvantaged sections of the society; and

(vi) any other purpose approved by the Council.

(2) Subject to the general supervision and control of the Council, the distribution of Bait-ul-Mal Fund shall be carried out by the District Bait-ul-Mal Committees to be constituted by the Council for this purpose in such manner as the Council may determine."

مذکورہ قانونی تقاضے اور اہمیت کے باوجود Public interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2008 کو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور اراکین اسمبلی کو ان کے قانونی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ قانون ہذا کی اس صریحاً خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ابھی مجھے جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد دوسری تحریک استحقاق نمبر 55 چوہدری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چوہدری مونس الٰہی، جناب شیر علی خان، جناب محمد شفیق خان، جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب طاہر اقبال چوہدری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چوہدری، محترمہ آمنہ جہانگیر اور انجینئر شہزاد الٰہی کی طرف سے ہے۔ کون تحریک پیش کریں گے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اسے پیش کروں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پیش کریں۔

پرنسپلز آف پالیسی کی سالانہ رپورٹ بابت سال 08-2007
کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

محترمہ سیمل کامران: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 29 کے سب آرٹیکل (3) جسے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 130 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے کے تحت حکومت کے لئے یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جائے گی۔ آرٹیکل (3)29 کا متن یوں ہے کہ:

> ”In respect of each year, the President in relation to the affairs of the Federation and the Governor of

each province in relation to the affairs of the province, shall cause to be prepared and laid before the National Assembly, or as the case may be, the Provincial Assembly, a report on the observance and implementation of the Principles of Policy and provision shall be made in the Rules of Procedure of the National Assembly or as the case may be, the Provincial Assembly for discussion on such report.''

اسی طرح قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 70(a) کا متن یوں ہے کہ:

"70 (a).The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law.

آئین پاکستان اور پنجاب اسمبلی کے قواعد کی واضح provision کے باوجود principles of policy کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2007 اور 2008 ابھی تک ایوان میں پیش نہیں کی گئی۔ Principles of Policy کی رپورٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حکومت نے:

(1) Islamic way of life.

(2) Protection of Local Government institutions.

(3) Parochial and other similar prejudices.

(4) Full participation of women in National life.

(5) Protection of Family.

(6) Protection of minorities.

(7) Promotion of Social Justice and Eradication of Social evils.

جیسے مفاد عامہ کے معاملات کے بارے میں حکومت کی ذمہ داری سے ایوان کی آگاہی اسی رپورٹ کے ذریعے منظر عام پر آ سکتی ہے اسی لئے آئین پاکستان نے اس رپورٹ کو اسمبلی میں زیر بحث

لانے کے لئے mandatory قرار دیا ہے۔اس رپورٹ کو اسمبلی میں پیش نہ کر کے ایوان کو اس کے آئینی حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی کاپی ابھی مجھے موصول ہوئی ہے اس لئے اسے بھی pending فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ pending کی جاتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے لاء منسٹر صاحب سے اس کا جواب نہیں لینا۔ اگر اس کا جواب کسی اور کے پاس ہے تو وہ مجھے دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ rules کو پڑھیں we are to go by the rules ڈاکٹر سامیہ نے بھی تحریک استحقاق پیش کی جس کا جواب لاء منسٹر صاحب کے پاس ابھی نہیں آیا تو اسے pending کیا گیا اور آپ بھی پیش کر رہی ہیں تو یہ pending کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 56 ہے اور ان کی طرف سے withdrawal of privilege motion آئی ہوئی ہے اس لئے اسے withdraw کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک استحقاق ختم ہوتی ہیں اور اس کے بعد تحاریک التوائے کار لی جاتی ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے ایک دو دن سے اس ایوان میں جو ہو رہا ہے میں اس کے متعلق کچھ گزارشات کرنا چاہوں گا۔ میں پہلی گزارش یہ کروں گا کہ جب آپ کسی ممبر کو floor دیتے ہیں اور ایوان میں کوئی ممبر بات کر رہا ہو تو cross talk اور غیر ضروری فقروں سے اسمبلی کے rules کی violation ہوتی ہے۔ آپ اس بارے میں مہربانی کریں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ میں اس وقت تک یقینی نہیں بنا سکتا جب تک کہ دونوں sides اس بات کو یقینی نہ بنائیں کیونکہ Chair نے دونوں sides کو ساتھ لے کر چلنا ہے اس لئے دونوں sides کا تعاون

چاہئے۔ اگر آپ ایک side سے اس طرح کا تعاون مانگیں اور خود اس طرح کا تعاون نہ کریں That will be difficult for me

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! گزشتہ ایک دو دن سے آپ gross violation of rules اس ایوان میں دیکھ رہے ہیں میں اس کی طرف ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کون سے rules کی violation کی بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں explain کرنا چاہ رہا ہوں کہ گزشتہ جمعرات کو ایک سوال نمبر 61 کا جواب یہاں present ہوا جس پر کافی حد تک بحث کی گئی۔ میں point out کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اسمبلی کے Rules of Procedure کے خلاف تھا اور میں ان کو آپ کے سامنے point by point پیش کر کے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم اس ایوان میں آکر حلف اٹھاتے ہیں کہ ہم اس ایوان کو rules کے مطابق چلنے دیں گے اور آپ نے بھی rules کے مطابق ہی اسے چلانے کا حلف اٹھایا ہے۔ آپ سپیکر کی Chair پر ہو کر اس میں پارٹی بن گئے ہیں اور میں صرف یہ points note کروانا چاہتا ہوں اور اس بارے میں آپ کی ruling بھی چاہوں گا۔ rule 48 کے مطابق Admissibility of questions پر جو gross violation ہوئی، وہ (e) sub section کے تحت کہ کوئی سوال بھی It shall neither refer to the character or conduct of any person except in his official or public capacity اس کی violation ہوئی، (g) sub section کی violation ہوئی،

It shlla not relate to a matter which is not primarily the concern of the Government. اور وہ اس طرح کہ سوال کے جواب کے جز (ب) میں بھی لکھا ہے کہ رابرٹ فارم جو کہ رابرٹ فیملی وغیرہ کی ذاتی ملکیت تھا، ذاتی ملکیت یہ حکومت کا جواب ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہراج صاحب! میری بات سن لیں کہ اس کا آپ جواب مانگ رہے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر House in order نہیں ہے۔ میں point out کر رہا ہوں کہ House order میں نہیں ہے اور میں point out کر رہا ہوں کہ یہ House order میں کیوں نہیں ہے؟ اگر آپ مجھے سارا rules point out کرنے دیں تو پھر اس کا جواب دے دیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر rule 48(g) کی violation ہوئی کہ ایک matter یہاں پیش کیا گیا جس میں حکومت کا کوئی سروکار نہیں تھا اور اس کا proof یہ ہے کہ آپ ہی کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ حکومت کا اس میں کوئی سروکار نہیں ہے۔ rule 48 sub section (h), کی violation ہوئی۔ under the control of bodies or persons not primarily responsible to the Government اس کی violation ہوئی۔ یہ اس طرح ہوئی کہ اس میں بھی لکھا ہے کہ وہ private land ہے اور آپ کے اپنے جواب میں لکھا ہے اور آپ کے اپنے جواب کے مطابق یہ private land نہیں ہے اور پھر اس کی violation ہوئی۔ (نعرہ ہائے تحسین) Rules 48 sub section (i) subsection (j) کی violation ہوئی۔ It shall not make or imply a charge of a personal character. اس کی violation ہوئی کیونکہ یہ ایک charge of personal character تھا rule 48 sub section(l) کی violation ہوئی کہ It shall not repeat in substance .not in exact wording but in substance جناب سپیکر! rule 48 sub section (l) کی violation ہوئی کیونکہ یہ سوال دو دفعہ اسمبلی میں پہلے بھی آ چکا ہے اور اس کا جواب دیا جا چکا ہے تو in substance اس سوال کا جواب دوبارہ پیش ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کا جواب پوچھا جا سکتا ہے تو اس کی بھی gross violation ہوئی۔ rule 48 sub section (q) sub section (iii) اس کی بھی آپ نے gross violation کی ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: ہراج صاحب! میری بات سنیں کہ جب آپ rules کی بات کرتے ہیں اور آپ rules کی بات کر رہے ہیں تو پھر rules 59 کو دیکھیں کہ---

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اپوزیشن کی بات سننے کا صبر سب میں ہونا چاہئے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ میں بات کرنا چاہ رہا ہوں اور آپ مجھے بات نہیں کرنے دیتے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب محمد یار ہراج نے rules کی کاپیاں پھاڑ دیں)

تحاریک التوائے کار

(کوئی تحاریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اس ایوان کے اندر کوئی خلاف قانون بات نہیں ہو گی۔ پہلی بات یہ ہے کہ rule 59 اور rule 202(j) کے مطابق آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اب میں تحریک التوائے کار لیتا ہوں۔ پہلی تحریک التوائے کار 327/09 محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ آمنہ جہانگیر اور جناب خالد جاوید اصغر گھرال کی ہے۔ اگر اس کو نہیں پڑھنا ہے تو پھر یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی مسلسل نعرہ بازی)

اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 614/2009 جناب شاہان ملک صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک جناب قیصر اقبال سندھو اور محترمہ ثمینہ نوید کی 624/2009 ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں، یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد شیخ علاؤالدین کی تحریک التوائے کار نمبر 625/2009 ہے۔ وہ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو" کی مسلسل نعرہ بازی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ (قطع کلامیاں)
جناب! میری گزارش یہ ہے کہ یہ ایک قومی مسئلہ ہے جس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ مجھے صرف پانچ منٹ دے دیں، یہ انہی کا مسئلہ ہے اور میں انہی کی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: بات یہ ہے کہ میں اپنے بھائیوں اور اپنی بہنوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

(نعرہ بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ میری بات سن لیں۔ اگر میں ان کی ذرا سی بھی دل شکنی کروں تو یہ میرے لئے بھی یہی کچھ کریں، میں بالکل یہ پسند کروں گا لیکن یہ پہلے میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ بانی پاکستان نے جب United India کو، پورا ہاؤس یہ بات سن لے میں ایک تاریخی بات کرنے لگا ہوں۔ پھر یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم پچھلے چند دنوں سے جو قوم کے سامنے اپنا image پیش کر رہے ہیں، ہمارا بنے گا کیا؟ میں یہ چاہتا ہوں اور یہ سن لیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ جب بانی پاکستان نے United India Cabinet Mission Plan کے تحت مان لیا تو انہوں نے مجلس عاملہ میں اعلان فرمایا کہ ہم ہندوستان کے ساتھ رہیں گے۔ یہ ایک تاریخی بات ہے کہ مولانا حسرت موہانی نے کھڑے ہو کر کہا کہ جناب! اب آپ پھر غدار اعظم کہلائیں گے۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے کسی کو اختیار نہیں دیا کہ وہ ان کے behalf پر بات کرے۔ یہ تاریخی بات ہے، وہاں پر مجلس عاملہ میں مولانا حسرت موہانی کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ محترم قائد اعظم نے یہ کہا کہ نہیں، مولانا کی بات کا جواب میں دوں گا اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ پورا ہاؤس عوام کو جوابدہ ہے اور سب سے پہلے اللہ کو جوابدہ ہے۔ اگر رابرٹ فارم کے بارے میں کوئی مسئلہ ہے، جاتی عمرہ کے بارے میں کوئی مسئلہ ہے تو میرا موقف یہ ہے کہ اِدھر کے لوگ یا اُدھر کے لوگ، ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے ضمیر کے مطابق یہ فیصلہ کریں کہ یہاں ہم ذاتی لڑائیاں لڑنے کے لئے نہیں آئے۔ لوگوں کے بڑے مسائل ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب حضرت عمرؓ کو یہ کہا گیا تھا کہ جناب! یہ کرتا کہاں سے آیا؟ آپ کا تو قد بہت بڑا ہے تو انہوں نے کسی پیادے کو آگے نہیں کیا تھا کہ تم جواب دو۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں جواب دیتا ہوں کہ یہ کرتا کہاں سے آیا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شیخ علاؤالدین کے خلاف "لوٹا، لوٹا" کی مسلسل نعرہ بازی)

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کو کوئی اعتراض ہے تو یہ اپنے طور پر اس کو عدالتوں میں ثابت کریں اور وہ بھی عدالتوں میں ثابت کریں لیکن یہاں یہ باتیں کرنے کا، وقت ضائع کرنے کا اور قوم کا بیڑا غرق کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ (شور و غل)

جناب سپیکر! آپ اندازہ لگائیں کہ میں ان کے حق میں بات کر رہا ہوں اور ان کے حق میں بھی کر رہا ہوں لیکن ان کو یہ احساس نہیں ہے کہ میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں؟ (شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: خاموشی اختیار کریں، اذان ہو رہی ہے۔ اس وقت اذان ہو رہی ہے۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پورے ہاؤس کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے میری بات سن لی۔ اب میں ایک اہم معاملہ آپ کے سامنے لانا چاہ رہا ہوں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے مسلسل نعرہ بازی)

جناب سپیکر! بھارت نے دریائے چناب کا پانی پھر بند کر دیا ہے جس کی وجہ سے پاکستان کا پانی جو کہ پہلے ہی بہت کم ہے، آج دریائے چناب میں صرف 5 ہزار کیوسک پانی آ رہا ہے اور پہلے ہی پاکستان کو claim نہیں ملا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان سے جب تک دوٹوک بات نہیں کی جائے گی یہ معاملہ حل نہیں ہوگا۔ آج ہمیں جو کچھ مسئلہ درپیش ہے، جو کچھ دہشت گردی کا مسئلہ ہے اس میں ہندوستان involve ہے۔ ہماری قوم نے آٹھ مہینوں میں انڈیا سے اب تک ساڑھے تین ارب روپے کے ٹماٹر منگوالئے ہیں۔ ہم نے ان کے مقابلے میں کیا کرنا ہے؟ میری اس ہاؤس سے request ہے کہ ہندوستان کے خلاف مذمت کی قرارداد پاس کی جائے، جتنے بھی ہندوستانی channels ہیں انہیں بند کیا جائے اور فوری طور پر بند کیا جائے۔ ہندوستان کو دوٹوک جواب دیا جائے کہ آخر وہ ہم سے چاہتا کیا ہے؟ بہت شکریہ

جناب محمد تجمل حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

قائم مقام سپیکر: جی، رانا تجمل صاحب!

جناب محمد تجمل حسین: جناب سپیکر! میں معزز ایوان کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی اس کاوش پر مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے آج کے دن ایک متفقہ قرارداد پیش کی۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ شاعر مشرق کی روح نے اطمینان کا سانس لیا ہوگا مگر اس بات پر شاعر مشرق کی روح بے قرار ہوئی ہوگی کہ آپ نے آج وہ قرارداد اقبال کے شاہینوں کی بجائے پنجاب کی "گدوں" کے سپرد کر دی ہے۔ (قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

قائم مقام سپیکر: جی، بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں بہت ادب کے ساتھ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو دو تین دن سے ہماری اسمبلی کا ماحول بنا ہوا ہے اس کو پوری دنیا دیکھ رہی ہے اور پاکستان کی عوام دیکھ رہی ہے۔ میں ایک

رائے دینا چاہتا ہوں کہ اصل مسئلہ رابرٹ فارم سے شروع ہوا تھا اور ہمارے وزیر قانون راناثناء اللہ خان پر الزام لگائے گئے تھے۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کی، کیونکہ ہماری قوم دیکھ رہی ہے کہ اگر یہ ہوا ہے تو اس پر جوڈیشل انکوائری کروالی جائے۔ راناثناء اللہ خان پر جو الزامات لگائے گئے ہیں ان کی بھی انکوائری کروالی جائے۔ جہاں تک معاملہ ہے کہ آپس میں جو جملے کہے گئے ہیں یا attacks کئے گئے ہیں اس پر کمیٹی بنائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بسراء صاحب! بس ٹھیک ہے آپ کا point آ گیا ہے، بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے بات کر لینے دیں، میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔ میں اپنی بات ختم کرتے ہوئے صرف یہ کہوں گا کہ بہت اہم بات ہے۔ اس وقت ہاؤس کو پوری دنیا دیکھ رہی ہے اور ہمارا جو رویہ ہے خواہ میرا ہے یا اپوزیشن کا ہے یا کسی کا بھی ہے وہ انتہائی غلط جا رہا ہے۔ صرف ایک کام کریں کہ اگر رابرٹ فارم کا معاملہ ہوا ہے تو اس کی جوڈیشل انکوائری کروالیں اور جو راناثناء اللہ خان پر الزامات لگے ہیں اس کی بھی جوڈیشل انکوائری کروالیں اور جو آپس کے معاملات ہیں، جو ذاتی جملے کہے گئے ہیں اس پر ایک کمیٹی فی الفور بنا کر اس ماحول کو restore کیا جائے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاء گو منسٹر گو" کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مخدوم صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں صرف ایک گزارش کرنا چاہ رہا تھا۔ بسراء صاحب کی کچھ باتیں آپ سے معذرت کے ساتھ دہرانا پڑیں گی کہ پچھلے دو تین دنوں سے یہ جو ماحول خراب ہوا ہے جیسا کہ بسراء صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک رابرٹ فارم کا issue اور دوسرا فیصل آباد کا issue آیا تھا۔ میری گزارش ہے کہ میں رحیم یار خان سے تعلق رکھتا ہوں اور مجھے اس سارے incident کا پتا ہے جو وہاں پر ہوتا رہا ہے۔ میں آپ سے صرف اتنی گزارش کروں گا کہ رابرٹ فارم کا جو issue ہے یہ دوسری دفعہ اسمبلی میں آ رہا ہے۔

آوازیں: تیسری دفعہ آ رہا ہے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: چلیں، ٹھیک ہے۔ اس میں جو transaction ہوئی ہے، اگر کسی ایک پارٹی کو اس پر اعتراض ہے تو وہ پارٹی عدالت میں جائے، اگر چودھری پرویز الٰہی اور چودھری مونس الٰہی کی طرف سے کوئی بے ضابطگی ہوئی ہے تو حکومت پنجاب کے پاس اس وقت تمام تر وسائل موجود ہیں وہ کارروائی

کریں۔جہاں تک جو الزامات اپوزیشن کی طرف سے رانا ثناء اللہ خان پر لگے ہیں میں جوڈیشل انکوائری کی بھی بات نہیں کرتا اگر پنجاب حکومت کی کسی افسر کی غیر جانبداری پر اپوزیشن حضرات کو شک ہے تو جائز بات ہے اور ہو بھی سکتا ہے تو اس کے لئے بے شک آپ ہاؤس کے ممبران کی کمیٹی بنا دیں جو اس چیز کی تحقیقات کرے کہ یہ کیا issue ہے؟ میری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ ہم یہاں پر ایک خاص بزنس کے لئے بیٹھے ہیں، ہم سے لوگوں کی بھی کچھ امیدیں ہیں اور ہمیں سرکار کی طرف سے تنخواہ بھی اس کام کی ملتی ہے۔اس چیز کو ختم کیا جائے اور جو خاص طور پر میرے گورنمنٹ بنچوں والے حضرات کی طرف سے کچھ ذاتی حملے (ق) لیگ کی لیڈرشپ پر ہوتے رہے ہیں، ذرا اس کو بھی ختم کیا جائے اور میری آپ سے درخواست ہے کہ پرائیویٹ پارٹی کے جو معاملات ہیں ان کو اس ہاؤس میں لا کر اس ہاؤس کا وقت ضائع مت کیا جائے۔شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دی ہے۔آج کے دن کے حوالے سے میں سب سے پہلے اپنے ہیرو میری مراد شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال سے ہے ان کو ہم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور اس موقع پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاعر مشرق کی روح بھی تڑپ رہی ہوگی۔اگر ان کو یہ پتا ہوتا کہ یہاں پر لوگ اپنے اپنے خاندانوں کی بات کرنے کے لئے اور اس کے تحفظ کی بات کرنے کے لئے آئیں گے تو میں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ یہ شاعر مشرق کی روح کو تڑپانے والی بات کی جا رہی ہے۔میں اس موقع پر آپ کی توجہ اس جانب دلوانا چاہوں گا کہ ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کو یہ رابرٹ کے نام سے الرجی ہو گئی ہے، یہ رابرٹ کے نام سے تڑپتے کیوں ہیں؟ کیا ان کو رابرٹ مالیہ خولیہ ہو گیا ہے؟ رابرٹ کی رجسٹری مونس الٰہی ولد پرویز الٰہی کے نام اس ہاؤس میں دکھائی جا چکی ہے تو یہ اس کا جواب دیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے مسلسل نعرہ بازی)

جناب سپیکر! کیا یہ state land نہیں ہے؟ یہ ہمارے معزز ممبران کو صرف dictation دی جاتی ہے کہ آپ نے جا کر اس مقدس ہاؤس کا وقت ضائع کرنا ہے۔اس مقدس ہاؤس کا جو ایک قومی فریضہ ہے اس کو پورا نہیں ہونے دینا۔پہلے انہوں نے اس قوم کے سامنے پانچ سال وردی وردی کی رٹ لگاتے رہے اور اب ان کو رابرٹ، رابرٹ، رابرٹ کا مالیہ خولیہ ہو چکا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔اب چودھری محمد اسد اللہ مجلس قائمہ برائے کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحاریک پیش کریں۔جی، چودھری محمد اسد اللہ!

رپورٹیں (توسیع)

مسودہ قانون پنجاب پبلک پارٹنرشپ آف انفراسٹرکچر مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Public Partnership for Infrastructure Bill, 2009 (Bill No 29 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کامرس اینڈ انوسٹمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Public Partnership for Infrastructure Bill, 2009 (Bill No 29 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کامرس اینڈ انوسٹمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Public Partnership for Infrastructure Bill, 2009 (Bill No 29 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کامرس اینڈ انوسٹمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب شیخ علاؤالدین مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تحاریک التوائے کار کا جو وقت تھا پہلے دو تین دن میں بھی پتا نہیں کہاں چلا گیا اور اس میں میری بڑی اہم Adjournment Motions ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ آفس میں مل لیجئے گا۔ ان کو pending کروالیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کہہ دیں کہ ساری pending کی جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے۔ اب رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون سستی روٹی اتھارٹی مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Sasty Roti Authority Bill, 2009 (Bill No 28 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

The Sasty Roti Authority Bill, 2009 (Bill No 28 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اب سوال یہ ہے کہ:

The Sasty Roti Authority Bill, 2009 (Bill No 28 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں مورخہ 15۔دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔
(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب جناب محمد نوید انجم مجلس قائمہ برائے کان کنی و معدنیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، محمد نوید انجم صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کانکنی و معدنیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009 (Bill No 17 of 2009)
کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کانکنی و معدنیات کی رپورٹ ایوان میں پیش
کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

The Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009 (Bill No 17 of 2009)
کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کانکنی و معدنیات کی رپورٹ ایوان میں پیش
کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009 (Bill No 17 of 2009)
کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کان کنی و معدنیات کی رپورٹ ایوان میں پیش
کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔
(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب جناب اعجاز احمد خان مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، اعجاز احمد خان صاحب!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کے نوٹس کی تحریک کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244(a) of the said rules

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

The notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244(a) of the said rules

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

The notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244(a) of the said rules

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔
Now, we take up the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 20 of 2009). Minister for Law!

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے مسلسل نعرہ بازی)

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and all other relevant provisions of the rules ibid may be dispensed with under Rule 234 of the rules ibid, for consideration and passage of the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2009."

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and all other relevant provisions of the rules ibid may be dispensed with under Rule 234 of the rules ibid, for consideration and passage of the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2009."
>
> As there is no opposition to it, the motion moved and the question is:
>
> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and all other relevant provisions of the rules

ibid may be dispensed with under Rule 234 of the rules ibid, for consideration and passage of the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2009."

(The motion was carried)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR. ACTING SPEAKER: Minister for Law may move the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2009.

مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مصدرہ 2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMNETARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

There is an amendment in this motion. This amendment is from Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari may move it.

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ تو آپس میں بات نہیں کر سکتے انہوں نے کیا بات کرنی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ ابھی بل پیش ہو رہا ہے۔ ذرا تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بولیں!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! ایک تو ہراج صاحب کی طرف سے آپ کی ذات پر عدم اعتماد کیا گیا میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ کہا کہ یہ لاء منسٹر صاحب سے جواب نہیں لیں گے میں بات کروں گا تو یہ کہیں گے کہ ذو معنی گفتگو ہوتی ہے، اگر انہوں نے لاء منسٹر صاحب سے جواب نہیں لینا تو پھر یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ نمبر تین اس ہاؤس کا ایک decorum ہے کہ thumping desk کر سکتے ہیں، جب ایک قانونی چیز موجود ہے تو کاغذوں کے ذریعے ڈھول بجانے کی کیا ضرورت ہے؟ کل یہ ڈفلیاں اور طبلے لے کر اندر آ جائیں گے یہ ہاؤس ہے پلیز! یہ اس کا خیال کریں۔ یہ بالکل بات کریں اگر ہمیں بات کرنے دیں گے تو ہم ان کو بات کرنے دیں گے۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ لاء منسٹر کھڑے ہوتے ہیں تو یہ وہاں سے دف بجانا شروع کر دیتے ہیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے ایک amendment دی ہے جس میں لکھا ہوا ہے۔

I move:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 30 December 2009:

Mr. Shahid Mehmood Khan, Malik Muhammad Aamir Dogar, Dr. Farukh Javed, Malik Muhammad Nawaz, Malik Khurram Ali Khan, Mr. Shahan Malik, Ms. Azma Zahid Bokhari, Ch. Sher Ali Khan, Rana Ejaz Ahmad Noon, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari."

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 30 December 2009:-

Mr. Shahid Mehmood Khan, Malik Muhammad Aamir Dogar, Dr. Farukh Javed, Malik Muhammad Nawaz, Malik Khurram Ali Khan, Mr. Shahan Malik, Ms. Azma Zahid Bokhari, Ch. Sher Ali Khan, Rana Ejaz Ahmad Noon, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے یہ amendment اس لئے جمع کروائی ہے کہ آج کا اخبار یہ کہتا ہے کہ جمعہ والے دِن کمیٹی کی میٹنگ ہوئی ہے۔ ایک گھنٹے کے اندر کمیٹی کا اجلاس بُلایا گیا ہے۔ کمیٹی میں چیئرمین elect کیا گیا اور دو بل ایک kite flying کا اور کچی آبادی کا، یہ دو بِل پاس کئے گئے ہیں ان کی رپورٹس چھپی ہیں اور وہ رپورٹس lay ہو گئی ہیں۔ آج کا یہ اخبار واضح کہتا ہے کہ جب اخبار

نوٹس نے ان ممبران سے پوچھا تو ان میں سے کسی کو بھی علم نہیں ہے کہ اس بل میں کیا بات ہوئی ہے اور لوگوں نے یہ بھی deny کیا ہے کہ This was never tabled in that committee meeting انہوں نے کہا کہ کمیٹی کی میٹنگ تھی اس میں ایک سینئر رکن آئے اور انہوں نے آکر کہا کہ کورم کا مسئلہ ہے سب واپس آ جائیں۔ یہ بل discuss نہیں ہوا اور اس اسمبلی کے جو کمیٹی کے ممبران ہیں جن کو اس اخبار نے quote کیا ہے اس میں چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب ہیں، جنہوں نے کہا کہ ان کو اس بارے میں کچھ پتا نہیں۔ اس کے بعد ناظم حسین شاہ صاحب ہمارے سینئر ممبر ہیں انہوں نے کہا کہ وہ ہاؤس میں موجود تھے اور ان کو بلایا نہیں گیا اور یہ پاس ہو گیا۔ اس کے بعد ثناء اللہ مستی خیل صاحب ہیں انہوں نے کہا کہ ان کی طبیعت خراب تھی انہوں نے میٹنگ ہی attend نہیں کی اس کے بعد حفیظ خان صاحب ہیں ان کو بھی اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ rules کی violation کر کے ایک گھنٹے کے اندر یہ بل پاس کیا گیا ہے اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو Select Committee ہے اس کمیٹی نے پچھلی دفعہ جو لوکل گورنمنٹ کی کمیٹی تھی جنہوں نے اس بل پر کافی serious deliberations کی تھیں اس کمیٹی میں سے تین ممبران دوبارہ اسمبلی کے ممبر بنے ہیں اس میں سے ایک میں ہوں، اعجاز نون صاحب ہیں اور ملک نواز صاحب ہیں۔ ہم لوگ بھی اس میں شامل ہوں ہمیں اس بل کا background پتا ہے تاکہ ہم اس کو discuss کر سکیں۔ یہ amentment مورخہ 07-02-13 کو کمیٹی کے سامنے پیش ہوئی تھی اور اس کی پہلی میٹنگ 7۔ جولائی کو ہوئی تھی۔ جب ہم نے یہ رپورٹ مانگی کہ کہاں کہاں پر کچی آبادی کے حقوق دیئے جا رہے ہیں تو جو زمینیں identify کی گئیں ان میں evacuee trust property تھی، سنٹرل گورنمنٹ کی تھی، اوقاف کی تھی، ریلوے کی تھی وہ زمین جو کہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہی نہیں، جو ہماری ہے ہی نہیں، ہم کیسے وہ زمین کسی کو دے سکتے ہیں؟ ریلوے کی زمین حکومت پنجاب کی زمین نہیں ہے، اوقاف کی زمین کے بارے میں سپریم کورٹ کے decisions ہیں کہ اوقاف کی زمین کی مالک حکومت نہیں ہے اس کو وہ lease پر دے سکتی ہے یا اس پر کوئی monitory benefit لے کر اس کو خرچ کر سکتی ہے لیکن وہ کسی کو دے نہیں سکتی۔ یہ عجلت میں کی گئی قانون سازی جو کہ ایک گھنٹے کے اندر کی گئی ہے This is not good legislation. میری آپ سے استدعا ہے کہ اس میں ارب ہا روپے کی سرکاری پراپرٹی دی جا رہی ہے۔ ہم اس کی تحقیق تو کریں کہ کیا واقعی غریب لوگوں کو کچی آبادیوں کی زمین دی جا رہی ہے یا ان لوگوں کی آڑ میں مختلف قبضہ گروپوں نے اس زمین پر قبضہ کیا ہے اور اب وہ regularize ہو کر ان کو مل جائے

گی۔ میری آپ سے استدعا ہے اور آپ کے through سارے ہاؤس سے استدعا ہے کہ جب ہمارا کہیں ذاتی مسئلہ ہوتا ہے تو ہم ایک ایک مرلہ پر بندوقیں نکال لیتے ہیں اور مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں اور یہ ہزار ہا مرلے کنال حکومتی زمین بغیر کسی تحقیق کے دی جا رہی ہے۔ اس کو ہم personal نہ لیں اس کو اس طرح نہ کریں کہ ہم نے یہ بِل ضرور پاس کرنا ہے۔ سپریم کورٹ کی طرف سے جو حکم آیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ amendments کو اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ ان کو پاس کرنے کے لئے نہیں کہا گیا اس لئے اگر ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے اس کو ضرور پاس کرنا ہے تو اس کو پاس کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ خدارا! میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کو consider کریں اور اس کو کمیٹی کے اندر اچھی طرح سے thrash out کیا جائے تاکہ ہمارے اوپر جو اتنی بڑی ذمہ داری ہے، جو ہم غریب لوگوں کی مدد کرنے کی نیت سے کر رہے ہیں اس کو لوگ exploit کر کے فائدہ نہ اٹھائیں۔ میری آپ سے اور سب بھائی، بہنوں سے یہی گزارش ہے کہ ٹھنڈے دل سے سوچیں اس لئے مخالفت نہ کریں کہ اپوزیشن میں سے کسی نے بات کی ہے۔ یہ حکومت کی ارب ہا روپے کی پراپرٹی ہے جو دی جا رہی ہے۔ آپ سب سے میری گزارش ہے کہ اس میں میرا ساتھ دیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو آرڈیننس ہے یہ ہماری legislation نہیں ہے بلکہ یہ آرڈیننس پہلے سے چل رہا تھا ہم اسے اسمبلی میں لے کر آئے ہیں اور سپریم کورٹ کے 31۔ جولائی کے فیصلے کی رو سے لے کر آئے ہیں۔ یہ آرڈیننس جس وقت نافذ ہوا تھا اس وقت رابرٹ کی باقیات کی حکومت تھی اور رابرٹ کی باقیات کی طرف سے آرڈیننس جاری ہوا۔ انہوں نے ناجائز قبضہ کرنے کے لئے اور قبضہ مافیا کے لئے یہ بل بنایا تھا۔ اس وقت قبضہ مافیا، چوروں اور ڈاکوؤں کی حکومت تھی، یہ ان کی طرف سے لایا ہوا آرڈیننس ہے، یہ ہم لے کر نہیں آئے۔ ہم صرف 31۔ جولائی کے فیصلے کی وجہ سے پیش کر رہے ہیں اور اس پر رابرٹ کی باقیات کو شرم کرنی چاہئے کہ یہ کس غلط طریقے سے اس قانون کو لائے تھے۔ ہم اس بل کو سپریم کورٹ کے فیصلے کی وجہ سے لائے ہیں۔ اس کو کسی وقت بھی amend کیا جا سکتا ہے۔ میں نے محسن لغاری صاحب سے کہا ہے کہ آپ پرنسپل بل میں جو ترمیم بطور پرائیویٹ ممبر لائیں گے میں اسے accept کروں گا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ پرائیویٹ بل پر ترمیم لے آئیں۔

The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 30 December 2009:-

Mr. Shahid Mehmood Khan, Malik Muhammad Aamir Dogar, Dr. Farukh Javed, Malik Muhammad Nawaz, Malik Khurram Ali Khan, Mr. Shahan Malik, Ms. Azma Zahid Bokhari, Ch. Sher Ali Khan, Rana Ejaz Ahmad Noon, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari."

(The motion was lost)

MR. ACTING SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR. ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-5

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-7

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-8

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-9

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-10

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-11

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That long title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion is carried)

MR. ACTING SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2009 be passed."

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2009 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2009 be passed."

(The Bill is passed)

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون پنجاب ہیلتھ کیئر مصدرہ 2009

MR. ACTING SPEAKER: Now, Minister for Law to introduce the Punjab Health Care Bill, 2009. To introduce the Punjab Health Care Bill, 2009.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to introduce the Punjab Health Care Bill, 2009.

MR. ACTING SPEAKER: The Punjab Health Care Bill, 2009 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Health for report up to 15th December 2009. Now, We take up the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 22 of 2009). Minister for Law!

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and all other relevant provisions of the rules ibid may be dispensed with under Rule 234 of the rules ibid, for consideration and passage of the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill, 2009."

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب والا! ایک منٹ مجھے بھی دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے بعد آپ کو floor دوں گا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لاء منسٹر گو، لاء منسٹر گو کی مسلسل نعرہ بازی)

The motion moved is:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and all other relevant provisions of the rules ibid may be dispensed with under Rule 234 of the rules ibid, for consideration and passage of the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill, 2009."

As there is no opposition to it therefore the motion moved and the question is:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and all other relevant provisions of the rules ibid may be dispensed with under Rule 234 of the rules ibid, for consideration and passage of the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill, 2009."

(The motion was carried)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مصدرہ 2009

MR. ACTING SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the

Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once.”

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is:

“That the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment)…

ایک معزز ممبر نے ابھی مجھے point out کیا ہے کہ نعت رسول مقبول ﷺ لکھا ہوا ہے اور اپوزیشن کے معزز اراکین کی طرف سے یہ کاغذات نیچے پھینکے گئے ہیں۔ اسمبلی سٹاف فوراً یہ کاغذات اٹھائے۔ یہ انتہائی شرم کی بات ہے۔ یہ کاغذات اٹھائے جائیں جن کے اوپر نعت رسول مقبول ﷺ لکھا ہوا ہے۔ فوری طور پر یہ کاغذات اٹھائے جائیں۔ شرم آنی چاہئے کہ نعت رسول مقبول ﷺ لکھے ہوئے کاغذ آپ لوگوں نے نیچے پھینکے ہیں۔ یہ نعت رسول ﷺ والے کاغذ ذرا مجھے بھی لا کر دکھائیں۔

یہ انتہائی شرم کی بات ہے کہ نعت رسول مقبول ﷺ کو اس floor پر پھینکا گیا ہے۔ یہ اجازت کبھی نہیں دی جائے گی۔ یہ انتہائی غلط حرکت ہے جو اپوزیشن نے کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک غلط بات ہے۔ آپ لوگوں کو شرم آنی چاہئے۔ فوری طور پر اس کو اٹھایا جائے۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے گستاخ رسول شرم کرو، شرم کرو کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو لاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: رانا تجمل صاحب! تشریف رکھیں۔

The motion moved is:

“That the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once.” There is an amendment in this motion. The amendment is from Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari. He is not present. As there is no

amendment therefore come to the motion moved and the question is:

"That the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR. ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-5

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-7

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-8

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-9

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-10

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-11

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That long title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR. ACTING SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill, 2009 be passed."

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill, 2009 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill, 2009 be passed."

(The Bill is passed)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گولاء منسٹر گو" کی نعرہ بازی)

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): بہت شکریہ، جناب سپیکر! آج اس اسمبلی کے floor پر پنجاب کے عوام جو کچھ دیکھ رہے ہیں میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

زہر کو امرت کہو نہ سانپ کو مور کہو
اس گھر کو بچانا ہے تو پھر چور کو چور کہو
انساں کو تو سبھی انساں کہتے ہیں
پر آدم خور کو تو آدم خور کہو

جناب سپیکر! اس ملک اور اس شہر لاہور کی سڑکوں پر میرا تھن ریس کروانے والے، جامعہ حفصہ، وانا اور وزیرستان پر بمباری کروانے والے لوگ آج اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اسمبلی

میں تماشا کر رہے ہیں۔ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ اپنی کی ہوئی غلطیوں پر شرمسار ہوں گے اور قوم سے معافی مانگیں گے۔اس ملک اور قوم کی روح پر انہوں نے جو گہرے زخم لگائے اس پر ان کو شرم آنی چاہئے۔ جب بھی ڈکٹیٹر مشرف کا نام آتا ہے تو وہ کونسی تکلیف ہے جو ان کو چین نہیں لینے دیتی ؟ میں آج اس floor پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس قوم سے جو وعدے کئے تھے کہ ہم عوام کی لوٹی ہوئی دولت لٹیروں کے پیٹ پھاڑ کر واپس لے لیں گے اور وہ عوام کے قدموں میں نچھاور کریں گے۔اگر ایسا پہلے دن ہو جاتا اور اس ملک اور قوم کو گہرے زخم لگانے والوں کا احتساب ہو جاتا تو آج ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔آج فیصلہ کرنے کا وقت آ گیا ہے۔اب ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ اس ملک اور قوم کو لوٹنے والوں کا احتساب ہونا ہے،اب مشرف اور اس کی باقیات کا سیاست کے اندر role ختم ہو گیا ہے اور اب اس ملک کی سیاست میں ان کا کوئی role نہیں ہے۔پاکستان اور پنجاب کی عوام نے ان کی سیاست کرنے کا حق ختم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر!آج یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں،یہ اسی forum پر ہمارے ممبران کے ساتھ کیا کرتے رہے ہیں ؟آپ کو بھی اسمبلی کے اندر سے گرفتار کروایا گیا اور بھی ہمارے بہت سے ممبران کو گرفتار کروایا جاتا رہا۔انھوں نے اس ملک اور قوم پر بڑے ظلم کئے ہیں۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے نعرہ تکبیر اللہ اکبر،نعرہ رسالت یا رسول اللہ، غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے کی نعرہ بازی)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،بولیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آج کا ایجنڈا دیکھیں اس پر نبی پاک ﷺ کا مبارک نام درج ہے لیکن اپوزیشن اراکین نے وہ پھاڑا ہے اور نعوذ باللہ اس کی توہین کی ہے تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ توہین رسالت کے قانون کو سامنے رکھتے ہوئے،اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین اور اسمبلی کے قواعد و ضوابط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ہم اس پر قرارداد بھی لے کر آتے ہیں۔اس قرارداد کو منظور فرمایا جائے۔توہین رسالت کرنے پر ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔(قطع کلامیاں)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "یہ جھوٹ بول رہے ہیں" کی آوازیں اور وزیر قانون کے خلاف نعرہ بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: مہربانی۔ جناب سپیکر! یہ گستاخ رسول ﷺ ہیں اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ انہیں اسمبلی سے باہر بھیج دیجئے۔ چودھری ظہیر الدین کے ممبران نے یہ گستاخی کی ہے۔ ہم اس چیز کو برداشت نہیں کریں گے۔ ہم ہر چیز کو برداشت کر سکتے ہیں مگر گستاخ رسول کو برداشت نہیں کریں گے۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ انہیں فوری طور پر اسمبلی سے باہر نکال دیا جائے۔ انہیں اس چیز کا احساس ہی نہیں ہے کہ ہم کس ہستی کے بارے میں ایسی حرکت کر رہے ہیں۔ یہ صرف اپنے ذاتی ایجنڈے پر آئے ہیں۔ انہیں دین کا پتا ہے اور نہ انہیں دنیا کا پتا ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ ان لوگوں کو اسمبلی سے باہر نکال دیں کیونکہ یہ گستاخ رسول ہیں۔ یہ سارا media دیکھ رہا ہے، انہوں نے آج جو حرکت کی ہے وہ معافی کے قابل نہیں ہے۔ ہم اپنی ذات کے بارے میں تو کوئی بات برداشت کر سکتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں ہم کوئی ایسی حرکت برداشت نہیں کر سکتے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "یہ جھوٹ بول رہے ہیں" کی آوازیں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف ایجنڈے کے کاغذات پھاڑ کر پھینکتی رہیں)

ان کی بے شرمی اور ہٹ دھرمی دیکھیں کہ مسلسل کاغذ پھاڑ کر پھینک رہی ہیں اور بولتی جا رہی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ توبہ استغفار۔ انہیں ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ انہیں اسمبلی سے باہر نکال دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ جھوٹ بول رہے ہیں، ایجنڈے کا پہلا صفحہ ہم نے اتار لیا تھا اور یہ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر حزب اختلاف نے باقاعدہ کاغذ لہراتے ہوئے دکھایا)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، خواجہ سلمان صاحب!

خواجہ سلمان رفیق: جناب سپیکر! اس ہاؤس میں دو چار دن سے جو گفتگو چل رہی ہے، جو بھی اختلاف چل رہا ہے اس میں ہمیں اس حد تک نہیں جانا چاہئے کہ وہ شخصیت جس کے لئے یہ کائنات اور دنیا وجود میں آئی ہے اس کے نام کی بے حرمتی کریں۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم بے خبری یا غلط فہمی میں ان کے نام کی بے حرمتی کریں۔ جس کاغذ پر ان کا نام مبارک لکھا ہوا ہے اگر اسے پھاڑ کر ہم نیچے پھینکیں گے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہم دشمنی اور سیاسی اختلاف میں اس حد تک آگے نہ چلے جائیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

خواجہ سلمان رفیق: جناب سپیکر! ہمیں عوام نے اس ایوان میں اس لئے نہیں بھیجا کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے نام اور قرآن کریم کے الفاظ کو اس ایوان میں پھاڑ کر پھینکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ دیکھیں، ان کاغذات پر رسول کریم ﷺ کا نام مبارک لکھا ہوا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے پھٹے ہوئے کاغذات ایوان میں دکھائے)

سرکار دو عالم ﷺ کے لئے ہم کسی چیز پر compromise نہیں کریں گے۔ اگر یہ اتنے اندھے ہو گئے ہیں، ان کو کوئی چیز نظر نہیں آتی تو پھر ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے خلاف ناموس رسالت کا مقدمہ درج کروایا جائے۔ بطور مسلمان ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اپوزیشن کے ارکان جو کہ اتنے اندھے ہو چکے ہیں، انہیں کچھ نظر نہیں آ رہا ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ یہ اپنے گریبانوں میں جھانکیں۔ یہ تمام حدود cross کر چکے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں اور کسی صورت بھی ان کی یہ بدمعاشی نہیں چلنے دیں گے۔

وزیر خزانہ و منصوبہ بندی (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا تجمل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے وزیر خزانہ صاحب بات کر لیں۔

وزیر خزانہ و منصوبہ بندی (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب اور اپوزیشن کے دوسرے ممبران کی طرف سے کہا گیا کہ این۔ایف۔سی ایوارڈ کے بارے میں ہاؤس کو آگاہ کیا جائے۔ یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ میں آپ کی اجازت سے این۔ایف۔سی ایوارڈ کے حوالے سے ایک مفصل رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! چودھری ظہیر الدین صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ ذرا آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ پر ہماری جان قربان، ہمارے ماں باپ قربان۔ حکومت اب اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئی ہے۔ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ آپ کو پارٹی بنایا جا رہا ہے۔ آپ اس میں پارٹی بننے سے بچیں۔ میں یہاں

پر اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے کہتا ہوں کہ رسالت مآب حضرت محمد ﷺ پر ہماری جانیں اور ماں باپ قربان۔آپ کو پارٹی بنایا جارہا ہے، آپ اس میں پارٹی مت بنیں کیونکہ یہ غلط ہے۔آج ہم کہتے ہیں کہ یہ حکومت غلط کر رہی ہے۔ہم رسالت مآب حضرت محمد ﷺ پر تو اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ جو رپورٹ پیش کرنا چاہتے ہیں وہ اگلے اجلاس میں کر لیجئے گا۔جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کو اختلاف کرنے کا حق ہے لیکن آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ ہم سب کے لئے انتہائی محترم ہیں۔انہوں نے جو حرکت کی ہے اس پر ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔گورنر پنجاب کی جانب سے درج ذیل order موصول ہوا ہے:

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(72)/2009/131.Dated 9th November, 2009. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. November 09, 2009 (Monday) on the conclusion of sitting on that day.

Dated Lahore, the	**SALMAAN TASEER**
9th November, 2009	**Governor of the Punjab**